

قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِمَامُ حُسَيْنٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَرَمَا

قَدْ خَذَلْتَنَا شِيعَةً

تَقِيْلِي بِهِ رَسُوْلِي شِيعُوْنَ سَمِيْعِي وَكَلِيْلِي كَرِيْمِي

{ شیعوں کی سب سے زیادہ شہرت والی جگہ میں سے }
{ ان کا انکار نہ کرنا، نہ جھوٹا شہید نہ کرنا }
{ ان کا انکار نہ کرنا، نہ جھوٹا شہید نہ کرنا }

عُقَاةُ جَعْفَرِ بْنِ

(جلد اول)

اللہ وانبیاء ونبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی بیعت کی شان میں شیعوں کی کتابیں

باب اول

ان کے اہل بیت کی شیعوں پر پڑنے والی

باب دوم

بحث بیعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

باب سوم

نعتیہ و شیعہ و اہل بیت علیہم السلام
مجتہدین علی نقشبندی

مکتبہ نوریہ حبیہ و جامعہ رسالہ شیرازیہ

بلاال کشور، لاہور، پاکستان فون: 7227228

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب — عقائد جعفریہ (جلد اول)

مصنف — محقق اسلام شیخ الحدیث علامہ محمد علی نقشبندی ضیاء السیر

بانی جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گل خانپور

کتابت — رابعہ محمد صدیق کیلیا نوالہ شریف گوجرانوالہ

— ۴ —

نوٹ

کتاب ہذا عقائد جعفریہ میں آئے ہر موضوع پر اپنے دعویٰ کا اثبات و استدلال صرف اور صرف کتب شیعہ سے ہی کیا ہے جس چند مقامات پر کسی کتب سے استناد کیا گیا ہے وہاں کتب شیعہ سے اس کی مضبوط تائید بھی پیش کی کہ ہے اور یہی اس کتاب کا فرقہ امتیاز ہے۔

مکتبہ نورِ حسینہ، جامعہ رسولیہ شیرازیہ

ہلال گل خانپور، لاہور پاکستان فون 7227228

نقوش حیات

محقق اساتذہ کرام الحدیث حضرت علامہ محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ۔

تعليم منظاراً من 1952، ودرس الحامى 1960، فاضل غربى 1961.

- 1- جامعہ کا قیام 1963ء میں جامعہ رسولیہ شیرازیہ بانی بانی شیخ ابوہریرہؓ کو کام کیا جو اس وقت پاکستان میں مسلمین کی عمر و ملک و بی و رسا میں سے پہلے ہے۔
- 2- آپ نے اپنے دور کے سارے علوم و کتاب فقہی کیا، امام اہل سنت علامہ ابوہریرہؓ کے ساتھ ساتھ صاحب حزب و احکام رشتہ اللہ علیہ۔ شیخ الحدیث امین محمدؒ کے اعلیٰ پاکستان مولانا سرور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد ریث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ استاد امجدیہ فقہ احمدیہ ریث سید جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا استاد خاص تھے حضرت مولانا حافظ محمد قزوینی صاحب کیلانی مدظلہ العالی
- 3- دور طالب علمی میں آپ کو سلسلہ حالیہ تشدد کی فہمیدہ روحانی حفاظت اور سائنس و طبیعت کی ابتدا فرمائی گئی تھی۔ آپ نے عربیہ اسلامیہ ادارات حضرت فرید الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ جس نے آپ کی زندگی میں ایک نئے روحانی انقلاب پیدا کر دیا۔
- 4- طویل اسلامی کی تکمیل کے ساتھ ہی آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور اسی شوق نے غور و اسلامیہ کی تعلیم دینی دور کا جامعہ رسولیہ کا روپ و حوالہ برآئے وطن مزاج کی صفت اول نے ادوار میں شامل ہے۔
- 5- آپ نے اپنی مدد و احسان جتنی کو صرف تدریس کے شعبے تک محدود نہیں رکھا بلکہ تصنیف و تالیف کے شعبہ میں اور دینی کارنامہ سرانجام دیا جس کی مثال ماضی قریب سے ماضی بعید دور تک نہیں نظر آتی۔ باوجود آپ کی تصانیف مستقل کے سورج کے لئے سدا کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مگر یہ تمام اہمیت اور شہرت اور قبولیت عظیم المصنفین پر فرقہ بانے باطلہ کی طرف سے دینے کے الزامات کا اس قدر مضبوط اثر ہے کہ اس کی کجی کو جرم کو جرم سے بے گناہ نہیں کر سکتا۔ یہ سب کچھ کی تعلیم کا نچوڑ ہے۔
- جزائر سے زائد صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ جبکہ خدمت حدیث کے حوالے سے موصوفہ احمدیہ کی شہرت کافی زیادہ صفحات کے ساتھ جگہ جگہ پر پھیلا ہوا ہے۔ جبکہ خدمت حدیث کے حوالے سے موصوفہ احمدیہ کی شہرت کافی زیادہ

وصال: 28 عفر 1418 ھ بمطابق 14 جولائی 1996ء

فہرست مضامین عقائد جعفریہ

حصہ اول

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۳۱	باب اول	۱
۳۲	شیخ فرقہ کے گستاخانہ عقائد	۲
۳۳	فصل اول	۳
۳۴	اثبات اللہ کی شان میں اہل گستاخیں	۴
۳۵	گستاخی ۱۔	۵
۳۶	مشہور چار دینی فرقہ کو جہول تک جاتی ہے ۱	۶
۳۷	جہول کی تعریف تیس کتب سے	۷
۳۸	انوار الہییت سے اللہ کے بارہ ہزار آیات	۸
۳۹	بارہ سے زیادہ کوئی صفت اللہ کے لیے ناجائز نہیں	۹
۴۰	ہم جعفر علی فرمایا میرے بیٹے اسد مل سکے بارہ میں اللہ کو نماز مست بار	۱۰
۴۱	پھر گیا اللہ جہول تک نہیں تھی یا رسول کافی	۱۱
۴۲	اہل تشیخ کے ہاں امامت کا درجہ رسالت سے زیادہ	۱۲
۴۳	جہول ہے ۔	۱۳

صفحہ	سفر	پر شمار
۴۶	گستاخی ۷	۱۲
۴۷	اللہ تعالیٰ اور حضرت علی کی صفات ایک جیسی ہیں۔	۱۳
۴۸	گستاخی ۸	۱۴
۴۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ شریک خدا ہیں۔	۱۵
۵۱	گستاخی ۹	۱۶
۵۱	اللہ تعالیٰ نبی علیہ السلام کا خلیفہ ہے	۱۷
۵۲	شیعوں مذہب میں مبالغہ آمیزی کی بنیاد بالیٰ مذہب شیعوں میں اللہ کی سیادت	۱۸
۵۲	والی کہ حضرت علی کو خدا کا درجہ دے دیا۔	۱۹
۵۷	گستاخی ۱۰	۲۰
۵۷	اللہ تعالیٰ ہمیں سارے نوجوان کی شکل میں ہے	۲۱
فصل دوم		
۶۱	حضرات انبیاء کرام کی شان میں شیعوں کی گستاخیاں	۲۲
۶۱	گستاخی ۱۱	۲۳
۶۱	امامت علی سے انکار کرنے پر اللہ نے یونس علیہ السلام کو شکم ہی	۲۴
۶۱	میں قید کیا تھا۔	۲۵
۶۲	گستاخی ۱۲	۲۶
۶۲	یہ یقین پاک صبر کرنے کی وجہ سے حضرت آدم کو جنت سے نکال دیا گیا۔	۲۷

صفحہ	مضمون	پر شمار
۶۲	گستاخی ۴	۲۷
۶۳	کفر کے تین اصولوں میں سے ایک حضرت آدمؑ میں موجود تھا۔	۲۸
۶۵	ایک طرف انبیاء مبہوم اور دوسری طرف کافرا	۲۹
۶۷	گستاخی ۵	۳۰
۶۸	امامت اہل بیت سے انکار کرنے کی وجہ سے ان کثرت انبیاء پر خدا کا	۳۱
۶۹	عذاب اتارا۔	
۷۱	گستاخی ۶	۳۲
۷۱	حضرت علیؑ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔	۳۳
۷۷	ذکر و گستاخوں کے بارے میں کچھ گزارشات	۳۴
۷۹	گستاخی ۷	۳۵
۷۹	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ساری کائنات حضرت علیؑ سے پہنچا ہے۔	۳۶
۸۲	فصل سوم	۳۷
۸۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں شیعوں کی گستاخیاں	۳۸
۸۴	شیعہ کتب کے مطابق تئید جبرائیلؑ برائے کو کہتے ہیں۔	۳۹
۸۴	گستاخی ۸	۴۰
۸۴	تمارا آپؐ کی سشدہ پیش آئید سے جبریکڑی تھیں۔ اور خدا	۴۱
۸۴	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس سب سے زیادہ تئید باز تھے	
۸۴	مداخرا	

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۸۶	گستاخی ۱	۴۷
۸۶	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک بری مثال	۴۸
۸۷	گستاخی ۲	۴۹
۸۷	نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان معاملہ	۵۰
۸۸	بہرہ خلی سے حضرت کی گنجائش نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رسالت سے آیا	۵۱
۸۸	شیعوں کے غریب کا اعتقاد	-
۸۹	دو بیٹے	۵۲
۹۱	گستاخی ۳	۵۳
۹۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان معاملہ	۵۴
۹۱	شیعوں کی بڑی	-
۹۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفات میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہیں	۵۵
۹۳	گستاخی ۴	۵۶
۹۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایسی صفات ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل تھیں	۵۷
۹۴	نوٹ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شرعی کا لازم	۵۸
۹۵	گستاخی ۵	۵۹
۹۵	اللہ تعالیٰ کے امامت علی کے بارے میں نبی کریم کو ڈانٹا	۶۰
۹۹	گستاخی ۶	۶۱
۹۹	اللہ تعالیٰ نے ولایت حق و تاکید حق کی طرف ایک ایسی راہ دکھائی ہے جو	۶۲
۱۰۱	گستاخی ۷	۶۳
۱۰۱	حضرت علی کے ساتھ کسی اور کی ولایت ماننا شرک و کفر کا جرم ہے	۶۴

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۶۰	شیعوں کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اعمال خالص برے تھے۔	۶۰
	فصل چہارم	۶۱
۶۶	اہل بیت المؤمنین اور خلفاء راشدین کی شان میں شیعوں کی گستاخیاں	۶۲
۱۰۶	گستاخی ۱۔	۶۳
۱۰۶	حضرت امام جعفر مرتضیٰ قزاز کے بعد چار مردوں اور چار عورتوں پر لعنت کی کر تے تھے۔	۶۴
۱۰۶	ہر قزاز کے بعد خلفاء ثلاثہ اور سیدہ عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما پر لعنت کرنا شیعوں کا فرمان ہے	۶۵
۱۰۶	بسیب کہ امام باقر کی نگاہ میں صداقت صدیق رحمہ	۶۶
۱۱۱	گستاخی ۲۔	۶۷
۱۱۱	امام قاسم بن ہریرہ کہ حضرت عائشہ پر مزا جاری کریں گے۔	۶۸
۱۱۲	گستاخی ۳۔	۶۹
۱۱۲	صدیق اکبر فاروق اعظم اور عثمان رضی اللہ عنہم وقت کے فرعون اور قحط	۷۰
۱۱۲	تھے۔ معاذ اللہ	
۱۱۵	گستاخی ۴۔	۷۱
۱۱۵	تمام شیعہ ہر نماز کے بعد خلفاء راشدین پر ۴۰ بار لعنت کرتے ہیں۔	۷۲

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۱۴	حبیبِ دین ہزار شیعہ مخلص ہو جائیں گے تو امام قائم علی ہر ہو جائیں گے۔ کیا بھی ملک۔ سنی شیعہ میں مخلص نہیں بن سکے۔	۷۷
۱۱۶	گستاخی ۵	۷۸
۱۲۱	دینی علی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غلام دے دی تھی۔	۷۹
۱۲۴	ازواجِ مطہرات رسول کو غلام دینے کی بحث	۸۰
۱۲۶	ایک شیعہ اور اسی کا جواب	۸۱
۱۲۹	شانِ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخالفین کا حافی	۸۲
۱۲۹	قرآن اور شیعہ آئمہ میں	۸۳
۱۳۱	امام باقر رضی اللہ عنہ کے نزدیک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی علی اللہ علیہ وسلم کی عربِ پاک ہیں۔	۸۴
۱۳۶	ہر گناہگار کو بخشا جائے گا اگر گستاخ عائشہ ناقابلِ معافی ہے شیعہ تفاسیر کی روشنی میں	۸۵
۱۴۰	گستاخی ۶	۸۶
۱۴۰	تین کے سوا تمام صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔	۸۷
۱۴۱	صحابہ کی شان کے چند نمونے شیعہ کتب سے	۸۸
۱۴۶	گستاخی ۷	۸۹
۱۴۷	حضرت عقیل اور حضرت عباسؓ میں۔۔۔ نوں ذیل سے معاذ اللہ	۹۰

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
	فصل پنجم	
۱۴۹	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں شیعوں کی گستاخیاں	۸۷
۱۵۲	گستاخی ۱	۸۹
۱۵۲	بقول شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جان کے ڈر سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی	۹۰
۱۴۹	گستاخی ۲	۹۱
۱۵۲	بقول شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکومت حاصل کرنے کے لیے ہر حربہ اپنایا۔	۹۲
۱۵۲	گستاخی ۳	۹۳
۱۵۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گمے میں رسی ڈال کر ان سے بیعت لی گئی	۹۴
۱۵۲	گستاخی ۴	۹۵
۱۵۲	بقول شیعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور حکومت میں بھی حق ظاہر نہ کیا۔	۹۶
۱۵۲	گستاخی ۵	۹۷
۱۵۲	شیعوں کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ اکہالی وینے سے ان کے	۹۸
۱۵۲	نہ دھڑکتے تھے۔	۹۹
۱۵۴	گستاخی ۶	۱۰۰
۱۵۴	حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زبان سے بڑا گستاخ کرنا ایسا دردناک اور زاری کرتے ہوئے ہے۔	

صفحہ	مضمون	پر شمار
۱۵۸۰	گستاخی	۱۰۱
۱۵۸	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امتداد و رجحان بزدلی ثابت کیا۔	۱۰۲
۱۶۲	ذکر و گستاخیوں سے چار امور ثابت ہوئے۔	۱۰۳
	۱۔ امرا و اہل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حریف تھے، اہل ترویج و شان و عظمت کی روشنی میں۔	۱۰۴
۱۶۳	۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بزدلی تھے، اہل ترویج و آپ کے اپنے بہادر و اقوال کی روشنی میں۔	۱۰۵
۱۶۴	۳۔ آپ نے سختی و زحمت ہر کیا اہل ترویج و آپ کی چند وصیاست کی روشنی میں۔	۱۰۶
۱۶۹	۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شیعہ حجاز کی ترویج و عادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں۔	۱۰۷
۱۶۳		
	فصل ششم	۱۰۸
۱۶۹	یہ وہ فاطمہ علیہ السلام بنت حبیبی اللہ تعالیٰ کی شان میں شیعوں کی گستاخیاں	۱۰۹
۱۶۹	گستاخی	۱۱۰
۱۶۹	یہ وہ نبی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے عترت کو بری طرح مٹا دیا حضرت	۱۱۱
۱۶۹	کہا۔	

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۷۷	گستاخی ۴	۱۱۲
۱۷۸	حضرت علیؑ کی تلکھٹی کی وجہ سے سیدہ فاطمہؑ کو ان سے نکاح پر انسو برس	۱۱۳
۱۷۹	آیا اللہ رو پڑیں۔	۱۱۴
۱۸۰	گستاخی ۵	۱۱۵
۱۸۱	سیدہ نے حضرت علیؑ کی سخاوت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔	۱۱۶
۱۸۲	اللہ نے انہیں ڈالنا۔	۱۱۷
۱۸۳	گستاخی ۶	۱۱۸
۱۸۴	سیدہ فاطمہؑ حضرت علیؑ سے نکاح پر ناخوش تھیں۔	۱۱۹
۱۸۵	گستاخی ۷	۱۲۰
۱۸۶	سیدہ نے حضرت علیؑ کے ہاتھوں پر مارا اور دامن کھینچا جس پر	۱۲۱
۱۸۷	اللہ اور نبی نے انہیں ڈالنا۔	۱۲۲
۱۸۸	گستاخی ۸	۱۲۳
۱۸۹	سیدہ فاطمہؑ حضرت علیؑ کے ایک جائز کام پر غضبناک ہو کر ٹیکے لگائی	۱۲۴
۱۹۰	تھیں جس پر اللہ اور نبی نے انہیں منع کیا۔	۱۲۵
۱۹۱	گستاخی ۹	۱۲۶
۱۹۲	سیدہ فاطمہؑ نے حضرت امام حسینؑ کو باطلی تاخو استہ جنا	۱۲۷
۱۹۳	گستاخی ۱۰	۱۲۸
۱۹۴	سیدہ کی شب زفاف کو ستر چڑھتوں نے بگیرے کی	۱۲۹

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۸۸	گستاخی نہ	۱۳۸
۱۸۸	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو شرب زلفات فرمایا۔ میرے آنے سے قبل	۱۳۹
۱۸۸	مضمون کا نام دکن	
۱۸۹	ذکورہ گستاخوں سے حاصل ہونے والے نتائج اودان کی تردید	۱۴۰
۱۹۳	فصل ہفتم	۱۴۱
۱۹۳	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی شان میں شیعوں کی گستاخیاں	۱۴۲
۱۹۴	گستاخی نہ	۱۴۳
۱۹۴	شیعوں نے امام حسن کو زخمی کیا اور کافر کہہ	۱۴۴
۱۹۵	شیعوں کے امام حسن کو زخمی کرنے بل چھیننے کا اور یا منڈل المومنین کہنے	۱۴۵
۱۹۵	پر شہید کتب سے حوالہ جات	
۲۱۲	گستاخی نہ	۱۴۶
۲۱۲	شیعوں نے ایک بے حیا اور نادان قاضی سماعت خدائی امام حسن علیہ السلام کی	۱۴۷
۲۱۲	طرف منسوب کر دیا۔	
۲۱۳	گستاخی نہ	۱۴۸
۲۱۳	ایک اور گستاخ قاضی آپ کی تریاں سے	۱۴۹
۲۱۴	کیا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی تخت گواہ باتاری ہونگے جیسے	۱۵۰
	سکتی ہے۔	

فصل ششم

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نشان میں شیعوں کی گستاخیاں۔

۲۱۹ ۱۴۱ قتل امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتلہ دارکون لوگ ہیں

۲۱۹ ۱۴۲ اس دور میں پورا کوثر شیعوں تھا۔ شیعوں کی کتب حوالہ بات

۲۲۳ ۱۴۵ مخلص شیعوں نے امام حسین کو کوثر آنے کی دعوت دی

۲۲۳ ۱۴۶ شیعوں کی کتب و زنی دلائل کے ساتھ۔

۲۲۳ ۱۴۷ امام عالی مقام کی طرف آمد خطوط و کتب کوثر میں عربی اقوال و عقائد کہ ہم

۲۲۳ ۱۴۸ مد شیعوں علی حسین، میں شیعوں قمار کتب

۲۲۱ ۱۴۸ کوثر شیعوں کے بارہ ہزار خطوط کا جواب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

۲۲۱ ۱۴۹ طرف سے

۲۲۲ ۱۴۹ امام مسلم کی دعوت کرنے والے سب شیعوں تھے۔ شیعوں کی کتب حوالہ بات

۲۲۲ ۱۵۰ کی روشنی میں

۲۲۹ ۱۵۰ شیعوں کے دعوت مسلم کہیں پر ایک زیری نے کسی اقلیت میں بڑھ کر

۲۲۹ ۱۵۱ خط لکھا۔

۲۵۲ ۱۵۱ صحابہ کرام نے امام حسین کو کوثر جاننے سے روکا گراپ سنے فرمایا مجھے میرے

۲۵۲ ۱۵۲ شیعوں خط لکھ چکے ہیں۔ شیعوں کی کتب

۲۵۸ ۱۵۲ سفر کوثر میں شہادت امام مسلم رضی اللہ عنہ کی خبریں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ فرمایا ہمیں

۲۵۸ ۱۵۲ ہمارے شیعوں نے دیکھا کہ دیا۔

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۵۲	میدان کربلا میں کوئی لشکر دشمنوں کا ان کے خطوط کا مجھے گواہوں نے ان خطوط سے لاعلمی ظاہر کر دی۔	۲۶۱
۱۵۳	جینوں نے بلایا انھوں نے ہی شہید کیا۔	۲۶۵
۱۵۵	اہم کے مقابلہ میں کوئی حمایہ اورد شامی آدمی نہ تھا۔ سب کوئی تھے۔	۲۶۹
۱۵۶	شہادت حسین رخ کے بعد اہل بیت کو لوگ لوٹتے بھی تھے۔ اور ان کی حالت قابلِ رونا تھا۔ دوسرے بھی تھے۔	۲۷۰
۱۵۷	شہادت حسین رخ کے بعد یازد کو قریشی ماتم کرنے والوں کو اہل بیت نے مکارا اور پناہ قاتل قرار دیا۔	۲۷۲
۱۵۸	یازد کو قریشی خطیر نام زمین بھاری۔ اسے مایہوہ تھا۔ اسے ہمارا قاتل کون ہے؟	۲۷۲
۱۵۹	خطیر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے ماتم کرنے والا اقیامت تک ماتم کی کرتے وہ ہو گئے۔	۲۷۳
۱۶۰	خطیر سیدہ فاطمہ زینب حسین رخ۔ اسے مایہوہ ہمارے قاتل سے تھا۔ اسے دلِ شلو ہو گئے۔	۲۷۵
۱۶۱	خطیر سیدہ ام کلثوم زینب فاطمہ رخ۔ کو فیروہ تھا۔ انہوں نے ہمارے قاتل سے منہ سیاہ ہو جائیں۔	۲۷۷
۱۶۲	انعام اور صلح	۲۸۰
۱۶۳	دھوکہ دہی	۲۸۱
۱۶۴	قاتلِ حسین اہل سنت تھے۔ ایک نئے شیعوں کے قاتل اجتہاد۔	۲۸۱

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲۸۱	پہلا دھوکہ	۱۶۵
۲۸۱	واقفہ کر بلا کے وقت کو ذریعہ شیعہ مضمون ہمہ جہت تھے۔	۱۶۶
۲۸۲	جواب اول	۱۶۷
۲۸۳	حوالہ میں ذکر کی گئی کتاب کا معنی شیعہ ہے۔	۱۶۸
۲۸۶	جواب دوم	۱۶۹
۲۸۶	یہ کہنا غلط ہے کہ واقفہ کر بلا کے وقت کو ذریعہ شیعہ معدوم ہو گئے تھے۔	۱۷۰
۲۹۱	دوسرا دھوکہ	۱۷۱
۲۹۱	ایک بے یقینی طویل عبارت	۱۷۲
۲۹۲	جواب اول	۱۷۳
۲۹۲	شیعہ جہتہ نے جن سات افراد کو قتل حسین کا ذمہ دار قرار دیا وہ شیعہ کتب میں	۱۷۴
۲۹۲	شیعہ ثابت ہو گئے۔	۱۷۵
۲۹۲	جواب دوم	۱۷۶
۲۹۶	میدان کر بلا میں امام حسین کے مقابل تمام شیعہ تھے۔	۱۷۷
فصل نہم		۱۷۸
		۱۷۹
		۱۸۰
		۱۸۱
۳۰۲	امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی شان میں شیعوں کی گستاخیاں۔	۱۸۲
۳۰۲	گستاخی طے	۱۸۳
۳۰۲	امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی شان میں شیعوں کی گستاخیاں۔	۱۸۴
۳۰۲	چاہے بیجے۔	۱۸۵

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۳۰۸	گستاخی ۷۱	۱۸۱
	بقول امام قرین العابدین۔ ہر حکمران خلافت علی رضی اللہ عنہ کا مضبوطی حاصل اور اس کی دیر اس کے خلاف ہو گیا اور اقرار خلافت علی کے بغیر بول و باز نہ کرتے کہ اس کا کویا	۱۸۲
۳۰۸	گستاخی ۷۲	۱۸۳
۳۱۰	فصل دہم	
	امام باقر اور امام جعفر رضی اللہ عنہما کی شان میں شیعہوں کی گستاخیاں۔۔۔۔۔	۱۸۵
۳۱۲	گستاخی ۷۳	۱۸۷
	بقول شیعہ امام باقر مضبوطی پر چونا ل کر برہنہ ہو گئے اور لوگوں کے سامنے آ گئے (معاذ اللہ)	۱۸۷
۳۱۲	فقہ جعفری کی امتیازی شان	۱۸۸
۳۱۳	گستاخی ۷۴	۱۸۹
۳۱۴	امام جعفر اپنے اکٹناں پر پٹی پیٹ کر محام میرو ہنڈ آجایا کرتے تھے اور اسی حالت میں ایک شخص سے ملاؤ گواہتے تھے۔	۱۹۰
۳۱۴	گستاخی ۷۵	۱۹۱
	بقول شیعہ فتویٰ امام جعفر ہے کہ نماز میں مرد کی ہڈی ٹھک کر پاؤں تک پہنچے تو بھی نماز قائم رہتی ہے۔	۱۹۲
	گستاخی ۷۶	۱۹۳
	بقول شیعہ فتویٰ امام جعفر ہے کہ بوقت ضرورت تموک سے استنجا کیا جاسکتا ہے۔	۱۹۴
۳۱۸		

صفحہ	مضمون	ترتیب شمار
۳۱۹	گستاخی ۵	۱۹۵
	الحی بیت کے دو امام بیک دھت نیگے ہو کر حمام میں آ سکتے ہیں۔ کیونکہ	۱۹۶
۳۱۹	مسموم ہیں۔	
۳۲۱	گستاخی ۵	۱۹۷
	بقول شیخ فرمان امام جعفر ہے کہ یوں کو نکا کر کے اس کی شرمگاہ میں انگلی	۱۹۸
۳۲۱	ڈالنا بدست لغزیز ہے۔	
۳۲۲	گستاخی ۵	۱۹۹
	بقول شیخ امام جعفر کا فرمان ہے کہ عورت کے ساتھ چاہانہ کے راستہ میں	۲۰۰
۳۲۲	جس طرح کرنا جائز ہے۔ (اموال اللہ)	
۳۲۵	گستاخی ۵	۲۰۱
	بقول شیخ عورت کی شرمگاہ کو ادھار پر دینا جائز ہے۔ (بعض مفسرین	۲۰۲
۳۲۵	امام جعفر)	
۳۲۶	گستاخی ۵	۲۰۳
	بقول شیخ امام جعفر اور حضرت علی کا فرمان ہے۔ برقت ضرورت زنا	۲۰۴
۳۲۶	نکاح بن جائز ہے۔	
۳۲۷	گستاخی ۵	۲۰۵
	بقول شیخ فرمان امام جعفر ہے کہ شہت زنی جائز ہے۔	۲۰۶
۳۲۸	گستاخی ۵	۲۰۷
	بقول شیخ امام جعفر ہے کہ تمام اقوال سنیستہ آجائیں تو لوگوں کے اقدار	۲۰۸
۳۲۸	لکڑی طرح سمٹتے ہو جائیں	

صفحہ	مضمون	نمبر
۳۲۹	گستاخی ۱۲	۲۰۹
۳۲۹	بقول شیخ داؤد ابوبصیر اگر امام جعفر کو دنیا مل جاتی تو اس کے پیچھے پڑ جاتے کیونکہ آپ دشواری غور تھے۔ معاذ اللہ	۲۱۰
۳۳۲	فصل پانزوم	۲۱۱
۳۳۲	امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ اور امام علی رضا رضی اللہ عنہ کاظمی	۲۱۲
۳۳۳	گستاخی ۱۳	۲۱۳
۳۳۳	بقول شیخ فرمان امام موسیٰ کاظم ہے کہ اگر کسی شرمگاہ پر اتور کھ لیئے سے ہی بکرو ہو جاتا ہے۔	۲۱۴
۳۳۳	شیخوں کو اسی حالت میں رہنی چاہیے تاکہ امام کا فرمان زبرد نہی ہے۔ اور فرقہ جعفریہ کا کافی مسلک ہو	۲۱۵
۳۳۵	گستاخی ۱۴	۲۱۶
۳۳۵	شیخوں کو اپنے امام سے فراموشی نہ کرنی چاہیے۔	۲۱۷
۳۳۶	گستاخی ۱۵	۲۱۸
۳۳۶	بقول شیخ فرمان امام رضا ہے کہ حضرت موطیہ السلام نے کافروں کو اپنی بیٹیاں بشرط نکاح و ملی فی اللہ برکے لیے دینا پاویں۔	۲۱۹

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲۳۷	گستاخی ملا	۲۲۰
۲۳۷	امام موسیٰ کاظمؑ کی والدہ کی شان میں شیعوں کی بدترین گستاخی	۲۲۱
۲۴۵	فصل وازو محرم	۲۲۲
۲۴۵	امام تقی بن امام رضاؑ اور امام تقی بن امام نقیؑ کی شان میں شیعوں کی گستاخیاں	۲۲۳
۲۴۵	گستاخی راوی	۲۲۴
۲۴۵	بقول شیعوں فرمان امام تقیؑ ہے کہ شیطان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ناک پتہ کے منہ میں داخل ہو کر دوسرے نکلا رہا۔	۲۲۵
۲۴۸	گستاخی ۲	۲۲۶
۲۴۸	بقول شیعوں۔ امام تقی رضی اللہ عنہ کے نزدیک تفسیر تمام نیک اعمال سے افضل تھا۔	۲۲۷
۲۵۱	گستاخی ۳	۲۲۸
۲۵۱	شیعوں نے گستاخی مٹی اور جھوٹ سے بھری جہاد، امام تقیؑ کی شہادت کی طرف منسوب کر دی۔	۲۲۹

صفحہ	مضمون	پر شمار
۳۵۵	فصل سیزدہم	۲۳۰
	امام حسن مسکری رضی اللہ عنہ اور امام باقر علیہ السلام کی شان میں شیعوں کی گستاخیاں	۲۳۱
۳۵۵	گستاخی ۱	۲۳۲
	بقول شیعوں: امام حسن مسکری کا فرمان ہے کہ علی انفسہ نبی ہے (یعنی میں نبی ہوں)؛ اسی لیے نبی کے معجزے میں علی کے معجزے ہیں۔	۲۳۳
۳۵۹	گستاخی ۲	۲۳۴
	امام محمد بن اعرجانہ میں شیعوں کے نزدیک رنگا خام برہو کا اور سب سے پہلے اس کی حیثیت نبی علیہ السلام کا تسلیم کریں گے۔	۲۳۵
۳۵۸	امام غائب کا تعارف	۲۳۶
۳۵۹	بقول شیعہ: امام محمد بن علی کے خوف سے "غائب ہو گئے ہیں۔"	۲۳۷
	امام غائب کے ظہور میں شیعوں کی روایات کا اختلاف ہی بیکار ہے کہ اس کی قیامت موجود ہے یا نہیں۔	۲۳۸
۳۶۰	روایت ۱: بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ امام غائب کی حیثیت زیادہ سے زیادہ چھ سال رہے گی۔	۲۳۹
۳۶۰	روایت ۲: امام رضا کے بقول امام کے غائب رہنے کا موعود میں تو یہ شخص شیعوں میں پیدا ہونے لگا ہے۔	۲۴۰
۳۶۱	روایت ۳: امام باقر نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے امام محمد بن علی کے ظہور کا زمانہ سن ۱۱۰ ہجری مقرر کیا تھا۔ مگر شیعوں نے اس کی مخالفت کر دی اور اللہ نے اس کی تردید کر دی۔	۲۴۱

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۳۶۷	سکن جمہور مشہور کر دیا۔ اللہ بعد ازاں غیر مجوزہ عہدہ کے لیے ہمدی کا محمود مقرر ہوئی کر دیا جو ابھی تک مقرر ہوئی ہے۔	۲۴۶
۳۶۸	شیعوں کے نزدیک ابن کا امام کہاں قاضی ہوا۔	۲۴۷
۳۶۹	سامرا کی فارسی بعض اولیاء کو اب بھی نام نظر آتا ہے۔	۲۴۸
۳۷۰	نور مکرر ۱	۲۴۹
۳۷۱	شیعوں نے امام قاضی کو پہلی بنا کر رکھ دیا ہے۔	۲۵۰
۳۷۲	امام قاضی کی بے کرانگی۔	۲۵۱
۳۷۳	حضرت امام ہمدی شتر گزلبا اصل کو کن سلاخ نبی اور سکوا علی سے کرانے کا	۲۵۲
۳۷۴	خواجہ کلام شیعوں کے پاس اس وقت نہ قرآن ہے نہ امام	۲۵۳
۳۷۵	باب دوم	۲۵۴
۳۷۶	اگر اہل بیت کی شیعوں سے بیزاری اور ان کے لیے جرم مانیں	۲۵۵
۳۷۷	بہد دعاء	۲۵۶
۳۷۸	حضرت علی بن ابی طالب کو (شیعوں) سے فرمایا خدا تمہارے چہرے پر ہے	۲۵۷
۳۷۹	کرے اور تم جہنم ہو جاؤ۔	۲۵۸
۳۸۰	بہد دعاء	۲۵۹
۳۸۱	حضرت علی بن ابی طالب پر تیار تھے کہ میرے معاذیر اپنا ایک ہمدی سے کروں	۲۶۰
۳۸۲	کوئی شیعوں سے نہیں	۲۶۱

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۳۹۲	بددعاء	۲۵۵
۳۹۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے شیعوں سے جو آئی اور خلفاء راشدین سے جاننے کی تمنا کی۔	۲۵۶
۳۹۲	بددعاء	۲۵۷
۳۹۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ حکم درول کر سہ سبب الہی کو نہ (شیعوں) کو نافرمانی لکھوں سے تشبیہ دی۔	۲۵۸
۳۹۳	بددعاء	۲۵۹
۳۹۵	فرمان حضرت علی: اسے کو فرما تم مجھے جھوٹا سمجھتے ہو۔ اللہ مجھے قسم سے دور رکھے۔	۲۶۰
۳۹۵	بددعاء	۲۶۱
۳۹۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا میری تمنا ہے کہ میرے اور شیعوں کے درمیان کوئی معرفت نہ ہو۔	۲۶۲
۳۹۶	بددعاء	۲۶۳
۳۹۹	ارشاد حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے پروردگار کہو! اللہ تمہیں تباہ کر دے	۲۶۴
۴۰۱	بددعاء	۲۶۵
۴۰۱	امام رضا رضی اللہ عنہ فرمایا: یہ کہتے ہیں ہم دلی بیت خیمہ میں جب کہ ان میں ہزار کے اندر ایک بھی شخص نہیں اگر امتحان لیا جائے تو مادے سے ترقی یافتہ ہوں گے	۲۶۶
۴۰۲	اسی ہی ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ہے۔	۲۶۷
۴۰۴	بددعاء	۲۶۸
۴۰۴	کو نہ جلائے والوں پر کہ جلائی امام حسین رضی اللہ عنہ کی۔	۲۶۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۶۰	بیلہ دعا	۴۰۹
۲۶۱	بازار کو ذریعہ اتم کرنے والے شیعوں کو سیدہ زینبؓ نے فرمایا، بیشتر جسم میں تو	
۴۰۲	اتم ہی ہمارے قاتل ہو۔	
۲۶۲	بیلہ دعا	۴۰۹
۲۶۳	فاخر بن حبیب حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے اتم ہماری ہمارے قاتل ہو تمہارے	
۴۰۹	پچھلے سیاہ ہوں (جو واقعی سیاہ ہو گئے) اور دعا قبول ہو گئی۔	
۲۶۴	بیلہ دعا	۴۱۲
۲۶۵	یہی وجہ ہے سیدہ ام کلثومؓ نے کوفیوں کے حق میں کہی۔	۴۱۲
۲۶۶	بیلہ دعا	۴۱۳
۲۶۷	شیعہ کتب حدیث کے بڑے مستور راویوں پر افسانہ خانی لعنت	۴۱۴
۲۶۸	بیلہ دعا	۴۱۶
۲۶۹	امام باقرؑ نے اپنے والد کے اپنے والد کے راوی وہ تباہ، پر	
۴۱۶	لعنت کی۔	
۲۷۰	امام جعفرؑ نے بریدہ اور زرارہ پر بار بار لعنت کی۔	۴۱۶
۲۷۱	اگر زرارہ بریدہ ابی بصیر اور محمد بن مسلم شیعہ مذہب میں نہ ہوتے تو نبوت کے	
۴۱۷	آثار مٹ جاتے۔	
۲۷۲	لہذا شیعہ مذہب کے مرکزی راوی عونؓ، ثمر بنی اور شیعہ قبیلے کے	
۴۱۹	مطابق نبوت کے آثار ختم ہو چکے ہیں۔	

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲۱۵	باب سوم	۲۸۲
	بحث بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۸۳
۲۳۴	فصل اول	۲۸۵
۲۳۴	مضمون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حقیقی صاحبزادیاں تھیں۔ قرآن اور شیعہ	۲۸۶
	کتبت طحوس ولان	
۲۳۱	قرآن سے قرآن شیعہ تفسیر کی روشنی میں	۲۸۷
۲۳۹	شیعوں کی ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ	۲۸۸
۲۳۱	آیت عجاب کے نزول کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں	۲۸۹
	فرمادہ تھیں۔	
۲۳۲	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں حضرت خدیجہ کے بطن سے تھیں	۲۹۰
۲۳۲	احول کافی میں طائر کھیتی کا فیصلہ	۲۹۱
۲۳۹	حیات القلوب بروایت قرب الاسناد	۲۹۲
۲۳۹	صاحب مرآت الحقول کا فیصلہ	۲۹۳
۲۳۳	حیات القلوب میں طائر ہاجر مجلسی کی فیصلہ کن عبارت	۲۹۴
۲۳۳	مفتی آغا علی اور اس کے حاشیہ کی دعا کا شکی بہانہ	۲۹۵
۲۳۷	حیات القلوب کی ایک اور دعا توڑ عبارت	۲۹۶

صفحہ	مضمون	نمبر
۲۵۰	ذریعہ معیاری، ہم جیسیم کی جنتی خالوں کا ذکر	۲۹۶
۲۵۲	فصل دوم	۲۹۸
۲۵۷	چار حدیثیات و سنن والی بعض شیعہ روایات کے راویوں پر تنقید مولویوں کی ناچائز تنقید کا جائزہ کن محاسبہ۔	۲۹۹
۲۵۳	قرب الانسناؤ کی حدیث بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مولوی اسماعیل شیعی کی باطلانہ تنقید۔	۳۰۰
۲۵۴	جواب۔ مولوی اسماعیل کا ڈھٹائی سے بھروسہ ہونا۔	۳۰۱
۲۵۵	شیخ اسماعیل ارباب سے مذکورہ حدیث کے راوی محمد بن صدوق کی تقابلیت و عدالت۔	۳۰۲
۲۵۸	مذکورہ حدیث کی صحت شیعہ کتب کا روشنی میں	۳۰۳
۲۶۲	مذکورہ حدیث کے دوسرے راوی حمیری کے حالات از کتب اسناد الرجال شیعہ۔	۳۰۴
۲۶۹	بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری اسناد سے ثبوت۔	۳۰۵
۲۶۹	فصل صدوق کی حدیث بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں تمام جنتی شیعی کی یہ جوازی کہ اسی کا راوی عمر بن ابی المقدوم بہت بڑا کذاب اور گمراہ کن ہے۔	۳۰۶
۲۷۲	جواب جنتی شیعی کا انداز فکر و استدلال عمرو بن ابی المقدوم نامی شیعہ اور گمراہی ہے	۳۰۷

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۳۰۸	فصل سوم	
۳۰۹	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیوں کو آپ کی ریسید (سے پاک) یہ تھیں :- ۱۔ امیرت کرنے پر بھیجی شیشی کے سچے دودھ دلائی اور ان کے دھماکے سے جلا پات	
۳۱۰	دلیل اول :- ولادت کے حوالہ المشرق مکان الفخر	
۳۱۱	جواب :- پادشہ کی غیر متاثر اور اسل	
۳۱۲	حضرت خدیجہ کی غلامی زمانہ کا صدمہ ادا کیا اور آپ کے فرائض بخیر نہ پڑھنے کی وجہ سے	
۳۱۳	خلاصہ کلام :-	
۳۱۴	نبی کی غلط بیانی	
۳۱۵	خلاصہ کلام :-	
۳۱۶	سیدنا حضرت عثمان کی شان میں نبی کی مذہم گستاخی بنات رسول کی خفاں خفی سے شادیوں ان کے اسلام لانے کے قبل ہوئی تھیں۔	
۳۱۷	جواب :- اس استکبار پر علامہ صاحب کمالیہ	
۳۱۸	جواب :- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حقیقی صاحبزادیاں ہونے پر شیعہ سنی کا اجماع شیعہ کتب کی روشنی میں۔	
۳۱۹	جواب :- شیعہوں کے دو مرکزی بستان شیعہ مفید اور شیخ حنفیہ کا مکالمہ	
۳۲۰	شیخ مفید کی کلام کا خلاصہ۔	

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۵۲۶	مکالمہ شیخ طوسی و شیخ تفتانی۔	۳۲۱
۵۲۷	زین العابدینؑ کی سسٹے۔	۳۲۲
۵۲۵	دوسری دلیل۔	۳۲۳
۵۲۵	ترجمہ ام کلثومؑ اور زینبؑ کی علیؑ کے واسطے کہ پانچویں یا تیسری حقیقت یہ ہے کہ علیؑ کی سسٹے۔	۳۲۴
۵۲۶	جواب۔	۳۲۵
۵۲۶	تیسری دلیل۔ اور اس کا جواب۔	۳۲۶
۵۲۷	چوتھی دلیل۔	۳۲۷
۵۲۷	ماہنامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ ہے حضرت علیؑ کی شہادت کا ایک نسخہ کتاب کی مہارت۔	۳۲۸
۵۲۷	جواب۔ شیخ مولانا می شاہ عرفی عبارت بکھنے کی صلاحیت بکھاتے ہیں۔	۳۲۹
۵۲۸	پانچویں دلیل۔	۳۳۰
۵۲۸	ذکر روایات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کے مترشح۔	۳۳۱
۵۲۹	جواب۔	۳۳۲
۵۳۰	چھٹی دلیل۔	۳۳۳
۵۳۰	یعنی سنی مفسرین کے ہاتھوں میں کمال بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دی ہے۔	۳۳۴
۵۳۰	جواب۔	۳۳۵
۵۳۱	ساتویں دلیل۔	۳۳۶
۵۳۱	تفسیر و فتوہ سے حکم دینے کا کوشش کوئی علیؑ کے واسطے کہ ایک ہی بیعت تھی۔	۳۳۷

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۵۵۵	جواب۔ خیانت کی آفت۔	۲۳۸
۵۵۶	آخرین دلیل اور اس کا جواب	۲۳۹
۵۶۰	نویں دلیل۔ سواحنی حضرت کی عبادت سے دھوکہ دہی اور اس کا جواب	۲۴۰
۵۶۲	دسویں دلیل اور اس کا جواب	۲۴۱
۵۶۷	گیارہویں دلیل۔ لامنی گفتگو۔ اور جواب	۲۴۲
۵۶۹	بارہویں دلیل۔ ایک بے سکی ہمت اور جواب	۲۴۳
۵۷۲	تیرہویں دلیل۔ جناب فاطمہ کی بچپن کی خدمات	۲۴۴
۵۷۳	کتاب۔	۲۴۵
۵۷۶	چودھویں دلیل اور اس کا محاسبہ	۲۴۶
۵۷۷	خاتمہ فصل	۲۴۷
۵۷۸	بنات رسول سے اشرافہ و علم کو آپ کی پانچ بیٹیاں ثابت کرنے پر مبنی	۲۴۸
	اسما علیہ السلام کی دھوکہ دہی کا انکشاف	
۵۸۱	سیرت ابن ہشام کی اصل عبارت	۲۴۹
۵۸۲	تفسیر کبیر اور نیشاپوری سے مولوی اسماعیل کے استدلال کی حقیقت	۲۵۰
	انہی تفاسیر کی اصل عبارتیں۔	
۵۸۷	بنات رسول کے رجبہ ہجرت کے کاغذی مستبر علیہ شیعہ کی نظر میں	۲۵۱
۵۹۰	ہر طرف حقیقت راہبر شریعت حضرت محمد پر بیحد مودت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۲۵۲
	آستانہ عالیہ حضرت کوئٹہ نور الشریعت کا نورانی بیان	

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۵۲۷	حکامہ شیخ طوسی اور شیخ تفتاویٰ	۳۲۱
۵۳۱	تجربہ جواب کی مکمل	۳۲۲
۵۳۵	دوسری دلیل	۳۲۳
۵۳۸	ترتیب ام کلثوم اور زینب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ بیٹیاں تھیں حقیقی ہیں ہی نہیں سکتیں۔	۳۲۴
۵۳۹	جواب	۳۲۵
۵۴۱	تیسری دلیل راہِ واس کا جواب	۳۲۶
۵۴۲	چوتھی دلیل	۳۲۷
۵۴۳	۱۰ادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاصہ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک سنی کتاب کی عبارت۔	۳۲۸
۵۴۴	جواب۔ شیخ مولویوں میں شاید عربی عبارت سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں	۳۲۹
۵۴۵	پانچویں دلیل	۳۳۰
۵۴۶	ذکرہ بیانات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کے عدم قسم تھی۔	۳۳۱
۵۴۷	جواب	۳۳۲
۵۴۸	پچھٹی دلیل	۳۳۳
۵۴۹	بعض سنی مفسرین نے پانچویں دلیل کی شکل بیانات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دی ہے۔	۳۳۴
۵۵۰	جواب	۳۳۵
۵۵۱	ساتویں دلیل	۳۳۶
۵۵۲	تفسیر درخشاں سے دھوکہ دینے کی کوشش کرنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی بیانی تھی۔	۳۳۷

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۵۵۵	جواب - خیانت کی انتہا۔	۳۲۸
۵۵۶	آخری دلیل اور اس کا جواب	۳۲۹
۵۶۰	تیسری دلیل - موصوفی عمر کی عبادت سے دو محکمہ ہیں اور اس کا جواب	۳۳۰
۵۶۴	دوسری دلیل اور اس کا جواب	۳۳۱
۵۶۷	تیسری دلیل - لایعنی گفتگو اور جواب	۳۳۲
۵۶۹	چوتھی دلیل - ایک بے تکلیف عبادت اور جواب	۳۳۳
۵۷۲	پنجمی دلیل - بنیاد فاطمہ کی بچپن کی خدمات	۳۳۴
۵۷۴	جواب۔	۳۳۵
۵۷۶	چھویں دلیل اور اس کا محاسبہ	۳۳۶
۵۷۹	خاتمہ فصل	۳۳۷
۵۸۱	بنیاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی پانچ بیٹیاں ثابت کرنے پر مبنی	۳۳۸
۵۸۲	اسماعیل خلیل کی دو محکمہ کی کائنات	۳۳۹
۵۸۴	سیرت ابن ہشام کی اصل عبادت	۳۴۰
۵۸۶	تفسیر کبیرہ و نیشاپوری سے مولوی اسماعیل کے استہلال کی حقیقت	۳۴۱
۵۸۸	ان تلامذہ کی اصل عبادت	۳۴۲
۵۹۰	بنیاد رسول کے ربیب محمد کے کادھوی مستبر محمد شینہ کی تقریریں	۳۴۳
۵۹۱	بزرگ وقت راہبر شریعت حضرت قبلہ سید محمد باقر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۳۴۴
۵۹۲	آستانہ عالیہ حضرت کبیرا زاد شریف کالواری بیانی	۳۴۵

شان صحابہؓ اور رد شیعہ پر عظیم الشان اور بے مثال تحقیقی شاہکار کتب

تحفہ جعفریہ
جلد ۵

فقہ جعفریہ
جلد ۳

عقائد جعفریہ
جلد ۳

تالیفات

محمد علی نقشبندی

خصوصیات

انداز بیان نہایت سہ و آسان، علماء کرام کی زبان فصیحہ

رد شیعوں پر اتنی جامع، مفصل اور مستحقانہ تقریریں اور جو میں نہیں آتی۔

تمام کتب میں استدلال صرف اور صرف قرآن مجید اور کتب شیعہ سے کیا گیا ہے۔

ان کتب کے بعد اس موضوع پر کسی دوسری کتاب کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

تین کتب تحقیق پر اربعین کی یہ اصول خروں اور کتابخان صاحب اپنے عزیزانہ ہمت ہیں۔

■ نظر انصاف ملاحظہ کرنے والے ہر شیعوں اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کیجئے مجبور ہو جائے گا۔

چیدہ چیدہ مضامین درج ذیل ہیں

تحفہ جعفریہ

۱۔ علیہ خلافت، فضائل صحابہ کرام، انصافاً شائع ہونے والی کتابت، اہمات المؤمنین، میر سجاد علی زکریا، شیعہ، صحابہ اہل بیت کے خاکہ الہی، خوشگوار تعلقات، صحابہ کرام پر کئے گئے عجز احسانات کے اندر ان جنس جرات، بیعت فدا، حدیث قرطاس، اہل سنت کی طرف غلط طور پر منسوب کتب پر تحقیقی و علمی مباحث، خلافت میں غبی نے متعلق ائمہ پر دہری کی تردید، مختلف نسل اور مسلکین، اہانت رسول، بیعت رسول، کتاب ائمہ کاظم

فقہ جعفریہ

خدا اور رسول، منہج ائمہ اور آئمہ اہل بیت کی شان میں اہل تشیع کی بے ادبیاں اور انکسائیاں، قاضی امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کون، عجز، امام تیار و مہاجر اہل بیت پر آنحضرت کی عظمت، پندرہ بارہ ائمہوں کے متعلق شیعہ عقائد اور ان کا رد، منہج امامت، مسئلہ تحریف قرآن، مسئلہ توحید، کتابان مہاجر کا ذکر، امیر جعفریہ پر لعن طعن کرنے والے غبی نما مولویوں اور دہریوں کا ذکر

عقائد جعفریہ

شان امام اعظم ابوحنیفہ، اندلسی پر شیعوں کے تمام عجز احسانات، تہذیبی جوابات، دیگر علماء اہل ان موضوعات، نماز، روزہ، خیر و ظاہر، مسرت، مسئلہ فتنہ جعفریہ کے احکام اور کتب شیعہ، ان کا رد، فقہ جعفریہ کے ممکن العمل ہونے پر دلائل

مکتبہ نوریہ حسنیہ

جامعہ رسولیہ شیعہ ازیہ و ضویہ
دہلی کتبہ لاہور فون 042-7227228

mail@marfat.com

Marfat.com

باب اول

اللہ، ائمہ، صحابہ، اور

ائمہ اہل بیت کی شان

میں شیعوں کی گستاخیاں

باب اول؛

شیعہ حضرات کی گستاخیاں

فصل اول

اللہ تعالیٰ کی شان میں ان کی گستاخیاں :-

گستاخی نمبر ۱۔

شیعہ حضرات کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دوبارہ دعوت دینی مخالفہ لاحق ہوتا رہتا ہے۔ اور رسالہ ہدایہ اسلام اہل مذہب کی تحقیق البطلان میں "بدلتہ" کا معنی یوں لکھا ہوا ہے۔

تصحیف اثنا عشریہ۔

يَقَالُ بَدَأَ لَهُ إِذَا ظَهَرَ لَهُ وَأُمِّي مُخَالَفٌ لِلزَّائِمِ الْأَوَّلِ
وَهُوَ الَّذِي حَقَّقَهُ الْكَيْفُ فِي الْعِدَّةِ وَأَبُو الْفَتْحِ
أَلْكَرَ الْجَبَّحِيُّ فِي كُنْزِ الْفَوَائِدِ وَالَّذِي حَقَّقَهُ
الْمُرْتَضَى فِي الدَّرَرِيِّتِ وَيُشِيرُ بِهِ هَكَذَا
الْطَّبْرَسِيُّ وَهُوَ أَنَّ مَعْنَى قَوْلِنَا بَدَأَ لَهُ تَعَالَى أَنَّهُ

ظَهَرَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ مَا لَمْ يَكُنْ ظَاهِرًا ۝

(تھمڑا اٹھنا عشر وار دوسری ۶۸۷ عقیقہ نمبر ۱)

مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ص ۱۷۱

ترجمہ

جب پہلی بار اس کے مخالفت راستے میں آئے۔ اس وقت کہا کرتے
ہیں۔ بدارشین تھے۔ حدیث الاصلی میں اور ابو اسحق کوفی نے کنز العمال میں
یہی معنی حقیق کیے ہیں۔ اور جو اسی کا معنی مرتضیٰ نے حالہ فیہ میں حقیق
کیا۔ میں کی طرف طبری کا کلام بھی شہر ہے۔ وہ یہ کہ ہمارے تعالیٰ، کو یہ معنی
ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو ایسا امر ظاہر ہو گیا۔ جب پہلی بار پر ظاہر تھا۔

اس کی تائید علامہ طبری شیعہ نے در تفسیر مجمع البیان میں اس کے ان الفاظ سے
کی ہے۔

مجمع البیان ۱۔

بَلْ مَبْدَأُ تَهَمُّ قَاتِكُمْ أَنْوَ يُخْفُونَ مِنْ
قَبْلِ الْآيَةِ (سورۃ الانعام) مَبْدَأُ يَبْدَأُ
تَبْدَأُ إِذَا ظَهَرَ وَفُلَانٌ ذُو مَبْدَأٍ
إِذَا مَبْدَأَ لَهُ الدَّائِي وَتَبْدَأُ فِي هَذَا
الْأَمْرِ تَبْدَأُ يَبْدَأُ لَا يَجُوزُ عَلَى اللَّهِ مُتَبَعُهُ لِأَنَّ
الْقَائِدَ يَمِينُ الْمُتَعَلِّقَاتِ لَمْ يَذَلْ وَكَأَيُّوَالِ

(تفسیر مجمع البیان جلد دوم جزء چہارم)

ص ۶۸۷ مطبوعہ تہران

ترجمہ

جب کوئی چیز ظاہر ہو تو بدلتا بدلتا بدلتا بدلتا جاتا ہے۔ اور جب کسی شخص کو ایک رائے کے بعد دوسری رائے ظاہر ہو جائے۔ تو ایسے شخص کو وہ فوجی و راستہ کا کہتے ہیں۔ اور اس نقطہ کا استعمال اس طرح بھی کیا ہے۔

”بدلتا فی هذا الامر بعد اذ“ اور ”ریداد“ کا اطلاق استعمال اوقات کی ذات کے لیے جائز نہیں کیونکہ وہ تمام معلومات کا اثر لایا ہے۔

عالم ہے۔

”علامہ طبرسی اس نے ”ریداد“ کے معنی کی تائید کر دی ہے۔ کہ اس کا اطلاق اس وقت ہوتا ہے۔ جب کسی کو اپنی سابقہ رائے کے بعد ایک نئی رائے ظاہر ہو جائے اس کے ساتھ علامہ موصوف نے اس نقطہ کے ساتھ اللہ کا تشبہ مونا یا جائز قرار دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا اطلاق یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ اس کی معلومات میں تغیر تبدل ہوتا رہتا ہے۔ آج کچھ اور کل کچھ اور چھوٹا اور بڑا اور عالم جس معلومات ہے۔ لہذا اس کو اس صفت سے تشبہ کرنا ناجائز ہے۔ کیونکہ اس سے یہ بھی لازم آتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ) اشیاء کے عواقب و انجیام سے

بیاد رہے۔

لیکن علامہ طبرسی، اللہ تعالیٰ کے متعلق ”ریداد“ کے اطلاق کو ناجائز کہتا ہے۔ اور موصوفیہ کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ اور اس مسئلہ میں اہل تشیع کا یہ موقف ہے۔ کہ اہل مخالفت ہے۔ اور اس بار سے میں اہل تشیع کا یہ ایک مسئلہ اصول ہے۔ کہ جب کسی مجتہد یا عالم و فقیہ کی رائے کے اثر موصوفیہ کے خلاف ہو۔ تو وہ مردود اور باطل ہوگی۔

لہذا کسی ایک آدمی کے عقیدہ کا اس عقیدہ میں اثر موصوفیہ کی خصوصیت کے

خلافت کھنکھائی و کثرت نہیں رکھتا۔

لہذا شیعوہ حضرات کا عقیدہ جیسو دان کے نزدیک ایسی ہے۔ کہ ائمہ اطہرت سے جو ریدہ لدا، کی نسبت اللہ کی طرف کی ہے۔ یہ کہہ سکتے ہیں۔ اور یہی عقیدہ اہل تشیع ہے۔ اہل بیت سے اس عقیدہ کی بابت ثبوت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

(ائمہ اہل بیت سے اللہ تعالیٰ کے پدا پر روایات۔)

روایت نمبر (۱)۔

فیروز مجتہد مدظلہ العالی نے مشہور کتاب "اصول کافی" میں (جلد ۱) باب ۱۱ نمبر ۱۱۱۱ میں لکھا ہے۔

اصول کافی۔

عَمَدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عِيسَى بْنِ الْحِجَالِ
عَنْ أَبِي شَيْخٍ ثَعْلَبَةَ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ اَعْيَنَ عَنْ أَحَدِهِمَا
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالَ مَا أَحْبَبَ اللَّهُ بَشَرًا مِثْلَ الْبَدِ
وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي عَمِيرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ مَسَالِمٍ
عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا عَظِمَ
يَحْيَى الْبَدِ .

(اصول کافی جلد اول صفحہ ۱۱۱۱ باب التوحید)

باب البداء طبع جدید مطبوعہ تہران (طبع)
تہذیب مطبوعہ زکوة ص ۱۸۸

ترجمہ۔

نزدادہ بن ابیہ کا بیان ہے کہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک سے فریاد کو کسی چیز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی دس عبادت نہیں کی گئی۔ جیسا کہ درجہ ۱۰ کے ساتھ کی گئی۔ اور ابن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہے۔ کہ کسی چیز کے ساتھ اللہ کی ایسی تعظیم نہیں کی گئی۔ جیسی ”ہدایہ“ کے ساتھ کی گئی۔

روایت دوم۔

اصول کافی۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْرَاطِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْقِيَانِ بْنِ الصَّقَاتِ
قَالَ سَمِعْتُ الرَّضَا يَقُولُ مَا بَعَثَ اللَّهُ رَسُوْلًا
قَطْرًا إِلَّا يَتَحَرَّرُ مِنَ الْخَيْرِ وَأَنَّ لِقِيَّ رَسُوْلِهِ
بِالْقَبْرِ آتٍ۔

داصول کافی جلد اول صفحہ ۱۰۱ کتاب تہجد

باب البداء طبع جدید تہران۔ صفحہ
طبع قدیم کوکچورا

ترجمہ۔

بیان ہی صحت کا بیان ہے۔ کہ نبی سے امام رضا سے تندر وہ کہتے تھے۔ کہ
اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا۔ جس نے شرب کی مرمت نہ کی ہو۔
اور اللہ تعالیٰ کے لیے ”ہدایہ“ کا اقرار دیکھا ہو۔

روایت سوم :-

اصول کافی :-

بعض اصحابنا عن ابن جعفر عن ابیہ عن
ابن محبوب عن ابن رثاب عن عید الرحمن
ابن الحجاج و عن محمد بن سنان عن الفضل بن
عمر جلیع عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قَالَ يَبْعَثُ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ أُمَّةً وَاحِدَةً
مَكِّيًّا بَقَاءَ الْمُلْكِ وَ سَيِّمًا
الْأَنْبِيَاءِ وَ ذَلِكَ أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ قَالَ
بِالنَّبَاةِ

(۱) اصول کافی جلد اول باب مولد النبی

علیہ السلام و وفاتہ مع تعلیم

طہرہ و کشتی

(۲) - طہرہ تہذیبی مع جبر و جلد اول

ص ۴۴

ترجمہ

ابن جعفر اسناد امام جعفر صادق سے فرماتا کہ عبد المطلب ہذا ایک
امت میں اٹھایا جائے گا جس پر بادشاہوں کا سب جوں اور پیغمبروں کے
سے نشان ہوں گے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں۔ جو
جہاد کے قائل ہوئے۔

جب امام جعفرؑ تہہ بد او کا قول کیا تو کئی شیعہ ان سے
برگشتہ ہو گئے

روایت چہارم۔

فرق الشیعہ:-

لَمَّا أَشَارَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ إِلَى إِمَامَتِهِ
أَتَاهُمُ اسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ مَنَافٍ اسْمَاعِيلُ بْنُ
حَبِيبٍ آتَاهُ رَجَعُوا عَنْ إِمَامَةِ جَعْفَرٍ
وَقَالُوا كَذَبْتَا وَلَمْ يَكُنْ إِمَامًا
لَا أَنْتَا إِمَامًا لَا يَكْذِبُ وَلَا يَقُولُ
إِلَّا مَا يَكُونُ وَحَصَّكُمَا عَلَى جَعْفَرٍ
أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ بَدَأَ لَهُ
فِي إِمَامَتِهِ اسْمَاعِيلُ فَأَنْكَرُوا وَالْبَيْتَاءُ
وَالْمُشَيْبَةُ مِنَ اللَّهِ قَالُوا هَذَا
بَاطِلٌ لَا يَجُوزُ-

(فرق الشیعہ ص ۳۳ مصنف علامہ نور محمدی)

شیعہ طبع نجف ۱۲۵۵ھ

ترجمہ:-

جب امام جعفرؑ نے (اپنے بعد) اسٹھ بیٹے اسماعیل کی امامت کی

طرف اشارہ کر میرے بعد اسماعیل ہو گا، اور پھر ان کی زندگی ہی میں اسماعیل کا انتقال ہو گیا۔ تو امام جعفر کے پیر و کاران سے برگشتہ ہو گئے اور کہنا کہ جعفر نے ہم سے بھڑک بولنا ہے یہ امام نہیں ہے کیونکہ امام تو جمہور میں نہیں بولتے بلکہ وہی کچھ کہتا ہے جو بعد میں واقع ہونا مرمان لوگوں سے کہا کہ جعفر یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اسماعیل کی امامت میں بداد ہو گیا ہے۔ مخالفہ لائق ہو گیا ہے۔ اچھا پھر یہ لوگ اللہ کے بداد اور شہیت کے منکر ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ یہ وجد اعجازی اعلیٰ اور غیر جائز ہے۔

یاد رہے اس دور کی متصرفین یہ ہے کہ امام جعفر نے اپنی زندگی میں اپنے جیسے بیٹے اسماعیل کو امامت میں اپنا جانشین بنایا تھا اور چونکہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امام کا تقرر اللہ کی طرف سے مخصوص ہوتا ہے اس لیے امام جعفر کو (بقول شیعہ) یہ فکر لاحق ہو کر لوگ کیا کہیں گے اگر جعفر کے بعد اللہ نے اس کے بیٹے اسماعیل کو امام بنایا تھا تو وہ اس کی فرستدگی میں ہو گیا؟ اس لیے امام جعفر نے کہا کہ اللہ نے ہی اسماعیل کو میرے بعد امام بنایا تھا تو اس میں اللہ کو بداد یعنی مخالفہ ہو گیا ہے۔ لہذا میرے بعد موسیٰ رضا یعنی میرا دوسرا بیٹا امام ہو گا۔

اس روایت میں صاف صاف موجود ہے کہ عجب امام جعفر نے بداد کا قول کیا تو اس کے بعض پیر و کاران سے منہ پرٹ ہو گئے اور بداد کا انکار کیا۔ ثابت ہوا۔ شخصیت سے نکلنے والے بداد کے منکر ہو گئے۔ مگر امام جعفر اور ان کے پیروں پر بداد کو ایسی عقیدہ ہے کہ اللہ کو بداد یعنی مخالفہ ہو گیا ہے۔

تاہم ان بداد کا فتنہ ہمیں شرم نہیں ہو جاتا۔ جو کائنات کے خود کو دہرایا اور امام نفی نے امامت کے لیے اپنے بیٹے ابو جعفر کو اپنا جانشین مقرر کیا مگر وہ امام نفی کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے۔ چنانچہ امام نفی نے پھر اپنے دوسرے بیٹے حسن و سکری

کہ امام بنایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کو بداد ہو گیا ہے۔

پہنچا پھر دیکھئے روایت پنجم از اصول کافی۔

روایت ۵۵ لا خیل قزوینی اس نے صافی ششورج اصول کافی میں اسی مقام کی وضاحت کرتے ہوئے یوں لکھا ہے۔

پول بداد در اصل نعمت بمعنی پیشانی است استعارہ لفظ بدادہ در فعل البلی از پیش خود خالی از جرگتے نیست بمعنی پیش از عید المطلب کسی استعارہ لفظ نکرہ بدادہ چون آدمی در وقت اضطراب و کمال خوف معذور می باشد در جرأت۔ در گفتگو عید المطلب ای جرأت کردہ و بعد از او مستتر شدہ اند معنی کو دخی شدہ باشد۔ و بیان معنی بدادہ شدہ در باب بیست و چہاد ص کتاب توحید ازین تصریح ظہر شدہ کہ منافاتی نیست بیانی بائی حدیث و احادیث باب مذکورہ کو کائنات می کند بر آنکہ هیچ بیعت نشدہ مگر با قرار بدادہ۔
امانی شرح اصول کافی باب مولد انسی ۱۶۳

ترجمہ: جب کہ لفظ کے اعتبار سے "بداد" کے معنی پیشانی کے ہیں۔ اس لیے اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کے فعل میں اس لفظ کو بطور استعارہ استعمال کرنا جرأت سے خالی نہیں ہے۔ اس لیے عید المطلب سے پہلے بطور استعارہ اسے اللہ کے لیے کہتے استعمال نہ کیا تھا جب آدمی پر خوف کا غلبہ ہو۔ اور پریشانی میں گھرا یا ہوا ہو۔ تو جرأت میں معذور ہوتا ہے۔ گفتگو میں عید المطلب سے یہ جرأت (ایسی حالت میں ہی) کی اور اس کے استعمال کرنے کے بعد لوگوں میں عداوت پیدا نہ ہو گئی۔ گویا اس کو دخی ہوا ہو۔ و بدادہ اس کے معنی کتاب التوحید کے چوبیسویں باب میں بیان ہو چکے ہیں۔

اسی تقریر سے ظاہر ہوا کہ اس حدیث اور دیگر احادیث میں جو باب مذکور میں وارد ہو چکیں نہ کر لی مناقشات نہیں۔ وہ اس طرح کہ دیگر احادیث اس مضمون کے اثبات میں تھیں۔ کہ اللہ کا ہر ایک پیغمبر اقرار بالہدایت کے ساتھ مبعوث ہوا۔ اور اس حدیث میں ”بداد“ کے بطور استعارہ ذات الہی کے افعال پر اطلاق کا مضمون ہے۔ جو پہلے مضمون سے مطابقت رکھتا ہے۔

خلاصہ کلام:-

”عبداد“ کا معنی آخر معصومین اور اکثرتہدین شیعہ نے یہی کیا ہے۔ کہ ایک چیز پر دوسرے کا ظاہر ہو جانا جو پہلے ظاہر نہ تھی، اور جب اس لفظ کی نسبت ثلوثانی کی طرف کی جائے گی۔ تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کو کسی ایک چیز کا پہلے علم تھا۔ پھر اس پر ظاہر ہو گیا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ آخر معصومین کے ارشاد کے مطابق ثلوثانی کے لیے ”بداد“ کا عقیدہ رکھنا اہتمامی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے عبدالمطلب کو است کا درجہ ہی وجہ سے دیا۔ کہ سب سے پہلے انہوں اللہ تعالیٰ کے لیے بطور استعارہ اس لفظ کا استعمال کیا۔

صاحب شرح اصول کالی نے اس لفظ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ حقیقت میں اس کا معنی پیشانی کی نسبت کرنا اللہ کی طرف بڑے سول گردے کی بات ہے۔ اسی لیے یہ جرات سب سے پہلے عبدالمطلب غصہ کی۔ لہذا اس جرات نہ دار کی وجہ سے وہ کل قیامت کو بلال شاہانہ اور نشاطات انبیاء کے ساتھ آئیں گے۔ حاصل یہ ہوا کہ لفظ ”بداد“ کا اللہ تعالیٰ کے لیے واقعہ اہتمامی ضروری ہے۔ بلکہ آخر معصومین نے واقعہ تعالیٰ کے بارے میں یہاں تک کہہ دیا ہے۔ کہ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کو کبھی
ایسا بد آدمی نہیں ہوا جیسا کہ میرے بیٹے اسماعیل کے بارے

میں ہوا

اصول کافی :-

عَلَى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ (شُعْبَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ
الْجَعْفَرِيِّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
تَعَدُّ مَا مَضَى ابْنَهُ الْوَجْهَ الْوَجْهَ ابْنِي لَا فَكَّرْتُ فِي تَفْصِيلِ
أُرِيدُ أَنْ أَقُولَ كَمَا تَمَنَّا أَعْنِي أَبَا جَعْفَرٍ وَ أَبَا
مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْوَقْتِ كَأَبِي الْحَسَنِ مُؤَلَّى
إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَ إِنْ يَحْتَسِبُهُمَا كَوَفَّيْتُهُمَا إِذَا كَانَ أَبُو مُحَمَّدٍ
الْوَجْهَ تَعَدُّ ابْنِي جَعْفَرٍ فَكَأَبِي عَلَيْهِ أَبُو الْحَسَنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ أَنْ أَتْلُقَ فَقَالَ تَعَدُّ يَا أَبَا
هَاشِمٍ تَبْدَأُ بِذَلِكَ فِي ابْنِ مُحَمَّدٍ تَعَدُّ ابْنِي
جَعْفَرٍ مَا نَدَى يَكُنْ يَعْرِفُ لَهُ كَمَا تَبْدَأُ
فِي مُؤَلَّى تَعَدُّ مَضَى إِسْمَاعِيلَ مَا كُنْتُ بِمِ
عَنْ خَالِي وَ هُوَ كَمَا حَدَّثْتُكَ نَفْسَكَ وَإِنْ
قِرَّةَ التَّبْطِطُونَ وَ أَيْؤُ مُحَمَّدٍ ابْنِي الْخَلْدُ مِنْ

بندی عنده عیلم ما یحتاج الیه و معہ آلة الامامة۔

اصول کافی جلد اول مسئلہ کتاب الجہاد

باب الاشارة والنصر علی ابی محمد

علیہما السلام ۳ طبع قدیم گھنٹہ گھر مولیٰ کافی

جلد اول مسئلہ ۱۲۹ طبع جدید تہران

ترجمہ۔

راوی کہتا ہے۔ کہ میں امام علی نقی علیہ السلام کے فرزند ابو جعفر کے مرنے کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے والد کو خیال تھا کہ فرزند ان امام نقی ابو جعفر اور امام حسن مسکری کا واقعہ اس وقت بالکل طریا ہی ہے۔ جیسا امام موسیٰ کاظم اور اسماعیل فرزند ان امام جعفر صادق کا تھا اور جو قصہ خودی و بزرگی کا وہاں تھا۔ وہی یہاں ہے۔ (یعنی جس طرح اسماعیل امام موسیٰ کاظم سے عمر میں بڑے تھے اسی طرح ابو جعفر امام حسن مسکری سے بڑے ہیں) کیونکہ ابو جعفر کے بعد امام حسن مسکری امام ہوئے۔ پھر امام نقی علیہ السلام قبل اس کے کہ میں کچھ کھوں مجھ سے فرمائے گئے۔ سنا بروشم خدائے ابو جعفر کے بعد اپنا حکم دیا ہو گیا۔ ابو محمد (حسن مسکری) کے بارہ میں جس کی لوگوں کو معرفت نہ تھی یہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ میں نے تم سے بیان کیا۔ اگرچہ باطل پرست اس کو پسند نہ کریں۔ اللہ محمد میرا بیٹا ہے۔ میرے بعد میرا جانشین ہے۔ اس کے پاس وہ تمام علم ہے۔ جس کی طرفت اقیاناع ہوتی ہے اس کے پاس سامان امامت ہے۔

(اصول کافی مترجم جلد اول ترجمہ طبع مسکری شہد مطبوعہ راجی)

انتقادات صدوق :-

و اما قول صدوق علیہ السلام کہ فرمود کہ سچ بگائی نشدہ برائے خدا مثل بدائے کوشدہ برائے آدمی اور در بارہ انجیل پس می۔

(انتقادات صدوق جلد ۲ باب دوم)

(در بارہ بطور تہلیل)

ترجمہ :- امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انجیل کتابی کہ کسی ایسا مرد بدو نہیں بخلا۔ پس کہ میرے بیٹے اسماعیل کے بارے میں ہمارے۔

خلاصہ کلام :-

فکر و روایات سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے لیے دربارہ کا عقیدہ دائرہ معصومین کی حدیث کی روست و لازمی اور اجتناب ضروری ہے۔ اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ دربارہ کی علت غائی مسئلہ امامت ہے۔

اہل تشیع کے ہاں مقام امامت، صحابیت و نبوت

اور رسالت بھی اہم ہے

امام کی شان اہل تشیع کے ہاں تمام مراتب ولایت، صحابیت، نبوت اور رسالت سے اعلیٰ و افضل ہے۔ جس کی تفصیل ہم عنقریب پیش کر رہے ہیں۔ بلکہ ان لوگوں نے امام کے لیے ایک مرتبہ تشیع کر دیا ہے۔ کہ اس کی زمین خالق

جائے یا حقوق اس کی سلامتی ناممکن ہے۔ اسی لیے ان کے تمام عقائد کی بنیاد مسئلہ امامت پر ہے۔ مثلاً۔

- ۱۔ بدعت۔ ۲۔ کفر بنبی و اوصیاء اللہ۔ ۳۔ ارتداد صحابہ برہم۔ ۴۔ کفر اہل بیت علیہم السلام۔ ۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہونے کا انکار۔ ۶۔ تفسیر۔ ۷۔ متعہ۔ ۸۔ اس کی تفصیل یوں کیجئے۔ کہ امامت میں پس و پیش کی وجہ سے درپردہ اکابر مسئلہ لازمی و ضروری ہوا۔

جیسا کہ اس کی تفصیل گذشتہ اوراق میں آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے متعلق بعض مرتبہ بعض اشیاء سے جاہل اور بے خبر و بے علم ہونے کا عقیدہ اس لیے ابجا و جود کہ مسئلہ امامت میں کمی بیشی کا معاملہ ہو جائے۔ حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام پر کفر کا الزام اس لیے دھرا گیا کہ ان میں اللہ کے ساتھ شریک تھا۔

غفلانے مثلاً شرع پر غصب، خلافت کا الزام بھی اس لیے ٹھوپا اور ان پر تبرہ بازی بھی اسی لیے کی گئی۔ شیخین کی صاحبزادیاں ہونے کی وجہ سے اسم المؤمنین بیتہ مانکر صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اسم المؤمنین سیدہ و مہرہ رضی اللہ عنہا پر تبرہ بازی بھی امتیاز کے لیے کی گئی۔ سادہ عثمانی رضی اللہ عنہ کے عقیدے میں ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں کا انکار بھی اسی وجہ سے بدعت کی ایک شاخ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ چونکہ غفلانے مثلاً شرع کے ہاتھ پر بیعت کر بیٹھے۔ اور پھر ان کی اقتداء میں نمازیں بھی پڑھتے رہے۔ اس کی کوکھ سے تفسیر کا عقیدہ پیدا ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن جو نو متعہ کو ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا ماس کا امام اعلان منکھت بلا واسطہ میں چونکہ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی بیچا یا ماس کے لیے فاروق اعظم کی مخالفت کرتے ہوئے درمتوہ کے حق

ہونے اور اس کے فضائل و کمالات، اور عقیدہ معرض و جود میں آیا۔ لہذا معلوم ہوا کہ ان تمام باطل عقائد اور مردود نظریات کی اساس صرف مسئلہ امت پر ہے۔

گستاخی ۲:-

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفات بر تقاید و صفات

باری تعالیٰ

مناقب آل ابی طالب:-

كَانَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَفْسِهِ (وَهُوَ الْعِلْمُ الْعَظِيمُ) وَفِيهِ (وَجَعَلْنَا
لَهُمُ لِسَانَ مُدْقَاعَيْنًا) وَقَالَ لِنَفْسِهِ (هُوَ يُطْعِمُهُ
وَلَا يُطْعَمُ) وَفِيهِ (وَيُطْعِمُونَ الْقَلْعَامَ) وَ
قَالَ لِنَفْسِهِ (لَا تَأْخُذْ) سَنَةً (وَلَا تَنُومُ) وَفِيهِ
(أَمَّنْ هُوَ قَانِثٌ) وَقَالَ لِنَفْسِهِ (وَهُوَ
اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ) وَفِيهِ (قُلْ إِنَّمَا
أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ) قَالَ الرَّسُولُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلِجُ
بِكَ فَيُصَلِّتُ قُرَيْشٌ وَقَالَ لِنَفْسِهِ (قُلْ
اللَّهُمَّ مَا لَكَ الْمَلَكُ) وَفِيهِ (وَإِذَا
رَأَيْتَ مَنَةً رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمَنْكَارًا كَبِيرًا)
وَقَالَ لِنَفْسِهِ (يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ)
وَفِيهِ (عَلَى حُبِّهِ مَشَكُوتٌ

تَوْبَتِ حَمَاحِ

(من توب الی ابی طالب معتقدی شہر شرب
جلد سوم مشرق ۲۳۵ باب انکسرت والا لکھت
مطبوعہ قلم چٹا بان طبع جدید)

ترجمہ ۱۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت و رانخلی بیان کی۔ اور حضرت علی رضی
کو بھی (علی) کہنا۔ اللہ نے اپنے کو رکھا کھلائے والا، کہا، اور یہی
صفت حضرت علی کو بھی عطا فرمائی۔ اللہ نے اپنے لیے روزہ تینہ روزہ
اور نگہ، اُس نے کی صفت بیان فرمائی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
لیے وہ شہر بیداری کو نے والا کہا، اللہ نے خود کو رکھ و واحد، اور اوص
علی کو رکھ و واحد، کہہ نام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ قریش کو تمہاری وجہ سے تیس صفت
حاصل ہوئی مائند نے اپنے آپ کو رکھ ملک الملک، کہا۔ اور حضرت
علی کو رکھ بکر، کا ملک فرمایا۔ اللہ نے اپنے لیے تیس بیٹے جیم و جیمونہ
کہہ اور حضرت علی کو رکھ علی جیم سکینا، کہا۔

خلاصہ کلام۔

ابن شہر شرب، جو شیعہ قبیلہ کا ایک بہت بڑا اور بلند پایہ مجتہد ہے۔ اس
نے اس مقام پر پوری پوری کوشش کی کہ جو قرآن پاک میں جو صفات تیس مقام پر
اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ذکر فرمائیں۔
۱۔ وہ تمام صفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ثابت کی جائیں۔ اور اس طرح

اقتدار و اس کے ایک بندے کے درمیان صفات میں مساوات و برابری دکھائی
جاسکے۔ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی شانِ اقدس میں کیا گستاخی ہو سکتی ہے۔ کہ اسے اللہ
اس کے بندے کو ایک کر دیا جاسکے۔

یاد رہے کہ مفتی آیات عابدین شہر آشوبؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے
کسی دکنی صفت کو ثناء نہ کرنے کے لیے ذکر کی ہیں۔ ان آیات کا حضرت علی رضی
اللہ عنہ کے بارے میں جو نا صرف ”ابن شہر آشوبؒ“ کو اپنا اجتہاد ہے۔ دوسرے تمام آیات
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں خاص طور پر نازل ہوئی ہیں۔ اور دوسری
بات یہ بھی کہ ان آیات سے جو مضمون ہمیں مجتہد نے نکالا۔ وہ اسی کا خاصہ ہے۔ اس
مراجہ اس صفت نے قرآنی پاک کی تفسیر اپنی رائے سے کی۔ اور تفسیر بالرائے کرنے
والے کے لیے متفقہ قانون ہے۔ کہ ایسا شخص عبد الشریع مسلمان نہیں۔

گستاخی ص ۱۰۰

حضرت علی رضی اللہ عنہ و شریکِ خدا، میں۔

جلال العیون ۱۔

قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي بَعْضِ حُكْمِهِ أَنَا
عِنْدِي مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَكْمُلُهَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ
إِلَّا أَنَا أَنَا وَالْقَرْنَيْنِ الْمَذْكُورِ فِي صُحُفِ الْأَوَّلَى
أَنَا صَاحِبُ حُكْمِهِ مَكِينَانِ أَنَا وَالْإِلَهِيَّاتِ
أَنَا صَاحِبُ الصِّرَاطِ وَالْمَوْقِفِ أَنَا قَاسِمُهَا جُتَّةً
وَالْعَارِ أَنَا أَدْمُ الْأَوَّلِ أَنَا خُذُ الْأَوَّلِ أَنَا

أَيُّهَا الْيَحْيَى أَنَا حَقِيقَةُ الْأَسْرَارِ أَنَا مُتَوَكِّلُ الْأَسْمَاءِ
 أَنَا مُوَلِّغُ الْأَسْمَاءِ أَنَا مُفْتَحِرُ الْعَمَلِ
 أَنَا مُجِيرُ الشَّعَارِ أَنَا خَازِنُ الْعِلْمِ أَنَا
 طَوْرُ الْعِلْمِ أَنَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَنَا
 عَلِيُّ الْيَقِينِ أَنَا حُجَّةُ اللَّهِ فِي السَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضِ وَالْجَمْعِ

و جلالہ علیہ السلام جلد دوم ص ۱۰۰ و ص ۱۰۱ مترجمہ
 عہدہ اعلیٰ کوثر برطانیہ مطبوعہ شیخ جبریل یک
 لکھنؤ انصاف پریس لاہور

ترجمہ۔

جناب علی علیہ السلام نے اپنے بعض خطبات میں ارشاد فرمایا ہے۔ میں وہ
 ہوں جس کے پاس غیب کی کنیاں ہیں۔ میں جس بعد رسول اللہ میرے سوا
 کوئی نہیں جانتا۔ میں وہ قوا اقدس ہوں جس کا ذکر صحت الہی میں ہے۔
 میں خاتم سلطان کا مالک ہوں۔ میں قاسم سنت و فاعل ہوں۔ میں اول آدم ہوں
 میں اول نوح ہوں۔ میں جبار کی ایت ہوں۔ میں اسرار کی حقیقت ہوں
 میں دوختی کو تہل کا لباس دیتے والا ہوں۔ میں پھول کا پکڑنے والا
 ہوں۔ میں چشموں کو جاری کرتے والا ہوں۔ میں جہروں کو بہاؤ دے والا
 ہوں۔ میں علم کا خزانہ ہوں۔ میں علم کا پہاڑ ہوں۔ میں امیر المؤمنین
 ہوں۔ میں سرچشمہ یقینی ہوں۔ میں زمینوں اور آسمانوں کی جمیت
 خدا ہوں۔

میں مشر لزل کرنے والا ہوں۔ میں صاعقہ ہوں۔ میں حقایق آواز ہوں۔

میں قیامت ہوں۔ ان کے لیے جو قیامت کی گفیب کریں۔ میں وہ
کتاب ہوں۔ میں میں کوئی ریب نہیں۔ میں وہ آسمانے حسہ ہوں جن کے
قدر پر خدا نے دعا قبول کر کے کا حکم دیا۔ میں وہ نور ہوں جس سے موسیٰ
نے ہدایت کا اقتباس کیا۔ میں وہ کالک ہوں۔ میں تیروں سے مردوں
کو نکالتے والا ہوں۔ زندہ کرنے والا ہوں۔ میں یوم القیوم کا مالک ہوں
میں نوح کا ساتھی اور اس کو نجات دینے والا ہوں۔ میں ایوب کا ریبہ
کا صاحب اور اس کو شفا دینے والا ہوں۔ میں نے اپنے رب کے
امر سے آسمانوں کو قائم کیا۔ میں صاحب ابراہیم ہوں۔ میں حکیم کا مجید
ہوں۔ میں حکمت کو دیکھنے والا ہوں۔ میں وہ حق ہوں جسے کتب نہیں
میں تمام مخلوقات پر ولی حق ہوں۔ میں وہ ہوں جس کے سامنے ہستی
بدل سکتی۔ مخلوق کا حساب میری طرف سے ہے۔ میں وہ ہوں جسے
امر مخلوق تو لوگوں کی گیا۔ میں خلیفہ اللہ ہوں۔ جلد دوم ص ۱۶۱

تنبیہ ۱۔

یہ خطبہ جو ہم نے دو سید ظہور الحسن شیعہ رضی اللہ عنہما کی کتاب جلاوالیون بارود
سے نقل کیا ہے۔ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ شمار کیا گیا ہے۔ اگر کوئی صاحب علم
و صاحب انصاف اس خطبہ کو محض سرسری نظر سے ہی دیکھے۔ تو اس کے لیے یہ
فیصلہ کرنا کوئی مشکل نہ ہو گا۔ کہ اگر یہ خطبہ بالرضی عنہما علی رضی اللہ عنہما کا ہے۔ تو آپ
اس میں مذکور عادی کی بنا پر دوسرے خدا کی جیسے کہ جو اللہ تعالیٰ کی صفات
من و عن انہوں نے اپنے لیے لازم قرار دیں۔ نہ ان میں کوئی تاویل کی گئی نہ ہی
ان میں حقیقت و مجاز کا سہارا لیا گیا۔ اور اللہ کے ساتھ کسی بھی دوسرے کو اس کی

معنات میں مثل اور مساوی جاننا شرک صریح ہے۔ اور شرک ہی ایک ایسا عظیم گنہ ہے جو ناقابل معافی ہے۔ کل قیامت کو اللہ چاہے گا۔ تو قیہ تمام گنہ معاف کر دے۔ مگر یہی شرک قطعاً قابل معافی نہیں ہوگا۔

یاد رکھیے۔ یہ خطبات اور اس قسم کے دیگر خطبات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قطعاً نہیں ہو سکتے۔

بلکہ یہ شدید دعوں نے پنی طرف سے گھر گراں کی طرف مرسوب کر دیئے ہیں۔ وہ اب اس علم اور رضی اللہ عنہ اس قسم کے کلام سے عا شاد و کرا اپنے فہم و زبان کو گنہا نہیں کر سکتے۔

گستاخی سے :-

اللہ تعالیٰ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امر سے کیے

آپ کا غلط ہے

مناقب ال ابی طالب :-

وَمَا كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحْبِسَ نَفْسَهُ فِي
الْخَيْرِ أَنْ الْمَنِيِّ بَكْلٍ عِنْدَ مَوْتِهِمْ فَتَجَاءَ جَنَرِئِيلُ
وَقَالَ لِمَعْرُوفِي قَالَ لَا مَنِيَّ مِنْ تِلْكَ فَارْجِعْ ثُمَّ
قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ أَنَا نَحْبِسُ نَفْسَكَ فِي الْمَنِيِّ
وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ عَنِّي لَسَلَامٌ

أَنْتَ تَبْلَغُهُ عَنِّي بِسَالَاةٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَمَا بَلَغْتَ قَالَ بَلَى وَلَئِنْ تَبْلَغُ عَنِّي تَأْوِيلَ
أَلِكِتَابِ . اِنْتَهَى

مناقب آل ابی طالب معنفہ میں شہر
اشوب جلد سوم ۲۶۵ مطبوعہ قومی پبلشنگ
بلج جدید

ترجمہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خلیفہ تھے۔ صدرِ مہدی واروسہ۔ کو بوقت
انتقال حضور صلی اللہ علیہ وسلم روسے۔ جب انہوں نے حاضر ہو کر روسے کا بیب
پوچھا۔ فرمایا۔ روتا اس بات کہ ہے۔ کہ میری امت کا کوئی ہوگا؟ جبریل
اللہ کی بارگاہ میں گئے۔ واپس ناگہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں تمہارا تہمدی
استمدی خلیفہ ہوں گہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
کو فرمایا۔ تو میری رسالت کو پہنچائے گا۔ اعراس کی حضور آپ نے
نہیں پہنچائی۔ فرمایا۔ کیوں نہیں۔ لیکن تیرے دو میری طرف سے
کتاب (قرآن) کی تاویل کی تبلیغ کرنا ہے۔

خلاصہ کلام:-

”علامہ ابی شہر اشوب شیعہ، اسے اس کتاب میں واضح الفاظ میں کہہ دیا
ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خلیفہ تھے۔ ایک خود اللہ تعالیٰ اور دوسرے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سب قابلِ خودیرا امر ہے۔ کہ ایک طرف شیعہ حضرات
کا یہی پینا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک ہی خلیفہ ہے۔ اور دوسرے

”خلیفہ بلا فصل بہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ لیکن یہاں جہم النخعی میں ”ابن شہر آشوب“ نے آپ کے دو خلیفہ ذکر کیے۔ اس لیے یہاں دو احتمال پیدا ہو سکتے ہیں۔

احتمال اول:-

یہ کہ کیا دو نول خلیفہ بیک وقت خلیفہ بنے۔ اگر ایسا ہی مانو۔ تو دونوں کے ذمہ کیا کیا کام تھے۔ ہاں ایک خلیفہ کا کام تو ”ابن شہر آشوب“ سن ذکر کر دیا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قرآن کی تالیفات بتلائے کے لیے خلیفہ بنے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ذمہ کوئی سا کام لگاؤ گئے؟

اسی صورت میں اگر یہ کہو۔ کہ بظاہر نام کے اعتبار سے دو خلیفہ ہیں حقیقت میں ایک ہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے مراد کوئی الگ خلیفہ نہیں۔ بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہی دو مختلف اقتدار ہیں۔ قرینہ صوبہ دی ہے۔ جو باقی مذہب شیعہ ”عبداللہ بن سبا“ ہو دی کا تھا۔ ”رجال کشی“ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

رجال کشی:-

وَذَكَرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَمِيْدَ الْغُرَبَاءِ سَبَّاحًا
كَانَ يَهْتَدِيْنَا فَاسْتَلَمَهُ وَوَالَى عَمِيْدًا شَكِيْبًا الْمُسْلِمِ
وَكَانَ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى يَهْتَدِيْنِيْم فِيْ يَوْمَئِذٍ
ابْنِ سُرُوْرٍ وَهِيَ مُوسَى يَا لَعَلَّوْ - فَتَنَانِ فِيْ
اِسْلَامِيْهِ بَعْدَ نَوَاصِيْ رَسُوْلِ اَنْدَلِصَ اَللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاسْلَمُوْا فِيْ عِيْلِيْ عَلَيْهِ اَلْمُسْلِمُ عِيْلُوْا وَابْنُ
وَسَكَانِ اَوَّلَ مَنْ اَشْهَرَ بِالْقُوْلِ يَغْرَضُ اِلَى مَقْعَدِكُوْ

وَأَقْطَعُوا الذِّبْرَانَةَ مِنْ أَعْدَاكُمْ وَكَأَنَّمَنْعَ الْمُؤْمِنِينَ
وَكُفْرَهُمْ هُمْ هَاهُنَا قَالُوا مَرْجَعُ كُلِّ شَيْءٍ إِلَى اللَّهِ
أَصْلَ الشَّيْءِ وَاللَّهُ فَعْلٌ مَا تُخْتَارُونَ

ردیال کشی مطہرہ کر بلا لانا مذکورہ جہاد

ابن سبا

ترجمہ

بعض ابن مسلم نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن سبا پہلے یہودی تھا۔ پھر مسلمان
ہوا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گہرا دوست بن گیا۔ یہودی ہوتے ہوئے
یہ حضرت یونس بن یزید موسیٰ علیہ السلام کے متعلق غلطی سے کام لیا کرتا تھا
اور جب اسلام لایا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مباغضت
پاؤں لگی۔ یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق
امارتہ کے فرض اور نے کا قول کیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
مخالفت اور دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کیا۔ آپ کے مخالفین کو شجاب
کیا۔ اور ان سے کفر کو واضح کیا۔ اسی وجہ سے شیعوں کے عقائد کہتے ہیں
کہ رفض و شیعیت دو اصل یہودیت کا دوسرا نام ہے۔

مذہب شیعہ میں مباغضت اگرائی کی بنیاد عبداللہ بن سبا

یہودی نے ڈالی

صاحب ردیال کشی نے واضح کر دیا کہ مذہب شیعہ میں مباغضت اگرائی کی بنیاد
عبداللہ بن سبا تھا جس کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق خدا ہونے کا

دعویٰ کیا جیسا کہ امام باقر رضی اللہ عنہ نے اسے ذکر کیا ہے۔

رجال کشی :-

سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ لَعَنَ
اللَّهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَبَا إِنَّهُ إِذَا لُحِيَ الرَّبُّ بِوَيْبَةٍ
فِي أَمِيرٍ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَكَانَ وَ اللَّهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ عَبْدَ اللَّهِ حَاطِعًا الْوَيْلَ لِمَنْ
كَذَبَ عَلَيْنَا وَإِنَّهُ هُوَ مَا يَقُولُونَ فَخَيْتَ
مَا لَا تَقُولُ عَلَى لَعْنَتِنَا فَتَبَرَّأْ إِلَى اللَّهِ مِنْهُمْ
تَبَرَّأْ إِلَى اللَّهِ مِنْهُمْ .

(رجال کشی مطبوعہ کربلا مستطاب)

ترجمہ :-

ایمان بی عثمان کہتے ہیں کہ میں نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ
نے فرمایا کہ اللہ لعنت اللہ پر سببا، پر لعنت کرست یہ کہ وہ محمد بن شخص
نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ربوبیت کا دعویٰ کیا تھا
حالانکہ وہ علی محمد بن شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ کے قربانہ دار بندہ سے
تھے۔ جھوٹے لکھے یہ وہ دروغ کہچہ لوگ ہم بارے میں لائی،
میا اللہ امیر تائیں کہتے ہیں جو ہم نے خود اپنے تعلق نہیں کہیں ہم
اللہ تعالیٰ سے ان کے بارے میں نیز نہ ہی چاہتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ اگر شیخ حضرت اللہ تعالیٰ کے عہدہ بننے کا یہ دعویٰ کریں۔

اس سے مراد حضرت علی ہی ہیں۔ تو ان کی یہ سزا وہ ہے جا نہیں۔ کیونکہ ایسا ان کی کتب میں موجود مذکور ہے۔ بانی مذہب مشیخوہ عبد اللہ بن مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس روایت سے یہی مذہب ثابت ہوا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رب مانتا تھا۔ جیسا کہ اس کی مکمل تفصیل جلد اول میں گزری ہے۔ اور یہی قرشک مصر کے ہے جس کی مسافہ نہیں ہوگی۔

امام باقر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں اس بات کی بھی وضاحت فرمادی کہ ہمارے شیعوں کی بھی ایک ایسی قوم ہے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا مانتی باقی ہے۔ چاہے وہ ہمارے ہی ہیں۔ اس غلط عقیدے کی بنا پر ہم ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور ان سے بیزار ہو کر کلمے ہیں۔ لعنت اور بیزار ہی اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی (معاذ اللہ) اپنے متعلق رب ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے متواضع اعدا و خیر و اور بندے تھے۔

احتمال ثانی :-

دوسرا احتمال یہ ہے۔ کہ ان دونوں کی خلافت کے بعد دیگرے تھی۔ اگر ایسے ہی معاملہ تھا۔ تو پہلے کوئی خلیفہ نہ پھر اس کے بعد دوسرا کون تھا؟ اگر اللہ تعالیٰ کو خلیفہ اول مانا جائے۔ تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل ثابت نہیں ہوتی۔ اور اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول مانا جائے تو لا محالہ اللہ تعالیٰ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خلیفہ ثانی ماننا پڑے گا۔ بہر صورت یہ اللہ تعالیٰ کی شان میں بہت بڑی گستاخی ہے۔ اور حدیث کفر ہے۔ لہذا مشیخوہ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اللہ تعالیٰ کو قرار دے کر اللہ رب العزت کی توہین کی ہے۔

گستاخی ۵۔

اللہ تعالیٰ تیس سالہ نوجوان کی طرح ہے

اصول کافی ۱۔

مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ
 الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ جَدِّ بْنِ صَالِحٍ عَنْ الْحُسَيْنِ
 بْنِ سَيْدِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ النَّخَعِيِّ وَ مُحَمَّدِ
 بْنِ الْكُتَيْبِ قَالَا وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الرَّضَا
 عَنْ أَبِيهِ السَّلَامُ وَحَدَّثَنَا لَهُ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فِي صُورَةِ الْمَلَكِ الْمَوْقُوفِ
 فِي سِرِّ آيَاتِهِ كَمَلَا فِيهِ مَسْنَةٌ وَ قُلْنَا إِنَّ هَذَا
 بْنُ مَسَالِمٍ وَصَاحِبُ الْقَطَاقِ وَ الْمَيْثِمِ يَقُولُونَ
 إِنَّهُ أَجُوفٌ إِنْ السُّرَّةَ وَ الْبَقِيَّةَ صَمَدٌ فَخَرَّ
 سَاجِدًا لِلَّهِ فَخَرَّ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا عَرَفْتُكَ وَلَا
 وَحَدَّثَكَ فَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ وَصَفُوكَ سُبْحَانَكَ
 تَوَعَّرْتُكَ كَوَصَفُوكَ بِمَا وَصَفْتَ بِهِ نَفْسَكَ
 سُبْحَانَكَ كَيْتَ طَلَقَ عَنْهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنَّ
 قُبْحَهُمْ لَمْ يَكُنْ بِفَيْرِكَ اللَّهُمَّ لَا أَصِفُكَ إِلَّا
 بِمَا وَصَفْتَ بِهِ نَفْسَكَ وَكَدَّ أَشْبَهُكَ

يَخْلُقُكَ أَنْتَ أَهْلٌ بِكُلِّ شَيْءٍ فَلَا تَجْعَلْنِي مِنَ الْقَوْمِ
الظَّالِمِينَ۔

(۱۔ اصول کافی جلد اول صفحہ ۱۰۹ مطبوعہ مکتبہ

طبع قدس)

(۲۔ اصول کافی جلد اول صفحہ ۱۰۹ مطبوعہ

تہران طبع جدید کتاب خانہ سید بابائی

عن الصفۃ بخیر ما وصفت بہ)

منجاء:-

ابراہیم بن محمد خراسانی نے فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ سے سنا کہ ہم وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے
کے پاس حاضر ہوئے۔ اور ہم نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے صراط کی شبیہ اللہ تعالیٰ کو ایک تیس سالہ گرجا کی صورت میں
دیکھا۔ اور ہم نے کہا کہ ہمارے سامنے صاحب الطاق اور شیخ
بھی کہتے ہیں کہ اس اللہ کا عطر ثبات تک خالی تھا اور اس سے نیچے
قدروں تک سخت اور انہوں نے تقدیر کی کہ امام رضا (ع) کی گتے
پھر کہا اللہ تو پاک ہے۔ ان لوگوں کے نتیجے پر پھانا۔ تیسری توجہ
جاتی۔ اسی وجہ سے انہوں نے تجھے ایسی صفات سے یاد کیا تو پاک
ہے۔ اگر تجھے جان لیجئے۔ تیسری ایسی صفات بیان کرتے۔ جو تو نے
اپنے متعلق خود بیان کی ہیں۔ تو پاک ہے۔ ان کے دلوں نے کیسے گواہ
کیا کہ تجھے کسی دوسری چیز کے ساتھ مشابہت دے۔ بیشک۔ اسے اللہ
میں تری وہی صفات کہیں گے۔ جو تو نے اپنے متعلق خود کہی ہیں۔ اور
مخلوقات میں سے کسی سے تجھے مشابہت نہ دوں گا۔ تو ہر چیز کا

مستحق ہے۔ مجھے ظالموں کی قوم میں سے نہ کرنا۔

تبیینہ ۱۔

اہل علم حضرات غور فرمائیں۔ کہ ان شیعہ لوگوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ذات کیسی ہے۔ اور غاص کر ان کے گروہ شامہ بن سالم، صاحب الرفاق اور مہشی توالتائی کے بارے میں انتہا کو پہنچ گئے۔ اسے تیس سالہ نوجوان ثابت کرنے کے بعد اس کا آوصا و حطر اندر سے خالی اور عقیدہ موت، وہ مضبوط ثابت کیا۔ تو یہ عقیدہ ایسا شرکیہ اور کفریہ عقیدہ ہے۔ کہ ہر آدمی اسے منکر کرنا ناپاگوار ہے۔ کیوں نہ کہ اپنے حبیب ہی خرائت امام رضا کے سامنے بیان ہوئی۔ تو انہوں نے خوف خدا اور عذاب خدا کے ڈر سے فوراً سجدہ کیا۔ اور اللہ کی تقدیر سے تسبیح و تہلیل بیان فرمائی۔ اور غرور ان لوگوں کو چھوٹو تیری معرفت حاصل نہیں۔

اس سنیہ انہوں نے تیسرے ایسے اوصاف بیان کیے۔ جو تو نے خود اپنے لیے بیان نہیں فرمائے۔

ان لوگوں نے تجھے غیر کے مشابہ بنا دیا۔ حالانکہ تو مخلوق میں سے کسی کے مشابہ نہیں۔ میرا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں۔

حاصل کلام ۱۔

یہ ہے۔ کہ شیعہ لوگوں کے اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایک نہیں، کئی

گستاخانہ عقائد ہیں۔

جن کی وجہ سے ایسے مقام کے معتقد دائرہ اسلام سے خارج

ہیں۔

اس لیے ان میں سے جی لوگوں کے ائمہ کے متعلق یہی عقائد و نظریات ہیں۔
جو ہم نے ذکر کیے۔

کو وہ اسیکی فرستدیں آری کہے پھر سے مسلمان ہوں۔ ورنہ نام کے ”مومنین“
ہوئے سے کیا حاصل؟ جب کہ عقائدِ شرک و ابد کفریہ ہیں۔



فصل دہم

و حضرت انبیاء کرام کی شان میں گستاخیاں

گستاخی مبرا ہے۔

امامت و ولایت اہل بیت کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے
اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں

مجموس کر دیا

حیات المملوک ہے۔

بسم اللہ متبر از امیر المومنین منقول است کہ حق تعالیٰ عرض کر دو لایت را بر
اہل سمان ہا و زمین پس قبول کرو ہر کہ قبول کر دو انکا دکر و ہر کہ انکار کرو چنانچہ
باید قبول کرو یونس سنا انکا خدا و را و شکم ہا کی صبر کرو تا قبول کرو چنانچہ شرف قبول کرو
و حیات المملوک بدلہ دل شکم ہا کی صبر کرو تا قبول کرو
مستجد و در بیان قصہ یونس علیہ السلام

ترجمہ ۱۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے معتبر سند کے ساتھ فقہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری ولایت کو آسمانوں اور زمین والوں پر پیش کیا۔ تو جس نے قبول کرنا تھا قبول کیا۔ اور جس نے انکار کرنا تھا۔ انکار کر دیا۔ لیکن حضرت یونس علیہ السلام نے جس طرح قبول کرنا چاہیے تھا۔ قبول کر دیا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پھل کے پیٹ میں قید کر دیا۔ پھر انہوں نے بھی قبول کر لیا۔ یہی اک قبول کرنے کی شرط تھی۔

گستاخیِ مجبور

پنج تن پاک کے حسد کی وجہ سے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت سے نکال دیا۔

پہلے سر ہانکا گوند۔ دیر بعد نام محمد و علی و فاطمہ جسی حسین و داہا پی بعد ایشاں و صلوات اللہ علیہم جمعین ارا کو بر ساقی مرثیٰ نوشتہ بعد بندہ می از فراغ خدا ویز جبار گفتند پروردگار چہ بسیار گزاشتہ اہل ای مشرت بر کو و چہ بسیار محبوبند خود تو چہ بسیار شریف و بزرگ اند و پروردگار تو حق تعالیٰ فرمود.....

اسے آدم و اسے حوا نظر کچھ دیکھو سوئے نور با و جہتہائے محبہ و حسد میں شمار پائیں میفرستم از جوار خود و بر شما میفرستم خلعتی خود را۔۔۔ پس نظر کو دند بوسئے ایشاں بیدیدہ حسد و باریں سبب خدا ایشاں را

مُحَمَّدٌ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ
 أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 أَمْسِلُوا الْكُفْرَ تَلَا مَنَ الْخِرَصُ وَالْإِسْتِغْبَارُ وَ
 الْحَمْدُ - فَأَمَّا الْخِرَصُ فَإِنَّهُ إِذَا مَرَّ عَلَى السَّلَامِ
 حِينَ نَهَى عَنِ الشَّحْرِ وَحَمَلَهُ الْخِرَصُ عَلَى
 أَنْ أَكَلَ مِنْهَا وَآمَّا الْإِسْتِغْبَارُ فَإِذَا بَدِئَ
 حَيْثُ أَمَرَ بِهِ لِيُجِزَّ بِإِذَا مَرَّ قَائِلًا وَآمَّا الْحَمْدُ
 قَائِلًا إِذَا مَرَّ حَيْثُ قَتَلَ أَحَدًا هُنَا مَاجِبَةً -

داہل کافی جلد دوم صفحہ ۷۵ کتاب الایمان
 والکفر باب فی اصول الکفر الخ مطبوعہ
 تہران طبع جدید ۱۳۸۵ طبع قدیم ،
 (لوکسور)

ترجمہ

امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کفر کے اصول تین ہیں۔ حرم۔ تنجیر کو نہ
 اور حسد یہ ہر حال حرم تو جب آدم علیہ السلام کو دعوت سے منع کیا گیا
 تو حرم سے ہی انہیں اس کے کھانے پر مجبور کیا۔ تنجیر کرنا تو ہمیں کہیں
 حکم دیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر دے تو اسی مرضی سے آئے
 انکار پر مجبور کیا۔ اور حسد تو آدم کے دونوں بیٹوں میں سے ایک
 نے دوسرے کو اسی حسد کی بنیاد پر قتل کر دیا۔

ایک طرف بالائے آفاق اربیا کے کرام معصوم اور دوسری

طرف کفر کے مرتکب؟

نبیہ اور شیعی اس بات پر متفق نہیں کہ اربیا کے کرام معصوم ہوتے ہیں۔ یہی اس کے باوجود شیعی حضرات اربیا کے کرام کی عصمت کے اس وقت اتفاق دیتے ہیں جبکہ وہ درو لایت ملی، کاتھولک سے اترد کوہیں۔ اگر کسی نے درو لایت ملی کا کافر نہ کیا تو اس کی آست سرخوی جاتی ہے۔ جس طرح حضرت آدم و نوح علیہ السلام کو دی گئی۔ جو حضرت آدم سے تو اس خطی کی سزا ملتی کہ انہوں نے صبر ۴۰ عاظمیٰ و حبیبی اور اعرابیت کے دوزخ کو حسد کی نگاہ سے دیکھا اور وہ چوتھ کفر کے محور میں سے ایک اصل ہے۔

لہذا اس اصل کے مرتکب کے بعد حضرت آدم و معاذ اللہ کفر کے مرتکب ہوئے۔ اور انہیں اس کی سزا دی گئی۔ میں عرض شیعہ کیا کہ۔ "وہ ہے"۔ اصل کفر یعنی کفر کرنے کی پاداش میں مردود ہو۔ پھر آدم علیہ السلام کے دو سر اصل کفر یعنی حرم بھی ایسا ہے اور درخت کا پھل اسی حرم سے کھلایا اور گریبا نطق مردود ہے ایک۔ "اصل کفر" کیا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے دو اول کفر ہیں حسد اور حرم اپنی کے اس کا صاف، صاف۔ مسئلہ یہ ہے کہ کفر حضرت آدم سے۔ اور کفر معاذ اللہ انہیں۔ "مجھ کو کفر ثابت کر دیا ہو" یہ دعویٰ ہے کہ ایک۔ اصل کا ارتکاب کیا۔ اور ابو بکر و عمر و عثمان و علی و محمد کے مرتکب ہوئے۔ اس کے علاوہ انہیں انہوں کی یہ بات۔ "کو ان لوگوں نے اور مرید امام" کچھ دیباچہ اور عند بال کفر دینا ہے کہ جس کی وجہ سے کفر انہیں واجب

کے اقرار کے بغیر مقام نبوت پر فائز نہیں رہ سکتا۔ بلکہ اسی جرم کی اسی کو سزا دی جاتی ہے۔

اور پھر ان عقل کے امدادوں کو آنا بھی معصوم نہیں۔ کہ کبھی والدین بھی اپنی اولاد کے سوا دوسرا کوئی گناہ کرتے ہیں؟ اور اولاد کا مندر تیار اور خوشگوار نہیں ایک اعلم نہیں جانی؟

تو معصوم ہوا۔ کہ ہر سب کچھ کا خالق ساز و قہر ہے۔ ورنہ اگر ان بہت سے قوی فتویٰ دے رہا ہے۔ جو ان کی لب میں مذکور ہے۔ کہ جو بھی نبی کہے اسی پر خدا تعالیٰ لعنت ہے۔

رجال کشی :-

مَنْ قَالَ يَا بَدَأَ الْبَيْتُ كَذَّبَ وَكَفَّرَ اللَّهُ وَهُوَ شَقِيقٌ فِي ذَلِكَ فَكَلْبُهُ لَعْنَةُ اللَّهِ

رجال کشی مطبوعہ کربلا ۲۵۵ھ

ابو الخطاب

ترجمہ :-

جو کہے اسی پر اللہ کی لعنت اور جو اسی میں شک ہے۔ اسی پر بھی اللہ کی لعنت۔

اس بات پر رضی اللہ عنہ نے اس کا پیروں ہی زیادہ کرنا امت کا عہد و نشان نبوت کے مرتبہ کے ہموار نہیں

چراغ ایک نبوت سے زیادہ انصاف ہے۔ اسی لیے تو اس کو صحت نے اسی شخص پر لعنت خدا کا ذکر کیا۔ جو انہیں دلائل سے مستحکم نبوت اور مرتبہ

قَالَ يَا يَسِيدُ الْعَالَمِينَ قَالَ دَاخِلُهُ الْخَيْرُ رَأْسُهُ
 بَيْنَ الْجَبَرِ وَالْمَكْرِ وَالْقُدْرَةِ وَالْقَهْرِ تَبَيَّنَ
 لِقَبْلِهِ يَا قَوْلَهُ لَمْ يَفْقَهُ زَوْجُهُ أَمَّا قَوْلُهُ كَيْفَ
 خَرَجَ يُؤْتِيكَ تَابِعِيهِ إِذَا الْإِلَهُ لَمْ يَبْدَعْ
 فَرِيضَةً مِنْ قَوْمِهِ أَوْ أَرَادَ رَجُلًا فَكَشَفَ
 إِلَهُ قَوْلَهُ عَرَضَ عَلَيْهِ أَوْ لَمْ يَكُنْ
 الْبَيِّنَةُ وَكَانَ قَبْلَهَا مِنَ الْإِيمَانِ فَتَحَقَّرَ
 وَكَانَ تَحْتَهُ مَذْهَبُ الْفِرْقَةِ الْبَاطِنِيَّةِ
 أَوْ مِنْ الْأَنْبِيَاءِ قَوْمَ لَيْثٍ وَرُوحِ
 الْفَرَقِ وَمَا لَيْثُ الْإِبْرَاهِيمِ مِنَ الْمَنَارِ
 وَمَا لَيْثُ يَرْسَعُ مِنْ الْجَبَرِ وَمَا لَيْثُ
 الْقَوْمِ مِنَ الْإِبْرَاهِيمِ وَمَا لَيْثُ كَادُ مِنْ
 الْخَلْقِ إِلَى رَبِّهِ كَمَا قَوْلُهُ قَالُوا اللَّهُ إِلَهُ الْبَنِيَّةِ لَمْ يَكُنْ
 أَمَّا إِلَى الْمَرْبِيِّينَ عَلَيْهِمْ أَوْ الْأَيُّورَةُ الْوَارِثِينَ
 مِنْ مَسْرُومٍ فَكَيْفَ لَمْ يَكُنْ آتَوِي قَوْمَهُ أَوْ
 رَحْمَةً وَكَمْ أَتَوَدُّهُ وَكَمْ مِنْهُ مَقَابِلُ
 وَفِي ذَلِكَ كَقَوْلِهِ أَنْ الْمَقَابِلُ يُؤْتِيكَ
 وَلَا تُؤْهِمُكَ لَوْ عَظُمَ فَخْرُهُ فِي
 قَوْلِهِ أَنْ يَكُنْ صَدِيقًا يَكْرَهُهُ
 الْإِبْرَاهِيمُ فِي ظُلْمَتِهِ وَكَلَامُهُ فِي الْقَالَةِ
 إِنَّ اللَّهَ مِنْ بَرَاءَتِكَ إِنْ كُنْتَ مِنْ

الْقَلْبُ بِدَمْعٍ وَتَدْعِيَّتِهِ وَكَذِبَتَا عَيْنَيْهِ
 ابْنُ أَبِي مَكْلَبٍ وَالْأَكْمَشَةُ الْمُرَّاسِيْدُونَ
 مِنْ قَوْمٍ هَذَرْنَا أَنْ أَمْنًا بِهِ لَا يَسْتَكْفِرُ
 الْمَرْبُوفُ رَيْثُ وَتَدْعِيَّتُهُ عَلَى سَبْعِ
 الْمَسْبُوحِ فَذَلِكَ ذَرْبُ الْعَذِيْبِ تَيْتُ أَفْجَعِي
 أَتَيْتُهَا الْخُزْنُ إِلَى ذِكْرِكَ فَجَدَعَ الْخُزْنُ
 وَاسْتَقَرَّ الْعَمَامُ

(اور انہی میں سے مشہور ایوانِ طبع قدیم)

بمختار تعدادِ حروفِ اسمِ عظم

ترجمہ:-

الوحزمہ: بحرانی نے کہا کہ ایک دفعہ جہد شد کہ عمر بن الخطابؓ نے کہا کہ
 کے پاس تشریف لائے۔ اور کہا اسے اسی میں اتوریہ کہتے ہو۔ کہ
 حضرت یونسؑ جو اس مقام پہنچا کہ غلاب میں اس سے غلاب کے گئے۔ کہ
 انہیں تمہارے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت پیش کی گئی
 تو انہوں نے تو قتل کیا۔ اور کیا درست ہے؟ امام زہریؒ نے کہا کہ
 نے فرمایا تمہاری ماں تمہیں گریہ کے یہ بات کہتی ہے۔ اس پر وہی عمر
 نے کہا آپ نے اس باپ سے میں کوئی نشانی دیکھی ہے؟ امام زہریؒ نے کہا کہ
 نے کہا کہ میری اور اپنی آنکھیں پٹی سے باندھ کر جب باندھ کر دیکھ
 ساعت کے بعد فرمایا کہ کھول دو۔ جب کھولا تو دیکھا کہ ہم تو ٹھکانے
 داسے دیدار سمندر اس کے کنارے کھڑے ہیں۔ ابن عمرؓ نے کہا یہ ابدی
 میرا غریب آپ کی گردن پر ہے یہ کہ اس نے دل میں کہا۔ یہ امام زہریؒ نے

نے پہلی کو بلایا تو فوراً ایک پہلوئے نبی کریم سے بہار کی طرح منکھلا اور
 کہنے لگی اے اللہ کے ولی! میں آگاہ ہوں میں حاضر ہوں اور سہی ہوں
 نہ کیا۔ تو کوئی ہت۔ کہنے کو وہی پہلی ہوں جس نے یمن کو منکھلا کیا دوم
 سے کہ تمام اربیاہ کو مس آئی کہ اب کے بعد جو سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کا فرمانہ ہے ان تمام برائے اللہ تعالیٰ نے تم اول بیت کی ولایت جس کی جس
 نے وہ قبول کر لی۔ سلاستی میں رہا۔ اور جس نے اس کے قبول کر۔ نبی کی
 توقعت کیا تو آج سے مصائب کا سامنا کر لی بڑا حسرت دوم جلا سلام
 کو پریشانی، نور جلا سلام کو ڈوبنے کا خطرہ اور ابراہیم جلا سلام کو زہر و
 سے واسعہ دیو صفت جلا سلام کو اندھے کو بصر می گرہ اور یوسف جلا سلام
 کو تکلیف کا سامنا۔ داؤد جلا سلام کو غلطی اور گناہ سے واسعہ بڑا۔
 یہاں تک کہ یونس جلا سلام کی طرف اللہ نے وحی کی کہ امیر غوثی حضرت
 علی رضی اللہ عنہ کی ولایت اور امیر راشد بن جواد کی پشت۔ یہ ہونے
 واسے ہیں۔ ان کی ولایت کا اقرار کرو۔ تو انہوں نے کہا یہ افتراء میں
 نے جیسے دیکھا نہیں۔ جسے جانتا نہیں اسی سے کہے دو سنی کروں۔ غصہ
 ہو کر چلی پڑے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی بھیجی کہ کہہ دو یونس کو نکل جا۔ یونس کی بیویان زکوٰۃ
 پانچویں میں نے نکل دیا۔ وہ چالیس دن میں رہے۔ وہی
 انیسویں اندھیروں میں غفلت سمجھدروں میں بیٹھے پھر تو رات کو لاوا
 انہیں سہا کہ ان کی گت میں اللہ الہی اور پرہیزگار رہے۔ اور جب یہ
 کہا کہ یونس۔ یہ حضرت علی اور امیر راشد بن جواد کی ولایت کو قبول کیا۔ تو
 اللہ نے جیسے حکم دیا۔ سنا نکل دو۔ میں نے سمجھ دیا کہ اے آگاہ

اس کے بعد امام ترین ائمہ اربعین نے اس لمبی کوپٹے جانے کا حکم دیا۔ مصلیٰ
پانی کی چٹائی لگی اور پانی برابر چرکھا۔ اتنی۔

یعنی ان نو اسراجہ رگراہ کو جو مسابک وری میں نہ تھے۔ ان کا اہم ہی
سبب تھا۔ کہ انہوں نے ولایت علی اور ولایت آل علی کے لئے جس
وقت کیا جب مصیبت پڑی۔ تو پھر اس کا افراد کر کے راکھی حاصل کی۔ روز
ان کا وقت داخل سال ہوسم تھا۔ جس کی سزویں تختیت بھی نہیں ہو سکتی تھی۔

گستاخی نمبر ۱۵۱۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام انبیاء و کرام کے افضل ہیں

انوارِ نعمانیہ ۱۔

الَّذِي سَمِعَ مَا أَوْرَدَهُ الشُّدُّ وَقَدْ نَقَلًا عَنِ
جَمَاعَةِ ثِقَاتٍ قَالَ لَمَّا أَوْرَدَهُ حُسْرَةً
يَسْتَدْرِكُ حَبِيبَةَ الشَّعْبِ قَبْلَ عِلْمِ الْحَبَّاجِ
بِوَيْسُفَ الذَّقْنِ وَجَلَسَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ
لَهَا أَمْرٌ حَرُّهُ يَسْتَدْرِكُ حَبِيبَةَ هَذَا رَقِيقٌ عِنْدَكَ
إِنْ لَيْتَ لَمْ يَسْلُبْ بَيْنَ يَدَيْ عِلْمِ آيَةِ نَسْرِ قَوْمِ عَمَرَ
عُثْمَانُ قَالَتْ لَعَنُوكُمُ الْيَوْمَ قَدْ نَوَا رَجُلًا
فَمَدَنَتْهُ عَلَى هَذَا لَهُ حَدٌّ قَدْ قُتِلَ عَلَى
مَوْجِ يَزِيدَ هَذَا قَالَتْ أَلْقِيَهُ عَلَى أَوْدِهِ يَنْتَرِجُ

نُزِّلَ مِنْ قَلْبِ بِلْوَالِ بْنِ رَبَاعٍ لِيُطْلَعَ بِهِ عَلَى كَيْفِ رَأْيِ
 الْمَرْءِ بِمَنْزِلِ قَدِ كُنَّا كُنَّا لَمْ يَخْتَلِمْ، فِيمَا كُنَّا
 مِنَ الْمَسْجِدِ كَوْنُ كُنْهِ الْبَطْنِ مَا زَا دَ كُنْ
 يَتِيَتْ وَهَذِهِ كُنْ كُنْ كُنْ كُنْ كُنْ كُنْ
 بَعْدَ أَحَدًا قَالَ أَحَدُنَا يَا حُرَّةٌ هَ هَ هَ هَ هَ هَ
 عَلَى مَوْلَى نَجِيَّتِ اللَّهُ قَالَتْ يَتَرَنَّ اللَّهُ
 طَرَّ وَجَرَّ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ
 كَانَ رَبِّ، تَجِدُ مِنْ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ
 وَعَلَيْكَ يَا ابْنِ مَكَالِبٍ بَاتَ عَلَى فَرَّاشِ
 رَسُولِ اللَّهِ لَمْ يَخَفْ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ
 تَعَالَوْ فِي حَقِّهِ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُفْسِدُ
 نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ قَالَ أَحَسَّنْتَ
 يَا حُرَّةُ

راؤا و نماز مشکوہ فصیح و بلیغ و قدیم و در

مرتب است و در حدیث و احادیث و احادیث و احادیث

علی بن ابی طالب

نور علی

خیر صدوق نے ایک فقیر صاحب سے نقل کیا ہے کہ جب وہ عرق
 بست پیر صدر بہرہ حجاج بن یوسف نقضی کے پاس آئی۔ اور اگر سائے
 بیٹھ گئی۔ تو حجاج نے پوچھا۔ تو وہی عرق ہے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ
 کو اہل کربلا و عثمان پر فضیلت دیتی ہے؟ کہنے لگی۔ ہن وگوں نے

میرے باوجود میں صرف اسی میں فیضِ غلت دینے کا کہا۔ انہوں نے
 نبوتِ بردار حجاج نے پوچھا۔ تو ان کے علاوہ دوسروں پر بھی تو فیضِ غلت
 فرماتی ہے۔؟ کہنے لگی۔ میں حضرت علیؑ کو آدم، نوح، لوط، ابراہیمؑ، موسیٰ
 و داؤدؑ، اسماعیلؑ اور عیسیٰؑ پر بھی فیضِ غلت فرماتی ہوں۔ حجاج نے کہا
 تو تباہ ہو جائے گا میں تجھ سے یہ پوچھنا چاہتا تھا۔ کہ کیا تو واقعی حضرت علیؑ
 کو صباہ سے افضل سمجھتی ہے۔ لیکن تو نے تو حد کر دی۔ کہ سات، ایاہ العزم
 انبیاء کے نام نے کر میں سے بھی فیضِ غلت میں انہیں بڑھا دیا۔ ہو کچھ تو نے
 کہا۔ اس کی دلیل پیش کرنا پڑے گی۔ حد نہ کر دیں اگر امدل نہ کر کہنے لگی۔ میں
 نے تو حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کو ان پر فیضِ غلت نہیں دی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے
 قرآن پاک میں اسی فیضِ غلت کا ذکر فرمایا آپ دیکھتے ہیں۔ قرآن میں حضرت
 آدم علیہ السلام کے متعلق دو وعظمتی آیتیں آئی ہیں۔
 یعنی آدمؑ نے اپنے رب کے حکم کے خلاف کیا۔ اور ناکام رہے
 لیکن حضرت علیؑ کے متعلق ارشاد ہے۔ وَرَفَعْنَا سَعِيدَهُ مَشْكُورًا
 ان کی محنت بابر آور ہوئی۔ اور ان کی محنت مشکور ہے۔ حجاج نے
 کہا۔

اسے قرآن کیا خوب کہا۔ پھر پوچھا۔ ان کو حضرت نوح و لوط
 پر فیضِ غلت کس بنا پر دیتی ہے۔؟ کہنے لگی۔ اللہ نے فرمایا۔
 مَسَرَبَاتٍ اللَّهُ مَنَّانًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَقَوْلًا قَوِّجًا فَاُولَٰئِكَ
 مَوْجِدَاتُ الْغَمِّ۔

اللہ نے کفار کے لیے حضرت نوح و لوط کی بیویوں کی مثل
 بیان کی۔ کہ یہ دونوں بہترین نیک بندوں کے عقد میں تھیں۔ لیکن

اپنے اپنے خاوند سجد و نفل سے خیانت کی۔ اور حضرت علیؑ کے ایسے
 میں ہے۔ کہ آپؑ مرثی کے نیچے حکومت کر فرمائی۔ یہ ہیں۔ اور آپؑ
 کی بیوی خاتونِ جنت رستم رسولی جنابِ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں
 یہ دوزخی ہیں کہ جس کی رضا مندی سے خدا راضی اور جس کی نافرمانی سے خدا
 ناراض ہو رہا ہے۔ چاہئے کہ اسے حورۃ آفرین کا غریب کھانا یاد رکھا جائے کہ انہوں نے کلام کے
 والدِ گرامی حضرت ابراہیمؑ پر کیسے نفیست و تہمت کی کہ جسے کہتے تھے حضرت ابراہیمؑ کے بارے
 میں ہے۔ ”بَاذِ قَاتِلِ اِبْرٰہِیْمَ وَحِیْرَ دَیْتِ اَوْ یَاقِیْ حَکِیْفَ تَحْیِی الْمَوْتِ اَیْمَ
 سبب ابراہیمؑ پر اسلام نے عرض کیا کہ اسے اللہ مجھے دکھلا کر تو مرے
 کس طرح زندہ کرے گا۔؟ فرمایا کیا تم اس پر ایمان نہیں۔ عرض کی۔ جہ۔
 لیکن ایمان قلب کی خاطر یہ سوال کیا ہے۔ اور حضرت علیؑ مر قنقی نے
 ایسی بات کہی۔ جس میں کسی سلطان نے اختلاف نہ کیا۔ وہ یہ بات ہے۔
 کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھنے کے لیے جو انگلیوں پر پروردگار ہیں۔ مگر
 ان کو ہٹا دیا جائے۔ اور اللہ کا دیدار بلا حجاب نہ کھیں کر لیں۔ تو بھی ہرے
 بیلے یقین میں کوئی زیادتی نہ ہوگی۔ یہود کو سچہ۔ جو نہ اس سے قبل کسی
 نے کہا۔ اور نہ بعد میں کسی کو کہنے کی ہمت ہوگی۔ جو حج سے پھر تمہیں کی
 اور پوچھا کہ حضرت موسیٰؑ پر نفیست کیوں دیتی ہے۔ کہنے لگی۔ اللہ نے
 حضرت موسیٰؑ کے حکم فرمایا۔ ”فَاصْرِیْکُمْ عَنْهَا خَاشِعًا لِّمَا لَمْ یَمْنِیْ بِوَسْیِ
 اِسْ خَیْرَیْ مِنْ خَوْفِ زَہْدٍ یُّؤْکَرُ لَکُمْ۔ اور امید رکھا۔ کہ جو سنے۔ نہ عرض
 کی۔ اسے میرے دہ۔ نہ مجھے خاتمہ قوم سے تجاہت دیکھئے۔ اور حضرت
 علیؑ کی یہ شان ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر شب جو رہا۔
 سوئے اور کوئی خوف نہ کیا۔ یا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے

ان کے قتل میں ہمارے ماننا نہ تھا، اور وہیں ان میں سے پیشتر ہی۔ اور
 بھی کچھ لوگ تو وہ ہیں۔ جو رضائے خداوندی کے لیے، سوائے کرب اور شہادت
 ہیں۔ حجاز کے لیے، جسے حضرت نے نہ خواہاں، نہ لاواں بنا

اور انوارِ نعیمیہ، کی مذکورہ عبارت کے بعد اس کے بعد میں اس عبارت پر اس کے

۱۔ کہ اہل بیت، اور ولایت پر بطور حجت، وہ وہی ہیں جو انور کو جلائی پیش کر سکتے
 ہیں۔ جیسا کہ اسمِ نذر، العابدین نے عیدِ شہدائی کی قتل کی خاطر سزا دیوں برس
 پیچھے کی کھلی کر دیا اور اس سے یہ ثابت کر دیا کہ اس نے حضرت کو اس
 علیہ السلام کو صرف اس لیے ٹھکانا تھا۔ کہ وہ درودِ شریف علیہ السلام کی یاد میں
 توفیق میں تھے۔

۲۔ حضرت آدم کا حجت سے خروج، فوج کا جلائی کے طوائف ہونا۔ ابراہیم
 کا نافرمانی سے واسطہ پڑنا۔ یوسف کا اندھے کو نہیں میں ڈال دینا۔ ابوبکر کا
 مرنے شہید میں گرفتار ہونا، وادھو کا گناہ میں پڑنا اور یہ منی کا علیہ السلام کی
 پیدائش میں جانا یہ سب سزا کی ان ائمہ کو اس کے بعد اس لیے دی گئیں۔
 کہ انہوں نے نہ ولایت علیہ السلام کو قبول کرنے میں توفیق کیا تھا۔ اور جو بہت سے
 نصیب کر دیا، کہ سب صحابہ کرام کو نصیب ہو گئیں۔

۳۔ علیہ السلام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غیبت، اس وجہ سے ہے کہ آدم
 نافرمان تھا۔ اور لڑکی کو شش شکر بھی حضرت نور علیہ السلام پر ہی کی
 غیبت اس بنا پر ہے کہ ان دونوں پیغمبروں کی سوا ہر کافر و فاجر کو نصیب ہو گیا
 اور یہی طریقہ رسول نہیں۔

ابراہیم علیہ السلام پر غیبت اس لیے کہ وہ اطمینانِ قلب کے متلاشی تھے۔

اور علی کو یہ مقام حاصل ہو چکا تھا۔

موسىٰ علیہ السلام پر فضیلت اس بنا پر کہ وہ فرعون سے تارک شہر زونہ گئے۔ لیکن علیؑ ہی انھیں کے درمیان بے خوف و خطر بستر رسول پر کوسے رہے۔

ان گستاخوں کے بارے میں گزارشات

ہم بہت اصرار کر چکے ہیں کہ خیرہ لوگوں کے نزدیک نبوت اور رسالت ہی خدمت علیؑ رضی اللہ عنہ اور علیؑ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ جس لئے دو مائت علیؑ کا ذکر کیا گیا ہے اور بعد ازاں مائت و ارباع کے پیغمبر لایا گیا۔ اور جس نے اس میں بارے میں آؤنگے کہا وہ آزمائشوں میں ڈالا دیا گیا۔

و استغفر الله هذا يهتنا عظيم

امام جعفر صا آج نے اسی پر بات کی ہے۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جو کہ حضرت کو بے شخص بڑھا چرھا کر ہمیں دبیبا کر امام کی صف میں نہال کر کے رکھے۔ وہی پرندہ الی حضرت۔ اور خواہی میں شک کہے وہ بھی غصی۔ خود ہی بیت کے ایک امام بیت باقی امام کا ترجمانی میں یہ کہیں۔ اور ان کے نام بہار و نصیر۔ انہیں نیز پرستے ہی زید۔ انبیاء کی صف میں شامل کرنا تو انہیں بے زریک۔ انہیں علیؑ اسے۔ جو یہ تو شایان کہتے ہیں کہ سب ہی دو مائت علیؑ کے طفیل میں

اور علیؑ کا منصب و مقام ان سب سے زیادہ ہے۔

ولا یزیکونون مؤرجب منہ۔ اور بڑی کا قول فرمایا۔

اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ اَلْقَوْلَاتِ اَمَّ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَفَتَاَعٰجِلُوْا

اہل علم پر یہ بات کوئی حجاب بھی نہیں۔ کہ جس وقت کہ سنت و طہارت

کے ساتھ وزن کیا تو آپ کی نشان کا پڑ بھاری نکلا۔ پھر دوسرا دیکھا تو اسی میں نشان کیا۔
تو پھر بھی آپ ہی بھاری رہے۔ پس سہرا لے کر آگے بڑھے اور خدا کو دیکھ کر کہہ دیا: ”تھو۔“

پشتینی کو ان تمام دنیا کو سونے سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک وزن
دیکھو گئے۔ اور اسے فرزند احمد کو ایک طرف اچھٹا کر دیا۔ اور اس کی زبان
ہر کی

ذہدیب الجبسی فی تاریخ امیر المومنین
جلد اول جز اول ص ۳۷۷ مصنفہ مطبعہ حسن
سہارنپوری مطبوعہ بریلی دہلی۔

وضاحت

”سید مظہر عینی“ نے تو مسکوزیر بحث میں ہر قسم کے وہام کو دور کر
دیا۔ بچے و بچلی عبادتوں سے فضیلت کے عشق و معیار سے آپ کا کلی معیار
دکھ کر دیا ہے۔ کہ فضیلت علی بوجہ مدد و منزلت ہے۔ ”اے“ ہے۔ اسی سے ایک
ایک نبی چھوڑ کر دوسرے پیغمبروں کی نحوئی قدر و منزلت بھی علی کی قدر و منزلت کا مظاہرہ نہیں
کر سکتے۔ نہیں نہیں خدا تمام کائنات میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برتر نہیں انبیاء کرام
رسولان نظام ہی شالی ہیں۔

ان تمام کی نحوئی قدر و منزلت انہی وزن اور بھاری ہیں جنہیں ایک طے نسبت علی
کی قدر و منزلت داتا ہے۔

گو یا پہلے عقیدہ۔ کہ شہر عینہ کی یہ بھی ایک نشان پر قادر ہے۔ جس۔

اہل ایمان کے جذبات زنجی کرنے کی کوشش نہ کی گئی۔ ایسی ہی خرافات کے بارے میں
ایک بہت قرائی نے بیان فرمائی۔

وَقَسْرَبَ اللَّهُ مَثَلًا هَلِيمَةً غَيْبَةَ تَجَرُّو
غَيْبَةً ۖ اجْتَنَبْتُمْ مِنْ قَوْلِهَا لَا رَحْمَ مَالِهَا
مِنْ قَوْلِهَا

فصل سوم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں گستاخیاں

تمام امت کو یہ مفقود مشن ہے۔ کہ اللہ کو غیر سزاوارت نہیں ہوگا۔ بشرہ ملکی ہے۔
کہ بوقت ضرورت اللہ کا بھی ایسا حکم ہو سکے۔ جو زمین میں جو تو ایسا جائز ہے۔ اور اسی کو
مقررہ ہے۔ جتنے بھی جیسا کہ حضورؐ یا یا اہم محمدؐ کو یہ مسعر کے تمام حکم ان سے پوچھا
کہ تمہارے مسافر یہ کون سا کون ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا یہ میری بہن ہے۔ اور بہن۔
دوسروں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ کسی بہن اور بیٹی میں کسی بہن کا مفہوم واضح ہے
اسے سب جانتے ہیں۔ اور ایمانی بھی بھائی کا استعمال بھی ہر زبان میں ہوتا ہے۔ قرآنی مفہوم
میں ہے۔ "وَالصَّالِحِينَ وَالصَّالِحِينَ وَالصَّالِحِينَ" تمام مومن بھائی بھائی ہیں۔ حالانکہ مومن میں
بار۔ بیشوا اور اچھا سب داخل ہیں۔

لیکن اسی قسم کو ہم یہ نکتہ دیکھ سکتے ہیں کہ تو یہ کہنا شروع کرے کہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں یہی کہا جاسکے گا کہ کوئی نے جو بات نہیں بولا۔ بلکہ ایسا عقلمند کہہ گا جس کے در معنی بنتے تھے۔ آپ نے اس سے ایک کی نیت کی۔ اور صاف دوسرے معنی کو لیتا رہا۔

در تفسیر و تفسیر کلام معنی بتوانا ہے

اصول کافی :-

عَنْ اَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَأَلَ اَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ التَّحْقِيقِ مِنْ دِينِ اللَّهِ فَقُلْتُ مَرَّةً مَرَّةً اَللَّهُ قَالَ
رَاحَ وَ اَللَّهُ مِنْ دِينِ اللَّهِ وَ لَعَنَ وَ اَللَّهُ مِنْ دِينِ اللَّهِ
اَتَيْتُكَ الْعَبِيرُ رَقِصَةً لَنَا بِرَقِصَتِكَ - وَ اَللَّهُ مِنْ دِينِ اللَّهِ
مَنْ رَقِصَتْكَ اَتَيْتُكَ

اصول کافی بطور دو سہ سہ کتاب الہیہ
و کفر باب التفسیر مجہولہ تہران طبع جدید

ترجمہ :-

ابو بصیر روایت کرتا ہے کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے کہ فرمایا کہ تفسیر
اللہ تعالیٰ کے دین سے ہے میں نے کہا کہ کیا واقعہ اللہ کے دین سے ہے
فرمایا اللہ کا قسم اللہ کے دین میں سے ہے ۔ حضرت بوسع نے کہا تھا
کہ یہ تاں تو اور ہم سب چور جو مال نکروہ کسی ایک چیز پر بھی چور نہ تھے ۔
اور اذہا بیت ہو کہ حضرت جعفر سے یہ استلام کے بھائیوں کو چور بطور
تفسیر کیا تھا

خود ہے :-

سفرت بوسع علیہ السلام کے متعلق جو عراقی حوالہ دیا گیا ہے ۔ اس میں بھی

ویریزہ عادت کی طرح دوا بولیں اس نے غلطی کھائی۔ اگر ان پاکس میں اس مقام کے مناسب جو
انھادہ کر میں۔ دوسری۔

وَقَالَتْ مَسْخُوفَاتٌ اَلَيْسَ لَنَا حَقٌّ سَاوِيٌّ لِّحَقِّكَ وَنَحْنُ نَسِيْكَ بِمَا كُنَّا نَعْمَلُ

و اس نے یہ کہا کہ کیا اس کے خلاف دوا اور تم تعینا چہ ہو۔ برازدان یوسف کو جو کہنے
والا کوئی دوسرا آدمی تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں ہمیں کہا تھا۔ تم تعینا چہ
ہو، لیکن شیعہ حضرات نے حضرت امام جعفر صادق کی طرف یہ بات منسوب کر دی کہ
یوسف علیہ السلام نے ایسا کہا ہے۔ اور یہ در تفسیر کے طور پر کہا۔

ہر ذی عقل سرسری نظر سے دیکھ کر بھی فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ جو چوڑا ہو آہے چہر
کہنا جھوٹ بنتا ہے۔ لہذا اس جھوٹ کو تفسیر سے تعبیر کرنے کا مقصد یہ ہو کہ تفسیر
اور جھوٹ کو ہم معنی الفاظ ہیں۔ اب ہم کتب شیعہ سے یہ ثابت کرتے ہیں۔
کہ ان لوگوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عقیدہ ہے کہ آپ بھی در تفسیر
کرتے تھے۔ یعنی دوسرے الفاظ میں جھوٹ بولتے تھے۔ (معاذ اللہ)

گستاخی نمبر ۱۱

تمام ائمہ اور نبی علیہ السلام جھوٹ بولتے رہتے تھے

ارشاد الحوام: ۱۔

گستاخی کہ اگر سابقہ علیہ السلام میں عالم خود ولایت قائم ہو نہ ہو
اسراہ ولایت را افسار کہ وہ۔ عاقل بلکہ جسے شرایع کی زبان کو نہ

مشوب بقیعہ بودند و دای از نزد فقہائے اہل بیت سلام اللہ علیہم و علیٰ
است۔ کہ قیعہ ایشان بسر حدیثی بود حتی آنکہ بسا بود از روزہ و اتداء قیعہ
بخوردند و نماز را ہمراہ ایشان میکردند و احکام را بترتیب و نحوہ
معاہدان میفرمودند و ما حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بترتیب استیاض و
بعضی از علما چنانست کہ قیعہ میفرمودند و قدر جب حتی ایست کہ قیعہ
میفرمودند باشد قیعہ

دارشاد و انوار اسم جلد سوم مطبوعه ایران ،
[طبعة ۱۸۸۸ء]

تہذیب

تو یہ گمان نہ کر کہ اگر سابقین اس جہان میں نورِ ولایت سے قائم تھے۔
اور ولایت کے امور کو غماہ کر دیا۔ عاقل و کلام تمام شریعتیں انہوں
نے جو بیان کیں۔ تفسیر سے بھری پڑی تھیں۔ اور اہل بیت کے فقہاء کے
نزدیک سب بات بدیہی ہے۔ گو ان ائمہ سابقین کا تفسیر اعلیٰ درجہ کا تھا
حتیٰ کہ ایسا ادواتِ روزہ برجہ تفسیر توڑ دیتے تھے۔ اور شیعوں کے ساتھ
نفاذ پڑھ دیا کرتے تھے۔ اور احکام شریعت کو مخالفین کی خواہش کے
مطابق تبدیل کر دیا کرتے تھے۔ لیکن حضور علیہ السلام کے بارے میں
اہل سنت اور ہمارے بعض علماء کا مذہب یہ ہے۔ کہ آپ ”تفسیر نہیں
کرتے تھے اور مذہب حقیر ہے۔ کہ آپ نہایت سبقت تفسیر
کرتے تھے۔“

گستاخی نمبر (۲)

شیخہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
سوا ہی نام پر کر کے کہتے ہیں اسی تفسیرات و بیانی میں جو صاحب کفر و کفری ہیں۔
چنانچہ تفسیر قرآنی میں ”وَ لَا تَقْلِبْهُ لَآئِلَہِہٖۤ اَنَّا یُطْرِبُہٗا مَشَکَّکًا“ کے تحت لکھا ہے

تفسیر قرآنی۔

قَالَ فَتَحَدَّثَنِي أَبِي بِقَوْلِ الْمُتَضَرِّعِينَ سُوَيْدَ بْنَ جَنْدَبٍ أَنَّ
ابْنَ سَدِّسَ بْنَ عَرِمٍ الْمَدَنِيَّ بْنَ حَنْظَلَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّادٍ أَنَّ
أَنَّهُ هَذَا الْمَثَلُ حَرَبِيَّةٌ اللَّهُ لَا يُبْرِئُ الْمُؤْمِنِينَ
عَلَيْهِمْ بَنِي أَبِي طَالِبٍ قَالُوا سَدِّدُ بَنِي الْمُؤْمِنِينَ
فَمَا حَقَّ قَوْلُ رَسُولِ اللَّهِ

تفسیر قرآنی ص ۱۷۷ سورہ بقرہ مفعول ایران
لیج تقدیم

ترجمہ۔

ہام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے علی بن قیس یورہ روایت کرتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”وَ لَا تَقْلِبْہٗا مَشَکَّکًا“ کہ ”مَا حَقَّ قَوْلُہٗا“
جو قرآن پر یہ مثال دراصل حضرت علی کو مٹا دینے کی ہے، اسی طرح کہ کثیر
ابراہیم بن عثمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اور اہل اہل بیت علیہم السلام
کیلئے اسے مراد معاذ اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

اہل انصاف غور فرمائیں کہ اسی تشبیہ اور مثال کو حضرت علی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پر قیامت کو تا کی قدر گناہ نہ حرکت ہے۔ اور اس طرح ان دونوں حدیث کی کسی قدر
توجہ بن کی گئی۔ علاوہ انہی اس مثال کو حضرت علی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرا آراء
وہما ان کی اپنی احتیاج ہے۔ کیونکہ ان کا عوام یہ ہے۔ کہ ان کی ہر بات کے ان کے
مراد امر الہییت میں۔ چاہے اس میں ان کی اپنی ہیجہ۔ یا براؤں لفظ تھے۔ دیکھئے
اس مثال میں کلمہ نعتوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کھڑے کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کو پیچھے سے ہی ذیل کہا۔ (معاذ اللہ۔ استغفر اللہ)

نعت تہناری غسل و دانش پر۔ و علی اہل بیت۔ محبت کہ۔ و گستاخی
اس قدر کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے کر کے رکھ دیا۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کو (معاذ اللہ) اسی سے ہی زیادہ ذلیل مخلوق بنا دیا۔ نقل کفر نہ باندر۔
(الکیمین مستحکم راجع فی تہذیب)

گستاخی نمبر ۱۳

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں

مٹتے جلتے کہتے ہیں

(معاذ اللہ)

انوار نمبر ۱۰۰

الْقَدَّارِ يَوْمَ قَالُوا هَذَا بَعْثٌ مِّنْ أَشْجَعِ يَوْمِ الْعُرَابِ
يَا عُرَابُ وَاعْبُدِي يَا عُرَابُ مَا كَانَ قَبْدَةُ اللَّهِ حَبْرًا

إِلَى عَرَفِي فَقَدْ لَقِيَ جَبْرَائِيلَ فِي تَبْيِيعِ الرِّمَّةِ لَدَى مِنْ عَيْنِي
عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى مُتَحَقِّدٍ -

۱۔ نوارِ صحابہ جلد دوم صفحہ ۲۳۷ طبع جدید
۲۔ طبع قدیم صفحہ ۱۹۵ بیان اختلافیہ الذی
۳۔ وقیم فی الان سولہ من باب الترقیاء
۴۔ مذکورہ الاثر صفحہ ۲۷ طبع جدید

ترجمہ:-

غزائے نبیؐ کہہ کیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت علی رضی اللہ عنہ
کے ساتھ مشابہت ایسی تھی جیسے کتے کی کتے کے ساتھ اور بھی کی
مکھی کے ساتھ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ کو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ
کی طرف بھیجا تو جبرائیلؑ غلطی سے کہنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تبلیغ رسالت کے لیے چلے گئے
یعنی باہمی مشابہت کی بنا پر دونوں میں فرق نہ پایا۔ آئے دراصل
حضرت علیؑ کے پاس تھے۔ یہی غلطی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پاس
چلے گئے۔

تبلیغ رسالت میں جبرائیلؑ غلطی کیا کہ حضرت علیؑ
کی بجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لگے

شیدہ و گولہ میں ایک فرقہ دغا بیسہ کہلاتا ہے۔ اس کا دغڑا ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آپس میں انتہائی مشابہت

تھی۔ ویسی مشابہت جو کہ اسے کو کہتے کے ساتھ اور کئی کو کئی کے ساتھ بھی نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس قدر شدید مشابہت کہ جو سے جبرائیل بھی دھوکھا جایا کرتے تھے۔ بعض دفعہ وہی سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کا ارادہ کرتے لیکن غلطی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاتے۔ اور جو وہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے لاتے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنہ دیتے تھے۔

حاصل کلام:-

اس کا خلاصہ یہ ہوا کہ رسول دراصل حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اور جبرائیل امین وحی بھی انہی کی طرف سے کرتے تھے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان کمال مشابہت کی بنا پر کبھی معاذ اللہ جو بات نہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پیغام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیتے۔

(معاذ اللہ۔ ہذا ابیات عظیم)

ذی مثل آدمی سمجھتا ہے۔ کہ ان تشبیہات سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر گستاخی کی گئی مرعی انہیں کہتے اور کبھی جیسا بنا دیا گیا۔ (شعر تم کو ملے گا ہمیں آتی۔)

دو لطیفے

۱۔ بخار سے ہاں ایک مشہور واقعہ ہے۔ کہ ایک میراثی کے پیر صاحب میراث کے گھر تشریف لائے۔ اتفاق کی بات یہ تھی کہ میراثی اس وقت گھر پر نہ تھا کہیں یاہر ذریعے پر تھا۔ اسی کے راسکے نے جا کر اطلاع دی کہ گھر پر صاحب تشریف لائے ہیں۔ میراثی قدم بوسی کے لیے گھر آیا۔ اندر گھر سے کھڑے اور زدن۔

پیر صاحب کہاں ہیں؟ بیٹھے تھے کہا۔ ”یہ فلاں تھوک شعا ہے تمہیں نظر نہیں آ رہا۔
بیٹے کی یہ حرکت دیکھ کر اس کی ماں بولی۔ بیٹا۔

پیر صاحب کو دیکھ کر ہی داسے۔ پیر بھائیوں ”گورے“ دکنے ۵ بچہ اچھانکے
پیر صاحب کو دیکھ کر اچھا ہے چاہے چھوٹے گورا کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ ایک مرتبہ ایک دیہاتی (جنگلی) اپنے پیر صاحب کے آستانے پر حاضر ہوا
اور سلام عرض کیا۔ بیٹھا۔ پیر صاحب نے پوچھا۔ بناؤ کیا حال چال ہے۔ دیہاتی
کہنے لگا۔ سب کچھ آپ کی دعا کا مدد کر رہا ہے۔ صرت ایک تکلیف ہے۔ اسی کے
بیلے حاضر ہوا ہوں۔ پر پھر کونسی تکلیف ہے۔ عرض کی۔ حضور ارات کے وقت
جب بکریوں کو باڈے میں باندھنا ہوں۔ تو ہر رات بیٹھا یا آٹا ہے۔ اور ایک
اُدھی بکری یا اسی کا بچہ اٹھا کر بھاگ جاتا ہے۔ آپ سے دعا کرنے آیا ہوں۔
پیر صاحب نے فرمایا۔ دیکھو اسی تکلیف کو دور کرنے کے لیے کوئی بولی دکن کی
ایک قسم پالو۔ تکلیف دور ہو جائے گی۔ دیہاتی نے ہاتھ جوڑے اور کہا
”دیکھنا پیر دی گیس میں بیٹا بولی دی گیس“

ان دونوں لطیفوں کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ جس طرح ان دونوں میں
نے اپنے خیال کے مطابق اپنے پیر کی تعظیم کی ہو گئی ہے۔ ادبی۔ اسی طرح یہ
شیعہ مانگ لاپنے ہیں۔ محبت کا اور برتاؤ ان کا دشمنوں کا سا ہے۔

گستاخی نہ ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کو دو دو، دیکھنے والا بھینسا ہے۔

یا علی تم اور نبی تو ایک تھے
چشمِ احوال میں گردو ہو گئے
تہذیبِ امتیں لی تاریخِ امیر المومنین
جلد اول ص ۹۲ مطبوعہ عربیہ اسلامیہ دہلی - ۱

ایک متعصبانہ طنز:-

کتاب تہذیبِ امتیں کے مصنف نے اس شعر میں ایک تیرت و تشکار
کئے۔ ایک تو اپنا عقیدہ بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
ایک ہی ہیں۔ دوسری کہ سب سے کچھ لوگوں (اہل سنت) کو دو نظر آتے ہیں۔ یہ اللہ کی
نظر کا قصور ہے کیونکہ وہ دیکھتے ہیں۔ اور بھینسا شخص ایک چیز کو دو چیزوں دیکھتا سمجھتا
ہے۔ گویا ”مطہر تہذیب“ اس کے دیکھنے والا بھینسا ہے۔ کہ اہل سنت کے نزدیک
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو الگ الگ اور دو مختلف مراتب پر
فائز شخصیتیں ہیں۔ اور حقیقت بھی ایسی ہے اگرچہ شدید لوگ مرتبہ کے اعتبار سے حضرت
علی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل مانتے ہیں۔ اگر افضل نہ مانتے تو کم از کم برابر

ضرور کہتے ہیں۔

”علامہ یعقوب کھٹنیؒ نے اصول کافی میں لکھا ہے۔ یہ کتاب اہم غائب کی حد ہے۔“

حضرت علی فضیلت میں نبی علیہ السلام کے برابر ہیں۔

اصول کافی ۱۔

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا جَاءَ مِنْ أَمِيرٍ الْمُؤْمِنِينَ
يُؤْتِي خَدِيحًا وَمَا كُنِيَ مَعَهُ يَنْتَهِي مَعَهُ خَيْرٌ لَّهِ
مِنْ فَضْلِ مَا جَاءَ مِنْ سِوَاهِ الْقَبْرِ

:(اصول کافی مہرورد (مکتبہ ۱۱۹)

:(اصول کافی جلد اول صفحہ ۹۹ کتاب العجۃ

باب ابن ابی عمیر و سہرا و کتب الادب)

نتیجہ:

امام صادقؑ نے فرمایا۔ اسے سلیمانؑ جو امیر المؤمنینؑ کے حکم دیں۔
ماتر جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔ علیؑ کو وہی فضیلت حاصل
ہے جو رسولؐ کو ہے۔

❖

ترجمہ

شیخ صدوق نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: مجھے
تین چیزیں دی گئیں۔ اور ان میں دو علیؑ میرے ساتھ شریک ہے۔ اور اہل
کتابمیں چہنبریں اور دو گئیں جن میں میں شریک نہیں ہوں۔ عرض کیا گیا۔
یا رسول اللہ! دو تین چیزیں کیہ ہیں۔ جن میں حضرت علیؑ آپ کے ساتھ شریک
ہیں۔ فرمایا: ایک دارالحد مجھے دی گئیں۔ اور علیؑ اس کے اٹھانے والا ہے
دوسرا کوثر مجھے عطا ہوئی۔ اور علیؑ اس کا ساتھی ہے۔ میرا جنت و دوزخ
مجھے دی گئی۔ اور علیؑ ان کا قاسم (تقسیم کرنے والا) ہے۔ اور وہ تین
چیزیں جو علیؑ کو دی گئیں لیکن ان میں میں بھی شریک نہیں۔ پرسی یہ کہ علیؑ کو
شہادت ایسی لی۔ یہی مجھے بھی نہیں ملی۔ دوسری علیؑ کو فاطمہ الزہراءؑ پر
ملی۔ اس جیسی مجھے یوسی نہ ملی۔ تیسری علیؑ کے دو فرزند حسن و حسینؑ میں
ان دونوں جیسے بیٹے نہیں ملے۔

نوٹ

اس روایت میں شیخ صدوق نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑا بڑا عزیز ہیں۔ بلکہ درجات و منازل میں آپ سے افضل ہیں
اس روایت میں شیخ صدوق، اس نے دو دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن کی۔
ہیکہ قرآن کہہ کر کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ سے من و جدا افضل ہیں حضرت علی
رضی اللہ عنہ کہہ بھی رہی آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی تو ہیں۔ اور امتی کو نبی سے
افضل قرار دینا تو جہنم ہی ہے۔ یہی بے کفر ہوئی۔
دوسری بات یہ کہ اس روایت میں شیخ صدوق، اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرفت یہ نسبت کی کہ آپ نے فرمایا۔ جیسی بیوی (حق طلاق نہیں) ملی کوئی مجھے نہیں ملی
 ان الفاظ میں اس شیعہ لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی گستاخی کرتے ہوئے گویا۔
 آپ پر سب شری کا الزام لگایا۔ کیونکہ کوئی: ہمیں اور شرم و حیا والا انسان اپنے داماد
 کو نہیں کہہ سکتا۔ کہ جیسی بیوی (یعنی میری بیٹی) تم کو ملی۔ ویسے مجھے نہیں مل سکی۔ گویا
 میری بیٹی تیری زوجیت میں ہے۔ میری زوجیت میں نہیں۔

(معاذ اللہ، استغفر اللہ!)

گستاخی ۲ :-

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
 بارہے میں ٹکرائی

اختیاج طبری :-

فَلَمَّا وَقَفَ بِالرَّمُوقِ أَقْبَاهُ حَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 عَنْ اللَّهِ شَوْ رَجُلٍ فَقَالَ يَا مَتَّ مَدُّ رَأْسِي إِلَيْهِ
 عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُكَ السَّلَامُ وَيَقُولُ لَكَ إِنَّهُ
 قَدْ دَنَى أَجَلُكَ وَمَدُّكَ فَأَجَبَهُ
 يَا مُسَمَّدُ عَيْدًا عَلِيمًا وَخُذْ بِعَلِيِّهِمُ الْبَيْعَةَ
 وَحَبِّدْ عَقِيدِي وَبِئْسَ الْفُلُ الْكَذِبِ
 وَالْقَتْلُ عَلَيْهِمُ فَإِنِّي قَابِضٌ بِالْحَقِّ وَ
 مُسْتَقْبِطٌ مِنْكُمْ سَلَامٌ فَتَخَشَعُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قُوهِمْ وَ أَهْلِهِ

التَّقَاقِ وَالْمُتَقَاقِ أَنْ تَبْتَ قَرَقَرًا وَتَرْجِعُوا إِلَى جَاهِلِيَّةٍ
لِمَا حَرَفَتْ عَنْ عَدَاوَتِهِمْ وَلِمَا يَنْطَوِي عَنْكُمْ
أَنْفُسُهُمْ لِعِلْمِهِ مِنَ الْعَدَاوَةِ وَالْبَغْضَاءِ وَتَسْكُنُ
جِبْرَائِيلَ أَنْ تَسْتَلِ رَحْمَةُ الْعِصْمَةِ مِنَ النَّاسِ
وَأَنْتَ ظَهَرَ أَنَّ قِيَامِيَّةَ جِبْرَائِيلَ بِالْعِصْمَةِ مِنَ
النَّاسِ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحِيلَ اسْمُهُ فَتَحَرَّ
ذَلِكَ إِلَى أَنْ يَنْفَعُ مَسْجِدَ الْخَيْفِ - فَاتَّأَهُ
جِبْرَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ
فَأَمَرَهُ بِأَنْ يَعْهَدَ عَهْدَهُ وَيُعَيِّنَ كَرَمَاتِهَا عَلَيْكَ
لِلنَّاسِ وَمُتَعَدِّدَاتٍ بِهِ وَلَمْ يَأْتِهِمْ بِالْعِصْمَةِ
مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِالنَّذْرِ أَرَادَتْهُ بَلَّغَ
كِرَاعِ الْعُسَيْرِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَاتَّأَهُ جِبْرَائِيلُ
وَأَمَرَهُ بِالنَّذْرِ أَتَاهُ فِيهِ مِنْ قَبْلِ اللَّهِ وَلَمْ
يَأْتِهِمْ بِالْعِصْمَةِ فَقَالَ يَا جِبْرَائِيلُ إِنِّي أَخْشَى
قَوْلِي أَنْ يَكْذِبُنِي وَلَا يَقْبَلُوا قَوْلِي
فِي عِلْمِي عَلَيْهِ السَّلَامُ فَتَسَلَّ جِبْرَائِيلُ كَمَا
سُئِلَ بِتُرُودِ آيَةِ الْعِصْمَةِ فَأَخْبَرَهُ ذَلِكَ
فَرَحِحَ فَهَذَا بَلَّغَ عِدْمِ تَحْرِيقِ قَبْلِ الْحَقِّقَةِ بِثَلَاثَةِ
أَمْثَالٍ أَتَاهُ جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى تَحْمِيسِ
سَاعَاتٍ مَقْبُوعَةٍ مِنَ الْقَهَارِ بِالْمُزْجِرِ وَ
الْإِنْطِهَارِ وَالْعِصْمَةِ مِنَ النَّاسِ كَقَالَ

يَا مُتَّقِمُ وَإِنَّا اللَّهُ سَيَقَرُّ شَاةُ السَّلَامَةِ وَتَقِيَهُمْ
لَكَ يَا قِيَّةُ الرَّاسُوكُ يَكْلَعُ مَا أُتْرِكُ إِلَيْكَ مِنْ
رَأْيِكَ وَإِنَّا لَنَفْعَلُ قَنَمًا بَلَّغَتْ رِسَالَتُهُ وَاللَّهُ
يُعْصِمُكَ مِنَ الْمَنَاقِبِ .

(۱۔ احتیاج عبری جلد اول صفحہ ۷۰۶)

حدیث الغدیر فی جمع جدید مطبوعہ قم۔

جمع قدیم ص ۲۵۰

(۲۔ جامع الاخبار ص ۱۰۰ فصل خامس)

نصائح امیر المؤمنین علیہ السلام حضرت اشرف

(۳۔ تفسیر ص ۱۰۰ جلد اول صفحہ ۲۶ مطبوعہ

تہران طبع جدید زیر ایس دی ایچ الرسول)

ترجمہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم (ج کے دوران) منحصر رہیں تھے۔ اشد
دشمنانِ امت کی طرف سے جبریل نے اگر سلام عرض کیا۔ اور کہا۔
کتاب کی سنت جہات ختم ہو چکی ہے۔ پس علی کو
بندہ جگر کھڑ کر کے لوگوں سے ان کے حق میں بیعت لے لیں۔ اور وہ
وہ وہ دہرائیں۔ جو آپ نے لوگوں سے بیعت لینے کا لمحہ سے کر لیا
ہے کہ کوئی میں آپ کو دنیا سے اٹھا کر اپنی طرف لائے و لا ہوں۔ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ انصاف اور دوسرے پر رحم۔ جو کہ اس سے پہلے ہو
کو کبھی لوگ پیوستہ جاہلین کی طور پر بیعت جائیں۔ اور تفریق کا شکار
نہ ہو جائیں۔ کہ جو آپ ان کی عداوت سے واقف تھے۔ اور حضرت علی

کے راعدا ان کا بغض و حسد بالکل مٹا دیا۔ یہ جبریل سے کہا کہ:
 اللہ تعالیٰ سے میری حفاظت کے بارے میں سوال کریں کہ وہ لوگوں سے
 میری حفاظت و عصمت کا ذمہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عصمت و حفاظت
 کا علم اپنے کے مختصر تھے۔ لیکن مہود نبوت تک جبریل نے آئے۔ جب
 مہود نبوت میں پہنچے۔ تو جبریل آئے۔ اور وہی وعدہ پورا کرنے کا حکم دیا
 اور حضرت علی کو کسی اور غمے مقام پر کھڑا کر کے لوگوں کو اس سے ہدایت لینے
 کا حکم کر لائے۔ یہ آپ کو عصمت و حفاظت پر نہ لی یہ یہاں تک کہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مدینہ کے درمیان درگاہ انجیم پہنچے۔ وہاں
 یہی جبریل وہی سابقہ پیغام ہی لائے۔ حفاظت کا کوئی ذکر نہ تھا۔ آپ
 نے جبریل سے کہا: مجھے خدا ہے۔ حضرت علی کے بارے میں جو
 بات تم نے پہنچائی۔ لوگ اسے قبول نہ کریں گے۔ اور اس میں مجھے جبریل کی
 گیسٹ جبریل سے عصمت کے بارے میں پوچھا اس معاملہ کو پھر مؤخر
 کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ آپ دو قیم خرید دیئے۔ جو جبریل سے تقریباً آٹھ سال کے فاصلے پر
 بعد آپ کے پاس جبریل آئے۔ جبکہ ان قریب۔ روان تھا۔ آپ کو کھانا
 ملائی۔ اور لوگوں سے حفاظت کو پیغام بھی لائے۔ کہا۔ اسے محمد بن عبد اللہ
 سلام کے بعد کہتا ہے۔ دریا ایھا الرسول بقیۃ الایۃ، اسے رسول
 جو کہ آپ کی طرف سے آیا گیا۔ اس کی تبلیغ فراموش نہ کریں۔ تو کہنا
 کہ اللہ کی رسالت کی تبلیغ ہی تم نے نہیں کی اور اللہ آپ کو لوگوں سے حفاظت
 میں رکھے گا۔

گستاخی بغیر از۔

اللہ تعالیٰ نے ایک سو بیس مرتباً آپ کو آسمانوں پر بلا کر
سب سے زیادہ تاکید و ولایت علیؑ کی کی

حیات القلوب :-

ابن بابویہ صفار و دیگر اہل بسند معتبر از حضرت صادق علیہ السلام روایت
کند و اندر کہ حق تعالیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم با صد و بیست مرتباً با آسمان بزرگ
دو بار مرتباً آنحضرت و او را باب ولایت و امامت امیر المؤمنین و سایر
اعتراف ہر جن صلوات اللہ علیہم اجمعین زیادہ ہر سال تکرار کفر تاکید و مبالغہ نمود۔
حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۵ باب
ہست چہا دم در معراج آنحضرت !

ترجمہ ۱۔

ابن بابویہ اور صفار وغیرہ معتبر سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو بیس مرتباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کو آسمانوں پر بلا یا۔ اور ہر مرتباً آپ کو ولایت و امامت علیؑ اور دوسرے
اعتراف ہر جن کی امامت کے بارے اتنی تاکید اور مبالغہ فرمایا۔ جو کہ کفر کفر
میں تاکید و مبالغہ نہ کیا گیا۔

تنبیہ ۱۔

پہلی دو گستاخیوں (۶۶۔۷۷) کی عبارت پڑھ کر کوئی بھی منصف مزاج یہ

بات تسلیم نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے ضرور علیؑ علیہ السلام کو ایک حکم کی تبلیغ کا ارشاد فرمایا۔ تو آپ نے اس شرط پر تبلیغ کی ذمہ داری اٹھانا چاہی کہ لوگوں سے خوف نہ کوئی بندہ ہو۔ اللہ تعالیٰ میری حفاظت کا ذمہ میں۔ تو پھر اس حکم کی تبلیغ جو سستی ہے۔ ورنہ انہیں یہ بات کس قدر عیدہ و مقل ہے کہ بسبب نبی پاک علیہ السلام کے ساتھ کوئی ایک درکار نہ تھا۔ آپ نے صفا پہاڑ می پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید اور مابقی رسالت کا اعلان کیا اور آپ کو کسی سے خوف نہ آیا۔ کونسا آپ کے ساتھ نہ کھڑے بھی نہ زیادہ جانثاروں کی تعداد موجود تھی اس وقت آپ نے دو تین آدمیوں کی حفاظت کے خوف سے کہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے روگردانی کی۔ معاذ اللہ اور یہی اصل اس ایک دو تین مرتبہ وحی آنے تک رہا۔ تیسری مرتبہ وراثت ڈیڑھ بھی آئی۔ اور بطور حفاظت کا دعویٰ اللہ تعالیٰ نے لیا۔ تو پھر آپ نے ولایت علیؑ کا اعلان کیا معاذ اللہ کہ اللہ کے رسول امور میں اللہ تعالیٰ ہی ہوتے۔ اگر رسول ہی روگردانی کریں تو امور میں اللہ ہی کیسے ہوئے۔ غضب کی بات ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت و امامت اور ولایت علیؑ کا غرض یہ ہے کہ متعلق ایک سو میں مرتبہ کہوں پر بلا کر اللہ نے شہادت دے دیا۔ اور اس معاملہ میں اتنی تاکید کی۔ کہ کسی دوسرے فرض میں ایسی تاکید نہ کی گئی۔ لیکن ابو بکر و عمر کے ڈر سے آپ نے اسی حکم کا اعلان اس وقت تک نہ کیا۔ جب تک حفاظت کا انتظام نہ ہوا۔ اور وہ بھی ہوا۔ تو وراثت ڈیڑھ کے ساتھ۔ کہاں رسالت کا منصب اور کہاں ولایت علیؑ کے بارے میں آپ کو سخت گرفت۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ سخت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ اور مقام اپنی شہادت کے نزدیک اسی قدر بلند و بالا ہے۔ کہ اس سے مقابلہ میں غضب رسالت کی نفی ہو جائے۔ تو یہ وہ نہیں۔ لیکن رسولیت و امامت علیؑ میں سرسبز فرق نہیں آنا چاہیے اس سے صاف ثابت ہوا کہ نبی علیہ السلام کی جو کچھ قدر و منزلت ہے۔ یہ سب کچھ حضرت علیؑ کے فضل ہے۔ معاذ اللہ اس لیے ہر ذی عقل آدمی بشرط کمال و فکر کرے کہ تو ذرا فیصلہ کرے گا۔ کہ

ہر سب کچھ ان کی غارت ساز تھیں اور اختراعی انسانہ جات میں بھی کاحقیقت سے دور کا
 بھی واسطہ نہیں۔ اگر واقعی ان کی کوئی حقیقت ہوتی۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی
 میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں ابو بکر صدیق کو اپنے آخری ایام میں امام بناتے۔
 (فاعتدوا واطعوا الایمان)

گستاخی نمبر ۸۱

شرک اور علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کے ساتھ کسی اور

کی شریعت دونوں برابر مہم ہیں

تفسیر قمی ۱۔

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ عَنْ
 عَمْرِو بْنِ الْكَوْكَبِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو
 عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْقَنْبَلِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ
 أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ كَوْلِ اللَّهِ لِرَبِّهِ
 لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا كُنْتُ لِيَحْبِبَنَّ عَمَلُكَ وَكَتَبُوا نَحْنُ
 مِنَ النَّاسِ سِيرِينَ ، قَالَ تَفْسِيرُهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا
 يُولَايَةُ أَحَدٍ مَعَ وَلَا يُولَايَةُ عَمَلٍ
 مِنْ يَمِينِهِ لِيَحْبِبَنَّ عَمَلُكَ وَكَتَبُوا نَحْنُ
 الْحَقَّ سِيرِينَ .

ذکر تفسیر تفسیر سورہ

ترمذی ۲۱

ترجمہ

ابو ہریرہؓ امام باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام باقرؑ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی **وَالسَّاعِیٰ** لیجبتون بحملک، اسے تفسیر اگر آپ نے نہ کیا تو آپ کے سب عمل ضائع ہو جائیں گے اور آپ نقد پانے والے ہو جائیں گے۔ تو ابو ہریرہؓ کو امام باقرؑ نے کہا۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ اسے یہ تفسیر اگر آپ نے حضرت علیؑ کی ولایت کے سوا کسی اور کی ولایت کا حکم دیا۔ تو تمہارے تمام اعمال غلط کر دیے جائیں گے اور تم خسار پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

العیاذ باللہ

تنبیہ :-

کارکن کرام و را خداوندی کہ اہل شیعہ کے ہیں امامت و ولایت کا کیا مقام ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کے نزدیک درجہ ایمان کے کرام کو کجا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ کو پہنچ سکے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تھا۔ کیونکہ ابھی ابھی شیعہ حضرات کے وہ قول گزرتا ہے کہ اگر تو نے اسے رسول اللہ تعالیٰ کو پیغام جو ولایت و امامت علی کے بارے میں ہے۔ اس کی تبلیغ نہ کی۔ تو گویا تو نے کسی حکم کی تبلیغ ہی نہ کی۔ اور رسالت کا فریضہ ہی نہ انجام دیا۔ اور دوسرے اگر تو نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کو میرے لئے نہ ایک بنایا۔ یا کسی اور کی ولایت کا اعلان کر دیا۔ تو اس جرم کی پاداش

یہاں تیرے سب اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے۔ اور سراسر نقصان اٹھائے گا۔ تو ان دو باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا رد و ردِ حاد ہی "وہایت" و "امت" مل "پر موقوف" ہے۔ بلکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مشکل کے وقت حضرت علیؑ ہی میں اسلام لکھا رہا ہے۔

حلیۃ الابرار۔

قال نھن قبکھ احد و قال رسول اللہ علیہ السلام ینفخ
ورذیہ یکید المشرکین۔

حلیۃ الابرار طوطا ص ۱۳۱

علیؑ اہل شوریٰ طبع قم۔

ترجمہ:-

حضرت علیؑ نے فرمایا کیا کوئی ایسا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
مشرکین سے بچا یا۔ (میں سے گواہ)

شیعہ حضرت کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام

اعمال ضائع ہو گئے (معاذ اللہ)

ہم نے جو گستاخی کی عبادتِ حق کی ہے۔ اگر اسی کو قرہی میں لکھ کر
سورہ تحریم کی تفسیر شیعہ..... کے مطابق۔ اسے سورہ و فون کو یہ کہ
مقبول نکال جائے۔ تو یہ تفسیر باطل صاف نظر آئے گا۔ سورہ تحریم تفسیر شیعہ
کی عبادتِ ملائکہ ہو۔

تفسیر قمی :-

قَالَ إِنَّ آيَةَ الْكُفْرِ بَعْدَ هِيَ قَاتِلَةٌ مِنْ بَعْدِ الْوَيْلِ
فَقَاتِلَتْ مِنْ أَهْلِ الْوَيْلِ بَعْدَ الْوَيْلِ أَقَالَ اللَّهُ أَتَحْبَبُنِي -

(تفسیر قمی سورۃ تحریمہ ص ۵۷۷، تفسیر سانی)

جلد دوم ص ۱۷۱ مطبوعہ تہران طبع جدید :-

ترجمہ :-

آپ نے فرمایا کہ میرے بعد خلیفہ ابو بکر صدیق ہوگا۔ اور اس کے بعد
تیسرا باپ آگے ہوگا آپ نے سیدہ صفہ رضی اللہ عنہا سے کی تھی۔ تمام مہربانی
صفہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا۔ آپ کو اس کی کس نے خبر دی ہے
فرمایا اللہ نے نہ

”تفسیر قمی“ کی گستاخی میں جو عبارت تھی وہ یہ کہ اگر تم نے اپنے بعد کسی اور کی
ولایت و امامت کا اعلان کیا۔ تو اپنے تمام اعمال ضبط سمجھنا اور یہاں (سورۃ تحریمہ ص ۱۷۱)
اس بات کا صاف صاف اعلان فرمادیا۔ کہ میرے بعد علی رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔ گویا میں
پارہ سے منع کیا گیا۔ وہی کو دکھائی۔ تو لڑکا اس جرم کی سزا بھی ہوگی۔ اور وہ سزا
یہی تھی۔ کہ تمہارے تمام اعمال ضبط ہو جائیں گے۔ تو قیوب بھی نکلا۔ کہ چونکہ حضور علیہ السلام
نے اللہ کے حکم کی مخالفت کر کے جوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بجائے
ابو بکر صدیق کی خلافت کا اعلان فرمادیا۔ لہذا تم مسلم مائیں ضبط چھو گئے۔ و سوا اللہ ثم معاذ اللہ
یہ بھی اہمیت ولایت علی کی کہ حضور علیہ السلام کے تمام اعمال سے ٹوٹی۔ بے
برائی عقل و دانش بیادہ کر سیتا۔

حاصل کلام یہ ہے :

کثیرہ مضمرات غلط بیانی اور من گھڑت تعلیقات کا سہارا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت کرنے میں کوئی بھی سوجھ بوجھ نہیں کرتے یہ کہ لئون اشوکت نیجین حملات سے اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت و خلافت کا فصل ثابت کرتے ہیں۔ تو اس سے منظور علی اللہ علیہ السلام کے اعمال ضائع ہونا ترجیحاً ثابت ہو گا۔ اور پھر اس سے اپنی بے دینی اور بے ایمانی کا ثبوت جیسا کر دیں گے۔ اور پھر خلافت و امامت کے لیے تمہد ہی بآیہ در ہے گا۔ قرآن پاک کی ایسی جھوٹات اور جذبات ابیاد کلام کی ایسی گستاخوں کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اقصیت ثابت کرنے کا مقصد ہوتا ہے۔ کہ جب تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایسی اقصیت کا مستند ہو جائے گا۔ تو پھر وہ ایسی کچھ گا۔ کہ یہ حق معرفت اور معرفت حضرت علی کو ہی بہ نسبت ہے۔ کسی دوسرے کو اس میں مداخلت کا کلفا حق نہیں لیکن ان انسانی واقعات و ایک تاویلات اور قرآنی تحریفیات کا جھنجھو ان کی بے ایمانی کی محنت میں نکلتے ہیں۔ وہ ان ائمہ صوفیوں کو نظر نہ آتا ہے۔ رہے۔

قلعتیہ دایا اولی الالبصار

نے کہا کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو سنا۔ آپ ہر فرشی نماز کے بعد چار مردوں اور چار عورتوں پر لعنت کیا کرتے تھے۔ فلاں، فلاں، فلاں، اور معاویہ بن کاعبہ کے اور فلاں، اور ثناء اور ہشام اور ام حکم۔
 ہمیشہ معاویہ۔

وضاحت:-

اس روایت کی جن تین مردوں کا بطور تنبیہ نام نہیں لیا گیا یہ بلوی کی طرف سے ہے۔ ورنہ امام جعفر صادق اس روایت کے الفاظ کے مطابق ان تین کے بھی نام بیان کر دیتے تھے۔ اور ان طرح دو عورتوں کا جو نام ذکر نہیں کیا گیا۔ اس کی بھی وہی حقیقت ہے۔ ان تین مردوں سے مراد ابو بکر صدیق، عمر فاروقی اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم ہیں۔ اور دو عورتوں سے مراد ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ معاذ اللہ عنہما اذامنہ۔

ہر نماز کے بعد خلفائے ثلاثہ پر لعنت بھیجنا اور حضرت

عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہنا ان کا جزو ایمان ہے

سیدہ فاطمہ زکریا صدیقہ سے کہ جسے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے خلفائے ثلاثہ و سیدہ عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہم پر ہر نماز کے بعد لعنت بھیجتے رہے تو ان حسرت پر لعنت سمجھاوا۔ اپنا امر وایمان کیسے ہیں۔ معاذ اللہ ان تین کرام متقام غور ہے۔
 ورنہ انہیں کہ جس کے متعلق قرآن کے الفاظ یہ ہیں۔ ورنہ بلایا کرتے تھے۔

کتاب پر قیاس القصاص

اسے بھی کی سولہ ائمہ دنیا کی عام عورتوں جیسی نہیں جو کہ عورتیں عداوت و آجہ ل
 تمہا کہتے تھے کہ فریہ مومنین کی عورتیں روحانی اہم بن چکی ہیں۔ ان کے شخصیتوں کے
 بارے میں یہ لوگ زبان طعن و راز کرتے ہیں۔ اور تہذیب و تمدن کے لئے۔ بلکہ
 ہر نماز کے بعد الیہ کو اجازت و ایمان اور عین عبادت قرار دیتے ہیں۔ جو کوئی اپنی نسبی اور جہانی
 والدہ پر لعنت کرے۔ لوگ سے عوامی کہتے ہیں۔ اور جو روحانی والدہ پر بھی طعن کرے۔
 اسے جو کچھ کہنا چاہتے۔ تم خود فیصلہ کر سکتے ہو۔ نسبی ماں کے لیے غارت کے آخر میں بد و تشا
 اغیض لائی واکویدت ہو کہیں۔ اور روحانی ماں پر سزا کے بعد سب و شتم کوئی؟
 کیا ایمان اسی کا تقاضا کرتا ہے؟

اس کے علاوہ یہ بھی سوچو کہ ان مقدس عورتوں کا تعلق اگرچہ ابو بکر و عمر سے ہے۔ لیکن
 یہ تعلق نافرمانی حیثیت رکھتا ہے۔ اصل ان کی یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی
 حیثیت سے ہے۔ اور اسی تعلق سے یہ اہمات المومنین ہو چکی۔ اگر اسی پر بھی طعن کرتے
 ہو۔ تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے راضی ہوتے ہوں گے؟ خدا لا سرچو یا پھر حضرت
 جنید سے ایک (ابو بکر رضی اللہ عنہ) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طہیرہ میں،
 امت کا امام مقرر فرمایا۔ اہل بیت نے اس کے پیچھے نمازیں ادا کیں۔ اور خود حضرت
 علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔ اور دوسرے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ)
 جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے مانگا تھا۔ اور جن کی بدولت اسلام پورا دنیا
 عالم میں بسلامت اسی حضرات پر لعنت کرنے والے کا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت
 سے کیا تعلق؟ جس کے پیچھے نمازیں ادا کی جائیں۔ اور پھر ثانی بھی نہ جائیں گے۔ اہم اپنے
 ائمہ کے نام پر سب و شتم کرتے ہو۔؟

حقیقت یہ ہے کہ امام جعفر صادق کی طرف جبرہ بات منسوب کی گئی۔ کہ

آپ ہر زمانے بعد ان حضرات پر امن طعن کرتے تھے۔ ایک عظیم ہستان اور ایک بہت بڑی کستانی ہے۔ جو آپ کی فطرت مسموم کی گئی۔ کیونکہ نام جنہر صدق تھے کیونکہ گناہ کی سب سے بڑی مطلق والدین کو بھی شمار کیا ہے اور اس کی یوں تفسیر کی ہے۔

خصال شیخ صدوق :-

وَأَمَّا اَعْمُوذُ السَّوَالِدَيْنِ فَقَدْ اَتَى اللهُ فِي كِتَابِهِ لِقَائِي اَوَّلِي
بِالْمُؤْمِنِينَ هِيَ اَلْقِسْمَةُ اَوَّلًا وَاجْتَمَعَتْهَا اَتَمُّهَا

وخصال شیخ صدوق جلد ۱، نو مستطاب، ۱۶، ۱۷

بیت مطبوعہ تہران

ترجمہ :-

حقوق والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت تارل ورائی یعنی صبیہ
قتل زنا کیونکہ گناہ میں اسی طرح نبی میرا سوسم کی ازواج کی نافرمانی اور گستاخی
کیونکہ گناہ ہے

تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ امام جعفر باہات المومنین پر غصہ کر کے سزا الیونہ گناہ کا ہو کتاب کری
اس کے علاوہ امام موسوی کی واحدہ امام قزوینی اور قول حضرت سے صدیق امر
رضی اللہ عنہ کی اور پوچھا "کتنی ہی روحان ظالموں نے تیرے دیکھا۔ ان سے حضرت کے
یا بھی روحانی کیا تعلقات ہیں۔ اور وہی نسبت ذہنی میں آتی۔ صرف وہی یہ سوز شکی کہ
ان حضرات پر امن طعن کے لیے کچھ اور مراہم کی جوڑتی چاہیے۔ نسبت انہی امام موسوی
سے مدبر الکر کی تنظیم کیے۔ اور انہی غرائز سے موازنہ کیجئے۔ (حقائق الحق) سے
میں لا شومتری سے لکھا ہے۔

اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اُولٰٓئِكَ يَوْمَ تَكُنُ اَشْيَاخٌ وَتَضَعُ ثِقَالَكُمُ الْمَوْتُ

ہاں! اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اگر میں صدیقی ہوں تو اللہ تعالیٰ میرے لئے عطا فرمائے گا اور اگر میں صدیقی نہیں ہوں تو اللہ تعالیٰ میرے لئے عطا فرمائے گا۔

اسی طرح در کتب الفوائد میں امام موسوی نے والد گرامی امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل فرمائی ہے۔

کشف القمر

عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ
 إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عَنْ أَحَدِهِمَا أَنَّهُ قَالَ لَا بَأْسَ
 بِهِ قَدْ حَلَّى أَبُو ذَرٍّ عَنِ الْقِيَّامِ سَبْعَ مَرَّاتٍ قُلْتُ أَفَتَقَرُّ الْعَبْدُ بِهَذَا
 قَالَ قَوْلِي وَتَبَهُ فِي اسْتِغْفَالِ الدُّنْيَا لَوْ قَالَ كَعَمَلِ الْقِيَّامِ
 كَعَمَلِ الْقِيَّامِ لَوْ كَعَمَلِ الْقِيَّامِ لَوْ كَعَمَلِ الْقِيَّامِ لَوْ كَعَمَلِ الْقِيَّامِ
 وَلَا مَسْئَلَةَ فِي الدُّنْيَا لَوْ كَعَمَلِ الْقِيَّامِ لَوْ كَعَمَلِ الْقِيَّامِ

وكتفت اعظم في معررة الاسلام جلد دوم ص ۱۲۱

مذکرہ معاجز الامام ابو جعفر الباق

عظیمیہ عظیمیہ عظیمیہ

ترجمہ

امام اقرضی اللہ عنہ سے عروہ بن زبیر نے پوچھا کیا عروہ پر سونا چڑھا نا
جائز ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کوئی بات نہیں۔ خود سنت ہے۔ کیونکہ حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی عروہ پر سونا چڑھا یا تھا۔ یہی سنت ہے کہ آپ ابوہریرہ
کو در صدیق اکبر سے ہیں۔ تو اس پر آپ اقرض عنہ ہو کر فدیہ رخ بھیجے۔

اور میں تم سب کو پایا۔ ہاں قرہ اور صدیقی ہیں۔ اور جو انہیں صدیقی نہ کہے۔ غلہ
اس کی بات کو دیا و حجت میں سہا کرے۔

مذکورہ حادثہ میں سے پہلی حدیث حدیث اندر حدیث صدیقی رضی اللہ عنہ و درودری
ان کے واسطہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کی ہے راہ امام جعفر وقت سے صاف صاف فرمایا
کہ کون یہ بہت اپنے نانا دادا کو گالی دے سکتا ہے یا جیانی امام آدمی امی یہ کو نہیں
کہتا کہ اس کے باؤا جادو کو بڑا بھلا کہا جائے کہ راہ امام باقر رضی اللہ عنہ یہ تو ایسے شائس و
جوشانہ معنی پر حجت زلی کرتا ہے۔ تھار اور راندہ بارگاہ درودری صاف ہے۔ ان دونوں
دوایتوں کو دیکھئے۔ اور کہ ششہ کشائی کی عبارت جو امام جعفر صادق کی حدیث منسوب
کی گئی مودن زبانی ہے۔ تو جامع ہو جانے کا کو ایسی معنی کی روایت جو امام جعفر
صادق کی حدیث سے سب کی گئی ہے یہ شیخ حضرت کی تحریروں میں ورنہ امام جعفر
نزدیک ان حضرات پر سن معنی کرنے والی بدعت، کذا سہ اور ناواقفیت اندر ششہ ہے۔ لہذا
ایسے کذابوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔

گستاخی نمیزا :-

امام قائم ظاہر ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ”حدہ“
نافذ کریں گے (معاذ اللہ)

حق النعمین :-

وہ ان پلویہ رد مطلق اشرائع روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقر

کہ چون فائیم اظہر شود، عاقلشہ رازندہ کند تا بر او حد نرند۔ و انتقام فاطمہ را
را بکشند۔

(حق البقیہ ج ۱ ص ۲۱۹ در بیان اثبات حجت
مطبوعہ ایران)

ترجمہ :-

”طل الشرائع“ میں ابن بیونس نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے کہ جب امام فائیم اظہر ہوں گے۔ تو وہ حضرت مالک رضی اللہ عنہا
کو زندہ کریں گے۔ تاکہ ان پر حد لگائی کی۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی
طرف سے انتقام لیں۔

گستاخی نمبر ۱۲۔

ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی بالترتیب وقت
کے فرعون، طمان اور قارون تھے (معاذ اللہ)

حق البقیہ ۱۔

در اخبار معتبرہ وارد شدہ است و تمام بل ای آیت۔ وَ تَرْتَبُؤْنَ اَنْ تَكُونَ
سَلٰى اَللّٰهُ مِنْ اَمْرِ تَحْمِلُوْنَ اَفِ الْاَرْضِ وَ نَجْعًا لَّهٗمْ اَمْرًا
وَ تَجْرٰهُمْ اَمْرًا اَرْضِيْنَ وَ تَمَكِّنْ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَ نَجْرٰى
يَرْحَمُوْنَ وَ هَمَّ نَّ وَ جَنُودَ هَمَّ اَمْنُهُمْ مَّا كَانُوا

بِتَحَدُّ لَوْ أَنَّ

دپ ۷۰ سورۃ القصص

ترجمہ

یعنی اللہ فرماتا ہے ہم چاہتے ہیں کہ زمین کے اندر بیٹے والے
کمزوروں پر بہرہ رسانی کر کے انہیں امام اور وارث بنا دیں۔ زمین میں
انہیں غیرو سے دیں اور فرعون، ہامان اور ان کے مشکروں کو وہی
پکھڑا دکھا دیں جس سے وہ گھبراتے تھے۔

اس کی تفسیر یہ ہے کہ

کمزوری ضعیف کو خداوند است برائے اہل بیت رسالت از موجب تسلی
انحضرت گودیدہ زور و کفر خون ہامان و قارون ستم گردند بر ہی اسرئیل و ایشان
و اولاد ایشان را میکشند و نیکو ایشان داری است ابو بکر و عمر و عثمان و تابعان
ایشان بودند کسی میکردند و قتل و قلع اہل بیت رسول خدا فی تعالیٰ و بعد و دادہ
است پیغمبرش را کہ ہمینا لکھ و لاوت موسیٰ را مضمیٰ کو مہر و اور از قرون غائب
گردانیدہ مہر و بعد از ان اورا ظاہر ساختہ و بر قرون و آتیا عش غائب گردانم
و بعد از بدست اولاد ک کہ مہر ہمیں حضرت قاسم را و لا قتل را یہاں خواہم
کردہ و از قراعتہ زمان خود اورا ستور خواہم گردانیدہ و در حقیقت ایشان را
و دشمنان ایشان غائب خواہم کرد کہ انتقام خود را از ایشان بخشہ پس تاویل
آیات جیمہ است و منجا ہم کہ منت گذاریم بر آنہا کہ ایشان را ضعیف
گردانیدہ و از دور زمین کہ اہل بیت رسالت اند و بگر و ہمیں ایشان را
و بگر و ہمیں ایشان را و از میان زمین کہ یا شاہی دوستے زمین برستے

ایں نشان مسلم گرد و تمسک و اقتدار بدویم ایشان را و زہن باطل را براندہ و حق را
 ظاہر گردانند۔ و بنماییم پھر موعود و امان یعنی ابو کریم و لشکر باقی ایشان را و ادب نہایت
 کہ تعصب حتی آل محمد کو بندہ نہیں یعنی از آل محمد آنچه خود میگردند از کشتن و عذاب۔
 و حق را یقین با بے انجم و بیان اثبات حجت
 ص ۲۱۳ طبع محمد تہران:

ترجمہ

دو مزید ان تفسیر علی الذین استغفروا الخ، چنانکہ م ۴۰۔ آیت کریمہ
 کی تفسیر تفسیر می دارد و جواب ہے۔ کہ یہ مثال عوامتہ تعالیٰ سے عبادت پرانی۔ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کی پہلی بیت کی ہے۔ ابو کریم کی قسلی کا سبب بنی جاسہ۔ کیونکہ فزون و
 دامن اور قارون نے بنی اسرائیل پر ظلم و ستم و حد کے۔ انیس اور امان کی اولاد
 کو قتل کیا۔ ان لوگوں کی مثال اس امت میں ابو کریم و عثمان ہیں۔ اور وہ لوگ
 میں جو ان کے ماننے والے ہیں یا ان لوگوں سے۔ انی ہمیشہ کے قلع قمع میں
 کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے رسول کو یہ وعدہ فرمایا کہ ہم نے جس طرح موسیٰ
 کی پیدائش کو پوشیدہ رکھا۔ اور ان کو فرعون سے غائب کر دیا۔ پھر انہیں ظاہر
 کیا۔ فرعون اور اس کے ہمنے والوں پر غائب کیا۔ اور تمام کو ان کے ہاتھوں
 ہلاک کر دیا۔ اسی طرح امام قائم کی ولادت کو پوشیدہ رکھیں گے۔ اور اسی
 دو کے فرعون سے چھپا رکھیں گے۔ انیس واپس لا کر ان کے دشمنوں
 پر غالب کریں گے۔ ان سے اپنا جہاد لیں گے۔ لہذا آیت کی تاویل اس طرح
 ہوگی۔

ہم چاہتے ہیں۔ کہ ان لوگوں پر احسان کریں جنہیں زمین میں کمزور بنا دیا گیا۔
 یعنی قرآن میں اور ہم انہیں امام بنائیں۔ اور انہیں زمیں کا وارث

بنائیں۔ تاکہ باطل کو بھاگائیں اور حق کو قائم ہو کر رہے۔ اور ہر فرعون و ہامان یعنی ابوجہر و
عمرورہی کے ساتھیوں کو یہ کھائیں گے کہ اگر اہل دست کے حقوق انہوں کے کس
طرح غصب کیے اور ان سے کشت و خون کا یہ دریں گے۔ یعنی قاتل قاتل محمدؐ اور
قتل کریں گے اور عذاب دیں گے۔

گستاخی نہ کی:

تمام شیعوں نماز کے بعد تو مرتبہ خلفائے ثلاثہ اور امیر معاویہ تو

بزرگ پر لعنت بھیجتے ہیں

اَللّٰهُمَّ خُصِّ اَوَّلَ عَابِدِيْ بِاَلْقَيْنِ مَسْجِدٍ وَ اَمْبَدٍ
بِهٖ اَوَّلَ شَعْرٍ اَشْأَنِيْ تَشَعَّرَاتٍ لِّشَعْوَاتٍ اَشْرَبَ اَشْرَبَ
اَلْقَيْنِ يَزِيدُ بِنِ مَّعَاوِيَةَ خَائِفًا

ترجمہ:

ا۔۔۔ اے اللہ! میری طرف سے تو خود اس شخص پر میرے پہلے سنت کر
جس نے ان پر سب سے پہلے ظلم کیا پھر دوسرے پھر تیسرے پھر چوتھے اور
پھر پانچویں معاویہ پر لعنت کر

دکھتہ احوال بابہ بیہوشوں اور مہر کے

بیان کی حدود ۱۰۸۰

نوٹ:

اول کلام سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دوسرے سے فدوی اعظم میر سے

عثمان غنی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما اور پانچویں سے مراد یزید بن معاویہ تھے۔

تیسریہ :-

گستاخی یا سب کے عبادت سے معلوم ہو کہ کثیر لوگوں سے بڑھ کر کوئی دوسرا فرقہ
مستور علی اللہ علیہ وسلم کی ازواج معصرت، صدیق اکبر و عمر فاروقی اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کا
گستاخ نہیں۔ ان تمام گستاخوں کی بنیاد حضرت اور حضرت ان کی ہمنوی و امت ہے۔ کیونکہ
ان کے عقائد کے مطابق سیدنا صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی
اللہ عنہ کی خلافت و امامت کو غصب کیا تھا۔ اسی وجہ سے یہ حضرات خود اور ان کی صاحبزادیوں
سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما بھی ان کے مقابلہ میں گستاخانہ قلم کا نشانہ نہیں۔
اور ان کے بارے میں طرح طرح کے سن گھڑت واقعات و افواہ نہ گئیے تاکہ عوام میں
ان کے عقائد نفرت کے جذبات بھڑکس۔

مشکل رجعت :-

پوچھ کر لوگ اپنے دماغ کی بھڑکی صرف زبان و قلم سے ہی نکال سکتے تھے۔ اور کھاتے
ہے۔ لیکن عملی طور پر حضرت ابو بکر صدیق اور نہ ہی فاروق اعظم سے غصب نہ ہوا
خلافت و امامت واپس دل گئے۔ اور نہ ہی اجماعت، مومنین سے آراء تقاضا کئے گئے۔
اسی لیے ان کا دور یمن کو پورا کرنے کے لیے ان لوگوں کے ”مشور رجعت“ اور انجاء و یکدہی
کا مقہوم یہ ہے۔ کہ قریب تک مسند امام مہدی و بارہویٹ کو بنامی نشر و پھیل گئے
اور اگر حضرت ابو بکر صدیق اور نہ ہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو بارہ و زندہ کریں گے۔
اور ان کو قتل کریں گے۔ مدد نہ کریں گے۔ اور نہ ہرگز سے پر لاپرواہ تقاضا کریں گے۔ اور
اہل بیت پر کھٹے عقائد کا بدروسیں گے۔

جیت کر اس وقت اور بڑھ جاتی ہے۔ جب یہ شعور کہا جاسکے۔ اور پوچھا جاسکے۔
 کہ تمہارا امام قائم نہ غائب کیوں ہوا؟ تو جواب دیتے ہیں۔ دشمنوں کے ڈر کی وجہ سے روپوش
 ہو گیا۔ بلکہ ان کی روایات کے مطابق امام حسین مسکری نے کہا۔ کہ امام غائب کا نام تک لینا
 بھی جرم ہے۔ بلکہ ان کا جو بھی نام ہے۔ وہ کافر ہے۔ آخر اپنے پہلے جہنم میں دشمنوں کے خوف
 کے مات روپوش ہو گیا۔ وہ دوبارہ اگر لوگوں کو قبروں سے نکال کر کیسے قتل کرے گا۔
 کیسے انتقام لے گا۔؟

حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ سب افسانے ہیں۔ یہی گھڑت روایات و واقعات ہیں۔
 اگر ان کے وہ اقوال جو امام قائم کے واپس آنے کے متعلق ہیں۔ کوئی پڑھے یا سنتے۔ تو
 اسی وقت پکار اٹھے گا۔ کہ یہ سب کچھ شیعوں کی چالبازی اور مکاری ہے۔ حقیقت
 کچھ بھی نہیں۔ ملاحظہ ہو۔

جب وہی ہزار معتقد ہو جائیں گے۔ تو وہ امام قائم،

ظاہر ہو جائیں گے۔

استباج طبری ۱:

استباج طبری میں امام کا جب کے تصور کے متعلق لکھا ہے۔

يَبْقَىٰ مَعَهُ اَتَمُّ اَتَمِّ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهِ اَتَمُّ اَتَمِّ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهِ
 وَ اَتَمُّ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهِ اَتَمُّ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهِ
 قَوْلُ اللَّهِ اَيُّهَا النَّاسُ اَتَمُّ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهِ
 اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. كَذَلِكَ اَتَمُّ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهِ

مِنْ أَهْلِ الْيَحْيَى أَهْلَ اللَّهِ أَهْلَهُ مَا كَانَ لِي لِي الْعَقْدُ
(وَهُوَ عَقْدُهُ أَنْ هُوَ رَجُلٌ) تَدْرِي يَا ذِي الْقَلْبِ قَلْبًا مِثْلَ
يَقْتَضِي أَخَذَ آتَمَ اللَّهُ حَقِّي يَرْضَى عَقْدَ قَوْلِي.

در احتجاج طبری جلد دوم صفحہ ۵۰ مطبوعہ قم
مذکورہ عبارت من ابی جعفر علی بن ابیہم طبع
طبع قدیم حاشیہ

ترجمہ۔

امام غائب کے لیے دنیا کے مختلف کونوں سے اصحاب بدر کی تعداد
تین سو تیرہ کے مطابق نوگ دیکھے ہوں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے، اللہ تم سب کو سنے گا کہ یہ کون کون سے چیز
پر قادر رہے۔ جب امام غائب کے لیے مذکورہ تعداد تفصیل کی جی ہو جائے
گی۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے ام کو ظاہر کرے گا۔ پھر جب دس ہزار کا عدد مکمل ہو
جائے گا۔ تو امام قائم اللہ کے حکم سے ظاہر ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا
و خوشنودی حاصل ہونے تک اس کے دشمنوں کو راستے یہی گے۔

کیا اب تک شیعوں کی تعداد دس ہزار

نہیں ہوئی؟

ناظرین کو کام۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ امام کے ظہور کے لیے شیعوں کو دس ہزار
میتیں کا عدد ذکر کیا ہے۔ یہی جہت تھی تعداد میں اس کے نام ایسا میدانی میں آج بھی گے

تو امام فاضل کا خوف تھا ہر جہاں تک پہنچتا تھا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس وقت دنیا میں امام غائب کے نام نہ ہوا کسی ہزار نہیں۔ بلکہ کسی کو دوسرے کے جگہ پر اب کیوں نہیں وہ تشریف لے گیا معلوم ہوتا ہے کہ ان کرداروں میں سے دس ہزار بھی امام غائب سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ سب ان کے دشمن ہیں اور وہ ان دشمنوں سے ہی جو کہ غائب ہو گئے ہیں تو اب بھی دشمنوں کے پاس کیسے تشریف لے سکتے ہیں۔ شیعوں حضرات نے یہ بیان کر کے تو خود اپنے پاؤں پر گلاب کی لہو دی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ سب کچھ ہی گھڑت اور شیطانی فوجی کی پیداوار اور اعلیٰ شخص میں حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی ان لوگوں نے انتہائی گستاخی کی یہ وہ عاشرہ مرتبہ کے لیے دوبارہ زندہ کرنے اور پھر انہیں سزا دینے کے لیے سر پر ہتھے اور واقعات تراشے۔ جس کی وجہ سے یہ انتہائی گستاخ ظہر ہے۔ حالانکہ صاحب دو دفترہ اصفہان نے صمد علی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث اسی ضمن میں نقل فرمائی۔ ملاحظہ فرمائیے۔

سیدہ عائشہ رضی عنہا نبی علیہ السلام کو تمام غلامی کی خدمت تھی

سوال کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب ترین غلامی تھیں تو کہہ دیجئے کہ فرمودہ کہ عائشہ عمر گفت سوال میں ازہ جمال است۔ فرمود کہ پیرا و بان پر سیدہ بعد از منی کیست فرمود کہ عمر۔

۱۲۸۱ بجے روزہ فطرہ اصفہان ص ۳۸ جلد دوم

ذکر احوال و اقسام انبیاء

ترجمہ۔

عمر و ابی ہاشم رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کے غلامات میں سے کس کو زیادہ محبوب سمجھتے ہیں۔ فرمایا۔ عائشہ کو پھر پھر چہا۔ حضور میری مراد مردان کے ارے میں ہے۔ فرمایا۔ عائشہ کو پھر۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ پھر پوچھنے پر فرمایا کہ ان کے بعد مہر بن عطیاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

خلاصہ کلام:-

ان تمام روایات و واقعات کو آپ نے پڑھا۔ آپ نے یہ نتیجہ اخذ کر لیا ہو گا کہ شیعوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بھی خوش نہیں کیونکہ دشمنی کا دوست دشمن ہی ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں موجود ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْفِكُونَ بِاللَّهِ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ مَالِحِينَ
يُؤَادُّونَ مَا حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَوْلُهُمْ تَخَوُّوا آيَاتَهُمْ
أَوْ آيَاتِ اللَّهِ هُمْ أَقْبَلُ لِحُكْمِهِمْ أَوْ عَشِيرَتِهِمْ فَلَمْ يَعْلَمُوا
وَلَيْبِذِكْرًا

ترجمہ:-

تم ایسے لوگ کہ جو اللہ اور رسول اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایسا برگزیدہ پاؤ گے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے ساتھ دوستی رکھتے ہوں۔ اگرچہ وہ دشمن خدا و رسول ان کے پیادوں (ایسے) بے ایمان اور گمراہ ہوں۔

قرآن پاک سے جب دراصل ذکر فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کو دشمنی سے بیزاری ہو سکتی ہے کیونکہ اللہ اور اس کا رسول مسلمانوں کے دوست ہیں۔ وہ انہما لیکن اللہ و رسول، ان کو دوست کو دشمنی و دوست نہیں اور دشمنی کا دوست بھی دوست نہیں ہو سکتا تو اس سے ثابت ہوا کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، فاروقی اعظم رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، امیر المومنین جعفر رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے تعلق دار اور مہم سب میں تو ان سے عداوت، بغض اور کین رکھنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے کب دوست اور خیر خواہ ہو سکتا ہے۔ کوئی خود امدادہ کریں کہ ان بد بختوں کو حضور سے کب محبت ہے۔ اگر انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے نفرت ہے۔ اور محاذ اشرا ان پر منت کوئی اب سمجھتے ہیں۔ تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان کی حیثیت کیا ہوگی؟ صاف بات ہے کہ آپ انہیں میرٹز پر نہیں فرماتے مولیٰ گئے اور میں کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرمائیں۔ آپ کے اہل بیت کے نزدیک زلی مروود اور نامراد ہے۔ یہ سب محبت اہل بیت کے پردے کی دشمنی اہل بیت۔

(فاعتبروا یا اولئہ البصائر)

گستاخی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت علی نے

سیدہ عائشہ ام المومنین کو طلاق دے دی۔

(محققانہ)

شید حضرت کا قصد وہ ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے انہی بیبیوں کا معاہدہ اپنے بد وقت علی کے ہاتھ دے دیا تھا یہاں سیدہ ہاشم بھائی نے قتل کیا ہے۔

حلیۃ الاراء۔

قَالَ فَقَالَ فِيهِ كُفْرًا حَتَّى اسْتَنْتَحَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ

السَّلَامُ وَتَجَنَّبَ أَهْلَ بَيْتِ آلِ قَيْسٍ بِالْغَيْبِ رَمَتْ

بَعْدَ دِيْمَ سَعْيِيْهِ .

(عزیز الزہراء جلد اول صفحہ ۱۱۱ باب الثامن)

(والشعوت)

ترجمہ: حضرت علیؑ نے فرمایا کیا تمہارے کسی کو نبی پاکؐ عزرا سلام اپنے اہل میں
خلیفہ بنایا اور اپنے بعد نبیؐ آج کا صراط میرے سوا اس کے سپرد کیا۔
ہاشم بمراتی کی کلام میں اگرچہ وثابرت ہے کہ نبی پاکؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے بعد اپنی
ازواج کو طلاق دینے کا اختیار دیا لیکن اگر کوئی شیعہ کہوے کہ ہاشم بمراتی کی کلام میں طلاق
کا کوئی ظہور جو درس میں تو اس کا ثبوت بھی ملاحظہ فرمائیں۔

استیحا ج طبری ۱۔

وَرَوَى عَنِ النَّبَاِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا كَانَ
يَوْمَ الْجَمْعِ وَقَدْ أَمْسَتْ مَوْرَجُ عَائِشَةَ بِالْكَلْبِ قَالَ
أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاللَّهُ مَا أَرَى إِلَى إِلَّا
مُعَلِّقَتَهَا فَادْنَقُ اللَّهُ رَجُلًا سَمِيعٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا عَلِيُّ أَمْرٌ يَأْتِي بِيدِكَ
مِنْ بَعْدِي لَمَّا هَا مَرَقَتْهُمْ فَقَالَ فَقَسَا مَر
ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا فِيهِمْ بَدْرِيَانِ فَشَهِدُوا أَنَّهُ
سَمِعُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِعَلِيٍّ
ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا عَلِيُّ أَمْرٌ يَأْتِي بِيدِكَ مِنْ
بَعْدِي قَالَ فَبَكَتْ عَائِشَةُ عِنْدَ ذَلِكَ حَتَّى سَمِعُوا بُكَاءَ هَا فَقَالَ
عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَدْ أَنَبَا فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَتَّبِعُوا فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُعَذِّبُ نَارًا عَيْنًا يَوْمَ الْجَمَلِ بِخَسْفِ الْأَفْ
مِنَ الْعَذَابِ كَيْفَ مُسْتَوْعِينَ . (۱) احتجاج جعفری جلد اول ص ۱۱۱ احتجاج

دیرا فومنین علی ابن حکیم بیعتہ

طبع قم ۱۳۵۷ شریف

(۲) زیارۃ الامام ۶ ص ۶ مطبوعہ دار ایران

طبع جدیدہ

ترجمہ

لعم باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ جمل کے دن
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہودج تیروں سے چھلنی ہو گیا۔ تو حضرت علی رضی
لہ عنہ کہا۔ اللہ کی قسم میں اپنے آپ کو اسے طلاق دینے والا دیکھ رہا ہوں
(امیاز باللہ) پھر ایک آدمی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قسم و نثری۔ جس نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے مناجات کیا کہ آپ نے فرمایا اسے علی میری عورتوں کا سالار
میرے بعد تیرے ہاتھ میں ہے۔ جیسا کہ میں نے کھڑے ہو کر لگائی دی۔
گو تیرا آدمی لٹھے۔ جی میں دو بداری بھی تھے۔ انہوں نے بھی لگائی دی۔ کہ ہم
نے بھی رسول اللہ سے مناجات کیا کہ میں نے میری عورتوں کا سالار میرے ہاتھ
تیرے ہاتھ میں ہے۔ یہ سنی کہ عائشہ رو پڑی۔ لوگوں نے ان کے زونے کو کاڑ
سنی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
خود ہی تھی کہ جنگ جمل کے وقت اللہ تعالیٰ تبارکی پانچ ہزار نشان زدہ
فرشتوں سے دکر سے گا۔

قبیلہ :-

جعفری شیعی نے صاف لفظوں میں تسلیم کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مائے عائشہ رضی اللہ عنہا

طلاق دوسے وی۔ اب اہل انصاف اسے بخوبی جانتے ہیں۔ اور یہ بات ان سے مخفی نہیں۔
اس میں گھڑنے انسانی کے ذریعہ معصیت خیر سی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ سیدہ
اسما بنتین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اتہالی توہین کی ہے۔ اور اس طرح اس ناہنجار نے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی مٹکھایا ہے۔

ازواج مطہرات کو طلاق دینے کے اختیار کی بحث

قرآن پاک میں آیا ہے۔ جب اہبات المؤمنین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
زیرات وغیرہ کا مطالبہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں نازل فرمایا۔
وَاِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْاٰلَةَ فَاتَّسُوْهُ وَاللّٰهُ اَلْاٰخِرَةُ كَيَّانَ اللّٰهُ
اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِمَّا كُنَّ يَسْتَعْجِلْنَ مِنْهُ عَظِيْمًا۔
درپل رکوع ۱۲

ترجمہ:-

اور اگر تم نے اللہ اور اس کے رسول اور اہل بیت کو پسند فرمایا۔ تو یقیناً
اللہ تعالیٰ سنہ تمہیں سے نیک مردوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔
اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اور اہل بیت کے گھر کی خواستگار ہو۔ تو اللہ نے
تمہیں سے جو نیک ہوں گی۔ ان کے لیے بہت بڑا اجر مقدر فرمایا ہے۔
(ترجمہ بقول)

فہم الصادقین:-

دروایت: ائمہ کربلاء و زعماء میں آیا حضرت اہم ازواج را علیہ السلام

دابر ایشان خوانند و نیز ساختند اہل ما بر مخالفت و بقا ہر امتیاز آنحضرت
 کردند و مردیست کہ اول کسی از انداج کہ اختیار بقا نمود عاشر ہوا بعد از
 آن درگز انداج کل را اختیار نمودند۔ آوروہ اند کہ چل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 آید ما بر ایشان خوانند فرمود شتاب مکنند و پا بران نمود در این باب مشاورت
 کنند گفتند یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما را و این باب کسی مشاورت نباید
 کرد۔ حق تعالی ما را نیز گردانید و میان فرست دنیا و اختیار کردن خدا و رسول و
 سراسر آن حضرت را اختیار کردیم آن حضرت شاد شد و حق تعالی این آیت فرستاد
 ﴿لَا يَجِدَنَّ أَفْرَاقًا مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ﴾

تفسیر فتح الصادقین جلد ہفتم صفحہ نمبر ۲۰۰
 مطبوعہ تہران

ترجمہ

روایت میں آیا ہے۔ کہ اس آیت کے ترجمے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے تمام ادواج مطہرات کو ٹھایا اور یہ آیت انہیں پڑھ کر سنائی۔ اور انہیں
 اختیار دیا گیا۔ مگر اگر آپ کے پاس رہے کہ تمام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کے پاس رہنا پسند کر لیا اور روایت ہے کہ سب سے پہلے جس بیری نے
 آپ کے پاس رہنے کو پسند کیا وہ عاشر صدیقہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ان کے
 بعد دوسری ادواج نے بھی یہی پسند کر لیا۔ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ آیت سنائی تو فرمایا یہ جلدی ذکر تلمیذین والدین
 سے مشورہ کر کے کوئی فیصلہ نہ کہنے لگیں۔ جب اللہ نے میں اختیار دیا ہے
 کہ ہم اس بارے میں کسی سے مشورہ نہیں کریں گی۔ ہم نے اللہ و رسول
 اور دوا آخرت کو پسند کر لیا ہے۔ حضور بہت خوش ہوئے۔ اور پھر

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لَّا یَجْعَلُ لِّفَاقِہِ اَیْمَۃً ؕ یعنی اس واقعہ کے بعد آپ کے لیے اور دوسری حلال نہیں رکھ کر جو جب انہوں نے آپ کو پسند کر لیا ہے۔ تو آپ بھی ان کی موجودگی میں اور دوسروں کو نکاح میں لانا پسند نہ کریں۔

اس آیت کا یہ کہ جس کے شان نزول اور علامہ کاشانی شیشی کی تشریح سے یہ مسئلہ دندوشی کی طرح واضح ہو گیا۔ کہ اہل بیت المؤمنین نے اپنے اختیار کو سب اس طرح استعمال فرمایا کہ نہ نسبت دنیا کے بدنے انہوں نے اللہ رسول اور وارثت کو ترجیح دی۔ تو اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا۔ کہ آپ کی خاطر جب ان محدثوں نے دنیا چھوڑ دی ہے۔ تو آپ بھی ان کے عقد نکاح میں جوتے ہوئے کسی دوسری عورت سے نکاح نہ کریں اور ذائقہ طلاق دے کر کسی دوسری سے نکاح نہ کریں۔

اہل انصاف حضرات! غور فرمیں۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس بات سے منع فرمایا۔ کہ آپ اپنی ازواج مطہرات کو طلاق نہیں دے سکتے۔ تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اس بات کی نسبت کرنا کہ انہوں نے جنگ جمل میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی ہے۔ کس قدر بے باق و بلازمی اور اہانت المؤمنین کی گستاخی ہے۔

ایک شبہ:

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ آیت جس میں آپ کو زائد نکاح کا اختیار نہیں دیا گیا تھا۔ یہ غرض ہے۔ اور آپ کو بعد میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

جواب شبہ:

اس کا جواب یہ ہے کہ تفسیر صحیح ابیانی میں موجود ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو بعد میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ یہی طلاق کی اجازت مذہبی تھی۔ یہاں پہلے شیعوں نے اتفاق کہتے ہیں کہ اگرچہ آپ کو نکاح کی اجازت مل گئی ہو لیکن ان تو اجازت المومنین کو طلاق دینے کا اختیار آپ کو نہیں دیا گیا۔ یہ تو انہوں نے نہ صرف دنیا کو ٹھکرا کر اللہ اور اس کے رسول اور یوم آخرت کو پسند کر لیا تھا۔

مسکب اہل سنت تو واضح ہی ہے۔ مسکب اہل تشیع کی طرف سے علماء کاشانی شیعی مفسر کی تفسیر لا حقد فرمائیں۔

فتح الصادقین :-

(وَلَا أَتَىٰ مِثْلَ هَٰذَا) دورانِ نیست کو بدل گئی (بیہیچ) بدیشاں۔
 ومن آذوكم جزا الزمان مرگے۔ وہیچ، حریف و محبت کا کید و استغراق است
 یعنی تو ابھی زنی انتقام مرگے جاؤ نیست۔ آخر کی ان ایساں را طلاق۔
 وہی و بجا کئے اکل و دلی سے را نکاح کئے۔ مرد نیست کو حق کافی
 طلاق ایساں را حرام گردا غیر اسے آنکہ اہانت مومن خدا تعالیٰ را خدا
 رسول کو ذمہ و سراسے آخر خدا برویا بشکرد نما، نکاح زانی مرگے
 را طلاق بود۔

تفسیر فی الصادقین جلد ہفتم ص ۲۱
 مطبوعہ تہران

ترجمہ :-

اور وہ طلاق نہیں ہے۔ کہ آپ اہل نور قریں کے برائے و دوسری عورتیں
 تبدیل کریں۔ حریف میں تا مذہم کید و استغراق کے لیے ہے۔ یہی آپ کے
 لیے دوسری کوئی بھی عورت نہ جائز نہیں۔ اس طرح کہ ان میں سے کسی کو

خود بھی داخل ہیں۔

لہذا ازواج مطہرات اس کی بھی روحانی مانگ نہیں دیکھیں ان کے روحانی بیٹے جو تھے۔
 کہ بقول شیخ عبدالحق بن ابی مہدی مال کو طلاق دے دیا ہے اور ایسا ۱۱۷۱ھ میں ہوا۔
 کی خصوصیت ہے کسی دوسرے مذہب میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

سیدہ عائشہ ام المومنین کی شان اور ان کے گستاخوں

کا حال قرآن اور شیعہ تفسیر کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں

وَرَوَّاهُ اللَّهُ تَقْوَاهُ سَكَنَ يَسْكُنُهُ كَيْفَ يَسْكُنُهُ كَيْفَ يَسْكُنُهُ كَيْفَ يَسْكُنُهُ كَيْفَ يَسْكُنُهُ
 وکرم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئے۔ حتیٰ میں سیدہ کی
 طہارت اور پاکدامنی کا ذکر ہے۔

تفسیر فیج الصاوقین :-

وبعد از آیات بیان عبادت قرآن عائشہ می کند از قیمت و اہمک بھی از
 منافقان برآو۔

تفسیر فیج الصاوقین جلد نمبر ۶ ص ۲۵۹

تفسیر فیج الصاوقین :-

پس چیزیں دیگر غیورم گراں قیمت یعقوب گفت از خصم جلیل و اللہ
 المستعان حلما تصفون ۱۱۷۱ھ میں بگتہ دور و۔ چہ بدیوار کردم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت شایسته بود کہ ناگاہ آواز پر جبریل برآمد

تفسیر منہج الصاوقین

مذہب جماعت مراد ابن ابی اسلمہ اللہ عنہ (لہ عذاب عظیم)
مراد اسلمہ مذہب بزرگ و دانشمند یا در دنیا کہ حد تقویت خورد و بخورد
مطلوبہ و کشت و مشہور بنفاتی شدہ و گویند مسلمان بود کہ آخر عمر دنیا شدہ یا مسلح
کرد و بہائے کمال شدہ۔

(تفسیر منہج الصاوقین جلد نمبر ۶ ص ۲۶۱)
(مطلوبہ و کشت)

ترجمہ:-

اسی جماعت سے مراد جس نے سعادت و کثرت پر تہمت لگائی تھی۔ ابن ابی
کی جماعت ہے۔ اسی کے لیے دنیا میں یا آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے
دنیا میں حد تقویت لگی۔ اور ذلیل و رسوا ہوا۔ اور لوگوں میں ناقابل اعتبار ہو گیا۔
اور نفاتی میں مشہور ہوا۔ کہتے ہیں کہ اسی سے مراد حسابی تھے۔ جو عمر کے آخری
حصہ میں دنیا پر کئے تھے۔ اسی سے مراد مسلح تھا۔ جس کے ہاتھ تلوار ہو گئے
تھے۔

تفسیر منہج الصاوقین

آیت ۱-

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ (سورہ المؤمنین)
ترجمہ: اور انہیں ایمان لائے اور نیک اعمال کیے۔ انہیں نیکوں میں داخل فرمائیں گے۔

برائے وسیلۃ القربیٰ القلوب امداد الی (آل صفیہ و آلہ) گرویدگان
بمعاذ رسول مراد ازواجِ منجیر اند و در وسط آوردہ گراہی مخصوص بمعائشہ صدیقہ
است و جمیعہ کی بحیثیت تعظیم و ہیبت و توقیر اور نظر ہمت تامل ای
لفظ را با د است اور مکتدہ۔

از تفسیر منبع الصاوقین ج ۲ ص ۲۶۶

مطبوعہ دار الفکر

ترجمہ:-

ہے شک وہ لوگ جو پاکدامن عورتوں کو ہمت دگاتے ہیں۔ اور وہ عورتیں
قدوس کے بسبب سے بے خبر ہیں۔ وہ صاف سیرۂ عالی اور پاکیزہ دل
والی ہیں۔ وہ اشد درازی کے رسول کی گرویدہ ہیں۔ ان سے مراد حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج ہیں۔ وسیط میں ذکر کیا گیا ہے۔ ان عورتوں سے
مراد بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ ہیں۔ اور مجمع کا صیغہ ان کی تعظیم اور توقیر
کے اعتبار سے بولا گیا۔ تاکہ امت کو معلوم ہو جائے کہ ان کی شانیں عظیم
کے گھٹیا اور تعظیم سے گرسے ہوئے الفاظ استعمال نہ کرے۔

تفسیر صافی

آیت:

الْمُحْسِنَاتُ لِلْجَنَّةِ مِثْلُ مَا كُنَّ يَكْسِبْنَ فِي الْحَيَاةِ وَ
الْمُحْسِنَاتُ لِلْجَنَّةِ مِثْلُ مَا كُنَّ يَكْسِبْنَ فِي الْحَيَاةِ وَ
كَانَ سَبِيلُهُنَّ السَّلَامَ الْمُحْسِنَاتُ مِمَّنْ كُنَّ يَكْسِبْنَ

و چون بنده عالم صلی اللہ علیہ وسلم پاکیزہ ترین موجودات است پس اندام او
 البتہ پاک و پاکیزہ اند و زشائے بدکاری منزه و مبرا و ناپاکی معنی آید و در حکم
 دلیل است بر ترقی تعالیٰ و آویشک آن گویا یعنی ابل بیت یا حضرت رسالت
 صلی اللہ علیہ وسلم از آن عالی تر است (مستوفی) آیت بر کرده شده اند یعنی
 منزه و مبرا و ناپاکی است (مستوفی) آنرا آنچه میگویند با سبب آنکه چه
 منصب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم از آن عالی تر است که ذیل عصمت زوجات
 ظاهر است او همیشہ جنس شبنمی آلوده گردد و صفوان مروی پاکیزه است و
 از ادویای صواب و نیز از این جهت برست و در گفته که اسم شاره و طرح پادشاه
 رضی اللہ عنہا و صفوان است و عصمت آن از قبول آیت و در قیاس کفایت
 نه یستوفی، که مراد از حرمی است چه از حرمی حاجب اند یا اتفاق و می
 تواند بود که ضمیر یستوفی از جمیع حیثیات باشد نه راجع به جمیع
 یعنی پیغمبر عالم و صفوان بری اند از مثل آنچه اهل نیست گویند و صاحب شهر
 مشارالیه و آنکه طبعین و طبیات است و ضمیر یستوفی راجع به جمیع و
 حیثیات است یعنی اهل طیب و پاکیزگی مبرا اند از مثل آنچه صاحب غیث
 میگویند: زلفه تفسیر (م) مایشال است آمدن دشمن از خدای
 دق و دق کیو کیو و روزی نیکو یعنی برنج و بسیار و پادشاه و مراد
 نعمت برشت است۔

و تفسیر فتح العادقین جلد ۱ ص ۲۴۹

مطبوعه تهران

ترجمہ

امام اور جہاں کی تہہ الخبیثات للخبیثین، اغایت کی تفسیر میں طرح کی سہجہ کہنا پاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے ہیں۔ یعنی ان کی طرف رغبت کرتی ہیں۔ اور پاک عورتیں پاک مردوں کی طرف رغبت کرتی ہیں۔ اس کے بعد کہا کہ اس آیت کا معنی ”وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فِيهِ تَحْدِثُ الْآيَاتُ نَبِيًّا“ کے قبیلہ میں سے ہے۔ اور یہ قول ابو جعفر اور ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے ماخوذ ہے آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم جنس اور ہم خیال ہونا ہمارا ہم وعدتی اور میلان کا سبب ہوتا ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجودات میں سے پاکیزہ ترین شخصیت ہیں تو اس اعتبار سے آپ کی ازواج بھی پاکیزہ تراویہ کا رمی کے الزام سے مبرا و منزه ہیں۔ اس معنی کے مطابق یہ آیت ”أَوْ قَلِيلًا مِّنْ تَوَكَّلَ“ کے لیے دلیل کہ مکہ میں ہے۔ اولاً شک سے مراد گروہ الی بیت یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم و عائشہ اور صفوان مروی ہے۔ (مستتر) یعنی اس الزام سے مبرا و منزه ہیں جو لوگ انکس کے بارے میں لگاتے ہیں۔ اس لیے کہ تعصب رسالت اس بات سے کہیں بڑھ جاتا ہے کہ اس کے واسطے پاس کی ازواج پر جو کاری کے اوج کے چھینٹے پڑیں۔ اور صفوان ایک پاکیزہ مرد تھا۔ اور صحابہ کرام میں سے ولی تھا۔ وہ بھی اس جہمت سے پاک ہے۔ ”فرار، نحوی نے کہا کہ اس میں اشارہ ”وَالْحُكْمُ“ کا مرتب حضرت عائشہ اور صفوان ہیں۔ دوران دو کے لیے جمع کا نفور استہان کرنا اس طرح ہے کہ اس طرح ”وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ فِيهِ تَحْدِثُ الْآيَاتُ نَبِيًّا“ میں لفظ ”أَوْ قَلِيلًا“ جمع ہے۔ لیکن اس سے مراد بالاتفاق دو ہیں نہ دو جہاں ہیں۔ کیونکہ دو ہمیں یہ دو جہاں باتھاں ماں کے لیے عاجز ہیں جانتے ہیں۔

(یعنی تیسرے حصہ سے چھٹے کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ سولہوں کی تعمیر غششیں اور عجیبات کی طرف لڑتے۔ نہ کہ اس کا مزاج ہمت والے ہوں۔ یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور صفوان اس الزام سے بری ہیں۔ جو جمعیت لوگ ان کے ہاں سے ہیں کہتے ہیں۔ اور زیادہ صحیح و زیادہ مشہور یہ ہے کہ یہ سولہوں کا اشارہ طیبین اور عجیبات ہے۔ اور یہ سولہوں کی تعمیر غششیں و عجیبات کی طرف لڑتی ہے۔ یعنی پاکیزہ اور طیب لوگ اس الزام سے بری ہیں۔ جو جمعیت لوگ ان پر لگاتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بخشش ہے۔ اور نیک روزی ہے۔ یعنی بے محنت اور کافی مقدار میں اور پامید اور روزی ملے گی۔ اس سے مراد بہشت کی نعمتیں ہیں۔

ہر گناہ کی توبہ قبول ہوتی ہے مگر اہل المؤمنین سیدہ عائشہ

کے گستاخ کی توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔

منہج الصادقین :-

مَنْ آذَنَ بِمَا تَنَاصَرَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ لَا تَوْبَةَ لَهُ إِلَّا مَقَامًا
خَالِفًا فِي أَمْرِ عَائِشَةَ

منہج الصادقین جلد ششم ص ۱۶۸

مطبوعہ تہران

ترجمہ

داین عباس شہنشاہ فرمایا جس آدمی نے گناہ کرنے کے بعد توبہ کی اس کی توبہ قبول ہو جائے گی۔ مگر وہ آدمی جس نے سیدہ عائشہ ام المومنین کی شان میں گستاخی کی۔

مذکورہ آیات کی تفسیر سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

- ۱۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دیوانہ کی طرف منہ کر کے رونے اور تعزلی کے نزدیک اس کی توبہ قبول ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو کچھ پر وں کی اذیت سنی تھی۔ اور جبریل علیہ السلام نے حضرت عائشہ کی برکت اور ابرام لگنے والوں کے لیے مزاہم کی دہائی کرانے۔ حتیٰ کہ حضرت حسام اور صلح جیسے شخص صابر سنے جو بیرون اور دوسرے منافقین کی اہل میں اہل میں غلطی تھے۔ اللہ کی گرفت سے بچ سکے۔ حسام عمر کے آخری حصہ میں ناپاک ہو گئے۔ اور صلح کا ہاتھ مل گیا۔
- ۲۔ جن لوگوں نے داین ابی منافق ہونے ام المومنین پر تہمت لگائی تھی۔ ان پر اللہ نے لعنت کی۔ اور نیا د آخرت میں حد قدرت اور عذاب ناز کی تہدید فرمائی۔
- ۳۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پاک دل اور عظیم مرتبہ سیدہ کی ناپاک تھیں۔ ان کے افعال و گفتار اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں اتنے اور عظیم و کواثر کے پیش نظر کر دیا گیا۔ تاکہ اس کے بعد کسی کو سوسے ظن کی ہمت نہ ہو۔
- ۴۔ ناپاک عورتیں بھی طور پر ناپاک عورتوں کی طرف راغب ہوتی ہیں۔ اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے والدین ہوتے ہیں۔ اسی آئینہ کی تائید ام ہاتھ اور ام جعفر رضی

سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ المخبیثات الخبیثین اہل حق کے تحت آہوں نے فرمایا کہ محبت و صحبت کا سبب ہم جنس ہونا ہے۔ یعنی خیانت قربانت کو اور طہارت طہارت کو پسند کرتی ہے۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پاکیزگی اور طہارت کے اعلیٰ نمونہ و معیار تھے۔ اس لیے آپ کی نہایت ہی کوئی ایسی عورت جو ناپسندیدہ اور بدکار ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ منصب نبوت کے شان و شانیں یہ ہے کہ اپنی طرح، غیب و پاکیزہ عورت کی طرف ہی میلانی ہو۔ اور عقہ میں ایسی ہی عورت آئے جس کی طہارت بے مثال ہو۔

چونکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام موجودات میں سے طہارت کا لڑکے ایک ہیں تو اسی نسبت سے آپ کی زوجہ مطہرہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بھی خدام کا لڑکی، ان کے تھیں۔ لہذا ہم ام جعفر صادق اور ام ابراہیم رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق (جو حقیقت پر مبنی ہے) کہہ سکتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ ہیں۔ کیونکہ پاکیزگی میں آپ کی ہم جنس ہیں۔

۵۔ دعایہ شاکہ کا اشارہ سیدہ عائشہ کی طرف ہے۔ سادہ و منقشت و زرق کریم کا وہ بھی انہیں کے متعلق ہے۔ یعنی ان کی سادہ و منقشت معاف کر دی گئی۔ اور ان کے جنت میں نعمتوں کا حق وارث بنا دیا گیا۔

۶۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گستاخ کو توبہ قبول نہیں ہو سکی۔

تفسیر

تاکون کو اصرار مذکورہ امور کی ایک بار پھر دہرائیں۔ غور کریں۔ اور انصاف و انصاف فیصلہ کریں۔ کہ جس مدعا میں مان کا رہنا۔ اس قدر بدکار ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے اسی دولت و عزت عطا فرمائی

کو ان کی برائت پاکیزگی اور طہارت کے ثبوت میں اٹھ اٹھاتے کر نازل کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت لکھنے والوں کو بھی خاصی سزا دی اور ان پر لعنت کی۔ انہیں مذہبِ منحجم کا متفق قرار دیا یہاں تک کہ حسان اور سلج جیسے بھولے بھالے مسلمان بھی وغیرہ گرفت سے درجہ کے حضرت حسان انھیں گنو بیٹھے۔ اور جناب سلج با عقول سے غرور کو مہیچے لگے۔ جس روحانی ال کی عظمت و عزت اللہ کی بارگاہ میں اسی قدر ہے۔ اسی کی بارگاہ میں بدگستاخی کرنا کو ہر قافض کے بعد ان پر لعن طعن کو کارِ ثواب سمجھا جانتے۔ کیا اللہ کی لعنت کا باعث نہیں؟ جنہوں نے جھوٹے الزام میں جلا تحقیق ہنوائی کی۔ وہ گرفت سے درجہ کے۔ اور بن کا حقدور ہی عروجِ طعن کرنا ہو۔ وہ کیونکر گرفت سے بچ سکتے ہیں۔ اور دنیا و آخرت میں ذلت سے کب چٹکا کا حاصل کر سکتے ہیں؟ غائب سید کو بی اور زنجیر زنی اسی ذلت کا دنیا میں کچھ اٹھ ہے۔ اور باقی ہی آخرت تو اس کے متعلق ابھی ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فیصلہ آپ نے پر صحر لیا۔ کہ ام المومنین کے گستاخ کی تو یہ قبول نہیں ہو سکتی حکم کا واضح مطلب یہ ہے کہ ام المومنین کو لکھ عذابِ اہل بیت سے بچا نہیں سکتا۔

امام باقر و امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات کی پاکیزہ ترین ثابت کر کے ان کی نسبت سے ان کی لڑوایا کو طیب و طاهر کہیں اور رقائون بھی یہی ہے۔ کہ پاکیزگی پاکیزگی کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اور نہایت نہایت کو چاہتی ہے۔ توبہ و عافیت رضی اللہ عنہما کی پاکیزگی اور طہارت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ اور اس سے زیادہ وضاحت کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائت اور قریبت کو تو ان میں بیان فرما رہا ہے۔ تر جب دو معجب الہی بیت، اپنے آپ کے فتویٰ و ارشاد کے مطابق چلے۔ بلکہ ان کی مخالفت کرے۔ اور محمد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلانِ برائت، عافیت ہوتے ہوئے بھی پڑھتا رہا نہی کیے۔ اور ہر قافض کے بعد طعن طعن کو جو دلیایا کر دینے۔ اس کے متعلق آپ خود ہی فیصلہ کریں۔ کہ وہ کس صوبہ کا متعلق ہے۔ اور اس کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزگی و

ہمارے بھی زور ہے۔ کیونکہ مسافر اپنے آپ کے مقدس این کے کہنے کے مطابق ایک ایسی عورت بھی رہی جس پر مومن صوفی ہے۔ اور اس کو عام فاضلہ زندقہ کے مددگار نہیں گئے۔ شیروا غور تو کرو۔ کیا محبت اہل بیت اسی کا نام ہے؟

گستاخی ۶ :

تین کے سوا تمام صحابہ اور صحابیات
سرمند ہو گئے تھے
(بمعاذ اللہ)

مناقب ابن شہر آشوب

حَمْدُ يَتِيهِ وَابِرَاهِيمَ ابْنِ أَنْصَارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
بْنُ عِثْمَانَ عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ
عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كَانَ الْقَاسِمُ أَهْلَ الرِّقَّةِ بَعْدَ
الْقَبْرِ حَدَّثَنِي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَنَا قَدَمُهُ فَقُلْتُ
وَمِنْ الرِّقَّةِ فَقَالَ الْعَقْدَةُ بَرُّ أَمْرَةٍ وَآثِقُ
فَرِيحِ الْفَقَارِ وَتَلْبِيسَاتُ الْفَقَارِ سَوِيٌّ لَمْ تَعْرِفْ
الْفَقَارُ بَعْدَ قَبْرِ يَسِيرٍ وَكَانَ هَذَا آيَةُ السَّادِقِ
وَكَانَتْ سَلْبَتُهُمُ الْوَحْدَانَةُ وَآبُو أَنْ يُسَبِّحُوا
بِإِيْنِ يَكْرُحُوا حَتَّى جَاءَهُمْ يَا مَسِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ

الْمَلَائِكَةُ مُكْرَهًا قَبَائِحَ .

(۱) رجال کشی مطہرہ کریمہ صفر نمبر ۱۲ فی

مذکرۃ یسعیان

(۲) مناقب ابن شہر آشوب جلد سوم ص ۱۹۵

فی ذکر ماورقہ فی سبحة علی - طبع

جدید - ص ۳۱

(۳) آثار نعیمیہ جلد اول ص ۱۱۱ - تذکرہ

نور تھوکی مطہرہ تبریز طبع جدید طبع

تقدیم ص ۲۶

ترجمہ

امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میں آدمیوں کے سوا تمام مرتد ہو گئے تھے۔ پھر پھر دو تہی کون ہیں؟ کہا تھا ابوہیثمہ بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی سب بے ہمت تھے۔ پھر پھر پھر کہا کہ ان لوگوں پر مصائب کی جھکیاں چلیں۔ لیکن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کہ پھر لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر لائے۔ اور آپ نے بیعت کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیسے تھے؟

نامہ نوری کرامہ منور فرمائی کہ جن شخصیات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
 "وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ الْأَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفْرِ وَالْعِصْيَانِ أُولَئِكَ عَلَى الْإِيمَانِ أُولَئِكَ عَلَى الْإِيمَانِ أُولَئِكَ عَلَى الْإِيمَانِ" وہ اللہ سے
 راضی ہو۔ نہ ان کو اللہ نے ایمان سے تیار فرمائی۔ جس کے نیچے نہر لیدہ جاتی ہیں۔

اکلنا ہمیشہ ہمیشہ رہی گے۔ دوسرے تمام پادشاہ و قریباً عدل کھڑے تھے اللہ تعالیٰ تعز و تعالیٰ
 اَلَّذِي يَأْتِيهِمْ مِّنْكَ لَعَنَاتُ الشَّجَرِ فَفَعَلُوا مَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ مَوْمِنٌ
 سے واقعی ہو گیا جب ابوسلمہ نے ایک درخت کے نیچے آپ سے بیعت کی۔ پس اللہ نے ان
 پر سکینہ نازل فرمائی۔ پھر اس بیعت کو اللہ نے اپنی طرف منسوب فرمایا۔

”وَالَّذِي يَأْتِيهِمْ مِّنْكَ لَعَنَاتُ الشَّجَرِ فَفَعَلُوا مَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ“

جس شخص آپ سے بیعت کرنے والوں نے اللہ سے بیعت کی۔ ان کے
 ہاتھوں کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جن حضرات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت
 کی۔ جسے ”بیعت رضوان“ کہا جاتا ہے اس میں شریک کوئی بھی کافر یا منافق نہ تھا۔ کیونکہ
 کفر و فحشاء اگرچہ دیکھا نہیں جاسکتا۔ کیونکہ اس کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ
 سے جو ہرگز مخفی نہیں۔ اس لیے اس نے فرمایا۔ ”فَعَلُوا مَا فِي قُلُوبِهِمْ“ اللہ ان کے
 دلوں میں ہر شئی کو جانتا ہے۔ یعنی ان الفاظ سے یہ ظاہر فرمایا۔ کہ میری رضا انہیں غلوں پر
 اور صفائی قلب کی بدولت ملی۔ اپنے مفسر ”علامہ کاشانی“ کی نینٹے۔

منہج الصادقین و۔

آنچہ دو قول اس کے ایشاں است از غلوں معتدات و صفائے نیت۔
 یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ان کے غلوں معتدات اور صفائی نیت کی وجہ سے
 تھی۔ اس غلوں و صفائی کے ساتھ بیعت کرنے والوں پر اللہ نے جو اخلاعات
 کی بادش تامل فرمائی۔ کاشانی کہتا ہے۔

و بقول شہرہ صبح ہزار و پانچ صد و بیست و پانچ و صاحب کشفات از سہ و اشد
 منقل نقل کردہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در جمیع اخذ بیعت از اصحاب و در

شہر و غمر و قرار گرفتہ بود و شامی اذان درخت بر پشت مبارک اور سیدہ دمی
بر زیر سر او پائتا و صوائی شاخ را بدست گرفتہ از پشت مبارک او بروا شتم و ہم
اصحاب بیعت کردند بر آنکو مطلقاً راہ گریز نبودند تا آنکہ گشتہ شوند و رانج نمایند
حضرت فرمود کہ انتم را بیسوم خیر اہل الاناض شہداء و زبہتہ
الی زمین اید و از جابر مدی است کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ یک کس
بدون رخ زرد و از آن مومنان کہ در زیر درخت قرعہ بیعت کردند و ای بیعت لایست
الارضان نام نہادند و بیعت انکو حقیمما زور حق ایشان زمرہ لغتہ صلی اللہ
عن المؤمنین المؤمنہ۔

تفسیر منی العبادہ جلد ۸ ص ۲۷۵ سورہ فتح
مطبوعہ تہران

ترجمہ :-

بیعت رضوان میں شریک صحابہ کرام کی تعداد زیادہ مشہور و در صحیح ترمذی کے
مطابق ایک ہزار پانچ سو تیس تھی۔ اور صاحب کشف نے حضرت عبداللہ
منفل سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیعت لینے کے وقت
ایک درخت کے نیچے جلوہ فرما تھے۔ اور اس درخت کی ایک شاخ آپ
کی پشت پر پڑ رہی تھی۔ یہی ہے اسی کے نیچے کعبہ سے جو کرتے آپ
کی پشت انور سے اوپر اٹھائے رکھا۔ تمام صحابہ نے بیعت کی کہ بعد ازیں کے
جہیں۔ یا تو ہجرت کریں گے۔ یا کامیاب ہو جائیں گے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ تم آج دو کئے زمین پر بننے والوں سے کہیں بہتر ہو۔ حضرت جابر
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں
مومنوں نے درخت ثرو کے نیچے میرے (عقہ پر بیعت کی۔ ان میں سے

کوئی بھی دافع میں نہیں جاسکے لہذا اسی بیعت کو "بیعت رضوان" اس وجہ سے کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اسی میں شریک مومنین کے حق میں ارشاد فرمایا۔ لَقَدْ رَٰضِيَ بِكَ اللَّهُ يَا مُحَمَّدُ عَلٰی مَا تَدْعُ اِلٰیہِ مَا تَدْعُوْا مِنْ مَّوَالٍ مِّنْ رَّضُوْا ہو۔ جب انہوں نے وصیت کے نیچے آپ کے دست اقدس پر بیعت کی۔

"حاصب بن بشیر" کا واقعہ گورچکا ہے۔ مفتقر یہ کہ حاصب بن بشیر نے ایک خط لکھ کر مکہ کی ایک عورت کو دیا۔ جس میں تحریر تھا کہ مسلمان تہ پر مملو کی تیار ہی کر رہے ہیں لہذا گاہر ہو کر حضور کی خدمت میں لے کر آئے۔ جب اسی بات کو اپنے چلے۔ تو آپ نے اسے مٹوانے کے لیے اس عورت کے پیچھے چن دوئی بھیجے۔ واقعہ کچھ اگیا۔ حاصب بن بشیر نے اقرار کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاصب کی گردنی اڑانے کی اجازت مانگی۔ تو آپ نے فرمایا۔ حاصب، بددی صحابی میں سے ہے۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے۔ اَرَاَعِلُوْا مَا نَبَاہُمْ فَاِنَّهُمْ غٰفِرُوْنَ لَکُمُ، جو چاہو تو کر دو۔ میں نے قبیل حاصب کو دیا ہے۔ تو انہیں صرف غزوہ بدر میں شرکت کی وجہ سے کچھ نہ کہا گیا۔ کیونکہ وہ لوگ جیتے پھرتے جیتے جاتے مغفور اور مرحوم ہوتے۔

حاصل کلام:-

اللہ تعالیٰ نے جن صحابہ کرام کے غلو ہی بیعت اور صفائی قلب کی وجہ سے ان پر اپنی رضا مندی کا ظاہر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہر شے کو بزرگوں اور پوری طرح جانتے سمجھنے والوں کی رضا مندی کسی عارضی سبب سے نہ سمجھی۔ اور چند دنوں تک نہ سمجھی۔ اسی وجہ سے اس نے اسی بیعت کو اپنی بیعت کہا تو جن لوگوں کی بیعت کو اللہ تعالیٰ اپنی بیعت قرار دے

ان پر تبرا بازی کرنے والا نہ تو اللہ تعالیٰ کو عظیم بذات اللہ و بر مانتا ہے۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے اعلان پر اسی کا ایمان ہے۔

دوسری بات یہ بھی ہے۔ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بیعت میں شریک ایک ہزار پانچ سو بیس صحابہ کرام کے ہاتھ میں فرمایا کہ ان میں سے کوئی ایک بھی دوزخی نہیں۔ یعنی وہ کان الايمان جوڑتے ہوئے جنتی اور قطعاً جنتی ہیں۔ تو جو شخص ان صحابہ کرام کو ترک کرے۔ جو بفرمان رسول جنتی ہیں۔ تو اس کی لعنت خود اپنے اوپر لٹے گی۔ کیونکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جب کوئی شخص کسی پر لعنت بھیجتا ہے۔ اگر وہ لعنت کا مستحق نہیں۔ تو وہ لعنت واپس بھیجنے والے پر پڑتی ہے۔ جو اہل جنت پر لعنت کرتا ہے۔ وہ خود ملعون اور اللہ کا ملعون ہے۔ اس کا جنت سے دھکا بھی ملے گا۔

تیسری بات یہ کہ جب آپ نے تمام بدری صحابہ کو جنتی فرمادیا۔ اور یہ بھی آپ نے پڑھ لیا ہے۔ کہ بیعت رضوان میں شامل تمام صحابہ جنتی ہیں۔ تو اب جو شخص ان صحابہ کے ہوتے ہوئے تمام صحابہ کرام کے جنتی یہ کہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنا حال کے بعد صرف یہی صحابہ مسلمان رہ گئے تھے۔ باقی بھی مرتد ہو گئے تھے۔ تو کیا اس وقت کوئی بدری صحابی اللہ تعالیٰ کے بغیر رہتا۔ اور کیا بیعت رضوان میں شریک صحابہ کرام میں سے کوئی بھی اس دوزخ زندہ تھا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہی کہ ہم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسائل شریعت کے وقت۔ تو کیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین اور جمل میں بھی بدری اور بیعت رضوان میں شمولیت کرتے۔ اسی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سینکڑوں کی تعداد میں موجود تھے۔ میں کی تاکید من قب الی شہر شوب میں یوں مذکور ہے۔

مناقب ابن شہر آشوب

فَكَانَ مَعَ اَبِيهِ اَمْرًا مَوْفِيًّا عِشْرَةَ اَنْفَ — وَبِئْسَ
مَنْعُ نَبِيٍّ رِيثُونَ شَعَا قَوْمٌ لَّعِبَلًا وَهَيْثُ بَارَكْتَ نَعَتًا اَشْجَرًا
وَسَامِيًّا وَتَعْمُشُونَ۔

(۱۔ مناقب ابی شہر آشوب جلد سوم ص ۱۴۲)

فی حرب الجبل فی ہدیہ

(۲۔ تاریخ یعقوبی جلد ۲ ص ۸۵) اختلافیہ

علی ذکر حلیہ

ترجمہ :-

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ حلی میں کئی بیسی ہزار آدمی تھے جنہوں
سے اسٹی بدری اور دوسو پچاسی سیت رضوان میں شامل ہوئے وہ سب نے
ساریخ یعقوبی جنگ حلی میں شہر بدری اور سائٹ سوریت رضوان میں شامل
ہونے والے حضرت علی کے ساتھ تھے۔

(تاریخ یعقوبی جلد ۲ ص ۸۵) اختلافیہ

میں ہدیہ

اگر بدری صحابہ بھی موجود ہوں اور سیت رضوان میں شریک صحابہ بھی زندہ ہوں۔
تو پھر یہ کہنا کبریت میں صحابہ مسلمان رہ گئے تھے۔ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
کاذبہ سمجھا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے پر اللہ کی لعنت اور وہ مردود بارگاہ خدا
رسول ہے۔

(فاخیز و با اول۔ لا بعد)

گستاخی نمبر ۱

حضرت عقیل اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما ذیل میں

(معاذ اللہ)

حضرت عقیل رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں۔ اور حضرت عباس جو آپ کے حقیقی چچا ہیں۔ اسی شیعہ لوگوں کے نزدیک (معاذ اللہ) دونوں ذلیل ہیں۔ جیسا کہ ”انوار نقاشیہ“ میں ایک طویل حدیث مذکور ہے۔ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے جہاد میں زجاستے کا سبب قلتِ ایمان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

انوار نقاشیہ

وَلَمْ يَبْقَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي أَحَدٌ أَطْوَلَ مِنْهُ وَأَقْوَمِي
أَمَّا حَمْرُكَ فَقَتْلَ يَوْمٍ أَحَدٌ وَجَعَلَ قَتْلَ يَوْمٍ مَوْتَهُ
وَالْقِتْلَ بَيْنَ خَلِيفَتَيْنِ خَائِفَيْنِ ذَلِيلَيْنِ حَقِيرَيْنِ الْعَبَّاسَ
وَعَقِيلَ قَدْ هَمَّ قَتْلُ مَبِيعَةِ أَمْعَدَ بِاللَّسَلَامِ۔

(۱)۔ انوار نقاشیہ جلد اول ص ۱۰۷ مطبوعہ تبریز

طبع ہمدان ذکرہ نوادر علوی یکشف

عن سبب نقاعہ امیر المؤمنین

علیہ السلام (۲)

ترجمہ: میرے اہل بیت میں سے میرے ساتھ کوئی بھی مجھے تقویت دینے والا

شر ۱۔ حمزہ دوم احمد شہید ہو گئے۔ بیضر جنگ موت میں شہادت کا جام نوش فرما گئے اور میں ایسے دو شخصوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ جو ذلیل و خوار اور ڈر پرک ہیں یعنی عباس اور قتیل اور ان کے اسلام کا ناتواں بھی بہت قریب ہے

فروع کافی،

وَمِنْ كُنُتَ بَيْنِي وَبَيْنَ هَٰذَا شَيْءٌ فَأْتِنَا بِهَا كَمَا كَانَتْ جَعْفَرٌ وَحَمْدٌ
فَخَيَا وَكَيْفَ مَعَهُ لَجَلَا فِي مَبِيعَتَيْنِ قَلِيلَا فِي حَدِيثَا
عَنْدِ يَا لَيْلَا سَلَامٌ

(۱۔ فروع کافی جلد ثالث کتاب الروضہ

ص ۹۲ مطبوعہ مکتبہ مطبعہ تحریک)

(۲۔ ارشاد القلوب مستفہ ص ۱۰۱ مطبوعہ

شعبی مطبوعہ بیروت جلد دوم ص ۱۲۹۵

طبع جبر متذکرۃ عطفۃ قعود ۴

(عن القتال)

مَحْمُودٌ

جی ہاں میں سہ کوں باقی تھا؟ جعفر اور حمزہ تھے۔ لیکن وہ انتہائی کر گئے۔ اور
سفرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آؤ آدمی رہ گئے۔ جو ضعیف اور ذلیل ہیں۔ ان
کا اسلام لانے کا جہد بہت قریب ہے۔ وہ دونوں عباس اور قتیل ہیں۔

۲

فصل پنجم

گستاخی پر

حضرت علیؑ سے شیعوں کی گستاخیاں

حضرت علیؑ کو اذیت دینے والوں کی خاطر ہر حربہ

استعمال کیا

انتہائی طعنیہ۔

قُلْنَا لَسَيِّئَاتٍ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ حَتَّىٰ سَلَّوْا قَاطِرَةً
عَلَىٰ حِمَارٍ وَآخَذَ بِمِيزَةِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
فَلَمَّا رَمَوْا أَحَدَهُمَا مِنْ أَهْلِ بَيْتِ الْمُهَاجِرِينَ وَكَ
مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَّا أَنَّهُ مَنَزَلَهُ وَكَرَّمَهُ حَقُّهُ وَ
دَعَاهُ إِلَىٰ نُصْرَتِهِ فَلَمَّا اسْتَجَابَ لَهُ مِنْ جَوَابِهِمْ
إِلَّا أَرْبَعَةٌ وَأَرْبَعُونَ رَجُلًا فَأَمَرَهُمْ أَنِ
يُصِيبُوا بَكَرَةً مُّشَقِّقِينَ رُءُوسَهُمْ مَعَهُمْ
سَلَا حُلُمُهُمْ وَفَتَدُّ بِأَيْسَرِهِ عَلَىٰ لِقَامِهِمْ فَسَجَدُوا
لَهُمْ مُرَافِقَةً مِنْهُمْ أَحَدٌ غَيْرَ أَرْبَعَةٍ قُلْتُ

لِسَلِيمَانَ مِنَ الْأَرْبَعَةِ ۖ قَالَ آمَنَّا وَأَتَّبَعُوا دَرَّ وَالْعَقْدَ
وَالْكَوْبَرَيْنِ الْقَوَّامَيْنِ

- (۱)۔ احتیاج خبری جلد اول ص ۱۰۷
جسری بعد الرسول صلی اللہ علیہ
وسلمہ طبع میرزا طبریز بیعت اشرف
صبح قدیم ص ۵۷ بیعت اشرف
(۲)۔ انوار نعمانیہ جلد اول ص ۱۰۷ انور طوی
مطبوعہ تبریز طبع جدیدہ طبع قدیم ص ۱۲۵
(۳)۔ بیت الانزال ص ۸۸ مطبوعہ قم طبع بیضا
(۴)۔ کتاب سلیم ابن نسیس طالی ص ۸۲ مطبوعہ
میرزا طبع میرزا

قصہ چنانچہ:-

راوی کہتا ہے کہ سلیمان غازی نے کہا کہ جب رات ہوئی۔ تو حضرت علی
نے حضرت فاطمہ کو گھر سے پر سار کیا۔ اور حسن و حسین کے ہاتھ پٹے سے اوروں
میں شریک ہر ایک ہمارا اور انصار کے گھر گھر گئے۔ اور اپنا حق بھگایا۔
اور اپنی مدد کرنے کو کہا۔ تو ان میں سے صرف چالیس آدمیوں نے حامی بھر کر
آپ سے نہیں صبح سویرے سٹل ہو کر اور سر منڈوا کر آئے کو کہا۔ ان لوگوں
نے مرے والد سے پریمیت کی۔ جب صبح ہوئی۔ تو چار آدمی کے سوا کسی
سے مراقت نہ کی۔ میں نے پوچھا کہ چار کون تھے؟ کہا میں (سلمان غازی)
الہ زور و مقدر اور زبیر بن عوام۔

تہذیب المتین :-

منقول ہے کہ جس روز ابو بکر کے ساتھ ہیئت ہوئی، اسی رات کو حضرت
 نے جناب فاطمہ کو پیشیت سراپہ کر دیا۔ اور جس عینیں اپنے دونوں ٹوٹے ٹھنوں
 کو ہراہ لیا۔ اور علامہ ابو قتادہ شراکہ بد کے گھروں پر جا کر اپنی نصرت و
 حمایت کی طرف ان کو دعوت دی۔ اور حدیث غدیر کو یاد دلایا۔ یعنی اتمام
 حجت، اکل وجوہ فرایا۔ کل پر ایسے اشخاص نے حضرت کی دعوت قبول کی کہ
 نے ان کو امر کیا کہ کل صبح سرخرو اگر دو تھیہار لگا کر چار سے پاس آئیں۔ اور
 سرور ہائی کی شرائط پر شرائط ہیئت بجالائیں۔ مگر خوف و ہراس نے ان پر ظہر
 کیا۔ اور اپنے جہد پر قائم نہ رہے۔ چنانچہ دن ہوا۔ تو سوا۔ مجھے چار اشخاص
 سلمان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد اور دھاریا سرور بیتے زبیری عوام
 کے کوئی ذرا اپنے دوسرے پہرے سے روز ایسا بھکیا۔ رات و عدو
 کرتے تھے۔ مگر صبح کو کوئی آئے۔ دکان کرتا تھا۔ ان کو بھی چار اختتامی سفر
 ابو عبد اللہ جعفر صادق کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام
 خلقت مرید ہو گئی تھی۔ اچھین اشخاص سلمان، ابوذر، مقداد۔

تہذیب المتین فی تاریخ امیر المؤمنین جلد ۱

ص ۲۴۴ تا ۲۴۶ مطبوعہ ریسنی دہلی

گستاخی ۱۷

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے موت سے دُور تھے جوئے محبوباً
 بیعت صدیق کی۔

تہذیب المتین:

بروایت عباسی بن عبدالمطلب کو معلوم ہوا کہ علی علیہ السلام تم لوگوں کے نیچے
 بیٹھے ہیں۔ اور روئے ہوئے آئے اور علی چہرے تھے۔ لوگو! میرے برادرِ بزرگ
 سے اتنا اٹھاؤ۔ اور حق و ہرادر کو اسی کے ساتھ میں اسی سے بیعت کروں گا
 پس انہوں نے حضرت کو ہاتھ پکڑ کر خلیفہِ اولیٰ کے ہاتھ سے کس کر دیا۔ اور وہ
 اسی پند نامہ ہو گئے حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین
 سے بیعت نہیں کی کہ تاؤ تمیزاً حضرت کے گھر سے دُور ہو۔ چند جہیں ہوا۔

(۱۔ تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین،

جلد اول صفحہ ۲۷ مطبوعہ مطبعہ ریسنی علی)

(۲۔ بیعت الاحزاب ۶۶ فیما قال ابو

عبیدہ ابن جراح مطبوعہ قم۔

(۳۔ احتجاج طبرسی بالفاظہ ص ۵۴ مطبوعہ قم

و طبع جدید جلد اول صفحہ ۱۸۸ اکبراء علی

علی البیضا)

گستاخی نہ:

حضرت کے گلے میں رسی ڈال کر ان سے بیعت لی گئی

جلاد وایعون:-

پس کنگا فران بیسائی در گردن امیر المومنین نہ اعتقد و بسوسے مسہ کشید نہ۔

۱۱۔ جلاد وایعون جلد اول ص ۲۱۹۔ زعمہ گانی

فاطمہ مطہرہ طبرانی طبع جدید

۲۔ رجال کفھی ص ۱۱۱ مطبوعہ کربلا۔ ذکر

سلمان فارسی

۳۔ فیما و قہ علی باب بیت فہمہ

مطبوعہ قم طبع جدید

۴۔ جلد جدید ص ۲۸۸ مطبوعہ تہذیبی امروہی

۵۔ جلد اول امیر المومنین ص ۱۱۱

ترجمہ:-

پس وہ کافہیر المومنین کے گلے میں رسی ڈال کر مسہ کی طرف کھینچے گئے

(معاذ اللہ)

گستاخی ۱۲:

حضرت علی نے اپنے زمانہ خلافت میں بھی دباؤ میں
آکر حق کو ظاہر نہ کیا

مجلس المؤمنین ۱۰:

دیگر آنکھ چوں حضرت امیر در ایام خلافت خود و دیگر اکثر مردم حسن سیرت و بزرگوں و علم را مقتدا و ایشان را بر حق می دانند و قدرت بر آن نداشت که گویا کند که ولایت بر فساد خلافت ایشان داشتند باشد بنابر آنکه خلافت قول و فعل ایشان دلیل است بر آنکه ایشان ظالم بوده اند و بر اقامت خلافت حضرت سید بنی بر نداشتند و چون تر قیادت بر آن داشتند باشد و حال آنکه اکثر اهل آن زمان را اعتقاد آن بود که امامست حضرت امیر یعنی بر امامت ایشان است و فساد امامت ایشان را دلیل فساد امامت ادوی دانند و دشمنی است که حضرت امیر در ایام خلافت مردم را از نماز تراویح که بدست عمر است منع کرد و ایشان بفریاد آمدند و آنرا با جد و جہد کردند که و اما عمر و آنکه آنحضرت بنا بر حکمت وقت ایشان را بحال خود داشت

۱۱- مجلس المؤمنین جلد اول ص ۴۵

مجموعہ تہذیبی جلد اول ص ۴۵، دور و نزدیک

۱۲- نوادہ نمائندہ جلد اول ص ۴۵، نور محمدی

سید مرتضیٰ زبیدی جلد اول ص ۴۵، نور محمدی

تقریباً ۱۰۰

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں باغ و فساد کو دایس
 کیوں دیکھا؟ اور اللہ شہسوتری اس کا اس مقام پر دوسرا جواب دے کر رہا
 ہے، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں دیکھا
 کہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی سنی سیرت کے
 انتہائی معتقد ہیں۔ اور انہیں حق پر سمجھتے ہیں۔ تو اس بنا پر حضرت علی رضی اللہ عنہ
 کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ کوئی ایسا کام کریں۔ جو ان کی خلافت کے فاسد برتنے
 پر دلائل کو ثابت کرنا ہو۔ کیونکہ انہیں کے قول و فعل کی مخالفت ان کے ظالم ہونے
 کی دلیل بنتی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بننے کی عدم اہلیت
 اس سے خارج ہوتی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اتنی ہمت نہ ہو سکی۔
 اس لیے کہ حالت یہ تھی کہ اس دور کے اکثر لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت
 علی کی خلافت حد تک خلافت پر مبنی ہے۔ حد تک یہ بھی سمجھے جا رہے تھے کہ اگر بالفرض انہیں
 کی امامت ناجائز تھی۔ تو اس سے حضرت علی کی امامت بھی ناجائز ہو جاتی ہے
 اور مشہور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں لوگوں کو
 غلامانہ ریاست سے جو کہ حضرت عمر کی بدعت (شرعاً کرہ) تھی۔ روک کر لوگوں
 نے دامداد کا خود پادید اور داسی و رقت تک لوگ خاموش نہ ہونے کے جب
 تک حضرت علی نے مصلحت و وقت کے تحت فیصلہ دایس نہ کر لوگوں کو اپنے
 حال پر نہ چھوڑا۔

گستاخی نہ ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو گالی دینے
کی اجازت دے دی کیونکہ شیعوں کی اس میں نہج اور
حضرت کی تذکرہ ہے۔
معاذ اللہ

نہج البلاغہ

الْأَوَّلُ سَيَا مُرُكُّ مَرْيَمَ وَالْبَسَاءُ مَرْيَمَ فَتَلَا سَبَّ
قَبِيحًا فِي قَوْلِهَا لِي لَحَنًا وَفَحْشًا جَا

۱۔ نہج البلاغہ جلد ۱ ص ۲۲ مطبوعہ

پیشوا

۲۔ مناقب ابن ہشام شریف جلد ۱ ص ۲۶

۳۔ انساب بنی النبی مطبوعہ قم

۴۔ الامالی طوسی جلد اول ص ۲۳۱ ابن ابی

مطبوعہ قم

ترجمہ

غور سے سنو: منسوب وہ تمہیں حکم دے گا کہ تم مجھے گالی دو۔ اور
مجھ سے بڑھادی کا اظہار کرو۔ میں تمہیں ایک بات کی اجازت دیتا

در بیان اتم زلف القوم استضعفونی و کساد و انقراضی، من
و من قرونہ ادو من بدستیک قوم مرا ضیعت انکینہ۔ و نزدیک شد کہ مرا
بکشند۔

از جلاء العیون جلد اول ص ۳۳ مطبوعہ تہران
نکذکرہ مشاہدہ غرائب احوالی از روضہ شہداء

ترجمہ :-

کتاب انتفاص البصائر الدرجات کا آغاز ائمہ میں مقبرہ سند کے ساتھ حضرت
صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو
گریبان لوگوں سے پکڑا اور اٹھا کر انہیں ابو بکر صدیق کی بیعت کے لیے مسجد
میں لے گئے۔ مگر ہمیں قبر رسول پر کھڑے ہو کر انہوں نے وہ کہا یہ جو حضرت
عسائی کے سخت اخیر کے وقت حضرت اردل نے کہا تھا یعنی اسے میرے
بھائی میری ماں جانتے ہے شک تو میں نے مجھے کمرہ اور بے بس کر دیا اور
قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیتے۔

گستاخی تک

حضرت علی کو شیعہ حضرات نے انتہا درجہ کا بزدل

مثابت کیا (معاذ اللہ)

جللاء العیون :-

”بروایت دیگر سب دروازہ در دولت پر پہنچے۔ اور جناب طاہر علیؑ اڑھا
اندر کئے سے مانع ہوئیں۔ اسی وقت قلعہ نے بروایت درگشتانی کے

علیؑ نے فرماتے جناب فاطمہ علیہا السلام پر بار بار کیا تو جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا
مقرب ہو کر سوچا کہ اگر پھر بھی جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جناب امیر علیہ السلام سے ہاتھ نہ
اٹھایا اور ان لوگوں کو گھر میں آنے سے منع کیا یہ یہاں تک کہ روز اڑھ شکم جناب سیدہ
فاطمہ رضی اللہ عنہا پر گر گیا جس نے لمبیلوں کو شکستہ کر دیا اور اس فرزند کو شکم میں تھا حضرت
رسول خدا ﷺ نے ہر ایک کو نام مسن رکھا تھا شہید کر دیا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
نے بھی اسی صدمہ غریب سے انتقال کیا۔

در علل و مبعون جلد اول ص ۲۱۹ مبلبر مر

تہران ستم حاسے واروہ براہیل بیت

ہر دایت و رگ مغیرہ بن شہر نے حکم حضرت دوم روز اڑھ شکم حضرت جناب
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر گر دیا اور ان کے فرزند مسن کو ان کے شکم میں شہید
کر دیا پھر جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو مسجد میں لے گئے۔ بجا آمد و اشتیاق
انت پیچھے پیچھے تھے۔ اور کوئی نصرت و مدد حضرت کی نہ کرتا کہ انہیں ایمان
و ابودرد و عدا و عدا و بریدہ اٹھی روستے پھرتے اور کہتے تھے کیا جلد حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تم لوگوں نے خیانت کی کیونکہ ہائے بیزارانہا ہر
کیا اور انتقام حضرت کا ان کے اہل بیت سے یہ مای و قوت بریدہ اٹھی
نے کہا اے سب قریشی تیرا اہلیت اور سب کو جانتے ہیں
اور تجھے پہچانتے ہیں کہ کتنی تیرے قنا سے تو پیدا ہوا ہے۔ ایسا شخص
فاتح اہل بیت کی اور حیر کی بیٹی کو مجروح کرے۔ برادر و دوستی رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کو اس رسوائی سے مسجد میں لے جائے۔ جب ابوبکر کی نظر
جناب امیر علیہ السلام پر پڑی۔ لوگوں سے کہا۔ چھوڑو جناب امیر علیہ السلام

نے فرمایا اسے ابو بکر کی حق اور کس میزانت اور کس قیادت پر تو نے خلافت میں تصرف کیا۔ اہل محکمہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے تو نے غم نہ دیر میں بیعت کی اور مجھ پر بیعت کرنا بامارت و ممان تو نے سلام کیا۔ یہ سن کر شمشیر نکالتے کھینچ کر بالاسٹے سر جناب امیر علیہ السلام کھڑا ہو گیا۔ اور کہا ان باتوں کو جانے دو۔ اور بیعت کو رد۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اگر بیعت نہ کروں تو کیا کرو گے۔ بیانی نے کہا اگر بیعت نہ کرو گے۔ تو قتل کر دکھا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا رسول کہ بھائی کو قتل کر سے گا۔ بخدا سو گندہ اگر مجھے خیال حکم خدا اور اطاعت نہ ہو۔ تو ابھی ابھی طرح سفرم ہو جاتا۔ کہ کون نہ یاد دہ، ضیعت ہے۔

و جلاء العیون اور جلاء اول می ۲۷۰-۲۷۱

مطبوعہ شیعہ منزل یک۔ ایگسٹی انصاف پریس

ریڈر سے روٹو لاہور

لَا وَائِمْنُ شَيْعَةً

فَإِنْ قُلْتَ لَسْتُ بِكَاطِلِمٍ الْإِسْمَاءُ حَبِيبُ السَّلَامِ أَبَا
بَكْرٍ مَعَ ظَنِّهِ لَكَ وَغَضَبِهِ حَتَّى مِنْهُ بَلْ
كَانَ يُعِينُهُ بِرَأْيِهِ عَلَى أَمْرِهِ وَبِئْسَ ذَلِكُ
تَقْوِيَةٍ لِبِاطِلِهِ

قُلْتُ حَتَّى ذَلِكُ مِنْهُ عَلَى وَجْهِ الشَّقِيَّةِ
حَسَنًا لَدَيْهِ وَوَمَاءُ بِشَيْعَتِهِ فَتَلَامَةُ
عَبِيدِهِ السَّلَامُ كَوْنًا مَلَمَةً بِالسُّمُورَةِ لِقَتْلِهِ

مَعَ شَيْعَتِهِ وَأَوَّلِيكَاهُ فَحَقَّقَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ بِذَلِكَ دَمَهُ وَ دَمَاءَ
شَيْعَتِهِ وَحَقَّنَ الدَّمِ بِسُوءِ الْغَوْنِ عَلَى
الشَّفِيسِ مِنَ الْقَتْلِ وَاجْلَ عَقْدًا وَ نَقْلًا
بَيَانَ اللَّهُ تَعَالَى قَاتِلًا إِنْ تَشَقُّوا
مِنْهُمْ تُعَادَى - وَمَعَ ذَلِكَ فَتَدَّ كَانَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ بِشُكُّوا آيَا بَعَثَ فِي
كَيْفِيَّةٍ مِنَ الْأَوَّلَاتِ .

۱۔ منافق شیعہ سمیعہ محمد علی شیعہ ۱۰۶

ملہ و قاتل و صرا

ترجمہ :-

اگر کہ جسے حضرت امام (علی علیہ السلام) نے ابو کر سے قطع تعلق کر کے نیک باجوہ ابو کر سے ان پر ظلم کیا ان کا حق منصب کیا، باجوہ و ان کی حضرت علی انکا واسطے اور مشورہ سے اس کی رو کر سے رہے اس طرح ابو کر کے باطل کام کی تحریر ہوئی رہی؟

یہ جواب یہ دہل گا کہ حضرت علی سے یہ طریقہ کار بطور تقریباً نیکو کیا تا کو اپنا اور شیعوں کا طعن کیا کیسے کہ یہ نہ اگر آپ ابو کر سے ایک بار میں قطع تعلق کرتے تو انہیں ان کے شیعوں کیست قتل کر دیا جاتا۔ اس لیے حضرت علی نے اسی طرح اپنے اہل اپنے شیعوں کا خون ضائع کرنے سے بچا لیا اور جب اپنی جان کو قتل کا خوف ہو تو اپنا خون بچا ۱۲ عقلاً بھی واجب ہے۔ اور شرعاً بھی۔ اللہ فرماتا ہے۔ جب جان کا خطرہ ہو تو کفر یا غلط بولا

جاسکتا ہے۔ اہل کعبہ باوجود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسلام اکثر اوقات ابو بکر سے اپنے حق کا شکوہ کرتے رہتے تھے۔

ان حضرات گرامیوں سے متعلق اہل بیت کو

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حصول خلافت کی خاطر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو گھر سے کی، پشت پر بٹھا کر بدر کی ہجرت کی اور انصار کے دروازوں پر بطور مسافر کی چرایا ساس کے باوجود چار افراد کے سوا کسی نے حمایت نہ کی۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھواروں کے ساتھ میں بیٹھے دیکھ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے منت سماجت کی۔ کہ میرے بیٹے کو کچھ نہ کہہ سہی ان سے بیعت کرو ورنہ دیتا ہوں۔ لہذا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مل کر دیا۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں دکان ٹال کر کھینچ کر لایا گیا۔ جب ان کا گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر ہوا تو پکارا اٹھے۔ اے میرے بھائی! لوگوں نے مجھے نہیں کر دیا ہے اور میرے تھکن کے دوپٹے میں سر رکھ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بیعت کر لے۔ اور اپنی جان کے خوف سے مجھ پر بادل نخواستہ باطل کی تعزیت کرتے رہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بہتر شہر سے دیتے رہے بلکہ اس کا آپ پر واجب تھا۔

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں بعض احکام شرعیہ نافذ نہ کر سکے۔ اس میں دو کام مشہور تھے۔ کہ لوگ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کی خلافت کو خلافت علی کے لیے بنیاد سمجھتے تھے۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ شیعیں کی سے کسی ایک کے طریقہ کے مخالف ملتے۔ کہ لوگ یہ بدداشت نہ کر سکتے اس لیے جب نماز تراویح کا ورد کیا چاہا اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرما دیا

وایا خدا تو دماغے عماران کے خلاف ہو گئی۔ حتیٰ کہ آپ کو راستہ پر لٹی پڑی۔
۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے اور برا بھلا کہنے کو کوئی کہے۔ وہ اس کی بات مان
کر گال دیا چاہیے۔ کیونکہ ایسا کوئی یہی حضرت علی کے لیے نہ تو اور بات نہ جنت نہ
اور سب دشمن کر کے اسے کے لیے جہات ہے۔

تو یہ امر ازل، مطلب خلافت کیلئے حضرت علیؑ میں تھے کی تردید مثال بیت مکہ مدنی میں
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہنا نابور نے حصول خلافت کے یہ تمام
ہجری و انصاری کے دوازہ پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سے جاکر اپنا حق طلب کیا۔ اس کی
مطلب حضرت علیؑ کی تہ تیغی نہیں مگر سیدہ خاتون جنت کی اتنا درجہ گستاخی اسے اور بھی ہے۔
ہر مذمت اور بات میں دو گشت افزاء کے حوالہ سے ذکر کر چکے ہیں۔ لہذا خون جنت نے
بوقت وصال یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ رات کے وقت اٹھایا جائے۔ تلو کوئی
شخص جسے کئی می پٹا ہو ابھی نہ دیکھ سکے۔ لیکن میں تمام بنو امیہ و بنو امیہ انساری
کا ہوں جسے خاتون جنت کو وہ مقام بھی نہ دیا۔ ان کی اپنی بیٹیوں کو نصیب ہے۔ انہیں
نگرانہ بیٹی یا بیوی کو کسی کے گھر پر سوالی بنا کر لے جا چڑھے۔ تو اسے اپنے لیے مار گیں
گئے۔ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقر نیک اختر جو درکار کی بیوی اور حسنیٰ و حسین
کی والدہ کو ان غلاموں نے ہی گھر میں لٹا دیا۔ ان کے خدیوہ سوالی بنا کر وہ بدر چرایا۔ حضرت
علی رضی اللہ عنہ کو یہ کیسے گوارا ہو گا۔ کوہ وقر رسولؐ کو درجہ دینے چاہیے۔ اور خلافت کی۔
بیکس مانگیں۔

عاشاؤ کلا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسا ہونا ناممکن ہے۔ لہذا اسی ایک منہ لغت
نامہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک توییح کی گئی۔ اور سیدہ خاتون جنت کی عصمت و جنت
کو خدا کر کے نہ پاک جسارت علیؑ کی گئی۔ اور پھر سب کچھ بہت الہامیت۔ لکھا حضرت

رچا کر گیا۔ جن کی شجاعت و جوانمردی پر تانہ گوہ جنہیں ۱۲۰ مسلمانوں نے لایا تھا۔
 لقب لایا۔ انہیں تمام کی قدر کی گئی۔ شجاعت کو یاد دہانی کی محنت و طہارت اور شرم و حیا کا
 یہ عالم کہ چاند سورج نے جن کو رو دیا۔ تمام ان کے بارے میں ویر پیر ہونے کے قصے گھڑ دیے۔
 یہ سب کچھ دیکھتے سنتے کے بعد ان کی افسانہ تراشیوں سے دل پر محنت بھیننے کے سوا کوئی
 چارہ نہیں رہتا۔

ترویج امر و مہجرت علی بنول حمص کی ترویج کے بہادری و قہر کی مدح میں۔

حضرت شہید علی بنول حمص کی بات کی نسبت کرنا کہ آپ کے گھر میں یہی رتی ڈال کر اور کھینچ کر
 آپ کو مسجد میں لایا گیا۔ اور جب آپ کو ضرب پاکی کے سامنے آئے۔ تو رو کر عرض کی کہ میں
 بے بسی کروں گا۔ اور لوگ میرے قتل و درپے دیں۔ پھر ابو بکر صدیق کے ہاتھ سے ان کا ہاتھ
 منی کر کے بیعت کا معاملہ ختم کروایا گیا۔

اس واقعہ کو دیکھنے کے بعد ہر شخص یہی کہے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس مردی،
 نبی اہتمامی اور پرکشتہ علی اور بے ادبی کی گتہ کیونکہ ایسا یہ گتہ بھی جانتے ہیں کہ شجاعت
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خاص تھا۔ اور باطل کے سامنے بھگتا نہیں آتا ہی نہ تھا۔ انہی کو
 شان ہے۔

شاہ مردان شیر خواران قوت پروردگار
 لا تھی الا علی لا یستعاض الا ذوالنعتار

اسی شخصیت کے بارے میں یہ تصور کرنا کہ انہیں گھر میں رسی ڈال کر بیڑ بکروں کی طرح
 کھینچا گیا۔ کہاں محبت ہے؟ اور اسی تصور کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے کیا تعلق
 ہے؟ باقی روایہ کہ آپ نے بادل خواستہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی
 ورنہ بول نہ پاتا تھا۔ یہ بھی گتہ علی ہے۔ کیونکہ اس کی ترویج خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

فرمادی ہے: آپ کے لیے قرآن ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت علیؑ کے اپنے چند اقوال ملاحظہ فرمائیں

قول اول:-

مناقب ابن شہر آشوب:-

وَاللَّهُ حَقٌّ تَطَاهَرَتِ الْعَرَبُ بِحَلِيِّ قَتَلِ لِمَا عَلِيَّتُ عَنْهَا وَكَوْنُ
أَسْكَنْتِ الْعَرَبُ مِنْ رِقَائِهَا كَأَرْعَتْ إِلَيْهَا۔

(۱) مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ ص ۸۴

لہذا سابقہ اشعار مطبوعہ رقم

(۲) نیج البلاغہ خطبہ نمبر ۴۵ ص ۲۱۸ مطبوعہ

بیروت مطبوعہ جدید طاسا

ترجمہ:-

تہذیب کا قسم اگر تمام عرب مجھ سے لڑنے پر آمادہ ہو جائیں تو میں کبھی پشت نہ
دکھائوں گا۔ جب تک میرے لیے یہ لگے رہا۔ کہ میں ان کی گزینہ داروں۔
اس وقت تک میں ان پر تاج نہ کر دے گا۔

قول ثانی:-

نیج البلاغہ:-

لَقَدْ كُنْتُ وَمَا أَهْذَرِي بِالْحَرْبِ وَلَا أَرْهَبُ بِالضَّرْبِ كَلَفِي

تَعْلَىٰ بَعِيْزٍ رَّسُوْلٍ اَوْ تَعْلِيْكَ تَقْلِيْدٍ مِّنْ رَّسُوْلٍ

انجیل ابلاغتہ طبرہ ۲۷ ص ۴۴ مطبوعہ ریت پبلشرز

ترجمہ ۱۔

میدانِ حربِ مذہب میں تم بہت تو میری جھڑپے۔ میں کبھی راول کے نام سے ڈرایا نہیں جا سکتا اور نہ کبھی مذہبِ نیر و دشمنی سے مجھے خوف ولا یا جا سکتا ہے۔ اگلی شخص نے میدانِ جنگ میں خوف و بیم کی نسبت ہی میری طرف نہیں کی بلکہ اسے پتہ چل گیا کہ میری جارحیت یقین پر عمل و اتوار ہوں۔ مجھے فانی الشکر کا ترہہ حاصل ہے۔ اور وہ موت جس سے تم لوگ خوف کر رہے ہو اور دوسروں کو بھی ڈرا رہے ہو۔ میرے پروردگار عالم نے اکی موت کے خوف سے مجھے نجات عطا فرمائی ہے۔ میں تو اس سے مانگوں ہوں۔ حیاتِ ابد کی کاشائی ہوں۔ مجھے اسی سے فہم کی خوف یادداشت نہیں کہ اور مجھے اپنے دینِ اسلام کی کوئی شبہ اور شک نہیں کہ

قول ثالث :-

نہج البیضاء

اَللّٰہُ لَیْسَ عَتٰی عَزِیْزٌ حَتّٰی اَخَذَ الْحَقُّ لَہٗ
وَالْقَوٰیئُ عِنْدِیْ صَبِیْعَتٌ حَتّٰی اَخَذَ الْحَقُّ
مِنْہٗ رَضِیْمًا عَنِ اللّٰہِ فَضَّآئِلٌ ۚ وَ سَلَمْنَا لِلّٰہِ
اَمْرًا اَنتَ اِلٰی اَکْذِیْبٌ عَلٰی وَ سُوْلِ اللّٰہِ صَلٰی
اللّٰہُ مَدِیْنَتِہٖ وَسَلَّمْ وَ اللّٰہُ لَا اَوَّلَ مِنْہٗ قَدْ
قَالَ اَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ کَرِبَ عَلَیْہِ فَتَطْرُقُ فِی

أَمْرِي فَإِذَا طَاعَ عَمْرِي قَدْ صَبَقْتُ بَيْعَتِي وَإِذَا الْبَيْعَاتُ فِي
عُنُقِي لَيْقِي . (منہج البلاغہ جلد نمبر ۳ ص ۸۰ مطبوعہ تبریز
طبع جدید)

ترجمہ:

ہر ایک نے اُس میرے نزدیک عزیز ہے۔ تاکہ میں اُس کے بغیر سے اس کا حق
نہ لوں۔ اور ہر ایک تو کی میرے نزدیک قیمت ہے۔ حتیٰ کہ سستی کا حق
اس سے دلایا جائے۔ اور وہ شخص جو اپنی قوتِ غضب کا پابند ہو کر کسی کا حق
نہ جھین رہا ہے۔ میری عقل اور میری عدالت اُسے تہرور و شکوب کر سکتی ہے۔
ہم دشمن اُن کے پابند ہو کر اس کی تعظیم و رضی ہیں۔ اور ہم نے اس کے
حکم کو ہر چشمِ قدیم کر لیا ہے۔ اور ہم دونوں شائبہِ شرک کے اُس کے حکم کو
انکسار سے منقص سمجھتے ہیں۔ اب پیغمبر کی ذات کے بعد جو ہم نے جہاد میں اور احقاق
حق میں ہائیر کیا۔ اُس کی دھیر و شجاعت کو اپنا داس کے سستی ہیں۔ اور جس دھج نہیں
چاہتے۔ بلکہ یہ رضا بقضائے الہی کا معاملہ تھا، کیا تو گمان کرتے ہیں۔ کہ میں
رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہتھان باندھ رہا ہوں۔ کیا میں معاذ اللہ دروغ
گوئی کی طرف کسبت دے رہا ہوں۔ درود اپنے آپ کو ان کا خلیفہ یا قاضی
نماہت کرنا اور ملا جی دھج خدا اپنے شہرِ خلافت کا انہما در رسول اللہ کا بار اس
کی تشریف گزائیہ معاذ اللہ حضرت پر اتنا نہیں۔ ہور میں ان پر جھوٹ نہیں ہوں
سکتا۔ کیونکہ قسم نہ اُلٹوں وہ پہلا شخص ہوں جس نے رسول کی تعزیر کی
ہے۔ اور اب میں کہہ کر اس کا اول گدیب کو سننے والا ہر سکتا ہوں اور
یہ اسی جبر و رضا کا پر تو ہے۔ کہ وہ غایت رسول کے بعد جب میں نے اپنے
امور پر نظر کیا۔ تو نگاہ میں آئے دیکھا کہ میرا خدا کی اعلیٰ عزت کا اپنے لیے

بیعت لینے سے مقدم ہے۔ (یعنی اللہ کے رسول کے حکم کے مطابق
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لینا اپنے لیے بیعت لینے سے مقدم
ہے۔)

انیرنگ مفاہست ترجمہ شیخ ابوالفداء
مطبوعہ راسخی دہلی:

قول رابع ۱۔ بخوابت کے اور وہ اپنا حق نہ مانگے میں اس سے سلام رکھوں گا۔

شیخ ابوالفداء۔

الَا وَآلِي أَقْبَاتِلَ رَجُلَيْنِ رَحِمَكَ إِذْ عَلِمَا أَنَّهُمَا لَا يَأْتِيَنَّ لَكَ وَأَخْرَجَ
مَنْعَ آتِيٍّ عَلَيْكَ۔

(شیخ ابوالفداء غفرلہ نمبر ۷ ص ۱۷۸)

مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

غیر دار! میں دو شخصوں سے ضرور ٹھوں گا۔ ایک اس سے جو اس کی چیز کو نہ لے
کے بارے میں یہ کہتا ہے۔ دوسرا وہ جو اس چیز کو منع کرے۔ جو اس پر
واجب ہے۔

نوٹ:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ان اقوال نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ جو شخص آپ
کے بارے میں یہ کہتا ہے۔ کہ آپ کے گھر میں رتی ڈال کر بیعت کے لیے مجبور کیا گیا۔
وہ بہت بڑا کذاب ہے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ جو آدمی کسی چیز (علاقہ) کا

اہل نہ تھو اور اس کا دعویٰ کر سکتے تو یہ اس کے خلاف ضرور لڑو گے۔ اگر میرے مسئلہ فری پورا
 سبب بھی اچھا ہے۔ تو ان کی گونہ تھا اتنا دے سنے میں ویر نہ کروں گا۔ جب کیرا مراثیت ہے
 کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسئلہ خلافت پر جنگ نہیں
 لڑی۔ اور جہاں نہیں کیا۔ تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے۔ کہ آپ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 کی بیعت اس لیے کی۔ کہ آپ انہیں خلافت کا جلی بھتے تھے۔ بلکہ اس بیعت کرنے کو
 بطور خوشی ذکر کر رہے ہیں۔ کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عہد لیا ہوا ہے۔
 کہ میں آپ کے دھان کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کروں۔ لہذا مراثیت بڑا۔
 کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں رستی ڈال کر بیعت کرنے کا قصہ ایک منظر نامہ نافذ
 ہے۔ اور پھر اس قصہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہر وضو سولہ پر گریہ و زاری کرتے دکھاتا
 اور اپنی بے بسی پر روتا تھا ہر کرنا اور منظر نامہ انداز میں فرمایا کہ نایہ سب کچھ شیعہ حضرات
 کی خرافات اور یادہ گویاں ہیں۔ ان کے ذریعہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت
 کی توہین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کما حقہ تعظیم و توقیر کی توفیق بخشنے
 (امین)۔

تقریباً امر سوم :- آپ نے حق نہ ظاہر کیا۔ آپ کی وصیت کی روشنی میں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طبیعت اسی امر کی نسبت کرنا کہ آپ اپنے دور خلافت
 میں بعض احکامات شریعہ پر عمل نہ کر سکے یہ بھی آپ کی ذات پر بہت بڑا ہتھان اور
 اہم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیت اس امر کی صاف صاف نذر دے کرتی ہے۔

وصیت :-

نہج البلاغہ :-

أَوْصِيْتُكُمْ بِشَوِيِّ اللَّهِ رَاكَا تَجْعَلُوا الدُّنْيَا وَآلِ

اَتَّبِعْتُمْكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا عَلَيَّ شَيْءٌ يَرْتَفِعُ ذَوِيَّ عَنكُمَا وَقُوَّةٌ
بِالْحَقِّ وَأَعْمَدٌ يَلْجُبِي وَكُنَّا لِلْعَالَمِ حَصَصًا وَلَيْسَ ظَنُّهُمْ
عَوْنًا أَوْ صَيْعُكُمْ وَجَمِيعٌ وَلَدِي وَأَهْلِي وَمَنْ
يَتْلُكُمَا كِتَابِي يَتَّقُوا اللَّهَ وَتُظَاهِرَ أَحْسَنُكُمْ وَصَلَّاحٌ
ذَاتُ بَيْنٍ بَيْنَكُمْ

(رحی البلاغہ جہانگیرا از خطبہ نمبر ۲ ص ۲۷۱)

مطبوعہ میرات

ترجمہ:

(حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سر مبارک پر جب اللہ تعالیٰ نے تم کو امداد کی تو آپ
نے حسین کریمین کو نوا کر وصیت فرمائی۔) اسی تم دونوں کو خدا سے ڈرنے کا
وصیت کرنا ہوا۔ میری یہ وصیت ہے کہ تم دنیا کو طلب نہ کرنا مگر جہاد
تعمیل طلب کر سہ۔ تمہاری طرف مائل ہو۔ اور کسی اکابر خیر پر حسرت اور
افسوس ظاہر نہ کرو۔ جزا و قسم مال دیناری تم تک پہنچنے سے روک دی جائے
یہ کیا باتوں پر زبان کھلے۔ اجر و ثواب کے واسطے عمل کرنا ظالم کے دشمنی
وجہاً اور مظلوم کے مددگار بنی تم دونوں کو (خصوصاً) اور تمام شیعوں اور اہل و
عیال اور جس شخص کو بھی بدتر نسبت ملے اس کو (دشمن) وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ
الہی اختیار کرے۔ اور اپنے امرو میں کمال کا اہتمام کرے۔

(تبرک نصاحت ترجمہ رحی البلاغہ ص ۳۳)

مطبوعہ میرات (دہلی)

وحیت نمبر (۲۱)۔

نیج البلاغہ۔

وَاللّٰهُ اَللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ لَا يَشْفَعُ لَكُمْ اِلَّا الَّذِيْ اَمَرَ بِهٖ تَتِمَّ رُكُوْكُمْ
وَاللّٰهُ اَللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ فَاَقْبِلُوْا عَ صُوْرٰٓتِ رَبِّكُمْ وَاللّٰهُ
اَللّٰهُ فِي سَبِيْحِ رَبِّكُمْ لَا تَلْقٰهُ لَوْهٌ مِّمَّ يَتَّبِعُوْنَ قِيٰمَتُهُ اِنْ
كُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ اَطْرُوْا وَاللّٰهُ اَللّٰهُ فِي الْجَهَنَّمَ بِاَمْرِ اَلِكُمْ
وَالنَّفْسِ كُمْ وَالنَّسَمٰتِ كُمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَنِ كُمْ
بِالنَّوٰصِيْلِ وَالنَّبَاذِلِ وَاِيَّاكُمْ وَالشَّهَادَةِ وَالْبَرِّ وَ
النَّصِيْحَةِ لَا تَعْمَلُوْا اِلَّا مَعَ اَلْعَمْرِوٰتِ وَاللّٰهُ هُوَ
عَنِ الْمُنٰكِرِ قَبِيْلٌ عَلَيْكُمْ يَشْرٰ اَرْكُمُ مَشْرٰ
مَذْمُوْنٌ فَلَا يَمِيْزُ بَيْنَهُمْ لَكُمْ۔

نیج البلاغہ چھٹا سائز خطبہ نمبر ۴۶۶

ملفوظ میرٹھ

ترجمہ

دعایت قرآن کرنے میں خدا سے پہلے نہ کرو، جو تعوی کو اپنا شعار بنا دے، کہیں ایسا
دعوت کو تہذیب و اخلاص پر عمل کرنے میں ملتا ہو جائے۔ اور وہ سے دور
خدا سے نماز کے بارے میں کہیں نہ کہہ دے، وہ کو کاستور ہے۔
خدا خدا سے اور خدا سے ایسے بیٹن تھک دعایت کرنے میں جب تک تم
نہ ہو جو اسے خالی نہ چھوڑو۔ دہرہ برحق و مہرہ بجا لاؤ، اگر نہ اسے ترک کر دے۔

کو خدا سے تمہیں جہالت نہیں ملے گی۔ اپنے احوال اپنے نفس اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کر سکرے گا۔ خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو تم پر لازم ہے۔ کراپیس میں مواہلت اور احسان کرتے رہو۔ ایک دوسرے کی غفلت زنج ذکر نہ کرو اور قطع رحمی سے الگ رہو۔ اس معروف اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دو۔ اور تمہارے اشرار بدکردار تم پر حاکم ہو جائیں گے جو تمہارے خدا کی دعا کو مانگے گا۔

درنگ فصاحت ترجمہ نئی ابلاغ ص ۴۲
مطبوعہ روضی دہلی

خلاصہ کلام۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آخری ایمان کی وصیتیں اسی امر کی وضاحت کر دیتی ہیں۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی ظالم کے خدا سے کبھی بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں پھوڑا۔ اور نہ ہی آپ کی زبان سے کبھی حق کے خلاف کوئی بگڑی نہ خود بھی اسی کے پابند تھے اور اپنے بعد حسین کو بھی اور دیگر حضرات کو بھی اسی کا پابند دیکھنا چاہتے تھے۔ اسی لیے انہیں بار بار وصیت فرمائی کہ تمہاری زبان حق کے لیے کھلی رہے۔ ظالم کی سرکوب کرنا۔ مظلوم کی باری و مدد کرنا۔ کسی سے نہ ڈرنا۔ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو کسی حال میں بھی ترک نہ کرنا۔ بار بار خدا کا خوف یاد دلایا۔ اور یہاں تک فرما دیا کہ اگر تمہیں نیکی کا حکم اور بدی سے منع کرنا ترک کر دیا۔ تم پھر ایسے لوگوں کے ماتحت ہو جاؤ گے۔ جو نہ ام و نہ عا۔ ہوں گے۔ پھر تمہاری عمارتیں بھی شرف قبولیت سے محروم ہو جائیں گی۔

جب خود بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ ان اوصاف اور تعلیمات کے حامل تھے۔ اور اپنے بعد اپنے اہل و عیال کو بھی ایسا پابند دیکھنا چاہتے تھے۔ تو پھر ان کے بارے میں

کہنا کہ میں انہوں سے ڈر کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے احکام الہی سے روگردانی کی۔ اور سب کو
وہی من المنکر کو چھوڑ دیا۔ کتنا بڑا ہتھیار ہے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لگایا گیا ہے۔

ترویید امر چہارم :- حضرت علی کو گالی دینے کے جوڑ کی ترویید احادیث سے روایت کی گئی ہے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اس بات کو منسوب کرنا کہ جب تمہیں کوئی مجھے گالی
دینے کو کہے۔ تو اس کو کہتے ہیں کہ یہ مجھے گالی دینے سے میری زکوٰۃ اور تمہیں ثبات
مائل ہو جائے گی۔ یہ بہت بڑی گستاخی ہے۔ اور دشمنی کی انتہا ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

امالی شیخ صدوق :-

لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ
سَبَّ عَيْبًا فَقَدْ سَبَّيْ وَمَنْ سَبَّيْ فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ

امالی شیخ صدوق مکتبہ حکمت قلم ص ۱۰۰
جلسہ الحمدی و مشروران

توضیح :-

ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔
کہ جس نے کسی کو برا بھلا کہا اس نے مجھے برا بھلا کہا۔ اور جس نے مجھے برا بھلا کہا
اس نے اللہ عز و جل کو برا بھلا کہا۔

”مناقبہ ابن شہر آشوب“ کا ایک روایت۔

مناقب ابن شہر آشوب ۱۔

مَنْ سَبَّ ابْنَ سَبَّيْ سَبَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ

الشَّائِبِ اللَّهُ خَاتَمُ رُؤَاكُمَا قَالَ قَدْ يَنْكُرُ الشَّابَّ لِرَسُولِ اللَّهِ
 قَدْ يَنْكُرُوا قَالَ لَا يَنْكُرُ الشَّابَّ عِلِّيَّاتًا قُلُوا فَهَذَا نَعَمْ
 هَذَا نَسِيتُ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ مَنْ سَنِبَ عِلِّيَّاتًا فَقَدْ مَسَّيْنِي وَمَنْ سَبَّحَنِي فَقَدْ
 سَبَّ اللَّهَ فَقَدْ كَفَرَ -

رفیق ابن شہر آشوب مطبع علیہ قم ۲۲۱

بلد بروم لی بر علیہ السلام

ترجمہ :-

حضرت ابن عباس کا چند لوگوں سے گزر ہوا۔ جو حضرت علی کو گالی دے
 رہے تھے۔ ابن عباس نے ان سے پوچھا۔ تم میں سے کون اللہ کو گالی دے
 رہا تھا۔ سب نے کہا۔ کوئی بھی نہیں پوچھا۔ تم میں سے اللہ کے رسول کو
 کون گالی دے رہا تھا؟ پھر سب نے انکار کر دیا۔ پوچھا۔ علی کو کون گالی
 دے رہا تھا؟ کہنے لگے ہم۔ تو ابن عباس نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا جس نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی
 اس نے مجھے گالی دی۔ اور جس نے مجھے گالی دی۔ اس نے اللہ کو گالی دی۔
 آپ اس سے انکار کیا۔

خلاصہ :-

مذکورہ احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے
 والا، اللہ اور اس کے رسول کو گالی دے رہا ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کو گالی دیتا
 ہے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج۔ اب اہل حق کی گھڑت و روایات کے موجد خود ہی بخیر

کر کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الہی اجازت دے سکتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کئی شخصوں کا فرد
مرتب ہو جائے گا۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہہ جائے گا۔ کہ معاذ اللہ ان مجبوری روایات کو اگر بھی
لیا جائے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو کافر اور مرتد چھوڑنے کی اجازت دے رہے ہیں۔
جو لوگ اپنی بدعتیہ گئی دہستہ اور اپنے ہی گھڑت حقیقہ و مذہب کے شانہ بلند کرنے
کے لیے اس قسم کی داجہ تباہی جیتے ہیں۔ انہیں اپنی آخرت کی نگرانی کرنی چاہیے۔ اور کسی وقت
یہ بھی سوچنا چاہیے۔ کہ ہر جن باتوں کی تبلیغ و شامت کر رہے ہیں۔ اس کا انجام کیا ہو گا؟ اور
ایسے اکی کا کیا اجر ملے گا؟ یہ تو بات واضح ہے کہ ان فرسودہ اور مری گھڑت روایات سے
تہارا مذہب، تیرا مذہب، جو جاسے گھمے اور تمہارا مذہب بھی منظرِ عام پر آ جائے گا۔ لیکن ایمان
کے نام کی کوئی چیز تمہارے پاس نہ رہے گی۔ خدا تعالیٰ دے۔ اور ہدایت پاؤ۔

واللہ اعلم بالصواب

فصل ششم

سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخیاں
گستاخی!

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سخت

القائلین ذواتنا

حق الثقلین :-

یہی حضرت فاطمہ بجانب ثمانہ ہر گزیدہ حضرت امیر ازستار مصاروت اور
یکشیدہ چون بمنزل شریف قرار گشت از دستے معاملات خلا بیاسے شبامان
درشت با سیدہ او میا و خود کو با تندی جنسین در رحم پروردہ نشینی شدہ
و مثل فاختای در خانه گرینختہ و بعد از آنکہ شبامان و ہر دایر قاک ہلاک
افگندہی مغلوب این نامہ را ای گزیدہ :-

۱- حق الثقلین ص ۱۷۷-۱۷۸ احتجاج حضرت

زہرا با ابو بکر در امر فدک مطبوعہ تہران

۲- املی طور کی جلد نمبر ۲ ص ۲۹۶ مطبوعہ

قم مجلسی دوم جمعہ

پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر واپس آئی کہ حضرت ثمانہ رضی اللہ عنہا کی واپسی
کے منتظر تھے۔ جب گھر تشریف لائی کہ تو معاملات کے قوت حضرت علی

سید اوصیاء سے نہایت دلیرانہ گفتگو کی کہ تم بچہ کی طرح شکم اور پی پروہ نشین
ہو گئے۔ اور ذلیل لوگوں کی طرح بھاگ اٹھے۔ تم نے زمانہ کے بہادروں کو
بھگاڑا لیکن ان نامرادوں سے بھاگ کر بے ہمت ہو گئے۔

گستاخی :-

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنگدستی کی وجہ سے آپ سے
نکاح ہونے پر سیدہ فاطمہ سنت رو میں

مالی الغشغ الصدوق :-

مَنْ حَدَّثَنِي بِحَدِيثٍ فِي فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (ع) قَالَ
فَعَلْتُ الْخَيْرَ فِيَّ أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كُنَّا قُعُورًا
عِنْدَ النَّبِيِّ (ص) إِذْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ (ع) تَبِيكُنِي بُكَاءً عَدِيدًا
فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ (ص) مَا يُبْكِيكِ يَا فَاطِمَةُ قَالَتْ يَا
أَبِي عَمِيرَتِي نِسَاءُ قُرَيْشٍ وَقُلُنَ إِنَّ أَبَاكِ رَقِيبٌ
مِنْ قُعُورٍ لَا مَالَ لَهُ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ (ص) لَا
تُبْكِينَ قُلُوبَ اللَّهِ مَا رَأَى وَجْهَكَ حَتَّى رَأَى وَجْهَ اللَّهِ مِنْ
قُرْبٍ عَزِيزٍ وَأَشْهَدَ بِذَلِكَ جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ
وَأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِطْلَعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَاخْتَارَ
مِنَ الْمُخَلَّاتِ أَبَاكِ فَبَعَثَهُ نِسِيًّا ثُمَّ إِطْلَعَ
ثَانِيًا فَاخْتَارَ مِنَ الْمُخَلَّاتِ عَلِيًّا عَمِيدًا

قَرَنِيَّ جَلَّتِ اِكْبَارُهُ۔

(۱) ارشاد الہی والہی لیس شیخ الصدوق ص ۲۲۲

مجلس سالیہ مستوفی

(۲) ارشاد القلوب جلد ۲ ص ۳۱ تصانیف

السبب علی مطہر میر دست

ترجمہ :-

یاد می کہتا ہے۔ کہ میرا داد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ روتی ہوئی آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کیا وجہ ہوئی۔ عرض کی۔ قریشی عورتوں نے طعنہ دیا ہے۔ کہ تجھے تیرے باپ سے ایسے شے سے بیاہ دیا ہے۔ جو تنگ دست اور غریب ہے۔ حضور نے ٹھنک کر فرمایا دست رور اللہ کی قسم! میں نے تیری شادی اسی وقت کی۔ جب عرض کے اوپر اللہ نے تیری شادی

کر دی۔ اور جبریل و میکائیل اسی کے گواہ بنے۔

اللہ تعالیٰ نے وہاں کی عورت دیکھا۔ تو اسی عورت سے تیرے والد کو پسند فرمایا۔ بنی بنا کر بھوسٹ کیا۔ پھر دوسری مرتبہ دیکھا۔ کہ اللہ کی حضرت علی کو پسند فرما کر تیری شادی اس سے کر دی۔

گستاخی مثلاً :-

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔

جلد دوم لیسون :-

در کشت التراز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام دعایت کرده است کہ روزی

حضرت فاطمہ علیہا السلام حکایت کروا از حضرت امیر المومنین علیہ السلام کہ میں نے
میر ساند میں بھی نظر آدوسا کچھ قسمت دیکھتے حضرت فرمود کہ اسے فاطمہ علیہا السلام
کو ملائے چشم آوری وہ بے پردہ اور دم و پیر علم بدرستی کہ چشم بد چشم قسمت و چشم من قسمت
پس حضرت فاطمہ فرمود کہ پناہ لی برم خدا از غضب خدا در کول۔

(املا مایحیون جلداول ص ۴۹۹ از زندگانی فاطمہ علیہا السلام)
عجب السلام معجزہ تیران طبع جدید

ترجمہ۔

اے امیر المومنین اللہ عز و جل سے وہ کشف النور، میں روایت ہے۔ کہ ایک دن حضرت
فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور کے خدمت میں حضرت علی کی شکایت کی۔ کہ انہیں
جو کچھ قس ہے۔ وہ نظر آدوسا کچھ میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ فاطمہ! مجھے نصرتی لانا چاہتی ہو۔ وہ میرا بھائی اور پرچہ زاد ہے۔
اس کو تاراجی کرنا مجھے ہلاکتی کرنا ہے۔ اور میری تاراجی خدا کے ناراضگی ہے۔ کہ
حضرت فاطمہ نے کہا۔ میں اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے اللہ کی پناہ
چاہتی ہوں۔

گستاخی نہ کر۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی کے ساتھ اپنے
نکاح کے بارے میں ناخوش تھیں

فروع کافی۔

لَقَدْ يَسْتَفْتِيَنِي بَنُو شَعْبِي فَقَالَ لَقَدْ تَارَكَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَتِيَهُ وَالْبَيْتَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ دَخَلَ
عَلَيْهَا وَهِيَ تَبْكِي فَقَالَ لَهَا مَا يُسْكِينُكَ فَقَالَ اللَّهُ
لَوْ كَانَ فِي أَهْلِ بَيْتِي خَيْرٌ مِنْهُ مَا دَفَعْتُكُمْ وَمَا أَنَا
أَوْ قِيَّتُهُ لِيَكُنَ اللَّهُ دَفْعًا لَكُمْ وَأَصْدَقُ عَزَائِكُمْ
الْخَمْسَ مَا دَامَتِ السَّمُورُ وَالْخَرَضُ

انہوں نے کہا کہ بیوہوں میں سے، محبوبہ کو کثرت

بمعنہ توبہ جمعہ سے زیادہ ہے۔

محبوبہ تہران باب ما تزوج عقیقہ سے لکھی

خالصہ علیہا السلام

ترجمہ :-

یہ عقوبت بنی شیب کا بیانی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت فاطمہ اور حضرت علیؑ کا رشتہ کر دیا۔ تو آپ حضرت فاطمہؑ کی طرف سے
کے پاس گئے۔ اسی وقت وہ رو رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیوں رو رہی
ہو؟ اللہ کی قسم اگر میرے خاندان میں علیؑ سے کوئی بہتر ہوتا۔ تو میرا
نکاح علیؑ سے نہ کرتا۔ میں نے تو اس سے پہلے تیرا نکاح نہیں کیا۔ بلکہ
یہ نکاح اللہ نے کیا ہے۔ مادہ غم کو تیرا ہر مقرر کیا۔ جب تک آسمان و
زمین قائم ہیں۔

گستاخی نہ
سیدہ فاطمہؓ نے ایک غیور مرد گامگریان پر کر کے
کیسپی اور انہیں برا بھلا کہا

اصول کافی ۱۰

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ كُنَّا
أَنْ كَانَتْ مِنْ أَهْلِ هَذَا مَا كَانَ أَخَذَتْ بِثَلَاثِينَ
عُمَرَ وَجَعَدَتْ بِثَلَاثِينَ أَلِيهَا ثُمَّ قَالَتْ أَمَا وَاللَّهِ مَا
أَنَّ الْخَطَابَ لَوْ لَا أَنِّي أَكْمَرُهُ أَنْ يُصِيبَ الْمُسْلِمَ
مَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ عَلِمْتُ أَنِّي مَا أَكْسِمُ عَلَى اللَّهِ ثُمَّ
أَجِدُ مُسْتَرِيعَ الْإِجَابَةِ

۱۱ اصول کافی جلد اول ص ۲۹۱ مطبوعہ مؤرخ

میں تعجب

کتاب الحجۃ باب مولد فاطمہؓ مطبوعہ تہران
میں جدید جلد اول ص ۲۹۱

ترجمہ

۱۱ اس بات پر اور امام صادق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کی طرف سے جو
ہو ۱۰ سو ہوا جو ایک عالم نے حضرت امیر المؤمنینؓ پر کرانی اور کہیں خدا کا قسم
اسے اس خطیب اگر مجھے بے گنہ و شریف قرار کا مصیبت میں پڑتا نہ دیکھتا

کو تو جان بیتا کر میں اللہ کو قسم دے دیتا ہوں اور وہ بہت جلد اس سے قبول فرمائے گا۔

گستاخی لا۔

سیدہ نے حضرت علی کو دامن سے کھڑا۔ اور ان کے

ہاتھوں پر مارا

الامالی والہمالس للشیخ الصدوق :-

قَالَتْ فَتَاطَمَهُ اَمَلًا يَسَةً وَاَيْتَانِي جَايِعَانِ وَلَا اَشْكُ
اِلَّا وَاَنْتَكَ وَمَخْلُتَانِي النُّجُوحُ لَمْ يَكُنْ لَنَا مِنْهُ وَرَهْمٌ
وَاَخَذْتُ بِطَرَفِ ثَوْبِ عَلِيٍّ (ع) فَقَالَ عَلِيُّ يَا
فَاطِمَةُ خُذِيْنِي فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ اَوْ يَحْكُمُ بَيْنِي وَ
بَيْنَكَ اَيُّ فَاطِمَةُ جَبَرْتِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ
يَا مَعْصُودُ اللّٰهِ يَغْرُتُكَ السَّلَامُ وَ يَحْتُولُ اَعْتَرَا
جَلِيَّتَايَ السَّلَامَ وَقَدْ لِمَا طَمَعُ لَيْسَ لَكَ اَنْ تَقْصُرِيْ
عَنْ تَيْدِيْهِ وَلَا تَنْزَمِيْ بِثَوْبِهِ فَقَلَّمَا اَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ
(ص) مَسْرُوْمٌ عَلِيٍّ (ع) وَجَدَ فَاطِمَةَ مُلَاذِمَةً لِّعَلِيٍّ
فَقَالَ لَهَا يَا بِنْتِيْ مَا لَكَ مُلَاذِمَةً لِّعَلِيٍّ قَالَتْ يَا
اَبَا بَاعَ الْفَاطِمَةُ الَّذِيْ عَمَرْتَهُ لَهٗ يَارَبِّ ثَمَنِيْ عَشَرَ
اَلْفَ دِرْهَمٍ لَمْ يَعْجِبْنِيْ لَنَا مِنْهُ دِرْهَمًا فَتَشَرَّفِيْ

يَا مُنَيَّةُ إِنَّ سَيِّدَ مَيْمَلٍ قَبَّرَ مَشِيئِي مِنْ
رَقِيهِ الْمَشَقَّةِ وَ يَقُولُ احْتَرَأْ عَيْنِي مِنْ رَقِيهِ الْمَشَقَّةِ
وَأَمَرَنِي أَنْ أَقُولَ لَكَ كَيْسَ لَكَ أَنْ تَقْصُرَ بِي عَلَى
يَقْدِيرِهِ كَلَّا تَنْفَعِي بِشَوْيِهِ.

۱۱۔ الامالی والنجاشی فی شیخ الصدوق ص ۲۸۱

جلسہ حادی و سیمین مطبوعہ ایران قمر طبع جید

۲۔ انوار النعمانیہ جلد اول ص ۸۹ نور الثمینی

مطبوعہ تبریز طبع جید چار جلدوں میں

ترجمہ:

حضرت علیؑ علیہ السلام سے ایک بار حضرت علیؑ کو دیکھا کہ اس وقت سے عیساؑ کی
کی وکالت سے وہ بارہ ہزار درہم میں بیچ کر مدنی رقم حاصل کر کے تقسیم کر دی
جب گھر گئے۔ امیرہ فاطمہؑ حسی اللہ علیہا نے کہا میں اور میرے دونوں بیٹے
بھوکے ہیں۔ اور تم بھی بھوکے نکلا جو۔ احمد راہم میں سے ایک بھی درہم
ہمارے لیے نہیں لکھا۔ پھر حضرت علیؑ کو دیکھا کہ اس پر کویا۔ حضرت علیؑ کہنے لگے۔
فاطمہؑ چھوڑ دو۔ جواب دیا۔ نہیں جب تک خدا کی قسم میرے اور تمہارے
درمیان میرے والدہ فاطمہؑ کو کریں۔ جبرائیل آئے۔ اور حضور علیؑ انہیں دو سوسہ
کو اللہ کا سلام پہنچایا۔ اور کہا۔ کہ اللہ نے حضرت علیؑ کو سلام پہنچانے کا
آپ کو حکم دیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ میری خدمت سے فاطمہؑ کو کہہ دینا۔ کہ
مجھے یہ زیب نہیں دینا کہ حضرت علیؑ کا کپڑا پر سے۔ اور اس کے ہاتھوں پر
مارے۔ پھر جب رسول اللہ علیہ السلام میری خدمت میں آئے کہ گھر آئیں گے۔
تو دیکھا کہ حضرت فاطمہؑ علیہا نے حضرت علیؑ کی خدمت کا کپڑا پر رکھا ہے۔

فرمایا بیٹلی۔ علی کہے اسی کو کیوں پکڑتے ہو مجھے کہنا۔ ابا جان آپ نے جو باغ انہیں دیا تھا مکہ انہوں نے بارہ ہزار درہم میں بیچ دیا۔ لیکن ہمارے لیے ایک درہم بھی نہ چھوڑا۔ تاکہ ہم اس سے کچھ کما کر خرید لیتے۔ حضور نے فرمایا۔ بیٹلی! جو بزرگ نے مجھے اللہ کا سلام پہنچایا اور یہ پیغام خدا دیا کہ علی کو سلام کہہ دینا۔ اور اللہ نے مجھے حکم دیا کہ تجھے کہوں کہ تیرے لیے مناسب نہیں۔ کہ تو علی کے ہاتھوں پر مدرسے۔ اور ان کے کپڑے نہ چھوڑے۔

گستاخی نہ۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک جائزہ اور شروع کام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ غصہ ناک ہو کر میکے علی گئی۔

جَلَّاءُ الْعَيُّونَ۔

وہ علی الشرائع و بشائرہ المصلیٰ و من تکیہ لہ سائے معتبر و البطلان جہاں دولت کدہ اندک چوں بجز طیار رضی اللہ عنہ و جبر بود راستے اور کینز کی پیدائش فرستادہ و قیمت او چہار ہزار درہم بود۔ چوں حضرت محمد بن آدم آل کینز کے ماہر راستے براہ خود امیر المومنین علیہ السلام پہنچے فرستادہ و آل کینز کے خدمت آنحضرت را میگرد۔ روزی حضرت علیہ السلام شہادت فرمادے دید کہ سر حضرت امیر المومنین علیہ السلام در دامن آل کینز است۔ چوں انہماست و لا خلاف غور متفکر گدید۔ پر مسیحا کا دستہ کر دی باو حضرت امیر المومنین کو نہ بکھلا سو گندہ و غیر محمد علیہ السلام کہ کاری حکم اعلیٰ

نیز خدائی گوتا بجا آورم فرمود کہ سزا بہر کرم از نصرت و ہی کافرانہ پر مہر دم حضرت
فرمود کہ نصرت واد میں پس فاطمہ چادر بر سر کرد و برقعہ لگنے و متوجہ خانہ پریدہ ہو گئی و خود
گروید پیش از آن کہ فاطمہ بندہ مست حضرت پرمد۔ چہرہ دل از جانب خداوند
بمیل بر او نازل شد کہ گفت خدا تعالیٰ ترا سلام میرساند و میراہ کہ ایک فاطمہ
نزد تو می آید براستے شکایت علی از او در باب علی چیز می قبول مکن۔

(۱)۔ بہار العیون بہارِ اقبال ص ۶۶ از مدگان

فاطمہ الزہرا علیہ السلام تہان

(۲)۔ انوار النہایہ علیہ السلام ص ۶۶ نور نقوی

مطبوعہ تہریز طبع جدید

ترجمہ

کتاب علی الشرائع و بشارة مصطفیٰ و خوافی میں حضرت ابن عباس اور ابوذر
سے روایت ہے کہ جب جعفر علیہ السلام شری تھے۔ تو ان کے لیے ایک
لوٹری دیر کے طور پر بھیجی گئی۔ جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی۔ جب جعفر
مرضاہ تھے۔ تو وہی ابوذر دیر حضرت علی کو دے دی۔ اس نے حضرت علی
کی خدمت کی کہ ایک دن حضرت فاطمہ علیہ السلام گھڑائیں۔ تو دیکھا کہ
حضرت علی کا سر اس لوٹری کے دامن میں لکھا ہوا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت
آیا۔ پرچہ کیا کچھ کام بھی کیا ہے؟ حضرت علی نے کہا۔ اسے پیغمبر خدا کی بیٹی
خدا کی خدمت میں کہیں کہ اب تم جو کچھ کہنا چاہتی ہو۔ کہو۔ کہا۔ مجھے اجازت دے۔
کہیں اپنے والدِ جبریل کے گھر جاؤں۔ حضرت علی نے اجازت دے دی۔
حضرت فاطمہ نے چادر کا پردہ کیا۔ اور حضور علیہ السلام کے گھر روانہ ہوئیں
ان کے پیچھے سے پہلے جبریل آئے۔ اور اللہ کو سلام دیا۔ اور کہا کہ

ابھی نماز پڑھ سکے پاس پہنچا ہی چاہتی ہے۔ اور علی کی شکایت کرے گی۔
اس کی کوئی بات نہ کہہ کرنا۔

گستاخی ۱۵۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بادلِ سخاوت امام حسین

کو جنا۔ (معاذ اللہ)

جلداولیون ۱۶۔

پس حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ زہراؑ کو بولا ایت حسین و
خسید شہید او پس حاضر شد باو بکراہت پس حضرت فرمود کہ ہرگز ویدہ نکھارا
کہ بشارت دہند اور اب ہرگز ویدہ نکھارا کہ بشارت دہند او مغموم شد و کراہت
داشت از و بسبب شہید شدن او و در وقت وضع حمل نیز کراہت داشت
(۱۔ جلداولیون جلد اول صفحہ ۳۵ ولادت

سعادت آنحضرت معلوم بہ تہذیب طبع جدید)

۲۔ من قبہ الیما شہر شہوب جلد پہا رم

۳۔ فصل فی معجزات معلومہ قسم طبع جدید

بالفاظ مختلفہ)

قرینہ ۱۷۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو امام حسین کی پیدائش اور ان کی
شہادت کی خبر دی۔ پھر وہ ان کے ساتھ بادلِ سخاوت حاضر ہوئیں
حضرت نے فرمایا۔ کیا کسی کبھی کو تو نے دیکھا ہے۔ کہ اسے بچہ ہوئے

کی خوشخبری دی کہ جیسے اور وہاں سے بلا ہمت حاد ہو لیکن اس کے نکل
ہرنے کا دھڑ سے غم ہو اور ایسے بچے کے ہنسنے کا چھان نہ بھتی ہو۔ اور
وضع کلا کے وقت ہی کہہ بناؤں تمہیں۔

گستاخی :-

سیدہ کی شب زفاف کو ستر ہزار فرشتوں نے

تیکیر کہی

جلد العیون :-

چوں شب زفاف شد جبیر کیل و میکائیل و اسرائیل باہمت ہزار ملک بزر
آمدند و لدلی را برائے غلامہ آفریدند و جبیر کیل بام آفریدند و گرفت و اسرائیل رکاب
را گرفت و میکائیل بایستادہ بود و جبیر کیل و لدلی و حضرت رسول باہمت
اور ہست و کہ کیل و میکائیل و اسرائیل و جمیع ملائکہ تیکیر گفتند و دست چاوی
شدند و گریختند و زفاف ہمار و زقیامت۔

و جلد العیون جلد اول ص ۱۹۳ شرح شب زفاف
و زفاف و شب و طہور و تہجد و صبر

ترجمہ :-

جب شب زفاف آئی جبیر کیل و میکائیل و اسرائیل ستر ہزار فرشتوں کے
زمین پر آئے۔ اور و لدلی بنایا غلامہ کے لیے لائے۔ جبیر کیل نے کلام
اس کی پڑھی اور اسرائیل نے رکاب اٹھائی اور میکائیل پہلوئے و لدلی کی

نے شبہ فافت بتایا مٹی اور جناب قاطعہ سے فرمایا کہ جب تک میں زندہ ہوں
کام نہ کرنا۔

(ملفوظات، ج ۱، ص ۲۵۰)

خدا کو رخصت گشتیوں سے اٹھانے اور شایع ہونے

۱۔ یا غافل کہ مٹا دینا نہ کرنا یہ سیدہ قاطعہ نے حضرت مٹی کو ان کے بیٹ کی پڑنے کے
ساتھ تجویز دی۔ اور ذیل میں لکھ دیا۔

۲۔ سیدہ اپنے نکاح ہونے پر حضرت مٹی کی تلخ کنی پر دونوں نے اس کا مقصد یہ ہے کہ
آپ اسی نکاح سے ناخوش نہ بنیں۔

۳۔ حضرت مٹی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بارش دیا تھا۔ اسے نئی کرسی
اس کی قیمت حضرت مٹی نے نقراد اور ساکینہ پر خرچ کر ڈالی۔ تو سیدہ نے اس بات
پر حضرت مٹی کے دامی کو فوجہ اور زرد کو سب بھی کیا۔ یہاں تک کہ جبریل نے آخر
کے حکم سے سیدہ قاطعہ کے ہاتھوں سے حضرت مٹی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔
۴۔ خاتونِ جنت نے حضرت عمر کو گریبان سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ اور انہیں بڑا
بھلا کہا۔ اچھے خیر ہر ایک کے ساتھ باہم یوں دست گیران ہوئیں۔

۵۔ حضرت مٹی رضی اللہ عنہ نے اپنی نوٹ کی گوجر کی سرکھ کر آرام فرمایا۔ تو سیدہ نادان
ہو گئیں۔ اور یہاں تک پوچھ لیا کہ کیا تم نے اس سے جناح تو نہیں کر لیا؟
حضرت مٹی نے تیر اس کی ترو پیر کر دی۔ لیکن اس کے باوجود سیدہ کا غصہ ٹھنڈا نہ
ہوا۔ اور ناراضگی میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئیں۔ ان کے کہنے سے
پیلے جبریل نے ان کو سیدہ کی نر یا دلی کا ذکر کیا۔ اور خدا کو پیغام دیا۔ کہ سیدہ کی کوئی

بات نہ مانی جائے۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدہ کو ایسے بیٹے کی خوشخبری سنائی، جو شبید ہو گا۔ تو ایسے بیٹے کے ساتھ حاضر ہونے اور اس کی ولادت کے وقت سیدہ نے کراہت اور ناخوشی کا اظہار کیا۔

۶۔ سیدہ کے ساتھ جس رات حضرت عائشہ نے ہم بستر ہونا تھا۔ اسی وقت ستر ہزار فرشتے آئے۔ اور کہیں لگی۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ کے کپڑے اٹھا لئے۔ بلند ثابت، ہوا زخاف کو ساقی امت بلکہ کینا سنت ہے۔

۸۔ ہم بستر کی ولادت احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ کو کام شروع کرتے سے منع فرمایا۔ اور کہا۔ کہ جب تک یہی ذراؤں نہ تمہیں کچھ نہیں کر رہے۔

ان امور کے مختصر جوابات عفت خاتون جنت کی دوشنی حلی

ناظرین کرام! آپ جانتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور لقب شیعہ سنی سب کے ال متفق طریقہ ہے۔ "قول" کا معنی لغت عربی کا معروف کتاب "المعجم" میں لکھا ہے۔

۱۔ قول تک سے ہے جس کا معنی ہے۔ دنیا سے کٹ کر خدا کی طرف مائل ہونا۔

۲۔ بے مثل نبش کرنا۔

۳۔ غیر شادی شدہ (کنوا) ہونا۔ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہی ہوئی تھیں۔ اسی لیے یہ تعبیر سنی کوائ کے متعلق نہیں ہو سکتا۔ اور پہلے دونوں مسائل کے اعتبار سے لفظ "قول" سیدہ کے شاید ان شاء اللہ ہی ہے۔ اور سیدہ واقعی اسی کے معنی کی عملی تعبیر بھی تھیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ لقب آپ کو یہ سخاوت عزیز و غریب پروری کی بنا پر دیا گیا ہے۔ یعنی آپ کو ال دنیا سے قطعاً الگا کر دیا تھا۔

اگر کچھ پاس ہو سنا۔ تو انہی اور اپنے گھر والوں کی ضروریات پر محتاج کی ضرورت کو ترجیح دینے کی کوئی دن خالق ہمارے کی شکایت نہیں کی۔ مختصر یہ کہ یہ گھر انسانی اور اثاثہ پسند تھا۔ جس کے ثمرات کے لیے ایک نہیں بیسیوں واقعات تاریخ کے اوراق کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ یہ تھا ان مقدس شخصیات کی تصویر کا حقیقی رُخ جسے اپنے بیگانے بھی مانتے اور جانتے ہیں۔ اسی کا دور سر اُرخ خود جو شیخ صدوقی اور صاحب جلال المیون ہر نے پیش کیا یعنی سیدہ کا سفر تلی کی تنگ دستی پر پڑا کرتا، حضرت علیؑ کے فقر اور مساکین کی امداد کی توثیق دے۔ اس نے ان کو زود گوئی کی اور ان کی ایسی سخاوت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کہ اسی رُخ کو پڑھتے۔ دیکھئے۔ تو آپؐ خود فیصلہ کر لیں گے کہ شیخ صدوقی اسی بار سے میں مرصعہ کی دائرہ میں ہے۔ بلکہ شیخ صدوقی ہے۔ اور وہ جلال المیونؒ کی عبارت میں ضیاع المیونؒ ہے۔ اور ان عبارات میں صداقت نام تک نہیں۔ بلکہ تمام کی تمام سراسر تھوٹ و کذب ہے۔ آخر وہ بیہوش اور لڑا است کو بلند ہیں۔ جو اللہ نے ان شیعوں کو ان کی تھریریں رکھے ہوئے ہیں۔ سونے پر تھوکنے سے وہ تو گند نہیں ہو سکتا۔ اٹا تھوک تھوکنے والے سے کسے سبز پڑی پڑا ہے کچھ بھی معاف یہاں بھی ہے۔ سیدہ کی اٹلی وار فضاقت پر کیو پھر اچھا نا اور تو ان امیر قصہ بات سے ان کی سخاوت، اثاثہ دار اور غریب پوری پر نشتر مارا اور اصل اپنے نامز اعمال کو سیلا کر ادا اور اپنے رہتے رہتے یہاں کو مروج کرنا ہی ہے۔ ان کا نہ کوئی آج تک کچھ بگاڑ سکا۔ اور زمان کی مثال ایسے گھٹیا ادبی نوسخ واقعات سے ٹھٹھکتی ہے۔

یہی وہ سیدہ خاتونِ جنت ہیں۔ کہ جن کے چہرہ اقدس اور جسم اطہر کو چاند و سورج نہ دیکھ سکے۔ یہی وہ مقدسہ ہیں۔ جنہیں بے لابی وصیت رات کے اندھیرے میں پاکی کے امداد کہ کہ قبرستان سے جایا گیا۔ شرم و حیا کی جھپک کو جبر ٹیل بھی بڑا جانت گھر و محل نہ ہو سکیں یہ وہ قادر و عزت کا ان کی آمد پر صاحبِ مولاں کھڑے ہو کر خوش آمدید کہیں۔ یہی علی شفیقت ہیں جن کا مقدس عرش علیؑ پر اللہ خود پڑے۔ ایسی شرم و حیا و عفت و عزت کی بیکو شفیقت کو

یوں دکھانا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گریبان پکڑ کر کھینچ رہی ہوں۔ اور اپنے خاوند حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قسم کو حرمتِ مہل کی طرف سے کاربند نہیں۔

کیا اسی کا نام "محبتِ امامیت" ہے۔ محبتِ نبویؐ بھی سمجھاتی ہے کہ جس سے محبت کا دعویٰ کرو۔ اسے غیر محرموں سے اجتناب کرنا پڑے گا کہ کھینچنا ثابت کر دے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اس سے بڑھ کر ان حضراتِ مقدسہ کے متعلق شبہ و زقات کے جو واقعات گزرے۔ ٹھنڈے دل سے سوچ کر بتاؤ کہ کیا کوئی غیرت مند جوڑا شبہ و زقات کو اسی قسم کی خرافات کا تحمل ہو سکتا ہے۔ (زشتیوں کو چھوڑو۔ وہ نظر نہیں آتے لیکن باپ اور سسر کی موجودگی میں یہ رسم ادا کرنا کس شہادت کی سنت ہے۔ یہ کیا قسم سب ایسی ہی سنت اور کرتے ہو۔)

شرم تم کو گرتے ہیں آتی
بے حیا باشش ہر چہ خوار ہاں کی

امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت اور پھر شہادت کی خبر کے بعد حضرت عاتقہ بنت رضی اللہ عنہا کا ایسے فرزند کو مدتِ حمل میں ناپسند کرنا پھر ان کے پیدا ہونے کو کدو بھنا کر دینا ایک ایسی بات کی تصویر دکھائی جا رہی ہے۔ جو خود جنت کی سردار اور مکی کامر تھی۔ اس کا پتہ پیدا ہوتے ہی فرما نہیں بلکہ والدہ کے انتقال کے بعد جامِ شہادت نوش کرے گا تو اس کا حکم کیا کیا سنی؟

اں اگر خبر یہ ہو کہ کہ اللہ تمہیں ایک دیکھو دے گا۔ اور تمہیں اس کی غرضیاں دیکھنا نصیب نہ ہوں گی۔ تو شاید تمہارے بشریت سے یہ کچھ بولیں جو نہیں۔ جو بظاہر ان کے شہوتِ بہت سے اور بلی ہے۔ لیکن بیچہ ہوتا ہے۔ جو ان ہوتا ہے۔ ان پائنتی ہو سکتی ہے۔ اور اپنی عمر غمی پوری کر کے دافانی کو چھوڑ جاتی ہے۔ وہ بیچہ خود بخود والا بجا جاتا ہے۔ اگر جہیز نہ ہوتا تب بھی دنیا چھوڑنا تھی۔ تو پھر دنیا کو چھوڑا شہادت کا جام نوش فرما کر میں

کے فریاد اس کے مقام پر اپنی وارثت کو پس انداز کر دیا۔ اس کی شہادت خوش گوئی پر
 وہ نے بڑا منہ باز گواہی دے کہنے کے مطابق اگر انہیں شہید نہ جھوٹے۔ تو خاتونِ جنت
 خوش ہو کر آیا ہر حمل میں انہیں اٹھائے رکھتیں اور خوشیوں کے ساتھ ان کو تودہ دیتیں۔ ہر کسی
 والدہ یہ بتا رہے ہیں ہمارے چچا کی طرح کہ یہ تمام ان کی خوش فہمیت۔ بچا لار سے ہو۔ سے

الہیہ ست پاکستان سے کشمیریان سے بانداں
 عزت اللہ علیکم وعلیٰ آئینہ امت



فصل ہفتم

امام حسن رضی اللہ عنہ سے گستاخیاں

گستاخی نماز۔

شیعوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا اور کافر کہا۔



سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی دشمنیت ہے کہ چون کے پاس سے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہت بڑی لہجہ کی خبر کا پیش گوئی فرمائی تھی یہ کشت افرو میں مقرر ہے۔
وَمَنْ أَتَى بَكْرَةَ فَإِنَّ بَيْنَهُمَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَحْتَلِبُ إِذْ صَوَّغَ إِلَيْهِ الْحَسَنُ فَتَعْتَقُهُ إِلَيْهِ وَقَالَ إِنَّ ابْنِي هَذَا تَبِيءُ
وَأَنَّ ابْنَهُ مَقْلَةٌ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ الْمُسْلِمِينَ عَظِيمَتَيْنِ
مَوْجَعَةٍ۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دے رہے تھے۔ اچانک امام حسن کے آگے آپ نے انہیں سیر سے لگایا اور فرمایا کہ میرا بیٹا سید ہے اور تیرے بھائی کا
اگر وہ زبردست مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی اس وقت پوری ہوئی جب سید امیر ساریہ رضی اللہ عنہ

اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف بستہ ہو کر جنگ کرنے کی تیاریوں ہی میں مصروف تھے ایسے وقت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کر کے خلافت و حکومت کی باگ ڈور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ دو مسلم جراحوں کے درمیان جنگ تو ٹل گئی۔

مگر شیعوں نے امام حسن کی زندگی اجیرن کر دی۔ چنانچہ آپ کا زمانہ پشیمول اسلئے رو ظلم و حدائے کو تھکا پھٹا۔ اور ان کا قصور مرتد تھا کہ انہوں نے مسلمانوں کو ہم جنگ بجا رہا تھا۔

حضرت امام حسن کو شیعوں کے زخمی کرنے، مال بھیننے،

کافر و مشرک اور مذلیل المؤمنین و مسود الوجہ کہنے پر کتب

شیعہ سے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

حوالہ نمبر (۱)

جلد اولیٰ ص ۱۰۰

میں موم راجع کرو حمد و ثنائی بھی بجا آؤد و مود و امان بعد بدستیکہ کن امید دارم
بکہ نہ اوست و نہ است و نہ غیر و نہ برین حق با شہد برائے حق و کہنے از یہی مسلمان
و ردول نہ دارم و اود بدی نسبت کسی بنامہ نمی گوایم جمیعت مسلمانان
را از یہی گنہ کی ایشان بہتر مبد نام و آنچه صلاح شما و اوائ میمانم عکوتراست
از تہ ذر و مصلحت خود و اوائ میمانم عکوتراست و نہ ای کو حق
یا کہے شما نقیہ کہ برین و کہیند کہ حق تعالیٰ از شما یا مرد و جدایت نماید

سب متناقض اسٹھے۔ اور کہتے تھے۔ یہ بھی اپنے باپ کی طرح کافر ہو گیا ہے
 اہم سن کے خیمہ کی طرف چلے۔ ان کے سامان کو دھما جی کو جائے نماز ان کے
 نیچے سے کھینچ لی۔ اور کندھوں سے پیادہ مبارک آمار لی حضرت نے گھوڑا
 نکلایا مارا ہوسے۔ اور گھوڑے سے ساتھیوں کے گھیرے میں اپنے
 اہل بیت کے ساتھ رواں دواں ہوئے۔ سب اس باطنی دہشت سے تو جی اسد
 کے ایک مہوئی جرات بن گئے تھے آپ کے گھوڑے کی لگا کر پڑا۔ آپ
 کی ران مبارک پر خیمہ سے ایک وار کیا۔ کوڑی تک پہنچ گیا۔ دوسری
 روایت کے مطابق آپ کے پہلو پر خیمہ مارا۔ اور کہنے لگا۔ اپنے باپ کی
 طرح تم بھی کافر ہو گئے ہو۔

حوالہ نمبر ۲۰۰

کشف الغمہ :-

اَنَا بَشَرٌ قَوْلُ اللَّهِ اِنِّي لَا رَجُؤَ اَنْ اَكُوْنَ قَدْ اَصْبَحْتُ
 بِحُكْمِ اللَّهِ وَمِنْهُ وَاَنَا اَتَصْنَعُ خَلْقَ اللَّهِ لِيُفْقِهَ
 وَمَا اَصْبَحْتُ مُتَحَقِّقًا عَلَى اَمْرِ مُسْتَعِزِّ
 صَغِيرَةٍ وَلَا مُرِيدًا لَهَا يَسْتَوِي قَوْلًا سَلَفًا
 وَاِنْ مَا تَكْرَهُونَ فِي الْجَمْعِ اسْتَبْرَئْتُكُمْ
 مِنْ شَرِّكُمْ فِي الْمَرْثَةِ وَاِنْ مَا ظَنُّكُمْ خَيْرَ
 مِنْ تَقْظِيرِكُمْ لَا تَقْسِمُ هَذَا شَعْرًا لَمْ يَمُرْ بِي وَلَا
 تَرَدَّدُوا عَنِّي رَايَ عَمَرَ اللَّهِ بِي وَتَكْمَلُوا اَوْ حَتَّى
 دَرَجَاتِكُمْ لِمَا هِيَ الْمُحَبَّةُ وَالْإِصْنَاءُ

قَالَ فَتَنَظَّرَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ وَكَأَلُوا
 مَا تَرَوْهُ ثُمَّ يُرِيدُ بِمَا قَالَ كَالُوا أَنْظَرُوا أَنَّهُ
 يُرِيدُ أَنْ يُصَالِحَ مُعَاوِيَةَ وَكُسِّلَهُ الْأَمْرَ
 إِلَيْهِ فَنَاقَاؤُوا كُفَرًا وَاللَّهُ الرَّجُلُ وَشَدُّوا
 عَلَى قُطَطَا طَبِ قَاتَتْهُمْ بِهِ حَتَّى أَخَذُوا مَصَلَهُ
 مِنْ تَحْتِهِ ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ رَجُلٌ ثُمَّ قَالَ
 لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ
 الْأَزْدِيُّ فَتَنَزَعَ مُطْرِقَةً عَنْ عَائِفَةَ فَبَقِيَ
 جَالِسًا مُتَقَلِّدًا الشَّيْثَ بِسُورٍ رَدَّ آيَهُ بِمَرَّ
 دَعَا بِمَرَسِيهِ فَرَكَبَهُ وَآخَذَ بِهِ طَوَائِفُ
 مِنْ حَا مَسِيهِ وَشَيْعَتِهِ وَتَمَعُوا مِنْهُ مَنْ
 أَرَادَ وَدَعَا رَيْبَةَ وَهَمْدَانَ فَأَخَاطَفُوا
 بِهِ وَتَمَعُوا فَتَنَارَ وَمَعَهُ شَوْكٌ مِنْ غَنَمِهِمْ
 فَلَمَّا مَرَّ فِي مَقْطَعٍ سَابَاطٍ مَدَّ إِلَيْهِ رَجُلٌ
 مِنْ بَنِي آسَدٍ اسْمُهُ الْبَجْرُوحُ بَنُ سَيَّانٍ
 وَآخَذَ بِلِجَامِهِ فَرَسِهِ وَبَيَّيْنَهُ مَقْشُورٌ
 قَالَ أَلَا أَكْبَرُ أَشْرَكَكَ يَا حَسَنُ
 حَكَمًا أَشْرَكَكَ أَبُوكَ مِنْ قَبْلُ
 وَحَكَمَنِي فِي قَبْضِهِ فَشَقَّه حَتَّى
 بَلَغَ الْعَظْمَ فَاعْتَنَقَهُ الْحَسَنُ
 عِنْدِيهِ السَّلَامُ وَخَرَّ جَرِيمِيْعًا

إلى الآخرة

۱) انکشف الغم فی معرفۃ الامر علیہ السلام ص ۵۲۹

مطبوعہ تہذیبیہ مطبعہ جدیدہ

۲) مناقب ابنی شہر آشوب جلد ۲ ص ۳۲

مطبوعہ گرم فی سلطنت علیہ السلام

مع معادینہ

ترجمہ

ابا بعد خدا کی قسم! میں امید کرتا ہوں کہ میں صبح کو ان کے ساتھ کھڑا ہوں۔
ساتھ اور ان کے نظروں کی بہتری میرے پیش نظر ہو۔ اور ان کی سلامتی کے ساتھ
کے پروردگار کے ساتھ میری بیعت نہ ہو۔ اور نہ ہی کسی کی بیعتی اور نہ جو کہ میرے
پیش نظر ہو۔ اتفاق کو جس کو تم چاہا نہیں سمجھتے۔ وہ اسی انتشار و فراق سے بہتر
ہے۔ جو تم پر مجھے ملے ہو۔ میں خود تم سے تمہارے لیے بہتر سوچتا ہوں۔
بلکہ میرے حکم کی مخالفت نہ کرو۔ اور میری رائے نہ نہ کرو۔ اللہ تمہیں اور
مجھے بخشے۔ اور اپنی رضا و محبت کی طرف راہنمائی کرے۔ راوی کہتا ہے
کہ یہ سب کروگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ اور پوچھا۔ بڑے کچھ
اما میں نے کہا۔ تم اس سے کسی قیصر پر پہنچے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہمارا خیال
ہے کہ وہ معاویہ سے صلح کرنا چاہتے ہیں۔ اور خلافت انہیں سونپنا چاہتے
ہیں۔ انہوں نے کہا۔ خدا کی قسم! اس نے کفر کیا۔ یہ کہہ کر آپ کے خیمہ پر لاؤ
جھٹے۔ اور آپ کے سامنے کوٹھنے کے بعد آپ کے نیچے سے گلی بھی
کھینچ لیا۔ پھر ایک شخص دو مہر اور محمد بن عبد اللہ بن جعفر ازری اس نے آپ
کے کندھے سے چادر اتار لی۔ آپ بزم تہی تواریس پہنچے ہوئے رہ گئے۔

پھر امام نے گھوڑا لنگوایا۔ سوار ہوئے۔ اور اپنے چند خادم اور ساتھیوں کے
گھیرے میں دروازہ پر کھڑے۔ وہ آپ کو حفاظت کیلئے اپنے ہونٹے ہاتھ سے تھے۔
اس نے رعبہ اور بھان کے گھلب کیا۔ یہ بھی امام کے دربار کے نوکروں کے
لیے ڈھال بن گئے۔ ان چند نوکروں کے علاوہ کچھ اور آدمی بھی آپ کے ساتھ تھے
جب یہ چھوٹا سا قافلہ مسابلا کے سایوں میں پہنچا۔ تو بنی اسرائیل کے ایک آدمی
جوان بکسر۔ ننان نے آپ کے گھوڑے کی دھام پلائی۔ اس کے ہاتھ میں خنجر تھا
کہنے لگا۔ اے کبیرا اسے سنبھالو، تم بھی اپنے باپ کی غارتگری
کو تیار ہو گئے۔ یہ کہہ کر اسی نے آپ کی زان میں نیزہ مارا۔ جس کا ٹھکانہ ہی ملک
پہنچ گیا۔ امام حسین نے ایک اونٹ کا سہارا لیا۔ اور وہ دونوں نبی پر گر گئے۔

حوالہ نمبر:-

الاشیاء الطوال:-

فَقَدَّمَا رَأَيْتُنِي إِلَى سَابَاطِ رَأَى مِنْ أَصْحَابِهِ
فَقَدْ قَتَلُوا أَكْثَرَ عَيْنِ الْحَرْبِ قَتَلُوا سَابَاطَ
وَقَتَلُوا فِيهِمْ عَطِيشًا مَقْتَلًا رَأَيْتُنَا
الْقَامِ إِذَا قَتَلُوا أَصْحَابَهُ خَيْرٌ مِمَّنْ حَبِلَ عَلَى
مُسْلِمٍ صَفِيَّةً وَإِنِّي تَأْخِيرُ لَكُمْ حَسْمَ طَيْرٍ
لِيَنْفُسِي وَأَدَى رَأْيَا خَلَا تَوَدُّ فَاغْلَى رَأَى
إِنَّ الْمَلِيحَ تَكْرَهُونَ مِنَ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنَّا
تَحِبُّونَ مِنَ الْفَرَكَةِ وَأَرَى أَكْثَرَ كُمْ قَتَلُ سَكَلِ
عَيْنِ الْحَرْبِ وَفَقَسَلِي عَيْنَ الْقِتَالِ وَفَقَسَلِي أَدَى

أَنْ أَحْمِلَكُمْ عَلَى مَا تَكْرَهُونَ فَذَلِكُمْ سَمِعَ
أَمْرًا بِهِ ذَلِكَ فَظَنَرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ
فَقَاتَلُوا مَنْ كَانَ مَعَهُ وَكُنُوا يَرَى ذَاكَ
الْمَخَارِجِ رَكَعَ الْحَسَنُ كَعَا كَثَرُ آبُوهُ
مِنْ قَبْلِهِ) فَشَدَّ عَلَيْهِ نَقْرُ قَتْلِهِ
فَانْتَرَعُوا مَضَدَّةً مِنْ تَحْتِهِ وَانْتَهَبُوا ثِيَابَهُ
حَتَّى اسْتَرْعُوا مَطْرِفَةَ عَنْ عَائِقَةٍ فَتَدَا بِفَرَسِهِ
قَرِيبَهَا وَنَادَى (يَا زَيْنَةُ وَهَذَا) فَتَبَادَرُوا
بَيْنَهُ وَرَنَعُوا عَنْهُ الْقَوْمُ -

۱۱ اخبار الطوال لابی حفص محمد بن داؤد

الدیور شامی ص ۲۱۶ - ۲۱۷ مطبوعہ بیت

ذکر جمع جوش معادیر

۲ مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ ص ۳۲

مطبوعہ قلمی مطبع معادیر

ترجمہ۔

یہی جب آپ سباطیہ پہنچے۔ تو اپنے ساتھیوں کو جنگ سے کابل اور ست
پایہ واپس آئیے خبر دیا اور کہا: لوگو! یہی اسی حال میں ہیں کہ تاہم وہ کسی
مسلمان کے خلاف میرے دل میں کینہ نہیں ہے اور میری قہار سے متعلق کسی طرح
جملے کی بات سوچتا ہوں۔ یہی طرح خود اپنے لیے۔ اور یہی راستے کو سخت
فکر ہے۔ تم آتی ہو کہ انتشار و تفرق سے بڑھاتے ہو۔ اور قہار کی اثریت جہاں سے
گزیں اور بادل ہے۔ یہی قسمیں اسی بات کو ماننے پر مجبور نہیں رہتا جس کو تم

پسند نہیں کرتے۔ جب آپ کے ساتھیوں نے یہ کلمات سنے ایک مہرے کو دیکھا۔ قرآن میں سے ایک فارسی نے کہا۔ اس نے ویسے ہی کفر کیا جس طرح اہل کے واسطے نہ کفر کیا تھا۔ پھر کیا تھا ایک جماعت اہم سن پر ٹوٹ پڑی ان کے نیچے سے مصلیٰ بھی کچنچر پڑا اور پھر سے پھینک دیے۔ یہاں تک کہ انہوں نے سے چادر اتار لی۔ آپ نے گھوڑا اٹکرایا، سوار ہو کر رعبہ اور بھلائی کو آواز دی نہ دوڑے اور مکے آپ کی طرف آئے۔ اور مخالفین کو پیچھے دھکیلا۔

حوالہ نمبر ۲۰۰۔

منائب آل اہل طالب۔

وَرَوَيْتُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ النَّضْلِ مَرَّ بِأَهْلِ الْعِرَاقِ أَنَّهُ سَمِعَهُ
عَلَيْكُمْ بِسُفْهِانٍ بَلَاءٌ فَمَسَّكُمْ آيُنَ وَطَمَّكُمْ إِيَّاهُ
وَرَأَيْتُهَا بَكُمْ مَسَاحِي.

(منائب آل اہل طالب ابی شہر آشوب
جلد چہارم ص ۳۳۳ قم خیابان)

ترجمہ۔

اہم سن نے عراقیوں سے کہا۔ اسے عراقیہ (شیعوں) نے تم پر بھی قرآن میں
کیں۔ تمہارا میر سے والد کو قتل کرنا اور مجھے نیز وارثانہ مدیر سالانہ لٹا۔
(یعنی میں نے اہل عرب سے کسی کو بدلہ نہیں لیا۔)

شیعوں نے امام حسن کو مذمل المؤمنین یعنی مومنوں کو ذلیل
کرنے والا کہا۔

حوالہ نمبر ۱۔

منقب آل ابی طالب :-

قَالَ مَا فِي الرَّاسِيَّةِ لَقَامَاتِهِمُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَعَزَّزَ
وَقِيلَ لَهُ يَا مَذْلِكُ الْمُؤْمِنِينَ وَهَسْوَةُ الْوَجُودِ قَتْلَانِ
لَا تَقْدِرُ لَوْ مَنَعْتَ قَاتٍ فِيهَا مَصْلِحَةً -

منقب آل ابی طالب ابن شہر آشوب

جلد چہارم ملخص

ترجمہ

ماذمل راہی کہتا ہے۔ جب امام حسن نے امیر معاویہ سے صلح کر لی۔ آپ کو
علامت کی گنج ساد کہا گیا۔ اسے مومنوں کو ذلیل کرنے والے ہمدان کے قاتل
کہنے والے۔ تو آپ نے فرمایا۔ مجھے علامت نہ کرو کیونکہ اس میں
مصلحت ہے۔ (یعنی صلح مجھ بہتری ہے)

حوالہ نمبر ۲۔

رجال کشی :-

روى عن علي بن الحسن الطولعي عن علي بن النعمان

حوالہ نمبر ۱

احتجاج طبرسی

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ الْجَهَنِّيِّ قَالَ لِي طَعْنُ الْحَسَنِ
 بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْمَدَائِنِ أَتَيْتُهُ وَهُوَ مُتَوَجِّعٌ
 فَقُلْتُ مَا أَقْرَأَ يَا بْنَ رَسُولِ اللَّهِ قِيَانُ النَّاسِ
 مُتَحَيِّرُونَ؟ فَقَالَ أَدَى وَاللَّهِ إِنْ مُعَاوِيَةَ خَيْرٌ
 لِي مِنْ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَكْثَرُهُمْ لِي شَيْعَةً ابْتَغُوا
 قَتْلِي وَاسْتَهْمُوا رِقْلِي وَأَخَذُوا أَمَالِي وَاللَّهِ لَنْ أَخُذَ
 مِنْ مُعَاوِيَةَ عَهْدًا سِقِنَ بِهِ دِمْنِي وَأَوْقَنَ بِهِ رِفْأِي
 أَهْلِي خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَفْتَكِرُونَنِي فَتَضَيِّعَ أَهْلُ بَيْتِي
 وَأَهْلِي وَاللَّهِ كُنْتُ قَاتِلْتُ مُعَاوِيَةَ لَأَخْذُوا بِعَيْتِي
 حَتَّى يَذْكُرُوا فِي الْبَيْتِ سَلَامًا وَاللَّهِ لَنْ أَسَالِمَهُ وَأَنَا
 خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَفْتَكِرُوا وَأَنَا أَمِيرُهُ أَوْ يَمُرُّ عَلَيْهِ
 فَيَكُونُ سُلْطَانًا عَلَيْهِ بَيْتِي هَاشِمِي الْأَخِيرُ الْذَّهَبِيُّ وَالْمُعَاوِيَةُ
 كَذِبٌ لَا يَمُرُّ بِهَا وَهَقْبَةٌ عَلَى الْخِيَمَةِ وَالْمَيْتَةِ

(۱-۱) احتجاج طبرسی جلد دوم مثلاً احتجاج السرخسی جلد دوم

طحاوی فکر علیہ وصالہ معافیہ طحاوی جلد دوم

وہ جلد دوم جلد اول مثلاً زندگانی امام حسین علیہ السلام

تبرہ فی بی بی

ترجمہ:-

نزدیکی و ہمسایگی کہتا ہے۔ کہ مقامِ دعا کی جگہ حضرت امام حسن کو خیر سے دشمنی کیا گئی۔ تو میں ان کے پاس آیا سامنے انہیں درو تھا۔ میں نے پوچھا۔ اسے رسول کے واسطے آپ کی اب کیا رائے ہے؟ لوگ سنتِ بیانی میں ہیں۔ فرمایا۔ خدا کی قسم! ان لوگوں سے میرے قریبی معاویہ بہتر ہے۔ میرے اپنے آپ کو میرا شیعہ کہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے قتل کرنا چاہا۔ میرا سامان تو انہوں نے میرا مال لے لیا۔ خدا کی قسم! اگر میں معاویہ سے صلح کا جہد کروں۔ تو میرا خون محفوظ اور میں اس کا دھڑ سے اپنے گھر والوں میں امن سے ہو جاؤں گا۔ اور یہی ہے۔ بہتر ہے۔ کہ وہ مجھے قتل کر دیں اور گھر بار تباہ ویراں کر دیں۔ خدا کی قسم! اگر میں معاویہ کے مقابل میں لڑوں۔ تو لوگ مجھے گروں سے چلا کر میرے سامان اس کے پاس سے ہانکیں گے۔ خدا کی قسم! اگر میں حسرت و ابرو سے ان کے ساتھ صلح کر لیتا ہوں۔ تو یہ اسی سے بہتر ہے۔ کہ وہ مجھے قتل کر دیں یا اگر میں اس کے جانی بخشی کر دوں۔ تو یہ بعد میں بھی با اٹھم کے لیے آخر از آخر تک ایک طریقہ بن جائے گا۔ اور معاویہ ہمیشہ کے لیے اس کا احسان قبول فرما دے گا۔ اور اس کی اولاد ہمیشہ سے متعدد اصول پر احسان کرتی رہے گی۔

حوالہ نمبر:-

اجتنابِ طبری:-

مَنْ آتَى شَيْعَةَ عِثْنِي قَالَ لَقَا مَالِكَ الْحَسَنِ
بْنِ مَرْثَدٍ بَنِي آتَى طَالِبٍ مَعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ
وَدَخَلَ عَلَيْهِمُ الثَّانِي سَلَامَةً بَعَثَهُمْ عَلَى

بِيعَتِهِمْ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ بَيَّحَكُم مَّا
تَذَرُونَ مَا عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ الَّذِي عَسَيْتُمْ
لِقَائِهِ يَخَافُ فَمِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ
اَوْ غَرَبَتْ اَلَا تَعْلَمُونَ اَنِّيْ اِمَامُكُمْ وَمَقَرُّكُمْ
الطَّاعَةِ عَلَيْكُمْ وَ اَحَدُ نَسْتِيْدِكُمْ مَشَابِيْ اَهْلِ
الْجَنَّةِ يَنْتَهِى قَبْلَ رُؤْيِ اللّٰهِ عَلَيَّ .

(احتیاج المبری جلد دوم ص ۹ مطبوعہ مکتبہ المدینہ)
طبع جدید

ترجمہ:-

ابن سید مرتضیٰ کہتا ہے جب امام حسن رضی اللہ عنہ کے امیر معاویہ سے صلح
کی۔ آپ کے پاس لوگ آئے۔ اور بعض نے بیعت کرنے پر علامت کی۔
امام نے فرمایا۔ انہوں نے تم پر کیا کیا یا وہی نے کیا کیا؟ خدا کی قسم میں نے
جو کچھ اپنے ساتھیوں کے لیے کیا۔ وہ ہر ایک چیز سے بہتر ہے۔ جس پر
سورج ظہور یا غروب ہوتا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے۔ میں تمہارا امام
ہوں۔ اور تم پر میری اطاعت فرض کی گئی ہے۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جنت کے دو نور جہانوں میں سے
ایک ہوں۔

مذکورہ حوالہ جات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

- ۱۔ جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی۔ شیعوں نے آپ کی ذات یا پہلو کو نیزہ مار کر زخمی کر دیا۔
- ۲۔ شیعوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو تمام مال لوٹ لیا۔
- ۳۔ انہوں نے امام موصوت کے نیچے سے مصلیٰ رجاء کے خزانہ تک کھینچ لیا۔
- ۴۔ شیعوں نے آپ کو اور آپ کے والد کو (معاذ اللہ) کافرا و مشرک کہا۔
- ۵۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اتفاق و اتحاد پسند ہے۔ اور تمہیں دشمنی و نفرت عزیز۔
- ۶۔ آپ نے قسمیہ فرمایا: کہ ان شیعوں سے میرے اور میرے خاندان کے حق میں امیر معاویہ بہتر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مجھے قتل کرنے کی شاقی۔ مال و متاع و ثناء زخمی کر دیا۔ اور امیر معاویہ سے صلح کرنے میں میری جان و گھر بار کی حفاظت ہو گئی۔ ہذا میں ان شیعوں پر اقبال نہیں کر سکتا۔ ہر مسئلہ ہے۔ میرے اقبال کرنے پر یہ مجھے کچھ کو قتل کر داریں۔
- ۷۔ امام حسن نے عاتق (شیعوں) لوگوں کو فریادیں۔ جسے یہی چیزوں سے تم پر اصرار کیا۔ (۱) تم نے میرے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ تو میں نے قصاص کا مطالبہ کیا۔ وہ تم نے مجھے نیزہ مار کر گراؤ۔ تم نے پیچھا مارا۔ میں نے اسی کا بدلہ لیا۔ (۲) تم نے میرا سارا سامان لوٹ لیا۔ میں نے تمہارا مال طلب نہ کیا۔

۸۔ شیعوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو "یا ذل العزیزین" کہا۔ اسے مومنوں کو قتل کروا کر مرنے والے ہوا

۹۔ آپ کو "یا مسود الوجوہ" بھی کہا۔ اسے لوگوں کے منہ کانے کرنے والے
۱۰۔ شیعوں نے آپ کو "لامت کی"۔

مذکورہ امور پر مختصر تبصرہ :-

شیعوں کو کافر متعبدہ بھی ہے۔ اور دوسرے بھی کہ ائمہ اہل بیت کے ارشادات واجب الاتباع ہیں۔ اور ان کے نقلیہ اصرار و تصریح کا رد کر رکھتے ہیں۔ ہم نے گذشتہ اور آئی میں جو حوالہ جات پیش کیے ہیں۔ وہ سب ان کی کتب سے نقل کیے ہیں۔ اور ان میں امام ثانی سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے تعلیمات کے ضمن میں آپ کے ارشادات مذکور ہوئے ہیں۔ اب ہم ان لوگوں سے دریافت کرتے ہیں کہ جس طرح ائمہ اہل بیت کے ارشادات کا انکار کیا گیا ہے۔ اسی طرح امام حسین رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کو بھی مانیں کہ شیعوں نے قتل کرنے کے واسطے تھے۔ انہوں نے مجھے زخمی کیا میرا مال و متاع لوٹا۔ اور مجھے گلیاں دیں۔ کیا آپ کو ان باتوں کا اہم موضوع کے کہنے پر یقین ہے۔ اگر ہے۔ تو پھر بات کا صاف جواب دیجئے کہ شیعیان میں یہی بات "و شنائہ حسن" کہتے تھے۔ اور اگر انکار کریں۔ تو ہمارے عقیدہ کے خلاف ہو گیا۔ کہ انہوں نے صحیح کی باتوں کی اتباع اور انہیں ماننا واجب ہے۔

ان واقعات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ ظالم شیعیان میں "تہائی درجہ پاک اور منافق تھے۔

امام بار بار انہیں اپنی حیثیت کا تعارف کرا رہے ہیں۔ کہ تم پر میری امت کا احکام معلوم ہونے کے واجب ہے۔ یہی تو جو انہی جنت کے سرداروں میں

سے ایک ہوں۔ اسی وقت چوری دنیا میں چور سے بھائی کے سوا کوئی دوسرا نواسہ رسول نہیں۔ لہذا دنیا جس سے صلے کروں۔ تمہیں بھی صلہ کرنی چاہیئے۔ اور جس بات کا کہوں اس سے رو نہیں کرنا چاہیئے۔

احتجاج طبرسی :-

”اَيُّهَا النَّاسُ اَقْلَمُ لِي تَقَعَسُّمُ فَيَسَابِقَنَّ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ لِمَنْ جَدُّوْا رَجُلًا مِّنْ كَذِبِ الْخِيَرَةِ غَيْرِي وَعَيْرِ اُخِي“
 (احتجاج طبرسی جلد دوم ص ۷۸ تحت ثروت طبع جدید)

ترجمہ :-
 لوگو! اگر مشرق و مغرب چھائی ڈالو تو میرے اور میرے بھائی کے بیچ میں اولاد ہی میں سے کوئی نہ ملے گا۔

کشف الغمہ :-

وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ مَبِينَنَا الشَّيْخُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَحْتَطِبُ إِذْ صَعِدَ إِلَيْهِ الْأَمْسَرُ فَصَلَّاهُ الْبَيْتَ وَكَسَّالَ
 إِنَّ ابْنِي هَذَا أَمِيْدُكَ وَأَنَّ اللَّهَ عَزَّ أَنْ تَصْلَحَ بِهِ بَيْنَ فَتَنَيْنِ
 مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَظِيْمَتَيْنِ
 (کشف الغمہ جلد اول ص ۴۴ مطبوعہ تبریز)

طبع جدید

ترجمہ :- ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ میں ایک موقع حضور صلی اللہ علیہ وسلم

غلیار شاہ فرما رہے تھے۔ اچانک امام سنی آئے تو آپ نے امام کو سینہ سے لگایا اور فرمایا۔ میرا یہ بیٹا میت ہے۔ اور انہی تعالیٰ اسی کے ذریعہ ملاؤں کہ دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ یہ صلح میری صلح ہے۔

فہم رسول علی اللہ علیہ السلام ہے۔ لہذا انہیں اسی ساطر میں میری مخالفت نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ میں ہر صورت میں تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں۔

امام حسن رضی اللہ عنہ نے لڑنا واجب اور طاعت ہونا بھی جمالیہ فرقہ کی گوریم صل اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کا بھی ذکر فرمایا۔ لیکن مجال ہے۔ کہ وہ ان محبت و حقیقت الہیت کے شیکھاروں نے کسی بات کو قبول کیا ہو۔ اور اپنی ہمت و حرمتی پھوٹتی ہو۔ امام نے جب ہر طرح انہیں جواب کرویا۔ تو ان نے فیصلہ نہ اہل بیت سے ان مسٹ دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے۔ امام کو مصوت کو درمذی المسلمین، اور مود الوجہ کے نتیجہ بات دیکھے۔ اور انہیں اور ان کے والد گرامی کو مشرک اور کافر کہہ کر اپنی دشمنی کی فضا کو ہموار کیا۔ اب ہم قارئین سے پوچھتے ہیں۔ کہ محبت اہل بیت اور ایمانی شیعہ کا یہی تقاضا تھا، جو ان کے سلوک سے ظاہر ہوا؟

ان حالات و واقعات کے لحاظ کرنے کے بعد یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ در شیعہ اہل حق سے بڑھ کر امام سنی کا کوئی دشمن و قتلہ اور اسی سے زیادہ کوئی گستاخ نہ تھا۔

(خاتمہ بروایا اولیٰ الابصار)

گستاخی ۲:

شیعوں کا ایک کجیا اور ناقابل سماعت مذاق کلام حسن
کی طرف منسوب کرنا

جلاد الیعون و۔

ایضا روایت کردہ است کہ روز سے حضرت امام حسن علیہ السلام در مجلس
معاویہ بود مردان بآں حضرت گفت۔ کہ کوئے شارب تُو زود پسید
شده است۔ حضرت فرمود کہ سبیش آنست و بان مانی ہاشم خوشبو،
میباشد و زانی موبان ماما می بر بنداز نفس ایشان موی شارب ماسید
میشود و این شمای میمیر چلی بدو است زنان شما از گند و بان شما احرار می کنند
و بان خود را بر بوسے رومے شما کی گفاز مرانی بسبب مذاق شما و پسید
می شود پس مردان گفت کہ در شما کی ہاشم خلعت بدی است کہ شہوت جماع
بسیار دارد و حضرت فرمود کہ زن نالین طردا شسته اند و مردان ما و اماند
و از مردان شما بردا شسته اند و زن نالین شما گشتہ بانی بسبب از بوسہ و زن
بنی امیہ بر کی آید و گرم و شامہ۔

(۱)۔ جلد اول جلد اول ۱۰۲۰ مطبوعہ تہران طبع ۱۳۰۶

۲۹۹۔ بسبب صلح آنحضرت بردایت امام باقر (۱)

۱۰۰۔ مناقب آل ابی طالب ای شہر شریف طبع ۱۳۰۶

۳۳۳۔ مطبوعہ قم خیابان طبع جدیدی سیارۃ علیہ السلام

ترجمہ :-

ایضاً روایت کی گئی ہے ایک روز امام حسن رضی اللہ عنہ مجلسِ مسالوہ میں تشریف رکھتے تھے۔ مروان نے کہا۔ آپ کی مونچھوں کے بال جلد سفید ہو گئے ہیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ سبب اس کا یہ ہے۔ کہ ہم اپنی ہاتھم کا وہی خوشبودار بوٹا ہے۔ اور یہاں ہی ازواجِ بوجہ بوجے خوشبو استنشام کرتی ہیں۔ اور ان کی ہوائے نفس سے ہمارے بال شارب سفید ہو جاتے ہیں۔ اور چونکہ ہم اپنی زینت و وہن ہو۔ تمہاری ازواج تمہارے وہنوں سے احتراز کرتی ہیں اور اپنا منہ تمہارے رخسار کی جانب نہ کرتی ہیں۔ اس سبب سے تمہارے رخسار و ہمت زیادہ سفید ہو جاتے ہیں۔ بلکہ مروان نے کہا۔ تم اپنی ہاتھم میں ایک خصلتِ بدیدہ ہے۔ کو خواہشِ بھار زیادہ رکھتے ہو۔ امام حسن نے فرمایا خواہشِ بھار کی عورتوں سے طلب کی گئی اور مردوں میں اضافہ ہوئی۔ اور تمہارے مردوں سے ملکہہ کر کے تمہاری عورتوں میں لکڑی لگئی۔ اور یہی وجہ ہے کہ زینِ امور ہوا جسے مرد و خنک کے دوسرے سے میرا س نہیں ہو سکتی۔

(ملاو العیون اردو جلد اول ص ۲۲ مطبوعہ

حمایت اہل بیت و قلعہ حیدر ٹولہ لاہور)

گستاخی عدا۔

جلال العیون :-

ابن شہر آشوب الاطرقی عنی القاس روایت کردہ است کہ حضرت امام حسن علیہ السلام

میرے باپ کا دشمن تھا۔ اور جو دم اہل بیت کا دشمن ہے۔ وہ بے شک
فرزندِ زنا ہے یا شیطان اسی کے لطفہ کیا شریک ہے۔ جس طرح خدا
قرآن میں فرماتا ہے۔ وشارککم فی اللہ والاولاد۔

(بخاری، ابن ماجہ، ترمذی، ابوداؤد، ح ۴۰۳)

مطبوعہ حمایتِ اہل بیت و کعبہ

رجسٹرڈ لاہور

نہ کورہ و عیارتوں سے مندرجہ ذیل امور ثابت

ہوئے

۱۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے روانہ سے کہا کہ تم (اموی) مردوں کی شہوت
منقل ہو کر تمہاری عورتوں کی بدی گئی۔ اور ہماری عورتوں کی شہوت منقل ہو
کر ہم مردوں میں آگئی۔ اس لیے اموی عورت کی تسلی دشمنی سے ہی ہو سکتی ہے۔
(اور دشمنی عورت، اموی مرد کے ساتھ بخوبی گزارہ کر سکتی ہے۔) (نحوۃ
مباحثہ من ہذا الخرافات)

۲۔ امام حسن نے اپنی موٹیچوں کے جلد سفید ہونے کا سبب یہ بیان فرمایا کہ
ہمارے منہ سے خوشبو آنے کی وجہ سے ہماری عورتیں اپنا منہ ہمارے منہ
پر رکھ کر طبعیت اندوز ہوتی ہیں۔ اور ان کی سانس کی گرمی ہمارے موٹیچوں
کے بال جلد سفید ہو جاتے ہیں۔ اور اموی مردوں کے منہ سے بدبو آنے کی
وجہ سے ان کی موٹیچیں اپنا منہ ان کے دھساروں پر رکھتی ہیں۔ لہذا امویوں کے
دھساروں کے بال پہلے سفید ہوتے ہیں۔ (استقصا من ہذا)

۲۔ یزید کے ساتھ مجبور کیا گیا۔ اس کے دوران امام حسن نے یزید کی اہل بیت سے دشمنی کا سبب یہ بیان کیا کہ قہار کی والدہ کے ساتھ برکت جماعت تمہارے باپ کے ساتھ شیطان شریک ہو گیا تھا۔ اس لیے ان دو کتوں کے ٹپنے سے تم پیدا ہو گئے۔ اسی طرح ابو سفیان کے ساتھ بھی برکت جماعت شیطان شریک ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو سفیان کے درمیان دشمنی ہوئی۔ گویا دشمنی اہل بیت والہ الرحمہ ہر جگہ ہے۔

کیا امام حسن رضی اللہ عنہ کی گفتگو ایک بازاری فنگے کی گفتگو جیسی ہو سکتی ہے؟

ہر شرم پیدا والا مذکورہ عبارات کو بڑے کرشم کے مار سے سنیں انھیں اٹھا سکتے کیونکہ اخلاق و مروت سے گری ہوئی ایسی گفتگو کو بازاری آدمی بھی کہنے سے کتر آتا ہے۔ اور سننا گوارہ نہیں کرتا۔ یہ جیسے کرشم و جادو کے پیکر نما سر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسی گندی گفتگو نہ فرمائی۔ ابھی آپ نے پوچھا ہے کہ۔ امام حسن کی شخصیت وہ عظیم شخصیت تھی۔ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دو مسلمان جماعتوں میں صلح کرائی۔ یعنی دنیا کی غور و غائش کو چھوڑ کر خلق خدا کے بچھے اور قائم رہنے کی بات کی۔ اور ایسی بروہاری اندھ چھت خوش اخلاقی سے پیدا ہو کر ہے۔ تو میں فاسفہ رسول کی یہ شان ہو۔ وہ چھوٹی موٹی باتوں سے غضبناک ہو کر ایسی بے پرواہی گفتگو

گھٹ کر سکتا ہے؟

خود امام مرحوم کا قول ہے: "وہ صفت و شان اگر مٹتی ہے تو ایسا ہی جیل اور
ترک قیام سے، یعنی اپنے اخلاق کے ذریعہ آدمی بندہ بول کو بھولیتا ہے۔
اپنے ہی فرمایا: دیکھو وہ ہے جو کالی مٹی کو جواب نہ دے۔"

(کشف الغر جلد اول ص ۵۹ مطبوعہ تبریز)

فی کلامہ و مساو حفظہ علیہ السلام:

ابھی چند طرہ پہلے آپ نے دیکھا کہ شیعوں نے آپ کو ریاض ذل المؤمنین - و
مسود الو جویہ، کہا، لیکن آپ نے اس کا اسی رنگ میں کوئی جواب نہ دیا۔
اس لیے امام حسن رضی اللہ عنہ کی سیرت سامنے رکھ کر مذکور روایات کو دیکھیں۔
تو آپ یقیناً یہ کہنے میں باگ محسوس نہیں کریں گے کہ سب کچھ ان گندے لوگوں کے ذہن کی
بیلاوا ہے۔ جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

بغرض محل اگر تسلیم کریں جانتے کہ امام حسن نے واقعی زید کو دو کتوں کی اولاد کہا۔ تو
اس کے معاصد صحت پر یہ تک نہیں جکڑنا کہ امام حسن و حسین اور اہل بیت علیہم السلام کی نبی
کے تصور سے دل کانپ جاتا ہے۔ گزشتہ ادراک میں بوالہ بال کشتی مسئلہ ہم نقل
کر چکے ہیں۔ کہ حسین نے اپنی رضا مندی سے امیر معاویہ کی بیعت کی۔ اور وراثت الہی
محنت سے ہمیں مذکور ہے۔ کہ امیر معاویہ کی طریت سے امام حسن کو سالار و ولک و رنار
ذلیل و لاکر تھا۔ اور آپ نے پڑھا۔ کہ زید اور امام حسن اکٹھے کجوری کھا رہے تھے۔

بوالہ رنگ اور ولک و لاکر (معاذ اللہ) جو اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا، اس سے زید
لاک و ولک و ذلیل قبول کرنا، اور پھر حرامی کے بیٹے حرامی کے ساتھ بیٹے کو کجوری کھا کر ان کی
کی عبادت۔ اور کہاں کا حقاری ہے؟ ہذا معلوم ہوا کہ ان کی گھڑت روایات سے
شیعوں کو لوگوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے اخلاق فاضلہ عالیہ پر شدید حوکیہ اور انہیں نہایت

گھنیا بازی اور کثافت کرتے کی ناپاک رسالت کی۔ اسی لیے ثابت ہوا کہ شیعوہ کتب کے مطابق شیعوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ سنت نبیانت کی، جلاۃ العیون، ۱ کی کتاب ملاحظہ ہو۔

جلد العیون ۱۔

پدرستی کہ خدا خیانت کرنے لگی را در دست نیدار و دوا با تو خیانت کرد سائر
شیعان نیز چنین سخنان باں حضرت عرضی کردند۔

جلد العیون ۱، دو ترجمہ جلد اولیٰ

ص ۱۲۱۔

ترجمہ۔

بمقتیق خدا خیانت کرنے والی کو دوست نہیں رکھتا۔ اور معاہدہ کرنے آپ
سے نبیانت کی۔ پس سب شیعوں نے اسی امام سے اسی طرح خیانت
کی۔ جلاۃ العیون ۱، دو ترجمہ جلد اولیٰ ص ۱۲۱

اشیوہ جنہاں یک ایک بھٹسی لاہو ہوا!

فضل ششم

رضی اللہ عنہما
امام حسین سے ستائشیاں!

قتل حسین رضی اللہ عنہ کے اہل ذمہ دار کون لوگ ہیں؟

ہم اہل مضمون کو ذکر کرنے سے پہلے کچھ کوفرا و اہل کوفہ کے بارے میں شیعہ کتب سے حوالہ جات پیش کر رہے ہیں تاکہ حسب اہل کوفہ کے متعلق صحیح تصور رکھ سکیں۔ تو پھر ہم اس حوالہ سے یہ بات کر سکیں گے کہ امام حسین کو کون لوگ نے اور کس شہر میں قتل کیا۔ تاکہ شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کا پس منظر معلوم ہو سکے۔ اور پھر اہل پس منظر میں آپ کی شہادت بیان ہو۔ لہذا کوفرا و اہل کوفہ کی شان کو مدنظر رہے۔

فوماک علی: اہل کوفہ سب شیعہ تھے۔

نتیجہ البطلانۃ۔

قَدْ مَرَّ عَلَيْنَا الْقَتْلَ مَ عَلَى الْمُجْتَبَى صَحْبًا يَسْتَأْذِنُ قُل

أَصْحَابِيهِ عَنِ الْحَقَّادِ وَمَنْعَا لِقَتِيلِهِ لَكَ فِي الرَّأْيِ
فَقَالَ مَا هِيَ إِلَّا الْكُوفَةُ أَقْبَضَهَا وَأَبْسَطَهَا.

(نئی البسلاخہ خط نمبر ۲۵ ص ۶۶ مطبوعہ

بیروت۔)

ترجمہ:-

آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا سوائے کوفہ کے اور کوئی میری
ملکت نہیں ہے۔ چاہے میں اسے پیشوں پاس چکا کٹا دوں (جس طرح
چاہوں تعزیرت کروں۔)

مجالس المؤمنین:-

وہ بابائے تشیع ہیں کوفہ مابست، تا کہ وہ دلیل ندارد و تکیہ و کوفی الاصل خلافت
اصل محتاج بدلیل است اگرچہ ابو حنیفہ کوئی باشند۔

(مجالس المؤمنین جلد اول ص ۵۶ مطبوعہ تہران
کتابخانہ مابست ۱۳۵۷ھ کو فکا)

ترجمہ:-

کوفہ والوں کا شیوہ ہر نادلیل کا محتاج نہیں۔ اور کوئی الاصل کا شیوہ ہر مائعات
اصل ہے۔ لہذا اس کے لیے دلیل کی ضرورت ہے۔ اگرچہ وہ شیوہ امام اعظم
ابو حنیفہ ہی کریں نہ ہو۔

قرأت کوفیہ:-

قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ

عَبْدُ بْنُ الْعَلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ (۶)
 قَالَ لَنَا مِثْقَلُ أَمْثَلِمْ فَقُلْنَا لَهُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ فَقَالَ
 لَنَا إِنَّهُ لَيْسَ يَذُوقُ مِنَ الْمَيْلَةِ إِنْ وَلَا يَضُرُّهُمُ الْإِثْمَانُ
 أَكْثَرُ مُصِيبَتِ لَنَا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ إِنْ اللَّهُ هَذَا كَرُّ
 لَا مَرَّ جَاهِلَتَنَا النَّاسُ فَأَحْبَبُ مَوْتَنَا وَابْتِغَاؤَنَا النَّاسُ
 وَصَدَقَ قَوْلُ مَوْتَنَا وَكَذَبَ النَّاسُ .

۱: تفسیر فرمات کو فی مابین مطبوعہ مع

بیدریہ نجات آخرت۔

۲: الروضۃ من الکافی۔

جلد ۸ ص ۸۱ / احیاء امرہ

و انتظار خروج جہنم مطبوعہ تہران

طبع جہد

ترجمہ:

(۱) بحوث اسناد، عبد اللہ بن ولید سے روایت ہے کہ ہم امام جعفر
 صادق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا: تمہیں لوگوں
 میں سے جو؟ ہم نے عرض کی: کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا: کوئی تک اور
 کوئی شہر ایسا نہیں۔ جس کے باشندے کوئیوں سے بڑھ کر ہمارے
 محبوب (شیعہ) ہوں۔ اللہ نے ہمیں ایک ایسا منصب (شیعہ ہونا)
 عطا کیا ہے۔ جس سے لوگ جاہل ہیں۔ تم نے ہم سے محبت کی۔
 لوگوں نے ہم سے بغض و عناد کیا۔ تم نے تصدیق کی۔ لوگوں نے
 تمہیں کامیاب کیا۔

ترجمہ مقبول :-

جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کے تعالیٰ نے شہزادوں میں سے چار کو پسند فرمایا پس ارشاد فرمایا۔

وروا الشیخ و التزیتون و طوہر السین و هذا البلد الامین
پس و الشیخ سے مراد ہے مدینہ اور الزیتون سے مراد ہے بیت المقدس
اور طوہر السین سے مراد ہے کوفہ اور هذا البلد الامین سے مراد
مکہ معظمہ۔

درجہ مقبول ص ۱۵۱/۱

مذکورہ عبارتوں سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

- ۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ کو اپنی پوری ملکیت میں سے قابل اعتناء شہر فرمایا۔
گویا ملکیت میں یکساں ہے۔ چاہے اسے بیٹوں یا کھو لوں۔
- ۲۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کوفہ میں سے بڑھ کر کبھی شہر میں کوئی
محبوب نہیں۔
- ۳۔ کوئی اہل شیعہ نہ ہو۔ اگر کوئی کوئی اپنے آپ کو شیعہ کہتا ہے۔ تو خلاف اہل ہونے
کی وجہ سے اس کے لیے دلیل چاہئے۔ چاہے وہ ابو میسرین کی کوئی نہ ہو۔

حاصل کلام :-

کوفہ اہل کے اعتبار سے شیعوں کا شہر ہے۔ حیدری کہی کا شیعہ ہونا محتاج دلیل

maifat.com

ہے۔ لیکن شیعوں نے اسے جتنا ہی کبر و دنیا کا فی ہے کہ میں کوئی ہوں۔ یہ پھر جہان
 الہیہ کا قابل فخر کمزور تھا۔ اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے ”طعنہ ستین“ بھی فرمایا یہی وجہ ہے کہ
 سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے ولے اہل شیعہ تھے۔ عجب پیاریت
 ہو گیا کہ امام حسین کو بیگانوں سے نہیں خود اپنے بہنوں و شیعوں نے کہ کربلا یا تھلہ کو ہم
 کی پس منظر میں واقعہ کر بلا ذکر کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل کتب شیعہ سے حاصل ہو۔

جلال العیون :-

امام حسین کو کوفہ میں آنے کی دعوت دینے والے آپ کے مخلص شیعہ تھے

دو چل دی انبیا ربانی کو قدس سید شیعہ ابی کوفہ درخانہ سلیمان بن مر و خزامی جلیل شہید
 و محمود ثنائے حق تعالیٰ الہا کرندہ دو باب محبت معاویہ و بیعت یزید سخن
 گفتند سلیمان گفت کہ چون معاویہ بکینہ واصل شدہ و حضرت امام حسین
 علیہ السلام از بیعت یزید اقبال نمودہ و بجانب کربلا مقرر فرماست و قضا
 شیعان او و پیادہ بن گوزار و پایہ گریہ و اندک در ایامی خواہید کرد با دشمنان
 او چہا و نواہید کرد۔ و بھان و ال در نصرت او کوشش خواہید نمود تا مہ
 یا و تو سید و اورا طلب نماہید و اگر در پاری اوستی خواہید و یزید و کچھ شرط
 نیک خواہی و ثنا بہت است بھل خواہید آدر و اورا فریب مہ ہند وند
 ہو کہ می گنبد۔ ایشان گفتند کہ چوں این دیار مد جوہر قدم خود و نور گردان ہوگی
 بعدہ مخلص ہو کہ اوئی سستہ سیم و درست ارادت با او بیعت می نایم

وردیاری اور دفع شر عادی اور جان افتاشیاں بطور میر سائیم پس علیہ السلام حضرت
بخدمت آنحضرت چلی نمودند

(جلد المصون جلد دوم ص ۵۱۸-۵۱۹ مطبوعہ
تہران زندگانی سید الشہداء - طبع جدید
۱۳۹۹ھ)

ترجمہ ۱۔

جب یہ خبر پڑی کہ رسول مکرمؐ پہنچیں۔ کوفہ کے شیعوں نے مسلمان بن کر وصالی کے
گھر جمع ہو گئے۔ اللہ کی حمد و ثناء کے بعد معادیر کی توبہ اور بیعت یزید کے
بازستہ کی گفتگو چلی۔ مسلمان کہنے لگا: جب معادیر (معاذ اللہ) جہنم
پہنچ گیا ہے۔ اور انہیں شہر ترویج کی بیعت سے ہٹا دیا گیا ہے۔ اور وہ
معاذہ ہو گئے ہیں۔ تم لوگ جو ان کے اور ان کے والد گرامی کے شیعہ ہو جو غریب
ہیں اور ان کی امداد کرو گے۔ اور ان کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرو گے۔
بیان والی سے ان کی مدد کی کوشش کرو گے۔ ان کو دفعہ لکھنا چاہیے۔ اور
انہیں بلانا چاہیے۔ اگر تم نے اللہ کی مدد کی مستحق دکھلائی۔ اور ان کی متابعت
کو عمل میں نہ لائے تو ان کو قریب دو گے۔ اور ان کو ہلاکت میں ڈالو گے
ان سب نے کہا۔ کہ جب امام ہمارے اسی شہر کو اپنے آگے سے منور
کریں گے۔ ہم سب مخلصانہ طور پر ان کی طرف بھاگیں گے۔ اور ان کی
بیعت کر لیں گے۔ ان کی مدد کر لیں گے۔ دشمنوں کو اپنی جائز قربان کر
کے دشمن کریں گے۔ پھر اسی صفوں کا رعبہ اسم مسیحین رضی اللہ عنہ کی خدمت
میں تحریر کیا۔

ارشاد شیخ مفید۔

وَبَلَغَ أَهْلَ الْكُوفَةِ هَذَا مَعَاوِيَةَ فَأَرْجَمُوا بِبَيْرُذٍ وَعَرَفُوا
 خَبْرَ الْحُسَيْنِيِّينَ (و) اِمْتِنَاعِهِ مِنْ بَيْعَتِهِمْ وَمَا كَانَ مِنْ أَمْرِ
 ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي ذَلِكَ وَخَرُوجِهِمَا إِلَى حُلَّةٍ فَأَجْتَمَعَتِ السَّيْفِيَّةُ
 بِالْكُوفَةِ فِي مَنْزِلِ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ الْخُزَاعِيِّ فَهَذَا كَرُوهُ هَذَا
 مَعَاوِيَةَ فَحَمِيمٌ لَهُ وَأَتَمُّوْا عَلَيْهِ كَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ إِنَّ
 مَعَاوِيَةَ قَدْ هَلَكَ وَإِنْ حُسَيْنًا قَدْ تَقَبَّضَ عَلَى الْقَوْمِ مَرِيضَةً وَ
 قَدْ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ وَأَتَمُّوْا فِيهِمْ وَخِيَفَةُ أُمِّهِ فَإِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
 أَكْثَرُ نَاصِرُوهُ وَجَاهِدُوا أَعْدَاؤَهُ وَتَقْتُلُوا أَنْفُسًا ذُوْنَهُ فَالْتَبُوا إِلَيْهِ
 وَعَلِمُوْهُ وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ فَلَا تَقْرَبُوا الرَّجُلَ فِي نَفْسِهِ
 قَالُوا أَدْبَلْنَا لِقَائِهِمْ هَذُوْهُ نَقْتُلُ أَنْفُسَنَا ذُوْنَهُ قَالَ خَا كَثُرُوا
 إِلَيْهِ فَكَتَبُوْهُ إِلَى

ارشاد شیخ مفید ص ۲۰۲ مطبوعہ ترمذیابین
 ارم فی خروج الحسین علیہ السلام من الدینہ ما

تَرْجَمَهُ۔

کو فیول کو ایمر معاویہ کے فوت ہونے کی اطلاع کی کہ تدرہ یزید کے پاس سے
 مکہ پریشان ہوئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے حالات سے آگاہ ہوئے
 اور تہ پلا۔ تو کوئی شیعہ سلیمان بن مرد غزالی کے گھر جمع ہوئے۔ معاویہ
 کے فوت ہونے کی بات ہوئی۔ اللہ کی حمد و ثناء کریں۔

پھر عثمان بن عفان سے کہا، معاویہ قوت ہو گئے۔ اور حسین نے قوم کی بیعت لینے سے پس و پیش کیا ہے۔ اور مکہ چلے آئے۔ تم کو قیصرانہ کے اور ان کے والد کے شدید (محب) ہجو اگر تم جانتے ہو۔ کہ تم ان کے ساتھ ہو۔ اور ان کے دشمنی کے خلاف جہاد کرتے ہو۔ اور ان کی خاطر اپنی جائز قربان کرتے ہو۔ تو انہیں اس بارے میں حکم دیا اور انہیں بلاتے اور اگر تم بزدلی اور کمزوری سے خوفزدہ ہو۔ تو انہیں یہاں بلا کر دھوکہ نہ دینا۔ سب نے کہا، نہیں نہیں ہم ان کے دشمن سے لڑیں گے۔ اپنے آپ کو قربان کریں گے۔ تو اس نے کہا، اچھا پھر اب انہیں اسی معنوں کا ترجمہ لکھو۔ تب وہ لکھا گیا اور انہیں کو بھیجا گیا!

مقتل ابی مخنف ۱۔

قَالُوا بَلِّغْ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَخَافَ مَعَاوِيَةَ اِمْتَنَعُوا مِنَ الْبَيْعَةِ لِيُرِيدَ قَالُوا الْعَدِ اِمْتَنَعَ الْحُسَيْنُ مِنَ الْبَيْعَةِ لِيُرِيدَ كَقَتْلِهِ اِنَّهُ وَكَذَلِكَ لِحَقِّ بِمَكَّةَ وَكَسَتْ اُمِّيَّةُ يَزِيدُ قَالَ اَبُو مَخْنَفٍ وَكَانَ عَاوِلَ الْكُوفَةِ يَوْمَ مَشِيَةِ الْعَمَّانُ يُنَ الْبَشِيرِ الْأَنْصَارِيُّ فَاجْتَمَعَ مِنَ الشَّيْعَةِ جَمَاعَةٌ اِلَى مَكَّةَ لِمُكَيِّمَ بْنِ حَرْوٍ الْخَزَاعِيِّ قَالُوا اَنْتُمْ رَايَا الْحُسَيْنِ فَقَالَ لَهُمْ يَا مَعْزَرَ النَّاسِ اِنْ مَعَاوِيَةَ قَدْ هَلَكَ وَكَذَلِكَ اِمْتَنَعَ الْحُسَيْنُ مِنَ الْبَيْعَةِ وَتَحَوَّنَ بِشَيْعَتِهِ وَ اَنْصَارِهِ فَاِنْ كُنْتُمْ تَقْلَعُونَ اَنْتُمْ تَنْصُرُونَهُ وَ تَجَاهِدُونَ يَمِينَ يَدِيهِ فَاقْعَلُوا وَاِنْ خِفْتُمْ

اَللّٰهُمَّ وَاللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ تَعٰوِذُ الْوَحْدَانِ وَ اَلرَّحْمٰنِ فَتَعٰوِیْ
بِیْکَ نَفَایْتِ مَسَدُ وَا هَتَمَانِ اَلْکُتُبِ وَا حَتٰی اَسْمِیْهِ اللّٰهُ
تَعَالٰی فَتَعٰوِیْ اِکْتَاَبًا۔

و مثل الی منت من ، املو و بلو جیدو
نعت اشرف

ترجمہ:-

کرنیوں کو جب امیر معاویہ کے انتقال کی خبر پہنچی۔ تو انہوں نے یزید کی
بیت سے انکار کر دیا۔ اور کہہ یزید کی بیت سے تو امام حسین نے
انکار کر دیا ہے۔ اور کو اگئے ہیں۔ ہم یزید کی بیت کس طرح کر سکتے ہیں
ابو نعت کہتا ہے۔ کہ ان دونوں کو زکے کو زکھان بن بشیر انصاری تھے۔
شیعوں کی ایک جماعت سلمان بن مرزوقی کے گھر جمع ہوئی۔ اور کہا۔
ہم امام حسین کو رخصت کئے ہیں۔ سلمان نے کہا۔ لوگو! معاویہ کا انتقال ہو چکا ہے
اور امام حسین نے یزید کی بیت سے انکار کر دیا ہے، ہم شیعوں کے شیعہ اور
مرد گاریں۔ اگر تم سمجھتے ہو۔ کہ ان کی مدد کرو گے۔ اور ان کے سامنے جہاد
کر دو گے۔ تو کرو۔ اور اگر تم کو اپنی کمزوری اور ذلت کا خوف ہو تو اس مرد کو
کو رہا کر دو۔ ورنہ دینا۔ سب نے کہا۔ ہم ان کے دشمن کے خلاف ضرور
لڑیں گے۔ تو سلمان نے کہا۔ اچھا۔ اللہ کا نام ہے کہ انہیں کھو۔ تو مغرت
امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف رخ کرکھا گیا۔ اور رہی گیا۔

لمحلہ فکریہ:-

شیعوں کو ہمیشہ سے ایسی دھوکا لگاتے چلے آ رہے ہیں۔ اور بھروسہ لیا ہے

نیتوں کو گمراہ کرنے کے لیے یہی حربہ استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں۔ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے سختی ہیں۔ سینوں نے آپ کو کوڑا بھایا۔ اور ان کی بیعت کی۔ بعد میں غدار کی کہہ کے یزید کے حاکم اور سزائے گئے۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ بعد تو امیر رسول کا خون ان نیتوں کے سرچے۔ یہی قتالین حسین ہیں۔ اور قتالین حسین کسی مرتبہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ”محبان اہل بیت“ ہیں؟ ”محبان اہل بیت“ تو ہم میں۔ کیونکہ ہم شیعوں نے تو امام کو کوڑا بھایا۔ ذائق کی بیعت کر کے غدار کی کی۔ اور یہی جریدہ، سزائی میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو کر لایا۔ ہم نے شہید کیا۔

ہم نے اسی پر پکڑ لیا اور واضح کرنے اور حقیقت حال کی وضاحت کرنے کے لیے اپنی نہیں ان کی کتب کے تین حوالہ جات ذکر کیے ہیں۔ تاکہ ”گمراہ بییدی ان کا ڈھانٹے“ کے مطابق خدا نہیں بھی اپنے گھر کی خبر ہو جائے۔ اور کہتے پھر رہے۔
 دل کے پھچھوے بل ٹھٹھے سیر کے واسطے
 اس گمراہ لگ لگی گھر کے چسپاں سے

مذکورہ بالا حوالہ جات میں بالکل صاف صاف اقرار ہے۔ کہ ہم کو ذوالے جنہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو بھایا یا جیشعیان علی اور شیعان حسین، اتنے ہی صاف صاف کہے پر قربان۔ پھر بھی اگر یہی کہو کہ کوڑیوں جلانے والے سختی تھے۔ تو شاباشیں تمہاری دیانت داری اور انصاف پسندی پر پھر میں اپنے قادمہ کے مطابق یہ ثابت کرنا پڑے گا۔

کوئی سختی کر کے تھے؟ کیونکہ جب تمہارے نزدیک امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نہیں دنیا سنی کہتی ہے۔ وہ بھی کوئی ہونے کی وجہ سے اپنا سنی ہونا دلیل سے ثابت کریں گے۔

تب ان کا سنی ہونا انا ہائے گا۔ تو چین لوگوں کو تمہاری کتب اور شیعان علی

پس ایامہما با عبد اللہ بن مسعود پہلوی و بعد از شدن وائی بنجدست آن زہد و طہارت
معصیت و جلالت فرستادند۔ و مبالغہ کردند کہ ایشان آن نامہ را با تہایت معرفت
بنجدست آنحضرت رسانند۔ پس ایشان در دہم ہامہ رمضان داخل گشتند
و نامہ ای کو فرما با آنحضرت رسانیدند۔ باز ای کو فرما بعد از دو روز از فرستادن آن
نامہ ان قمیس بن عبید بن عبد اللہ بن شداد و عمارہ بن عبد اللہ را فرستادند با سہ ہجاء
نامہ کہ عظمای وائی کو فرستادند۔ بودند یک کس و دو کس و چہار کس و فیادہ یک
نامہ فرستادند۔ بودند و باز بعد از دو روز ای بنی اذنی بسجی و سید بن عبد اللہ حنفی
را بنجدست آنحضرت روانی کردند۔ و نوشتند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ای علی بن ابی طالب بنجدست حسین
بن علی از شیعیان دفعہ دہان و قلصان آنحضرت۔ ایامہ۔ بودی خود را۔
ہر دستہ ای و ہوا خواہی خود برسان۔ کہ ہر مردم ای ولایت منتظر قدم
حضرت لزوم تولد و بسو کی غیر تو رجعت نمی نمایند و بجز تعمیل تمام خود را بای
مشائخ این مہتمم برسان۔ والسلام غیر تمام۔

پس شہادت بی زہدی و چہارای ابن مرزید بی حادثہ و عروہ بن قمیس و عمر بن
حجاج و محمد بن عمرو و بعد دیگر نوشتند بای مضمون۔ ایامہ۔ صلا و سیر شد
و میرہ ہار سیدہ اگر بای موجب تشریف آوردی۔ مگر ای برائے تو بسیار
عاقبت در شب و روز انتظار مقدم شریف توئی بر قدم و چہارای نامہ
با آنحضرت میرسد۔ حضرت محال نموده جواب ایشان را نمی فرستد تا آنکہ
در یک روز ششصد نامہ از ان مقدار ان با آنحضرت رسید۔ چون
بماند ایشان باز در گذشت و در سالان بسیار نزد آنحضرت
جمع شدند۔ و از ذوق میزاد نامہ از آن ناسبہ بالی

بنیاب رسید۔

- (۱۔) علاء الدین بن جلد دوم ص ۱۹۹ مطبوعہ تہذیب
 طبع بعید۔ درخواست کردن اہل کوہراست
 ورو و انحضرت (۱)
 (۲۔) پہاورد و منصور جلد اول ص ۱۹۹

قرچہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط حسین بن علی علیہ السلام کی طرف
 من جابہ سلیمان بن مرزخانی، مستب بن نجیہ، رفاغی شہزادہ کیل و صیب
 بن مظاہر اور کوفہ کے تمام شیخان حسین مسلمانوں اور مویشین کی طرف سے
 ہے۔ تم پر اللہ کی سلامتی ہو۔ اللہ کی ہر پر کامل نعمتوں کے بدلہ اس کی ہم حمد کرتے
 ہیں۔ اور اس کا شکوہ ہے۔ کہ اس نے آپ کے ایک خادم اور جابر و مہین کو
 ہلاک کیا۔ جو امت کی مرضی کے بغیر ان کا دلی بنا رہا۔ اور ظلم و زیادتی سے ان
 کا حاکم رہا۔ اس کے احوال میں اتنی تصرف کیا۔ نیکیوں کو قتل کیا۔ اور بیرون
 کو نیکیوں پر مسخر کر دیا۔ اللہ کا مال و مالداروں اور سرکشوں پر غریب کیا۔ لہذا
 اللہ اس پر لعنت کرے۔ جس طرح اسی نے قوم قوم پر لعنت کی۔ آپ کو
 مظلوم و مونا چاہیے۔ کہ اسی وقت ہمارا کوئی امام و پیشوا نہیں۔ ہمارا خیال
 فرمائیے۔ اور ہمارے شہر میں تمام رنجہ فرمایا کہ ہم سب آپ کے مطیع
 ہیں۔ ہر مسکن ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے حق ہم پر ظاہر فرماوے۔
 نعمان بن بشیرؓ کو مذکورہ دارالامارات میں بھیجا ہوا ہے۔ اس کی گزارشات
 ذلت سے جو رہی ہے۔ ہم معہ رڑ بنے اس کے ہاں نہیں جاتے۔
 اور نہ ہی مید کے لیے اس کے ساتھ رہا کرتے ہیں۔ جب ہمیں آپ کے

یہاں آنے کی اطلاع ملے گی مہمات سے کوہ سے نکال دینگے۔ اور دو شام چلا پائے گئے والسلام۔

اس خط کو عبداللہ بن مسعود نے جعفر بن ابی ہاشم سے روایت کیا کہ نور علیہ السلام میں نے اس کے پاس پہنچایا۔ اور پڑھ کر کہا۔ کہ لوگ اس خط کو بہت جلد امام حسینؑ تک پہنچائیں وہی رضوان الہیہ علیہ السلام کو یہ پیغام بر مکر میں داخل ہوئے۔ اور کوہوں کا خط امام و مومن کو دیا۔ ان کے دونوں بعد تیس بن مہر عبداللہ بن شہداد اور عثمان بن عبداللہ کو ڈیڑھ سو رتھ جات دے کر امام کے پاس کوہوں نے بھیجا۔ جو رتھ جات کوہوں کے بڑے لوگوں کی طرف سے تھے۔ ایک ایک رتھ دو دو، تین تین، چار چار یا زیادہ آدمیوں کی طرف سے۔ شکر کو تھا۔ اس کے دونوں بعد پھر ہانی بن اسبیج اور سعید بن عبداللہ بن مسعودؑ کو امام حسینؑ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط امام حسین بن علیؑ کی طرف سے ہے۔ نام یوں لکھا ہے۔ اور علامتوں سے لکھا ہے۔ امام بعد یہ بہت جلد آپ پہنچے ہیں خواہ اور کتنا سوں کے پاس تشریف لے آئیں۔ اس علاقہ کے تمام لوگ آپ کی مبارک تشریف آوردگی کے منکر ہیں۔ آپ کے سوا کوئی و در سرا نہیں بجا تا بہت تا کیہ ہے۔ کہ آپ ان جاشاروں اور شت تمان دیکھ اپنے اُسے سے خوش کریں۔ والسلام خیر ختام۔

اس کے بعد شہید بن ربیع، حجاج بن محمد بن عمرو نے ایک اور خط لکھا۔ میں کا مضمون یہ تھا۔ امام بعد۔ صحابہ سب ہو گئے۔ مجھ جات چک گئے۔ اگر آپ اور حرم و رعیہ فرمائیں۔ تو آپ کے لئے قریح بالکل تیار ہوگی۔ اور آپ کی تشریف آوری

لَنَا مَا لَكَ وَحَكِيمَتَا مَا عَدَيْكَ فَكَلَمَ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنَا
 بِكَ عَلَى الْحَقِّ وَالْهُدَى وَأَعْلَمَ أَنَّكَ تَقْدِرُ عَلَى جُودٍ
 مُجْتَدٍ وَأَنْتَ بَارِئٌ مِمَّنْ قَعَلُوا وَعِيُونَ بَحَارِيَّةٍ فَإِنْ لَمْ
 تَقْدِرْ عَلَى ذَلِكَ فَأَبْعَثْ إِلَيْنَا أَحَدًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِكَ
 يَحْكُمُ بَيْنَنَا بِحُكْمِ اللَّهِ تَعَالَى وَمُسْتَوٍ بِحَدِّكَ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْلَمَ أَنَّ التَّغْمَانَ مِنْ
 بَشِيرٍ فِي قَصْرِ الْأَمَانِيكَ فَشَهِدَ مَعَهُ جُمُعَةٌ
 وَلَا جَمَاعَةٌ وَلَوْ أَنَّكَ أَقْبَلْتَ إِلَيْنَا لَكُنَّا أَتْرَجَبَةً
 إِلَهِ الشَّامِ وَالسَّلَامُ.

وَبَعَثُوا الْكِتَابَ مَعَ عُمَرَ بْنِ تَاهِيذِ الشَّيْمِيِّ وَعَبْدِ اللَّهِ
 بْنِ الشَّيْبِغِ الْهَمْدَانِيَّ فَمَحَرَجَاهَا مُشْرِعِينَ حَتَّى قَدِمَا
 عَلَى الْحُسَيْنِ وَمَعَهُمَا خَمْسُونَ صَحِيفَةً وَكَبَشُوا
 يَوْمَئِذٍ أَعْرَبِينَ وَبَعَثُوا إِلَيْهِ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَ
 مَعَهُ كِتَابٌ فِيهِ بِشِيرُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِلَى
 الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ آمَنَّا بِعُدْوَانِهِ لِأَمَامِ
 خَيْرِكَ لَنَا يَا بْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الْعَبْدُ الْمَعْبُودُ ثُمَّ كَبَشُوا يَوْمَئِذٍ أَعْرَبِينَ وَكَتَبُوا
 كِتَابًا يَقُولُونَ فِيهِ بِشِيرُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 قَدْ أَتَيْتُكَ الشَّامُ فَأَقْدِمْنَا إِلَيْنَا يَا بْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا قَالَ أَبُومُحَمَّدٍ وَتَوَاتَرَتْ
 الْكُتُبُ إِلَيْهِ فَسَلَّ الرُّسُلَ عَنْ أَمْرِ النَّاسِ فَقَالُوا لَا تَهْمُ

كَلِمَةً مَعَكَ لَعَنَ كَتَبُوا مَعَ هَاقِي هَاقِي وَسَعِيدِي سَعِيدِي
الْحَنَفِي وَكَانَ أَحْمَدُ التَّوَسُّلِي مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَتَلَا قَتَلَا
الْكِتَابَ بِجَمِيعَتَا كَتَبَ فِي كِتَابٍ -

(مقتل ابی نعیمہ بن الحنفیہ بن عبد ربیع بن عبد شمس)

۱۹۔ فی خبر وجہ الحنفیہ علیہ السلام

۲۰۔ مناقب ابن شہر آشوب جلد چہارم

ص ۱۰۰ (فہ قتلہ علیہ السلام)

طبع قمریہ

۲۱۔ ابن الطوال ص ۲۲۹/۱ ابن کوفہ

والجسین مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ:-

امام حسین رضی اللہ عنہ عمر بن ابی طالب کو سلیمان بن مردخزائی، مستب
بن ثعلبہ، وعاقر بن شہزاد ابی، عیسیٰ بن سافہر اسدی اور ان کے تمام ساتھیوں
نے کوفہ سے یہ خط لکھا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - السلام عليك ورحمة الله

وہم كائنہ۔ اس بعد۔ ہم اللہ و مدد لا شریک کی حمد کرتے ہیں۔ اور

محمد و آل محمد پر صلوٰۃ و تحیۃ ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کے پیروکار

کلیہ مسلم ہیں۔ اسی لیے ہمارے ہاں تشریف لایے تھے۔ ہم نفع و نقصان

کی مشروری نہیں لگے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی برکت و وسیع

سے ہمیں ہدایت و حق پوچھ کر دے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے

کہ آپ جب آئیں گے۔ تو ایک مضبوط لشکر آپ کی خاطر تیار ہو گا۔

وقت نہری جاری تھی۔ چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ اگر آپ خود تشریف لائیں گے تو ابلیس کے کسی کو بھی دیکھنے نہ کہو۔ چنانچہ وہ میان اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے مطابق فیصلہ کرے۔

آپ کو علم ہو گا۔ کوڈ کا گورنر نہایت بے لوث انصاری تھے۔ دارالامان کو دیکھیں۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان کے ہاں جلتے ہیں۔ اور نہ نماز باجماعت میں اس کے ساتھ شریک ہو رہے ہیں۔ اگر آپ تشریف لائیں تو ہم اسے فوراً نکال کر شام بھیج دیں گے۔ والسلام

عماد اللہ تھیں اور عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ اسے کہہ دیجئے کہ یہ دونوں بہت جلد امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے پاس پہنچائیں کہ قریب رقوم جات تھے ان کے دونوں بعد مہر الانصار کی اور کو رقوم دے کر بھیجا۔ محمدی تحریر تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد یقین فرمائیے آپ کے بغیر اسے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا کوئی امام نہیں جلدی فرمائیے۔ جلدی تشریف لائیں۔ پھر دونوں بعد لوگوں نے اسے رقوم دیا جس میں تحریر تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ چل پک چکے ہیں اسے جنت رسول کے قریب بہت جلد ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ ابو منتہی کہتا ہے کہ بچے درپے رقوم جات پہنچ گئے۔ اور انہیں رضی اللہ عنہ ایمپریوں سے کوئٹہ کے حالات دریافت فرماتے تھے ایمپریوں نے کہا۔ حضرت! وہ سب آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر اس کے بعد دانی بن دانی اور سید بن عبداللہ المنفی کے ہاتھوں قریب بھیجا۔ کوئیوں کی طرف سے

یہ آخری لمبی تھا۔ جب امام و صرف نے تمام رقبہ جات پڑھے۔ تو یہ جواب
تعمیر فرمایا۔

فرب عظیم :-

ایہ معاویہ نے جب اپنا بیٹا عمر لیڈ کر کے ساغر حکومت یزید کے خوار کو دیا
اور ملک میں ایک تغیر عاوت ہوا۔ تو یزدان علی علیہ السلام نے اس وقت
فرست بھیج کر کہ میں سلیمان بن مرد مہمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر
ایک پڑا تر جلسہ کیا۔ جس میں باہر گر عہد کی گیا۔ کو نصرت اہل بیت اطہار میں
انہی جان وال سے دریغ نہ کریں گے۔ چنانچہ بالفاق رائے اہل بیت سلیمان
بن مرد واد مستتب بن شیمہ اور فلاح ابن شلاد اور حبیبہ ابی غلاہر نے ایک
عرضی جناب امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں لکھی۔ جس کا خلاصہ مندرج
یہ تھا۔

الحمد لله کہ آپ کا دشمن جبار غیور ملک ہوا۔ خیر مدت حکما
بعد مت شمسوہ۔ اب آپ چار دیویشانی اور ہمنائی کے لیے
تشریف لائیں۔ جس وقت آپ اور حکم فرمائیں گے۔ ہم حاکم کو نہ کو کو
بلکہ خود عراق سے نکال دیں گے۔ ہم اس سے بالکل جدا ہو گئے ہیں۔ اور حیر
اور محاسن میں اس کے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔ بعد ان دونوں سبب
اور عبد اللہ بن وال سفیر و نامہ بر تقریر ہے۔ جنہوں نے دوسری رمضان المبارک
کو مدینہ منورہ میں عرضی جناب امام حسین علیہ السلام کے حضور میں پیش کی۔ اس کے
بعد مسلسل عرضیاں پہنچنے لگیں۔ انرا جملہ پانچ سو اکتیس عرضیاں جو میں سے
کوئی ایک شخص کی طرف سے تھی۔ کوئی دواور کوئی چار کی طرف سے تھیں

چشم براہ تھا۔ اور مخطوطہ قلمی یہ الفاظ تحریر کر کے اپنی اتنی بڑی شان و شوکت بھی کر چکے۔ کوہِ ابر
 علیہ السلام کے اور آپ کے والد کے شیعوں، مفسرین اور پیروکاروں کی طرف سے ہے یہ
 آپ کو امام بنانے کا اتنا عزم تھا کہ وقت کے گورنر نعمانی بن بشیر کے پیشے کی نرمی پر اپنی بیوی
 دیں۔ اور انہیں حدود عراق سے نکالنے کی ٹھانی جو کئی تھی۔ ان تمام باتوں کے بعد بھی کوئی نہ
 سکتا ہے کہ کوہِ ابر کے والے مستحق تھے۔ اور انہوں نے پہلے درپہلے ہرگز توبہ بات
 لکھے ؟

ان شیعوں نے امام موصوف کو ہر طرح سے تعظیم و مہمانی کرائی۔ کہ آپ کی خاطر شکر جبار
 تیار کر رہا ہے۔ ہمارے چلے ہوئے ہیں آپ کے اشارے کے متحرک ہیں ماحول ہمارے
 یہ شہر کا پانی آپ کی خاطر جوش میں ہے۔ قطار آپ جلد شریف لائیے۔ جلد شریف
 لائیے۔ اگر اب بھی آپ شریف نہ فرما رہے ہو گئے۔ تو کل قیامت کو جواب دہی کے لیے
 تیار رہیں گے۔

ان حوالہ جات سے دو باتیں باہمی میاں اور ظاہر و باہر ہو گئی۔
 ۱۔ امیر معاویہ کے انتقال کے بعد سنیوں کی یہ ضرورت تھی کہ مکانِ برحق ہو کہ مجلس
 مشاورت قائم کرنے والے اتفاق رائے سے امام حسین کو کوہِ ابر سے دھکے
 سب کے سب شیعہ تھے۔

۲۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کو بارہ ہزار خطوط و انصاف کھنسنے والے اور انہیں لے جانے
 والے بھی تمام کے تمام شیعوں کی مدد اور ہنگامے میں تھے۔

کوفی شیعوں کے بارہ ہزار خطوط کا جواب امام حسین رضی کی طرف سے

جلاد العیون :-

حضرت در جواب نامہ اخیر ایشان نوشت :-

بسم الله الرحمن الرحيم۔ این نامہ است از حسین بن علی بسوی
گروه و معتزل و مسلمانان و شیعیان... ما بعد از بدستگیری آن و رسیدن نامہ از شما
آوردند و بعد از آن رسولان بسیار کا تیب۔ یہے شمار از شما بمن رسیدہ بود و در مضامین
چرا غلام بہم رسانیدم و در جمیع ناہمانیہا فرستادہ بودید۔ کہ انانی نداشتیم۔ بزودی
بیا نزد ما شامہ کرتی تماشا دار بکرت تو رفتی و ہدایت جمیع گروانہ۔ انیک می
فرستم بسوی شما و در پیہر علم و کل اعتماد و خود پس عقل را پس اگر او بنویسد بسوی من کہ
جمیع خدوہ است و ای عقائد و دانیایا و ثواب و بزرگان شما را نسخہ دانا
ہما درج کردہ بودید و انشاء اللہ حق بسوی شما می آید پس بجان خود سوگند
یادمی کنم کہ ای نیست اگر کسی حکم کند در میان مردم بکتائب خد و قیام نماید
در میان مردم بعد از آن قدم از جاوہ شریعت مقدسہ بردن نگذارد و در حق
را بر ورن حق مستقیم بردارد۔ والسلام۔

و جلد العیون نوشت جلد دومہ مطبوعہ تبران

طبع جدید۔ درخواست کردن اہل کوفہ

برائے درود و خدمت را

ترجمہ :- از سرگرم جلد العیون۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط حسین بن علی کا شیعوں

مومنوں مسلمانوں الیٰ کھڈ کی طرف ہے۔

اس بعد بہت سے قاصدوں اور خطوط اُن کے بعد مرحوم نے خط لکھے اور
سید کے اہل خانہ کو بھیجا۔ مجھے یاد ہے کہ سب تمہارے خطوط مجھے پہنچے۔
اور سب کے مفاد میں سے مطلع ہوا کہ تم نے سب خطوط میں میرے پاس
لکھا ہے کہ تمہارا کوئی نام نہیں۔ بہت جلد آپ ہم سے پاس تشریف لائے
خدا آپ کی رکت سے ہم کو کئی حیرت کرے۔ واضح ہو کہ میں بالفعل تمہارے
پاس اپنے برادر پیر عمر و محل اعتماد مسلم بن قیصل کو بھیجتا ہوں۔ اگر مسلم مجھے لکھے
ہو کہ خطوں میں تم نے مجھے لکھا۔ بشورہ عقلمند و دانا یا بی و شرافت و بزرگان
قوم لکھا ہے۔ اس وقت میں انشاء اللہ بہت جلد تمہارے پاس پہلاؤں گا
میں اپنی جان کی قسم لکھا ہوں کہ اہم دہی ہے۔ جو درمیاں مرقم ہوتا ہے
خدا حکم اور بدعات میں اہم کرے۔ اور قوم جانہ شریفیت مقدس سے باہر نہ
رکھے۔ اور لوگوں کو دین حق پر مستقیم رکھے۔ والسلام۔ حسین بن علی بن ابی
طالب علیہ السلام۔

ترجمہ جلال الدین جلد دوم ص ۱۹۰ مطبوعہ
ستیم جیل بک ایجنسی انعام پریس
لاہور طبع ہمدان

ذبح عظیم۔

وہ المذبح کے متواتر خطوط اور کثرت استیثاق اور اظہار عقیدت کو ملاحظہ
فرما کر جیسا کہ چار سے معزز جمعہ نے لکھا ہے۔ جناب اہم حسین علیہ السلام نور تحریر
ذیہ و تم قرانی۔ جس کو ہم بحسنہ نسخہ التواریخ کی عبارت سے ذیل میں لکھتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنَ الْمُحْسِنِينَ بِنِ عَيْنِي إِلَى الْعَلَاءِ
 مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ آمَنًا بَعْدَ . فَإِنَّ هَازِبًا
 وَسَعِيدًا أَقْدَمَا عَلَيَّ بِكُتُبِكُمْ وَكَانَ أَخِيرَ مَنْ قَدِمَ عَلَيَّ
 مِنْ رُسُلِكُمْ وَقَدْ قَهَمْتُ كُلَّ الَّذِي اقْتَضَصْتُمْ وَذَكَّرْتُمْ
 وَمَعَالَةَ جَمْعِكُمْ أَنَّهُ لَيْسَ بَيْنَنَا وَمَا قِيلَ لَسَلَّ اللَّهُ أَنْ
 يَجْمَعُوا بَيْنَكَ عَلَى الْحَقِّ وَالْقُدْسِ وَأَنَا بِأَعْيُنِكَ إِلَيْكُمْ
 أَنِّي وَأَبْنُ عَتِيٍّ وَبَنَاتِي مِنْ أَهْلِ بَيْتِي مُسْلِمٌ بِنِ عَقِيلٍ
 فَإِنْ كُتِبَ إِلَيَّ أَنَّهُ قَدْ اجْتَمَعَ رَأَيْ مَلَاءِ كُفْرًا وَرَأْيِ
 النُّعْمِ وَالْفَضْلِ مِنْكُمْ عَلَى مِثْلِي مَا قَدِمْتُ بِهِ رُسُلَكُمْ
 وَهَرَأْتُ فِي كُتُبِكُمْ طَائِفًا أَقْدَمُوا إِلَيْكُمْ وَرِثَاكَ
 شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى فَلْيُعْمِرِي مَا أَلَا مَامَرُ إِلَّا الْحَاحِيَّةُ
 يَا الْكَتَابُ الْعَائِدُ بِالْقِسْطِ الْمَذَانِ يَدَيْنِ الْحَقِّ الْعَائِدِ
 نَفْسَهُ عَلَى ذِيكَ إِلَهِي وَالْتِلَامُ

دوسرا عظیم ص ۱۴۴ مطبوعہ کتب خانہ اشاعت
 مشرق لاہور مطبعہ جدید

ترجمہ :

یہ خط ہے حسین بن علی کی طرف سے جس میں دو مسلمانوں کے نام واضح ہیں کہ
 سب سے آخر میں بالی اور سید رحم و گوں کے خطوط سے کر کے ۔ اور یہاں

ساتھ ولا حق خطوط میں جو مذاہم کو تم تھے۔ میں نے ان کو سمجھا۔ تم نے باتفاق اپنے نام و پیام میں ظاہر کیا ہے کہ ہم لوگوں کی ہدایت کے لیے کوئی امام نہیں جسے تم انورؑ تو امید ہے۔ کہ خدا ہم سب کو تمہاری رہنمائی سے راہِ راست اور مسلکِ حق پر فائز فرمائے۔ لہٰذا میں اپنے برادرِ دمِ زاد اور اہلِ خاندان سے مستمسکِ مسلم بنِ عقیل کو بھیجتا ہوں۔ اور ان کو میں نے حکم دیا ہے کہ وہ تمہارے حالات اور مصالحت سے آگاہ کیا حاصل کر کے تحقیقِ امر سے مجھے مطلع کریں۔ پس اگر انہوں نے کہا کہ تم سب خاص و عام باتفاق طالبِ حق ہو۔ اور آخرتِ حق پر آمادہ ہو۔ تم میں جو اباب عقل و فضل ہیں۔ وہ سب تم سے متحقق الٰہ سے ہیں۔ غیر اکتفا اپنے خطوط میں ظاہر کر چکے ہو۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ میں بہت جلد تمہارے پاس پہنچتا ہوں۔ اور نیز واضح رہے۔ کہ امام پس وہی امام ہے۔ جو مطابق کتاب خدا عمل کرے۔ اور طریقِ عدل و حق پر قائم ہو۔ اور اپنے نفس کو ہمیشہ احکامِ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پیروی پابند رکھے۔ والسلام۔

مقتل ابی منصف:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مِنَ الْعَسْکَرِ بْنِ عِلَاجٍ اِلَى الْعَلَاءِ
مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَمَّا بَعْدُ۔ هَیْآةً نَّحْیًا قَاسِمَةً
قَدِیْمًا اَلَمْ یُکْتُبْکُمْ وَکَانَ اَخِیْرَ مَنْ قَدِیْمًا اَلَمْ
مِنْ مُسْلِمِکُمْ وَفَقَدْ فِیْهِمْ مَّا ذَکَرْتُمْ اَمَّا
تَبِیْءَ لَکُمْ اِمَّا مَرْغَبِیْ وَتَسْکُنُوْا فِی الْقَدُومِ
اَلِیْکُمْ مِنْهُذَ اَلِیْیَ وَابْنُ عَتِیْقِ الْمَقْصَدُ عِنْدَیْ مِنْ

أَهْلُ بَيْتِي مَسْلُومُونَ عَقِيلٌ مُرْسَلٌ إِلَيْكُمْ وَقَدْ أَهْرَقَتْهُ أَهْلُ
يَكُتُبُ إِلَيْكُمْ بِحُسْنٍ وَأَنْ يَكُتُبُ مَا أَمْنَعُ عَلَيْكُمْ وَأَنَا
أَقْدَمُ إِلَيْكُمْ لِلنِّسَاءِ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

از عقیل ابی نعمت ص ۱۹ فی خروج السین

مطبوعہ سید زین العابدین طبع قدیم

(۲) - ارشاد شیخ مفید ص ۴۲، ۴۳ مطبوعہ قم

فی نزول مسلمہ بن عقیل ص ۱

(الکوفہ)

(ج) - الاختیار الطوال ص ۱۲۰ / اہل کوفہ

والسین مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - حسین بن علی کی طرف سے مومنین
کو فہر کے سمر زمین کی طرف - اے اجداد - اہل اور سیدہ تمہارے دعوہ جات
نے کر میرے پاس پہنچے یہ تمہارے لپھیلوں میں سے آخری پہنچی ہیں -
جو کچھ تم نے کھدیا میں نے بھرا ہے - کو تمہارا میرے بغیر کوئی اہم نہیں -
اور تم مجھے اپنے دل آنے کو کہتے ہو میرا بھائی اور چچا زاد اور میرے اہل بیت
میں سے میرا بھائی احمد و دو مسلم بن عقیل، اور تمہارے پاس آ رہے ہیں کہ
میں سے کہا ہے کہ وہ اہل جا کر تمہارے متعلق اچھی رائے اور تمہارے حالات
مجھے لکھے - میں ان شاء اللہ تمہارے پاس آؤں گا -

خوف ۱

تقریباً ایک ہی مضمون کی عبارات ہم نے مختلف کتب سے شکل طور پر اس لیے

تحریر کی جس کو کرنا بہت ہو جائے کہ تمام شیعوں کو رخصت و مقیم کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو دوسرے کو دینے والے کوئی شیعہ ہی تھے۔

خلاصہ کلام۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوفیوں کے بارہ ہزار خطوط کے جواب میں جو دو خط ہی جواب تحریر فرمایا۔ اس میں کوفیوں کی اسی بات کو دہرایا گیا ہے۔ کہ توبہ نہ کیا ہے۔ کہ چاروں آپ کے بغیر کوئی امام نہیں، آپ نے اپنے چچا زاد بھائی دوسل بن عقیل، اگرچہ جید اور انیس گنے ہر بات بھی دیں، سادہ سادہ بن عقیل کے تسلی بخش جواب کے بعد غوغائی کو فتنے کا وعدہ فرمایا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے خط میں جو یہ الفاظ تحریر فرمائے۔

واللہ المصلو من المسلمین، یعنی یہ خط میں کوفے کے ان معزین کو کلمہ دیا ہوں۔
جی کے خطوط میرے پاس آئے ہیں اس سے معلوم ہوا۔ کہ خط لکھنے والے و خط لانے والے اور خط کا جواب وصول کرنے والے سب کے سب کوئی شیعہ تھے۔

جب امام مسلم رضی اللہ عنہ کی اٹھارہ ہزار کوفیوں شیعوں

نے بیعت کی۔ تو انہوں نے امام حسین کو خط لکھا۔ کہ

آپ جلدی کو ذابائیں

جلال العیون :-

پہلی داخل شہر کو نہ شد۔ درختہ متاویں ابی حمید نقضی نزل اجماع فرمودہ موم

سے بھڑکے ہیں۔ یہاں کی کیفیت یہ ہے۔ کہ اس وقت تک اٹھارہ ہزار میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ اب مناسب ہے کہ آپ بہت جلد اشریت لائیے کیونکہ سب آپ کے مطیع ہیں۔ اور صیغہ کمال مساویہ سے قطع تعلقی کر لیا ہے۔

و قد بح عظیمی ۱۴۹۱ م مطبوعہ تہران طبع جدید
غیر کتب خانہ اشعار عشریہ و دیگر طبع مولوی
(اولاد حسین)

اسی ہزار شیعوں نے امام مسلم کی بیعت کی اس پر

ایک یزیدی نے یزید کو کیا خط لکھا۔

مقتل ابی مخنف :-

حَقِّي وَصَلِ الْكُوفَةَ فَتَزَلْ كَيْلًا فِي دَارِ سُلَيْمَانَ
بَيْنَ صَوْدٍ وَهَيْلٍ فِي دَارِ الْمُحْتَارِ بْنِ أَبِي عَيْبَةَ
الْمُشَقِّفِي فَجَعَلَ الثَّامُنُ يَحْتَلِفُونَ إِنِّي فَاؤُفَرُهُمْ
كِتَابَ الْحَسَنِ فَجَعَلُوا يَبْكُونَ وَيَسْتَحْيُونَ
فَقَامَ عَارِسُ بَكْرِي فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَشْهَى عَلَيْهِ
وَدَّ كَرَّ النَّجِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَأَقْبَلَ
عَلَى مُسْلِمٍ وَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِ الثَّامِنِ وَلَكِنْ
أُخْبِرْتُ بِمَا فِي نَفْسِي إِذَا عَوَّضْتُمْ فِي أُحْيَيْكُمْ وَأُخْبِرْتُ
بِسُلَيْمِي عَدُوِّكُمْ حَقَّ الْقَوْلِ لَمْ تَعَزَّ وَجَعَلْتُمْ تَعَزَّ حَسَنٌ وَ

فَمَا مَحْضِيْبُ بْنُ مَقْلَاهِرٍ وَقَالَ يَرْحَمُكَ اللَّهُ قَدْ قَضَيْتَ
مَعَكَ عَلَيْكَ وَأَنَا وَاللَّهُ عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ قَالَ أَبَوْمُحَمَّدٍ
وَجَعَلَ أَهْلُ الْكُوفَةِ يَدُ خُمُونٍ خَلْفَهُ عَشْرَةَ بَعْدَ
عَشْرَةٍ وَخُمُونٍ بَعْدَ عَشْرَةٍ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ بَعْدَ
فِي ذَلِكَ الْبُيُوتِ فَمَاتُوا أَلْفَ رَجُلٍ.

اس کے بعد عبداللہ بن شہر بن زید کی شہید کر دی گئی۔

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ مَسْلُومَةَ حَقِيلٍ وَرَدَ الْكُوفَةَ وَقَدْ بَايَعَتْ جَبَّةَ
الْحُسَيْنِ فَإِنَّ كَانَ لَكَ فِي الْكُوفَةِ مَعْلُجَةٌ فَأَنْعِزْ إِلَيْهَا رَجُلًا قَوِيًّا
فَإِنَّ لِلْقُعَمَانَ مَسْجِدًا وَيَتَمَنَّا حَقًّا.

(مقتل ابی مخنف فی دخول مسلمہ)

قتیل الکوفۃ ص ۲۰۲-۲۰۳

ترجمہ۔

یہاں تک کہ مسلم بن حقیل کو فریاد کیا۔ رات کے وقت سلیمان بن عمرو یا
نزار بن ابی جیدہؓ کے گھر آئے۔ رات کے پاس آنا شروع ہو گئے انہیں
ماجم بن لاؤتس پر کھڑا کر دیا۔ وہ دنا شروع ہو گئے۔ مالک بن یزید کھڑا ہوا۔
اللہ کی حمد و ثناء اور حضور کی ذات پر سلاط و سلام پڑھا۔ اور امام مسلم کی طرف متوجہ
ہو کر کہا۔ لوگوں کے دلوں کی بات کہی جائے تو میں ہوں مجھے اپنا پتر ہے
تم حبیبؐ کی نیکی بکھڑو گے۔ حاضر ہو پاؤں گا۔ میں تمہارے دشمنوں میں اسی
وقت تک تورا چلاؤں گا کہ اللہ سے جا لوں۔ اسی کے بعد حبیب بن مظہر
اٹھا اور اسی نے کہا۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ آپ نے اپنے زمرہ کی کا حق
ادا کر دیا ہے۔ اور خدا کی قسم ابھی تمہاری طرف جہد کرنا ہوں۔ ابو مخنف

تھے کہا۔ کوئی ان کے پاس دس دس برس میں یا کم و بیش آتے رہے۔ اور اس دن اتنی ہزار مردوں نے بیعت کی اور اللہ بن بکھٹا نے جہاد بعد اسلام کی قیادت کو اپنے پاس لے لیا اور تمام شیعوں نے اس کی بیعت کر لی ہے مگر شیعیان کو نہ کی ضرورت ہے۔ تو یہاں کسی مضبوطی کو نہ سمجھو۔ کیونکہ نہ ان کو ضرورت ہے۔ اور بہت ہی کمزوری ظاہر کرتا ہے۔

خلاصہ گفتگو :-

کوفہ پہنچتے پہلے اٹھارہ ہزار کوفیوں نے مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر امام حسین کے لیے بیعت کی۔ یہ لوگ امام حسین رضی اللہ عنہ کے چکے شیعوں تھے کہ انہیں کے خطوط کے جواب میں امام حسین نے مسلم بن عقیل کو بھیجا۔ اور جب مسلم بن عقیل انہیں امام موصوف کا تقریر پڑھ کر سناتے۔ تو یہ زار و دق ہو گئے۔ اور پھر امام مسلم کے سامنے ان کے سرگرمیوں نے بڑے باخشاہانہ اندازہ خطبات کہے سال کی اتنی بڑی تعداد اور ان کے دلفریب خطبات نے مسلم بن عقیل کو یہ یاد کرادیا۔ کہ کوفی شیعوں امام حسین کے واقعی خدائی اور شیعائی ہیں یہی یہ امام مسلم نے امام حسین کو خط لکھ دیا کہ حالات سازگار ہیں۔ لہذا آپ کو فخر تشریف لے آئیے۔ چنانچہ امام حسین کے خط کے بعد امام حسین جنگ جملہ کو گئے۔ کوفہ پہنچے۔ اور پھر انہیں کے خدائی کی اطلاع پر پڑ گئے۔ اور زبیر بن عیون نے انہیں زار و دق ہو گئے۔ اور پھر ان کے کوفہ پر حشر کر دیا۔

گورنر کو ذرا کم زیادہ کی دھمکیوں کے شیعوں نے امام حسین کی بیعت توڑ دی

قتل ابی مخنف :-

ثُمَّ تَرَىٰ مِنَ الْعِثْرِ قَامَرَةً وَبَنَاتٍ فِي قَبَائِلِ
الْعَرَبِ أَنْ أَقْبَتُوا عَلَىٰ بَيْعَةِ يَزِيدَ بْنِ قَبِيلٍ أَنْ يَبْعَثَ
إِلَيْكُمْ مِنَ الشَّامِ رَجُلًا لَا تَتَلَوْنَ بِحَالِكُمْ وَكَسْبُكُمْ
بِحَرِيمِكُمْ قَالَ أَبُو مَخْنَفٍ فَلَمَّا سَمِعَ أَهْلُ الْكُوفَةِ جَعَلَ
يَنْتَظِرُ بَعْثَهُمْ إِلَىٰ بَدْرٍ وَ يَقُولُونَ مَا لَنَا وَاللَّهِ خُذِلَ
بَيْتُ الشَّكَّاطِينَ وَ تَقَصُّوا بَيْعَتَ الْحُسَيْنِ وَ بَايَعُوا يَزِيدَ
كَانَ أَبُو مَخْنَفٍ وَ كَانَ مُسْلِمًا قَدْ أَصْبَحَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ
مَوَدَّةً مَعَ خَلْفَةِ يَمْرُوحَ الْمَعْلُومَةِ فَلَمَّا كَانَ وَفَّتِ الْفُلُوسُ
خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَكَانَ وَاقِفًا وَ صَلَّى وَ حَمْدُهُ
وَلَمْ يُصَلِّ مَعَهُ أَحَدٌ فَلَمَّا خَرَجَ مِنْ صَلَاتِهِ إِذَا
هُوَ بِعَلَامَةٍ فَقَالَ لَهُ يَا غُلَّ مَرْمَا قَعْدَ أَهْلِ الْمَصِيرِ
فَقَالَ يَا سَيِّدِي إِنْ شِئْتُمْ تَقَصُّوا بَيْعَةَ الْحُسَيْنِ
وَبَايَعُوا يَزِيدَ -

قتل ابی مخنف ص ۲۵-۲۶ بحوالہ کتاب

ابن زیاد و صحابہ کرامہ

ترجمہ:-

ایسا زیادہ غلبر سے کہ جب منبر سے اترتا اور منادی کرتے واسے کہ قبائل
 عرب کی منادی کرنے کو کہا۔ کہ بڑی کی بیعت پر چلتے ہو یا یہاں سے جو کہ
 شام سے تمہاری خاطر کچھ لکھ بھیجے۔ پھر وہ تمہارے مردوں کو تھک کر دیں یا وہ
 تمہارے آزادوں کو قیدی بنائیں۔ ابو نعیم کہتا ہے۔ جب کوفیوں نے
 یرشہا۔ مکراب۔ دوسرے کو دیکھنے لگے اور کہنے لگے۔ ہمیں۔ بیکراؤں کے مددیان
 طاغوت نہیں کرنی چاہیے۔ انہوں نے امام حسین کی بیعت توڑی اور یرید کی
 بیعت کر لی۔ ابو نعیم کہتا ہے۔ اسی دن امام مسلم نے پریشانی میں مسجد کی۔
 نماز میں پڑھنے کے لیے سجدہ میں نہ گئے۔ ہر کے وقت مسجد میں جاکر اذان اور
 اقامت کی۔ اور تنہا نماز پڑھی۔ کوئی بھی نماز قیام نماز سے فارغ ہوتے
 ہی ایک غلام سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا۔ اسے غلام یا شہر والوں سے کیا کیا؟
 غلام نے کہا میرے مولانا کوفیوں نے امام حسین کی بیعت توڑ کر یرید کی
 بیعت کر لی ہے۔

حاصل کلام:-

ایسا زیادہ دھمکی لٹکا کر رکھی۔ کہ وہ کوئی شیخ جو ایک وقت امام حسین کے لیے
 مرنے مارنے پر بیعت کر رہے تھے۔ اور جو ان کو پیغام تکا کر دیتے۔ روتے چہرہ دکاتے
 تھے۔ جنہوں نے انہیں کھائی تھیں کہ تمہیں پھر ملے گے۔ صرف ایک ہی دن میں باتوہاں
 تک پہنچ گئے۔ کہ مسلم بن عقیل خود ہی ملائی و اقامت اور اکیلے ہی نماز پڑھ رہے ہیں۔
 انہوں نے اپنے سے غور کیا ایسا اذیتہ دیکھ کر بے شمار وحشت کرنے کے باوجود
 امام حسین کی بیعت توڑ کر یرید کی بیعت کر لی ہے۔ اور حالات نے یوں چلا

کہا۔ اوصافِ امام حسین رضی اللہ عنہ وسلم کے متعلق کا پیغام تھا کہ اگر روانہ ہوئے کی تیاری میں مصروف ہیں۔ اپنے بیگ لے آجادیے ہیں۔ اور ہر قسم کی لشکر جو رہی ہے۔ آئیے کچھ اس کی جنگ بھی دیکھیں۔

صحابہ کرام نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قیروں کی سابقہ

غذاریاں یا دولائیں اور بہت روکا مگر آپ نے شیعوں کے

خطوط پر اعتماد کیا اور روانہ ہوئے۔

مقتل ابی مخنف :-

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ مَسْدُودٍ قَالَ قَالَ اللَّهُ يَا أَخِي أَنْ لَا
تَسِيرَ إِلَى قَوْمٍ قَتَلُوا آبَاكَ وَعَدُوا بِأَخْيُوكَ
كَأَنَّهُمْ جُنْدٌ حَرَمٌ بِجَدِّكَ وَاللَّهِ قَاتِلُ جَمْعٍ إِلَى
حَرَمِ اللَّهِ هَاقَ لَكَ فِيهِمْ أَعْوَاكَ كَثِيرَةٌ فَقَالَ لَهُ
لَا بَدَّ مِنَ الْمَسِيرِ إِلَى الْعِرَاقِ فَقَالَ
لَهُ الْإِنِّ عَجَبٌ يَا بَنِي الْعَمِيرِ كَذَّبْتَنِي أَتَاكَ يُرِيدُ
الْعِرَاقَ فَقَالَ لَهُ الْعُسَيْنُ قَدْ أَجْمَعَ رَأْيِي عَلَى
الْمَسِيرِ فَقَالَ يَا بَنِي الْعَمِيرِ تَسِيرُ إِلَى قَوْمٍ قَتَلُوا
آبَاكَ وَعَدُوا بِأَخْيُوكَ فَكَيْسَتْ أُمُّ مَنْ عَلَيْكَ
أَنْ يَقْرُووكَ فَاتَّخَذْتُكَ اللَّهُ أَنْ لَا تَخْرُجَ حَتَّى بَنِي

الْحُسَيْنُ وَكَفَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُزَافِ
وَحَدَّثَهُ سَاعَةً فَقَالَ كَسْتُ أَذْرَعُ
لَا قِيَّ حَالٍ تَرَكْتُكَ هَذَا إِلَّا مَرَّةً يَتَوَلَّاهُ
غَيْرُ مَا قَفَانِ الْحُسَيْنُ فَتَذَكَّرْتُ الْخَبْرَ
وَأَشْرَفْتُ أَهْلَ الْكُوفَةِ يَا لَقَدْ أُمِرَ

(مقتل ابی حنفیہ ص ۴۰) مسند الحسین
ابی العزاق طبعہ: قدیم جمعہ اشرف

توحید۔

امام حسین سے محمد بن عقیقہ نے کہا کہ آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ایسی
قوم کے پاس نہ جاسیے۔ جس نے آپ کے والد کو قتل کیا۔ اور آپ کے
بھائی سے غداری کی۔ آپ اپنے نانا جان کے حرم مرید منورہ میں ٹھہر
جائیں۔ ورنہ کو شریعت سے بائیں۔ کیونکہ وہاں آپ کے ہر سنگ معاذی
ہیں۔ یہ سن کر امام حسینؑ نے فرمایا مجھے اعلان جانا ہی ہے۔
پھر امام حسینؑ کو اللہ عباسی نے کہا کہ میرے چچا کے بیٹے۔ مجھے چھوٹا
بچہ کہ آپ عراقی یا سنے کی تیاری میں ہیں۔ امام حسینؑ نے کہا۔ میری رائے
اسکی پر مبنی ہے۔ کہ وہاں جا کر تو ابھی مہاس نے مرضی کی۔ ایسی قوم کے پاس
جانا بھلا ہے۔ جو جس نے تمہارے والد کرم کو شہید کیا۔ اور تمہارے بھائی
سے دھوکا کیا۔ مجھ آپ کے باؤسے میں خطرہ ہے۔ کہ وہ آپ کو بھی دھوکہ
دی گئے۔ تو تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں۔ وہاں نہ جائیے۔ امام حسینؑ نے
عبد اللہ بن زبیرؑ سے۔ کچھ باتیں کیں۔ پھر کہا۔ مجھے معلوم نہیں۔ کہ ہم اسے کس حال

میں اس معاملہ کو چھوڑا۔ اور اختیار اس پر قبضہ کر بیٹھے۔ امام حسین نے کہا۔ مجھے
میرے شیعوں اور کوفہ کے کوتے و حراتے لوگوں نے دیا اُسے کہ کہا ہے
اہلِ بَیْتِ اُمّی جاؤں گا۔

فروعِ عظیم :-

عبداللہ بن عمر بن زید سے کہ منظر میں بعد ہی اُسے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے
عبداللہ بن عمر اور امام حسین علیہ السلام کے درمیان جو گفتگو واقع ہوئی۔ ہم وہ بیان کرتے ہیں۔
عبداللہ بن عمر جناب امام حسین علیہ السلام کا قصہ مسلم دیکھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور کہنے لگے کہ آپ کو معلوم ہے کہ کوفہ و اُسے آپ کے خاندان کے کیسے دشمن ہیں آپ
کو ان کی طرف سے پوری احتیاط کرنی چاہیے۔ اور اپنے آپ کو ان سے بچانا لازم ہے۔ آپ
ان کے قول و قرار پر احتیاط کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ لوگوں نے عام طور پر یہ سے بیعت کر لی ہے۔ اور
کوفہ و اُسے بھی دولت و زور کے لالچ سے اس کی طرف بھاگے ہوئے ہیں۔ آپ کا ساتھ
چھوڑ دیں گے۔ آپ کو شہید کر دیں گے۔ ان کیسے آپ اسی حالان سے خلع کے گھر میں
بیٹھے رہیں گے۔

ادبِ عظیم معترفہ اولادِ حیدر علیہ السلام
کتب خانہ اشیا حشری لاہور

جبلہ العیون :-

پس اہلِ عمر نے کہا۔ یا حضرت آپ مرفعِ جمیل اہلِ بیت سے رسولِ خدا
پر جوتے تھے۔ مجھے دکھا دیجئے۔ پس حضرت نے مرفعِ ثبات مبارک

دکھایا۔ اور اس نے میں مرتبہ پوسا اس موقع طبع کر لیا۔ اور باگریہ و زاری کہہ
یہی آپ کو خدا کے پسند کرتا ہوں۔

دجلہ و الفیون، رد و جلد دوم، صفحہ نمبر ۲۰
فصل چودھویں

حاصل کلام :-

امام حسین رضی اللہ عنہ کے خیر خواہوں، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر، محمد بن صفیہ اور
ان کے زبیر نے آپ کو کوفہ جتنے سے بہت روکا۔ اور ان کو طرہ کی ہر قدر سی اور دھوکہ بازی
یا دولا فی سب کے یا آپ کو قتل کرنا اور آپ کے بھائی سے دھوکہ کرنا بھی یاد دلایا۔ اور
تعمیر میں کہ آپ اور حکماء اور متوحی فرادیں اور ہر مذہب میں قیام پذیر ہیں۔ ورنہ چل کر کو شمر
تشریف رکھیں یہ ہیں آپ کی بہتری ہے۔ لیکن ان تمام حضرات کو امام حسین رضی اللہ عنہ نے
یہی کہا کہ میرے متخلص شیعوں اور کوفہ کے رئیسوں نے مجھے بلایا ہے۔ نہ فلا میں ضرور
جاؤں گا۔

عبد اللہ بن عمر کو جب تعین ہو گیا کہ امام اسب رکھتے نہیں ہیں۔ تو انہیں اپنی ٹانگہ مبارک
دکھانے کو کہا۔ تاکہ آخری وقت ہی مقدمہ میں مقام کو چھمکیں۔ یہ سے سرکار دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے بوسہ دیا تھا۔ اسے میں مرتبہ چھنا سا اور پھر عرض کی سا بیچارہ خدا حافظ۔ اور یہ
کہہ کر حضرت عبد اللہ بن عمر روئیے۔ یہی معلوم ہوا اصحاب کرام امام حسین کے حق میں جملہ تھے۔

سفر کر بلا میں عبداللہ بن قتیطیر اور سلم بن عقیل کی شہادت
 کی خبر سن کر امام حسین کا ارشاد کہ ہمیں ہمارے شیعوں نے
 رسوا کر دیا۔

مقتل ابی مخنف:-

حَتَّىٰ اِنْتَهَىٰ اِلَىٰ رِبَالَةٍ فَخَزَلَ بِهَا سَهْمًا مَّسَامًا
 شَطِيبِيًّا فَحَمِيدَ اللّٰهِ وَاسْتَشَىٰ عَلَيْهِ وَذَكَرَ النَّبِيَّ
 فَصَلَّىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ نَادَىٰ بِاَعْلَىٰ سَوِيَّةِ اَيُّهَا النَّاسُ
 اِنَّمَا جَمَعْتُمْ عَلَيَّ اَنَ الْمِرَاقَ فِي قُبُصَتِي وَ قَدْ
 جَاءَ فِيْ خَبْرِيْ صَحِيْحٌ اَنَّ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيلٍ وَ
 هَانِيَّ بْنَ عُرْوَةَ قَتَلَا وَ هَذَا حَدَّثَنَا شَيْعُفُنَا
 عَنْ كَانَ مِنْكُمْ بَصِيْرٌ عَلَىٰ ضَرْبِ الشُّيُوْبِ وَ
 طَفْعِ الزَّيْمَانِ وَ اِلَّا فَلَيْتَنَصْرَفْتُ مِنْ مَّوْضِعِهِ هَذَا
 لَمْ يَسْ عَلَيَّ مِنْ زَمَانٍ مِّثْلُ مَا فَسَكْتُمْ اَجْمَعًا
 وَ جَعَلُوا بَيْنَ قُرُونٍ يَمِيْنًا وَ شِمَا لَا حَتَّىٰ لَمْ يَبْقَ
 عِنْدَهُ اِلَّا اَهْلُ بَيْتِهِ وَ مَوَالِيْهِ وَ قَالُوا وَ اللّٰهُ
 مَا نَرْجِعُ حَتَّىٰ نَأْخُذَ بِقَارِنَا اَوْ نَذُوْقَ الْمَوْتَ
 نَحْنُ بَعْدَ غَضَبِهِ وَ هُمْ يَنْتَفِعُوْنَ وَ سَيُفْعَلُ

وَهُمْ الَّذِينَ تَخْرُجُوا مِنْ مَكَّةَ

(قتل ابی منہف مؓ مسیو الحسین

ابن العزاق مطبوعہ جدید ریہمت شریف

۱۳۶۵ھ)

ترجمہ

اے محمد بن رضی اللہ عنہ زبیر کے مقام پر پہنچے۔ سواری سے اترے۔ اور خطبہ دیا۔
اللہ کی حمد و ثنا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وردہ بھیجا۔ پھر اُردو سے کہلا لگاوا
میں نے تمہیں اس لیے جمع کیا کہ عراق میری لٹھی میں ہے۔ اور ابھی ابھی میں خیر
آئی ہے۔ کہ سلم بن عقیل اور ہانی بن مرہہ خیمہ کے دیکھے گئے ہیں۔ ہماری شہوں
سے روانہ کر دیا ہے۔ تمہیں سے جو گواروں اور نیزوں کے زخم برداشت کر
سکتے ہیں۔ کو بہتر۔ دروازے کا مقام سے واپس ہو جاؤ۔ واپس جانے والے
پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ سب خاموش ہو گئے۔ اور دائیں بائیں کھینٹنے لگے۔
یہاں تک کہ آپ کے ساتھ اہل بیت اور غلاموں کے علاوہ کوئی شیعہ نہ
رہا۔ ان لوگوں نے کہلا لگا لیا کہ خدایا! ہم امام مسلم کا بدلہ لے بغیر نہیں جاسکتے۔
یام جانی گئے۔ یہ لوگ ستر سے کچھ اوپر رہتے تھے۔ اور یہی تھے جو امام حسین
کے ساتھ مکہ سے آئے تھے۔

ارشاد شیخ مفید:-

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ أَهْدَىٰ آتَانَ خُذِرَ فَوَطِئَهُ فَوُتِرَ مُسْلِمًا
بِرَّ عِلِّيَّةٍ وَ هَانِيَةً بَيْنَ خُرُوءٍ وَ عَيْبٍ اللَّهُ بَيْنَ يَدَيْهِ طِبْرٍ
وَهُدًى لَحْدًا لَنَا شَيْعَةً فَتَمَنَّى أَحَبَّ مِنْكُمْ

الْإِنصِرَافَ فَلْيَنْصِرِفْ فِي غَيْرِ جَرْجِ مَعَةٍ وَمَا
فَتَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ وَأَخَذُوا بِعَمِيَّتِنَا وَشِمَالِ لَحْمِنَا
بَيْتًا فِي أَمْثَحَايِهِ الَّذِينَ جَاءُوا مَعَهُ مِنَ الْمَدِينَةِ
وَكَفَرُوا كَيْفَ يَتَّقِينَ أَنْتُمْ أُولَئِكَ.

(ارشاد شیخ سعید ص ۲۲۲ فی توجیہ)

الحین علیہ السلام فی الحکونۃ

مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ قادیان

ترجمہ:

امت بعد از ایں ایک قسم کا نیکو رسول ہوئی ہے کہ سلم بن عقیل،
الذی عنہ اور عبداللہ بن مسعود کہہ دیا گیا ہے کہ میں نے ہمارے رسول کے
ایک فضل و ثواب کیا ہے کہ میں نے جو وہاں جانا چاہتا ہے تو راستہ
سے چلا جائے۔ اس پر کوئی روک نہ ہوگا۔ یہ سن کر لوگ (شہید) شہر بھر
گئے اور دیکھ بایں سے پتے بنے یہاں تک کہ آپ کے پاس صرت آپ
کے وہی جان بھاری گئے جو بدترین سے آپ کو ساتھ لے کر لے گئے اور
چند لوگ چلائے کہ کچھ پر ساق لگائے تھے۔
مذکورہ وجہ اہل کفر کا یہ ہے کہ

حاصل کلام:-

اہم صحابی انہ منہ سفر کو نہی منزل زبانیہ جب یہ خبر سنی کہ اہم سلم بن عقیل
اور ذی بن عروہ شہید ہو چکے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں نے یہی قول کر دیا ہے
کیونکہ آپ کو خط لکھنے والے اور لائے والے شہید بھی لکھ لے آپ نے فرمایا ہمارے

شیعوں نے بھی رسوا کیا ہے تو اس سے صاف واضح ہوا کہ امام حسین اور آپ کے اہل بیت کو ذلیل کرنے والے شیعوں کی کڑی اور دوسری بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب اپنے ساتھ ملنے والوں کو یہ بات سنائی اور فرمایا کہ تمہیں اجازت ہے جس کی مرضی ہو ستر ساتھ رہے اور جس کا دل چاہے چلا جائے کیونکہ اب وہ بات ختم ہو گئی کہ ہم اپنے شیعوں کے پاس جا رہے ہیں تو سب لوگ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے سوائے ان لوگوں کے جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے آپ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔ ہذا معلوم ہوا کہ اہل مکہ و مدینہ اہل بیت اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے حقیقی محب تھے اور اہل کفر و مصیحتی محبت کے روپ میں جو شخص خدا و ملائکہ کا طلاق اہل بیت تھے۔

جنگ پہلے میدان کر ملا میں امام حسین رضی اللہ عنہ نے

اپنے شیعوں کو وفاداری و جانثاری کے دعوے سے

یاد دلانے گروہ ہر چیز سے مکر گئے۔

مقتل ابی مخنف۔

مَنْ قَاتَلَ الْمُؤْمِنِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ قَاتَلَ اللَّهَ
وَأَخَاهُ عِيسَى وَآلَ مَرْيَمَ وَجَبَلِ قَعْقَبَةَ
آيَهَا اللَّهُ اسْمُ مَعْبُودٍ وَآلِ اللَّهِ وَآلِ عِيسَى وَآلِ مَرْيَمَ
كَتَبَهُمُ اللَّهُ أَحِبُّهُمْ عَنَيْتُكَ مَا لَكَ وَتَعْلِيكَ مَا
عَنَيْتُكَ لَيْسَ لَكَ إِمَامٌ مِنْهُمْ وَآلُ اللَّهِ وَآلِ عِيسَى وَآلِ مَرْيَمَ

كَانَ مِنْ رَبِّكَ نَسْتَعِينُ وَكَانَ مِنْ رَبِّكَ نَسْتَعِينُ
فَقَاتِلَ الْمُشْرِكِينَ وَالْكَافِرِينَ كَتَبَ إِلَيْكَ
قَاتِلِ الْمُشْرِكِينَ وَالْكَافِرِينَ كَتَبَ إِلَيْكَ
الْمُحْرَبِينَ الْمُحْرَبِينَ كَتَبَ إِلَيْكَ
وَقَرَأَهَا عَلَيْهِمْ

وَحَقْلُ ابْنِ مَرْثَدَةَ

الحسين - مطبع حيدرآباد

(اشرف)

ترجمہ

پیر امام حسینؑ چاند لکھنؤ بنے کھرے ہوئے۔ اللہ کی حمد و ثنا اور محمد رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام پڑھا پھر کہا۔ لوگو! میں اللہ اور تم سے صدقات خواہ بھول ستم کو میرے پاس تمہارے رقعہ جات آئے۔ جی میں مجھے یہاں آنے کو کہا گیا تھا۔ اور تمہارا وعدہ تھا۔ ہم خوشی جی مسیحا کی تمہارے ساتھ بولے گئے ساو و سب کے نصیر ہمارا کوئی امام نہیں۔ اگر تم میرے یہاں آنے سے سزا و عجز میں والہی چلا جاتا ہوں۔ چہاں میری مرضی ہو۔ خوشے کہا۔ قدا کی قسم میں رقعہ کھٹے والوں میں سے نہیں ہوں۔ پیر امام حسینؑ نے عقبریں سحلی کو فرمایا۔ خطوں سے بھر سہ ہوئے در قیصلہ لاؤ۔ اور ان میں سے رقعہ جات نکالو۔ ان سے رقعہ جات نکالے۔ اور ان دشمنوں کو پھر کرنا آئے۔

جلال العیون ۱۔

ایسا انسان نہ نیامد بسوئے شہاگر بعد از آنکہ ماہدے ستار و ستوالی

جو یکساٹے شہا پیائی بھی رسیدہ و نوشتہ بود کہ البتہ بیا بسو کے ماک البتہ جیٹوائے
 ہزاریم شانہ کہ خدا دار شمار حق و حاکمیت جمیع گردانہ اگر بر سر عہد و گفتہ خون ستیدہ
 یہ بیان خود را کہہ کنید۔ و خاطر مرا طعن گردانید و اگر نہ گفتہ خود برگشتہ اید یہ بیان
 ہوا شکستہ و آدمی مرا کہد سید بن یکساٹے خود میگروم۔..... حضرت عقبہ بن
 سمان را فرمود کہ خیر عینی کہ انہما کے انجاست حاضر ہاڑ چوں خرمین را کہند طو
 بود از ناہما کے کوفیاں چہ وقتا ہو گفت کہ اطلاع ہزاریم از اہل ناہما کے واز
 جانب ابن نزیاد و مامور شدہ ام کہ چوں ترا ملاقات نما نم از تو جدا شوم تا تیرا بنزد
 ابن نزیاد و برم حضرت فرمود سازندہ ام باہی مذلت را می نہ خواہم شد۔

(مجلد المیران جلد دوم ص ۵۳۶ - ۵۳۷)

آنحضرت بعراق و آمدن حوض عقبہ

آنسور و رطوبت تبران طبع جدیدہ بطور

تبران ششہ (۲۹)

توجہ۔

ایہا اناس کی تہا دی طرقت نہیں آیا۔ اگر حبیب کہ سوا تر تہا سے خطوط آمد
 تہا سے تمامہ عیا پنے میرے پاس کیچے۔ تم نے کلمہ کہ آپ ہم مارے پاس
 آشرفین لایچے کہ ہاڑ امام و پیشوا کو فی نہیں ہے۔ شاعر خدایم کو اور آپ کو
 حق و حاکمیت پر شکی نہ کہے۔ مگر تم اپنے عہد و گفتہ پر تہا رہو۔ مجھ سے
 عہد جبرہاں تہا کہ کے دل میرا طعن کرو۔ اور اگر اپنی گفتہ سے پھر گئے
 ہو۔ اور عہد بن میان کہ شکستہ کرو یا ہے۔ اور میرے آنے سے نیز اور ہو۔
 میں اپنے وطن و ایس باسا ہوں۔..... حضرت نے عقبہ بن سمان
 سے فرمایا۔ کہ وہ خرمین میں دل خطوط میں سے کہ آؤ۔ جب خرمین لائے۔ ج

خطرہ کو نیاں ہے وفا سے بھری ہوئی تھیں۔ ٹرنے کہا۔ مجھے ان خطرہ کی اطلاع دیں۔ مجھے ان زیادتی مقرر کیا ہے۔ کہ جب آپ لاقامت کروں۔ مجدد زہولہ ماوریکراکپ اور ابن زیاد کے پاس نہ لے جاؤں حضرت نے فرمایا جب تک زہورہولہ۔ یہ ذلت مجھ سے ٹکارا نہ ہوگی۔

الرسالة العدد ٢١٤-٢١٥

مطلبو در شیعوہ جزئی یک، تخریفی (تلاطم) ہے۔

متصل ایلی معتمد:

يَوْمَ تَأْتِي سَأَلَ الْمُسْلِمِينَ وَتِلْكَ يَا شَيْخُ بْنُ أَبِي رَجِيحٍ وَيَا كَثِيرُ
بُرْ شِهَابٍ وَيَا هَلَالُ وَيَا هَلَالُ أَلَمْ تَكْتَبُوا إِلَيَّ
أَنْ أَقْدِمَ عَلَيْكَ لَكَ مَا لَكَ وَكَذَلِكَ مَا عَلِمْنَا
فَقَالُوا أَلَمْ تَفْعَلْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ الْحُسَيْنُ
إِذَا كَرِهْتُمْ مَرْفِئَ دَعْوَتِي انصَرَفْتُ إِلَى مَا شِئْتُ
مِنَ الْأَرْضِ فَقَالَ كَيْسُ بْنُ الْأَسَدِ انْتَرَى عَلَى
حُكْمِ الْأَمِيرِ ابْنِ زِيَادٍ وَمَا تَرَى إِلَّا مَا نَحِبُ
فَقَالَ الْحُسَيْنُ وَاللَّهِ لَا أُعْطِي بِيَدِي إِلَّا عَطَاءَ
الدَّلِيلِ وَلَا أَهْرُ فِرَارَ الْعَيْبِ مُشْرَتًا إِيَّيْكَ عَذَمُ
بَرِّقٍ وَرَبِّكَ مِنْ كُلِّ مُتَشَبِّهِ لَا يُؤْمِنُ
بِیَوْمِ الْحِسَابِ.

وتمتوا إلى غنم ٥٥ مشايخهم القدم

المسجد النبوي الشريف (مكة المكرمة)

توحید ۱۔

میدان کر لایں امام حسینؑ کے شیش بنی دھکی، کینٹریں شہا سب اور دوسرے لوگوں کو گدہ تم پر باد ہو بلو کہ کیا تم نے مجھے یہاں آنے کا نہ لکھا تھا۔ اور نفع و نقصان میں ساتھ دینے کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ کہنے لگے ہم نے ایسی کوئی بات نہ لکھی اور نہ کہی۔ امام حسینؑ نے فریاد اگر تم مجھے ناپسند کرتے ہو۔ تو میرا بیچا بچو ڈرو۔ میں جہاں مرضی ہو چلا جاؤں۔ تمہیں بنی اشعث نے کہا۔ امیر بنی زیاد کے حکوت سے گھوڑے پر سے نیچے اترا آئیں۔ تمہارے ساتھ اب جو ہم چاہیں گے۔ وہ ملوں ہو گا۔ امام حسینؑ نے فریاد خدا کہ تمہاری اپنے ہاتھ راہیت کیلئے اصل راوی کو نہیں دے سکتا۔ اور نہ غلاموں کی طرح بھاگوں گا۔ پھر آیت پڑھی۔ اِطِيعُوا عِصْمَتَ یَسِیِّعِ الْاَنْفِ

جلال العیون : امام حسینؑ کو بلائے والے ہی آپ کے قاتل بنے۔

چوں دو زوگر شد عمر کی سعد با چہار ہزار منافق حینہ کبر۔ ملا رسید و در بار لشکر امام سید فرود آمد۔ پس عمر و عروہ بن قیس اممکی را طعید و خواست کہ برسات بخد مت حضرت بغیر شد چوں آن نام و اذان تھا۔ اور کہ نامہاں حضرت نوشتہ بود و قول رسالت کرد۔ و یہ یک اندر رسد کے لشکر کی گفت، ایں مت ابامکر و نہ۔ زر کہ اکثر اذان تھا۔ اور کہ نامہ حضرت نوشتہ بود۔

جلال العیون جلد دوم ص ۵۲۶ مطبوعہ

تہران طبع جدید۔ زندگانی سید الشہداء۔

ترجمہ: جب دو ہزاروں ہوا۔ عمر بن سعد عینی مع چہار ہزار منافقین داخل کر بلا

تو اس اور مقامی لشکر امام حسین رضی اللہ عنہ اتار کر اور عروہ بن لعیس کسی کہ ٹاسکے چاہا
 بطور قاصد کی امام حسین کے پاس بھیجے۔ مگر چونکہ وہ نامزدان میں سے تھا۔ جنہوں
 نے خطوط امام حسین رضی اللہ عنہ کو لکھے تھے۔ اُنہیں نے قاصد کی قبول نہ کی۔ اور اس
 امیر و فوجی لشکر سے کہتا تھا۔ کوئی قبول نہ کرتا تھا۔ اس لیے ان میں اکثر دیکھی لوگ
 تھے۔ جنہوں نے خطوط لکھے۔ اور عراقی میں بکھرا تھا۔

(جلد دوم العیون اردو ص ۲۲ جلد دوم مطبوعہ)

(لاحقہ)

جلد دوم العیون :-

وہی بنیم شمار کر دیتے تھے۔ اس سے کہ خدا ابراہیم خاتم النبیین آفریدہ اید پر خود غضب
 اور استرجاع خود کرانیدہ اید و از رحمت او خود را محروم ساختہ اید پس نیکو پروردگار
 ہست پروردگار ما و بد پروردگار شمار دے گئے کشتیِ قریب و عزت او شیطان
 بفرمان برداری او را ایمان آورید و در ظاہر پر مغیبا و در اکون جمیعت کروہ اید
 بر اس کے کشتیِ قریب و عزت او شیطان بر شما غالب گردید و ایت۔ و یا و
 خدا را از خاطر شما محو کروہ است پس لعنت بر شما باد و بر ابدت شما باد اسے
 یہ بخوایان جفا کر خدا را ما و از ہنگام اضطراب بعد و یاری خود غیبی چون اجابت
 شما کردیم و بہدایت و نصرت شما آمدیم شمشیر گزیدہ بر دوشے کشیدہ اید و دشمنان
 خود را بر یاری گردیدہ و از دستستان خدا دست برداشتید۔

(جلد دوم العیون جلد دوم ص ۵۵ مطبوعہ تہران)

خطبہ اُن سرور و بزرگ سیاح و کفر

ترجمہ :- میں تم کو دیکھ رہا ہوں کہ تم اس کام کے لیے جمع ہو گئے ہو کہ خدا کو تم نے اپنے

اور پوچھ گئی کیا ہے اس کا اس کے غضب کو اپنی جانب متوجہ کیا ہے اور اسی کی
رہمت سے عوام بھوکے ہوئے ہوئے ہیں جو کہ ہمارے ہمدرد گانے گارہے ہیں اور تم
اس کے خواب اور بدکار بندے ہو تم نے اس کی نافرمانی کی کا اثر اڑ گیا۔ اور
بظاہر اس کے پیغمبر پر ایمان لائے۔ اور آپ ہی اسی پیغمبر کی نصرت و نصرت کو
قتل کرنے پر جمع ہوئے ہر شیطان تم پر غالب ہوا ہے اور اس نے یاد خدا
تبارک و تعالیٰ سے محروم کیا ہے۔ تم پر اور تمہارے اور اسے پر لعنت
ہو۔ اسے یہ قایم جہاں کا دل تم پر ملے ہو۔ تم نے ہنگام اضطراب و اضطراب
اپنی مدد کو مجھے بلایا۔ اور جب میں نے تمہارا کہنا قبول کیا اور تمہاری نصرت و
مددیت کرنے کو ایسا ہی وقت تم نے شمشیر کھینچ کر پھینکی۔ چند دشمنوں کی
تم نے یار کی مدد گاری کی اور اپنے دوستوں سے و تہجداری کر کے دشمنوں
سے لے گئے۔

و علامہ علیہ السلام اور جلد دوم ص ۲۲۲-۲۲۳
مطبوعہ (۱۹۷۱ء)

مقتل ابی مخنف

فَلَمَّا سَمِعُوا كَلَامَ رُحْمِ بْنِ قَلْبُوَانِ ذَبَحَ سَهْوًا نَفْسَ
صَاحِبِكُمْ وَمَنْ يَتَّبِعْهُ أَفْوَسِياعٌ لِيَزِيدَ.

(مقتل ابی مخنف ص ۵۵ منہا یقینہ)

القوم الحیووم مطبوعہ مطبعہ حیدریہ

نہایت اشرف)

ترجمہ۔ جب کوئی شیروں نے میدان کو دلائی، انہیں کسی کے ایک ساتھی زہیر سے

گھٹکوشی۔ (جس میں انہوں نے اپنی شیعوں کو خطوط لکھنے اور ان میں وعدے کیے
بدلتے کا ذکر کیا تھا) تو انہوں نے جواب دیا۔ ہم امام حسین اور اہل کسے ساتھیوں
کو قتل کیے بغیر نہیں جائیں گے۔ یا زید کی بیعت پر آمادہ ہو جاؤ۔

ان خطبات میں شیخ سے مندرجہ ذیل امور

شہادت ہوئے

۱۔ میدان کر بلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ منبر کے مخالفین وہ لوگ تھے جنہوں نے پیسے و دپے
خطوط لکھتے تھے۔ اور قسیر لکھا تھا کہ ہماری موت و حیات اور نفع نقصان
سب کچھ آپ کی خاطر ہے۔

۲۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اقام حجت کے لیے انہیں دو پوریاں کھول کر ان
کے جب خطوط لکھا تھے۔ تو سب نے انکار کر دیا۔ اور کہا ہم نے کوئی خط
نہیں لکھا۔

۳۔ میدان کر بلا میں امام کے ساتھیوں میں سے زہیری قمی نے شیعوں کو ان کے
وعدے اور قسیر یاد دلانے کی قراچوں نے کہہ دیا ہم تم سب کو قتل کر دیں گے یہ جوت
(یا زید کی بیعت کو)۔

۴۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے جب کسی کو کراۓ دار بنا یا جاتا تو وہ
اپنے خطوط یا دوسرے کے ذریعہ تمسوس کرتا۔

۵۔ خود امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کر بلا میں خط بھیجئے والوں کو فرمایا کہ تم نے
بجھوتہ وعدے کیے۔ اور مجھے یہاں آسنے کا ترغیب دی۔ ہم تمہارے
وعدوں پر یقین کر کے آ گئے۔ اب تم خود صلی اللہ علیہ وسلم کی فریاد و قسرت

کے قتل کے دو پہلے ہو۔ تم پر اللہ کی لعنت۔ تم ہزاروں بے وفائی کے سوا کہ تم ہماری آنکھ سے پریشانی بالکل خارج ہو گئی۔

حاصل کلام ۱۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوثر ملائے والے، بارہ ہزار خطوط اور بیست سے قاصدین بھیجنے والے، سلم بن عقیل کی اشارہ ہزار بیت کرنے والے اور نہ جان ہی بشیر گور کو کوثر کو شام کی غرت دیکھنے کا وعدہ کرنے والے سب کے سب شیطان ملی و شیطان مسلمہ، ہستے، پھر امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل میں میدانِ کربلا میں آنے والے بھی یہی تھے۔ اسی وجہ سے آپ نے انہیں خطوط دکھلائے۔ اور ان کی آنکھیں دھڑ سے یاد لائے۔ کیونکہ یہ سب لوگ نہ کوئی الاصل، تھے۔ ان میں کوئی حجازی یا شامی نہ تھا۔ نہ عقل ابی مخنف، نہ نے کہا۔

قتل ابی مخنف :- امام حسین کے مقابل میں کوئی شامی نہ آیا سب کوئی تھے۔

فَتَمَّا مَلُوا أَسْمَانُونَ أَلَفَ حَارِ يَوْ قَيْنَ أَهْلِي أَنْكُرُوا كَذِبُوا
لَيْسَ فِيهِمْ شَايِرٌ وَلَا حَبَّانٍ حَقَّ

(قتل ابی مخنف ص ۵۲)

ترجمہ :-

یہی امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل میں جو اسی ہزار کا لشکر آئندہ سب کے سب

کوئی تھے۔ ان میں کوئی بھی حجاز یا شام کا رہنے والا نہ تھا۔

حوالی مخنف :- کی اسی عبارت سے تصدیق ہو گئی۔ کہ اسی ہزار کا لشکر جو میدانِ کربلا

میں امام کے مقابل تھا۔ وہ سب کوفیوں کا تھا پہلے اور اسی میں آپ نے کوئی لوگوں

کے بارے میں چرحہ کر سب "شیطان ملی" تھے۔ بعد معلوم ہوا کہ امام عالی مقام کو

جلائے والے بھی شیعوہ تھے مسلم ہی قتل کے باوجود امام کے لیے بیعت کرنے والے ائمہ اور
ہزار بھی شیعوہ تھے۔ اور میدان کرکڑی امام اور اہل بیت کے قتل پر آدھ بھی یہی اسی ہزار شیعوہ
شیعوہ تھے۔

میدان کرکڑی شہادت حسین کے بعد اہل بیت

کو لوٹنے اور رونے والے شیعوہ تھے۔

قریب عظیم و نور العین :-

لا اہوا ساق اسفرنجی حضرت زینب علیہا السلام کا زبانی کہتے ہیں کہ ہم ایک شہر
کے اندر بیٹھے تھے کہ ناگوار بہت سے مرد عجمیوں کے اندر چلے آئے۔ انہیں
ایک شخص ازرق چشم تھا اس نے عجمیوں کا کلا اسباب لے لیا اور پھر اس کی بھانج
امام زین العابدین علیہ السلام کو دیکھا۔ کہ وہ ایک چڑت پر چڑے سے بھی وہ چڑا بھی
آئیں نے ان کے نیچے سے نکال لیا۔ ان کو زمین پر ڈال دیا بعد اس کے میرے
سر سے اس نے مٹن لے لیا۔ اور پھر اس نے میرے گوشواروں کی طرف دیکھا
وہ بھی اکڑے کہ میرا کان بھی کسی تھری پٹ گیا۔ کہ میرا اس نے ان کو کھینچ لیا تھا
اور حق میرے کانوں سے بہتے لگا تھا۔ وہ باوجود اس ظلم کے روٹا بھی جانا تھا پھر
اس نے اس غلطی کی طرف تھوکا۔ جو خاطر صغریٰ کے دو لہو بیروں میں تھیں اس
کا ہمارے لگا جب زاتری۔ تو اس نے ان دونوں غلاموں کو تڑپا دیا۔ اور توڑ
کر پیروں سے اکڑیا۔ پس میں نے اس سے پوچھا کہ تو ہم کو کونسا بھی ہے۔
تو روٹا کہیں ہے۔ یا اگس نے جواب دیا۔ کہ میں اس مصیبت پر دو تاجوں

جو تمام ائمہ سیما پر نازل ہوئی ہے۔ جناب زینب سلام اللہ علیہا قرآنی مجسمہ کی بنیاد
 کان کے دور سے اور حضرت فاطمہ صغریٰ سلام اللہ علیہا کے رونے سے اور
 قیام دور رونے لگی۔ اور میاں نے کہا کہ خدا تیرے ہاتھوں کو قلعہ کر دے بعض کتابوں
 میں آٹھ اضافہ ہے کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا سترہ اس کا جواب گئے
 کہ اس سے کہا کہ جب تمہاری ان عیبیہ قول پر اتنا رحم آتا ہے۔ تو پھر یہ زینب
 کیوں لیے دیتا ہے؟ میں نے کہا کہ اس وجہ سے یہ زینب لیے دیتا ہوں کہ اگر
 میں اس کو چھوڑ دوں گا تو کوئی دوسرا نہیں ضرور اسے لے گا اس لیے اس سے
 بہتر ہی ہے کہ میں اسے لوں۔ بہر حال ہمارے معزز مورخ میان کر کے میں
 کر کے شخص جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ وہ ابو خنی ایمن بن عبد اللہ بن مسعود تھا۔

(۱۔ نور العین ص ۱۳۴)

۲۔ مصنف الی مختلف ص ۹ رجوع الخرم

علیٰ خیم الحسین، طبع مکتبہ مدینہ منورہ

اشرف (قدیم)

۳۔ ذکا عظیم ص ۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶-۱۵۶۷-۱۵۶۸-۱۵۶۹-۱۵۷۰-۱۵۷۱-۱۵۷۲-۱۵۷۳-۱۵۷۴-۱۵۷۵-۱۵۷۶-۱۵۷۷-۱۵۷۸-۱۵۷۹-۱۵۸۰-۱۵۸۱-۱۵۸۲-۱۵۸۳-۱۵۸۴-۱۵۸۵-۱۵۸۶-۱۵۸۷-۱۵۸۸-۱۵۸۹-۱۵۹۰-۱۵۹۱-۱۵۹۲-۱۵۹۳-۱۵۹۴-۱۵۹۵-۱۵۹۶-۱۵۹۷-۱۵۹۸-۱۵۹۹-۱۶۰۰-۱۶۰۱-۱۶۰۲-۱۶۰۳-۱۶۰۴-۱۶۰۵-۱۶۰۶-۱۶۰۷-۱۶۰۸-۱۶۰۹-۱۶۱۰-۱۶۱۱-۱۶۱۲-۱۶۱۳-۱۶۱۴-۱۶۱۵-۱۶۱۶-۱۶۱۷-۱۶۱۸-۱۶۱۹-۱۶۲۰-۱۶۲۱-۱۶۲۲-۱۶۲۳-۱۶۲۴-۱۶۲۵-۱۶۲۶-۱۶۲۷-۱۶۲۸-۱۶۲۹-۱۶۳۰-۱۶۳۱-۱۶۳۲-۱۶۳۳-۱۶۳۴-۱۶۳۵-۱۶۳۶-۱۶۳۷-۱۶۳۸-۱۶۳۹-۱۶۴۰-۱۶۴۱-۱۶۴۲-۱۶۴۳-۱۶۴۴-۱۶۴۵-۱۶۴۶-۱۶۴۷-۱۶۴۸-۱۶۴۹-۱۶۵۰-۱۶۵۱-۱۶۵۲-۱۶۵۳-۱۶۵۴-۱۶۵۵-۱۶۵۶-۱۶۵۷-۱۶۵۸-۱۶۵۹-۱۶۶۰-۱۶۶۱-۱۶۶۲-۱۶۶۳-۱۶۶۴-۱۶۶۵-۱۶۶۶-۱۶۶۷-۱۶۶۸-۱۶۶۹-۱۶۷۰-۱۶۷۱-۱۶۷۲-۱۶۷۳-۱۶۷۴-۱۶۷۵-۱۶۷۶

شہادت حسین کے بعد بازار کو فرمیں اہل بیت نے
ماتم کرنے والے شیعوں کو مکار و قدار کہا اور اپنا

قاتل ٹھہرایا

خُطْبَةُ زَيْنِ الْعَابِدِينَ

اے ماتم کرنے والو ہمارا قاتل تمہارے سوا کون ہے

جلد العیون :-

چون (اہل بیت رسالت) ادا قتل کو نہ حضرت زین العابدین علیہ السلام بلایند
بسیارہ بخود نہایت راست و درست مبارکش دایہ گردن تل کردہ اندو و خدوات
استار عصمت و پرستش را بر چہ سوار کردہ اند صدا بخود و شیعوں و گریہ بند
کو نہ حضرت بآواز نہایت گفت کو شکر مانوم و گریہ کی کند ہی کہ مارا کشتہ
است ۔

۱۔ جلد العیون جلد دوم ۵۹۳ خطبہ حضرت

زینب عاتقہ و کوثر مطبوعہ تہران طبع جدید

۲۔ اجتماع لہجہ جلد اول خطبہ زینب بنت علی مطبوعہ طبع جدید طبع جدید ۱۳۹۵

ترجمہ۔

اہل بیت رسول حسب کوزوں غل ہوئے۔ اہل کفر نے ایک بکرہ اور بڑی اونٹنی
بیت کو دیا اور امتیازی تکلیف میں ایک۔ ان کے ہاتھ مبارک گردن سکے پیچھے
باندھ دیئے گئے۔ ایک اور اہل بیت کی مستورات ننگے اونٹنی پر سوار کی گئیں
ایک کو قیوں سے یہ وریدہ کو زکریہ و زمرہ کی۔ اور مزین، عابدین سے کہ اور
آواز سے صحابہ کہتے ہوئے ڈایا۔ ہم پر خود اور گریہ کرتے ہوئے بتا رہی
اور نے دے کوئی ایک ؟

خُطْبَةُ سَيِّدَةِ زَيْنَبَ

اس کا تم کرنے والو قیامت تک ماتم ہی کرتے رہو
گے یہی تمہاری سزا ہے

جلال العیون ۱۔

طبرانی حرم اسدی گفت وریں وقت زینب عاتون دختر امیر المؤمنین مشہور
کہ وہ بوٹی مردم کفر و شمش شریہ بد بانی شدت و اضطراب چنان سخن میگفت کہ
گویا از زبان امیر المؤمنین سخن میگوید کہ پس بعد از ارکے مراد انی وہ در وقت
رسالت پناہی و صلوات بر اہل بیت اختیار حضرت و فبا آنحضرت۔ ا بعد
اسے اہل کفر و فساد کو حیل آ یا شمار مایگو وید۔ ہمز زینب دیرہ نما از زور شمش
ایستاد و ملاقات از ستم شمشا کہی گردیدہ شکل شمشا از زن است کہ شمشا خود ملا

کی تائید و بازی کشی و دشمنان پر شستہ ایمان خود کا گتیدہ کفر و نور کشیدہ زحمت و مصائب شما
گرد موحی ہے اعلیٰ معنی باطن و فطن و فز و کزیراں و صیب جوئی و شوال از مستید و گرانیک
کہ در فرہ و عافیت کہ کدانش قبر کردہ باشد۔ بدو شعر خود با غمت فرستادہ۔ و خود و احمد
و در چشم گردانیدید۔ اما شما براگہ ہونا نکند۔ خود واکشتہ اید و برہیکر سپید چہ و غت
اید کہ بسیار بگریدید کہ غت و بکنید۔

(۱)۔ علامہ امین الدین جلد دوم ص ۵۹۲ مطبوعہ تہران

بدریہ علیہ حضرت زینب خاتون

(۲)۔ اجتماع طبری جلد دوم ص ۲۹، طبع بدریہ

و طبع قدیم ص ۱۶۵

(۳)۔ کتاب ابن شہر آشوب جلد ۲ ص ۱۱۵

فی متن مطبوعہ رقم طبع جدید

ترجمہ

سریر کی شیرازی کہ ہے کہ اس وقت حضرت زینب دختر امیر المومنین نے شادی
کیا۔ قاضی و جوہر اس حالت اضطراب و شدت میں اس طرح کلام کہی تھیں۔
گویا امیر المومنین کا مفراتہ میں۔ پس بعد اس کے محمد امین و دوسرے مختار اعلیٰ بیت
انیداد عزت اطہار فرمایا۔

اللہ بعد اس کے اہل کوراسے اہل کورہ و عیال ہم پر گریز کرتے ہوئے ہوا۔ تم
نہ ہیں تو کی کیا ہے۔ ابھی تمہارے ظلم سے ہمارا درد نامرکوت نہیں ہوا۔ اور
تمہارے ستم سے ہمارا فریاد و نالہ سنا کن نہیں ہوا۔ اور تمہاری مثل اس صورت
کی ہے۔ جو اپنی وی کو مستبد و سختی اور کھول ڈالتی تھی۔ تم نے میں اپنی بی بی ایوان
کو توڑا اور اپنے کفر کی عفت پھر گئے۔ تمہارا دعوئی گو سرا سر ہے اعلیٰ اور

اور ایک فی باطل ہے۔ اور ادا نہ کرنا کفر الٰہی و صیب جوئی
 دشمنان اور شہداء کی زندگی ہے جیسے گھاس گھوسہ پر لگا ہو تو یہ سپاہِ قیام و تادیر
 بڑا نشہ و کھار کا لگتی ہو۔ تم نے اپنے لیے آخرت میں خوشی و خیر و نیکت خواب
 بچھنا اور اپنے کو ابد الابد و سرور و ہر گز پریشانی و غم سے دور کرنا چاہا۔ جو غم و غم
 ہمیں قتل کیا اور خود ہی روئے جو۔ ہاں اللہ کے قسم! تمہیں نریا اور روئے گئے۔ اور ہم
 ہنس گئے۔

از جریڈا المیراں ص ۲۷۰ (انصاف پر مبنی لکھنا)



خطبہ فاطمہ بنت حسینؑ

اے مائیمو! ہمارے قتل سے تمہارے دل شاد
 ہو گئے۔

جلال العیون:-

بعد ازاں ظالم و ختم حضرت سید شہداء کی شہید خواہی..... اللہ سے
 اہل کو تو راہیں کر و قدر و تجر و جیل حق تعالیٰ اللہ سے رسالت را۔ بے شہا قبول کرانید
 و شمارا برما مکتب سائنسہ و ایلاسٹے، ابراہیم سے کرانید و علم خود را بجا واد و دہم
 صافیت را بجا رکھ کر و دہم مند و حق علم خدا و مغزی حکمت خدا و محبت خدا و مذہب
 بر جیسے مباد و بجا و دہم و اسستہ است، ابراہیم سے کرانید و خود و تعقیل واد و دست



خطبہ ام کلثوم بنت فاطمہ

کوفیو تمہارا برا ہو تمہارے منہ سیاہ ہو جائیں۔

حبل العيون:

پس ہم کھنڈہ و تیر و کج حضرت سیدہ عائشہ و صدائے گریہ بلند کرو اور جو وہی محترمہ خدا کر دے حاضر
اور اکوہ سے: میں کو فہرہ برسمال شہداء و عاشقین با وادی کی شہادت پر سبب با ورم حسین و
خوہید و یاری او نمزد و اور البتکل اور یہ دعا سوال او را غارت کروید و پر و گنجان غم
سراستے اورا میر کروید و کی بر شہداء و لعنت بر دینہا سنے شہداء گریہ و تیرہ کی پناہ وید و
فریاد گنا و دعا و در رشتہ شہداء با و کروید و چہ و نہائی محترمہ اہل بیت وید و نہائی محترمہ کرم
و اعلائی کروید

(مجله‌های مجیدین جلد دوم ص ۵۹۵ تا ۵۹۶ مطبوعه

ایران جدید - خطبہ سحر شنبہ ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ

—

بعد ازاں اسکے ام کلثوم دوسری دختر بنامہ خالہ سے عہد شکنے لگی و زواجی بندہ کی۔ اور
 زور دکر اولاد دی۔ کسانے کو قدامت۔ چہاں مال و مال بڑا ہو۔ اور نمبر سے متہیہ و ہول
 تم نے کسی بیب سے میرے بھائی حسین کو بگڑایا۔ اور اچانک جرد نکال۔ اور انیس
 تھکی کر کے مال و اسباب مال کا لوٹ لیا۔ اور ان کے پر وگین عصمت و بربط
 کو امیر کیا۔ اور اسے جو تہ پر اور صنعت و تہ پر کی تھیں چاہتے کہ تم نے کیا لہو و تہ

سکتا ہوں۔

آخر جب حضرت اہل بیتؑ اسیرانہ گرفتہ ہوئے۔ تو وہاں بھی چاروں طرف شیعیان علی اور
مہبان اہل بیتؑ کے فخر اور گریہ و فغان کی آواز کی گئی تھی۔ ان کو بھی ان ستم زدہ خواتین نے خطاب
میں کہا۔ تم نے ہمیں غلو دکھ کر یہاں تجویز کیا۔ ہمارے آجائے کے بعد تم غدار بن گئے۔ اور ہمارے
شیعہ ہونے کے دعوے دار ہو! ہمیں کافر کہا۔ پھر ہمیں قتل کیا۔ اتنا کچھ کرنے کے بعد اب رو بہ
جہنم اور ہمارا تم کو ہے حمد اللہ کی تم پر نعمت ہو۔ اللہ تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم ہی
دے گا۔ اور اسے خدا اور انہیں (اور تمہاری فسطوں کی) قیامت تک پیش نصیب ہو۔ اور
جنت انکم نصیب ہو اور تمہارے منہ کا سہاگہ رہیں، اہل بیتؑ کی ہر دعا قبول ہوگی اور تمہاری
سیسوں نے اپنے منہ کا سہاگہ کرنے کے علاوہ کچھ بھی کالے کر لیا۔

خلاصہ واقعہ کربلا

تمام اہل حضرت آپؑ کتب شیعہ کے حوالہ جات سے یہ معلوم کر چکے۔ کہ میرزا علی
رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد کوفہ میں شیعوں کی مجلس شہادت کا انعقاد ہوا۔ جس میں یہ سب
پایا۔ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا لایا جائے۔ اس کی خاطر قہر بات تحریر ہوئے۔ تمام یہی
بیٹھے گئے۔ امداد قہر بات میں غلیظہ لکھا گیا کہ ہم ہر طرح آپؑ کا ساتھ دیں گے۔ یہ اجتماع کرنے
والے۔ امام علوم کو کالے والے۔ غلوٹ کھینے والے۔ غلوٹ پہنچانے والے اور ان فسطوں
میں قہر ہمدردی جان کو لے والے۔ اپنی موت و حیات کو امام موصوفہ کی موت و حیات سے
وابستہ کرنے والے۔ امام سرور رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر امام حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں انصار
ہزار بیت کو لے والے سب کوئی اور شیعہ نہیں۔ بلکہ ہمیں ”مستشعین علی“ کہلاتے
پار فرماتا۔

اس کے ساتھ ہی امام مسلمہ کے ساتھ بیت آور کر کے یہ حیات میں داخل ہونے

دست۔ امام مسلم کو شہید کر کے واسطے میدان کر دیا میں، انہیں ان کے مقابلہ میں لڑانے واسطے، آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کرنے واسطے۔ مستورات کے خیروں میں لوٹ کر گھومنے واسطے سیدہ زینب اور خاتون کے ترقی و ترقی، انہیں اپنے واسطے میدان کر دیا میں لوٹ کر گھومنے واسطے۔ دوسرے واسطے کو فریادیں پر مستورات اہل بیت کو فوج و ہاتھ کر کے محبت بتانے واسطے یہ سب کے سب و ذی اشخاص تھے۔ جی کو کچھ شیور کہا جاتا ہے۔

لہذا انہوں نے ان کی کتب کے حوالہ جات سے یہ تحقیق کر لینا درست ہے۔ کہ امام عالی مقام اور آپ کے رفقاء کو شہید نہ کر دیا کوئیوں دشمنوں نے کیا۔ جہیز بن نفیہ آپ کو قتل کرنے کو لگا۔ اور اہل بیت کی مستورات کہ بے حرمی اور ان کے ساتھ ظلم و ستم کیا انہیں لوگوں کا تھا۔ اس لیے وہ قتل ہو گئے۔ لیکن اس بات کے کہ ان کے دشمن لوگوں کو اپنے عقائد سے تو بیکار کے مسلک حتمی اہل سنت و جماعت پر ثابت قدم جمہور بنا چاہیے۔

انعام

فقہین نے کتب شیعوں سے جتنے حوالہ جات پیش کیے ہیں۔ ان میں سے اگر ایک حوالہ بھی مذکور کتاب میں نہ ملے۔ تو اس نشانہ کی کوئی دالہ کوئی حوالہ میں ہرگز نہ ملے گا۔ اور اس کے علاوہ جو سزا پر رکھی دیکھی میری

﴿ہا تو ابن ہاتھ کہ ان کفہ صادقین﴾

ایک دھوکہ

قاتلانِ امام حسینؑ ”اہل سنت تھے،“

ۛ

ایک نئے شیعہ مجتہد کا زوالہ اجتہاد۔

ہماری نظر سے ایک رسالہ گفدار مصنف کا امام حسینؑ علیہ السلام کا سید علی نقوی
النقویؑ اور رسالہ کا نام ”قاتلانِ حسینؑ کا مذہب“ ہے اس رسالہ میں مصنف نے بڑی
ڈھٹائی اور غریب دہی سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ امام حسینؑ رضی اللہ عنہ کے
قتل کرنے والے سنی تھے۔ حیرت اس بات پر بھی ہوئی کہ فریقین کی کتیب میں مذکور ہے
کہ امام حسینؑ کو گولہ مارنے والے ”شیعیان علی“ تھے۔ خط لکھ کر اپنے ہاں آنے کی دعوت دینے
والے میدانِ کربلا میں کوزری بے مقابہ پر آخرت تھے۔ ان حقائق کو چھپانے کی کوشش
کی گئی۔ اور دوسرے دھوکے چس کر کتابت کرنا پڑا کہ قاتلانِ حسینؑ وہاں سنت تھے۔

پہلا دھوکہ۔

واقعہ کربلا کے وقت کوفہ سے شیعہ ختم ہو چکے تھے

قاتلانِ حسینؑ کا مذہب، ذرا محسن مدنی کے کتاب ”الحدیث“

برمانے کی مرتع کٹائی کرتے ہوئے کھا ہے۔

”كَانَ أَشَدَّ الْقَامِ بِلَايَةِ رِيْقِيْنِيْدِ اَهْلٍ
اَلْكُوفَةِ لِكثْرَةِ مَنْ يَمَّا مِنْ شَيْعَةِ
عَلِيٍّ فَاسْتَعْمِلَ عَلَيْهِمْ زِيَادُ نَبِ
سَمِيْعَةٍ وَحَسَمَ اِلَيْهِ اَلْبَصَرَ
فَكَانَ يَسْتَمِعُ الشَّيْعَةَ وَهُوَ يَهُمُّ
عَارِفٌ لِأَنَّهُ كَانَ مِنْهُمْ آيَّامَ
عَلِيٍّ فَكَتَلَهُمْ قَتَلَتْ كُلَّ حَتَبِيٍّ
وَمَنْ دَرٍ وَاحَاثَهُمْ وَقَطَعَ الْاَيْدِي
وَالْاَرْجُلَ وَسَمَلَ الْعِيُوْنِ وَ
صَكَبَهُمْ عَلَى جُدُوْعِ الشَّخْصِلِ
وَطَرَدَهُمْ وَشَرَدَهُمْ عَنْ
الْعِرَاقِ فَلَمْ يَبْقَ يَمَّا مَقْرُوْفٍ
مِنْهُمْ“

ترجمہ:

معاویہ کے دور حکومت میں تمام لوگوں میں سب سے زیادہ صیحت میں اہل کوفہ تھے۔ اس لیے کہ وہاں شیعیان علی کثیر تعداد میں موجود تھے۔ وہاں کا مالک بھی زیادہ دین سے متعلق رہا گیا۔ اس نے شیعوں کو پوری جستجو کے ساتھ گرفتار کیا وہ ان کو پہچانتا بھی خوب تھا۔ کیونکہ علی کے زمانہ میں وہ ان ہی لوگوں کے ساتھ تھا۔ اس نے ان کو جہاں پایا قتل کیا۔ اور ہاتھ پاؤں قطع کئے۔ آنکھوں میں سلاخیں بھروائیں۔ دوزخوں پر سولیاں دلائی۔ اور عراق

سے جلاوطن کیا یہ بدلہ تک کہ کوئی مشہور و معروف شخص ان میں سے باقی نہیں رہا۔
 اس صورت حال کو سمجھتے ہوئے ممکن تھا کہ کوفے کے اندر شیعہ جماعت کے یہ
 کوئی نمایاں حیثیت پائی رہتی، بلکہ مارے جاتے مامولی پانے اور جلاوطن ہونے کے بعد
 جو پیسے کچھ اشخاص موجود بھی تھے وہ گزشتوں کے اندر اور پردوں کے پیچھے زندگی بسر کرنے
 پر مجبور تھے۔ اور شیعیت کا نام بھی زبان پر لانا اپنے استحقاق قتل کی دستاویز خیال
 کرتے تھے۔۔۔ یہ صورت حال دو ایک ۵۰، دو ایک سال پہلے ایک دس سال تک قائم
 رہی۔ جس میں بچے جوان اور جوان بوڑھے اور بوڑھے فنا ہو گئے، شیعیت ایک مخصوص
 باسرفتہ اور صاحب ایمان جماعت میں خفی حیثیت سے پرورش پا رہی تھی اور ۱۰
 جماعت کوفہ کے اتنے بڑے شہر میں کم نامی کی زندگی بسر کر رہی تھی۔

(مآثرات حسین کا مذہب ص ۶۲)

جلد اولی (لاہور)

جواب اول

حوالہ میں ذکر کی گئی کتاب کا مصنف شیعہ مذہب کا ہے

علی نقی نے کتاب الامداد کی جو حدیث نقل کی وہ ابو الحسن مائتہ شیعہ انداز میں
 کی تحریر ہے۔ یہی وہ شخص ہے کہ جس نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے خلفائے اور
 کتاب فاطمات وغیرہ تحریر کیہ ان کتابوں میں مزادہ مواد شیعیت کا ہے اور مسلک
 شیعہ کے بڑے بڑے مجتہدین نے اس کی جنابت پر اتفاق کر کے اس کی روایات کو نقل
 ہی کیا ہے۔ جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ ابو الحسن مائتہ ہم اول سنت کو جس بلکہ ان شیعہ

پر لکھی گئی کتاب جلد ہی ابو الحسن مدنی کو صاحب اخبار کے الفاظ سے روشناس
کرایا گیا اور سند و احادیث بہت کم ذکر کرنے والا بتایا گیا۔

میزان الاعتدال۔

عَلَيْهِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَبِي الْحَسَنِ الْمَدَنِیِّ
الْأَخْبَارِيُّ صَاحِبُ الْقَصَائِدِ ذَكَرَهُ
ابْنُ عَبْدِ بَنِي الْكَامِلِ فَقَالَ عَلَيْهِ بْنِ
مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَيْمٍ الْقَدَاسِيِّ
مَوْلَى حَبِيبِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَسْرُورَةَ لَيْسَ
بِالْقَوِي فِي الْحَدِيثِ وَهُوَ
صَاحِبُ الْأَخْبَارِ كُلِّ حَالَةٍ هِيَ
الْمَرْوَاتُ الْمُسْتَدْرَكَةُ۔

(میزان الاعتدال محمدی جلد ۲)

ص ۳۶ حروف الہین۔ مطبوعہ مصر

(مبیع قدیم)

ترجمہ

ابو الحسن علی بن محمد مدنی اخباری بہت سی تصانیف کا مالک ہے مابین ہدی
نئے نکالی ہیں اسی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابو الحسن مدنی مذکور
عبدالرحمن بن سمرقہ کا آزاد کردہ غلام تھا حدیث میں قوی نہیں تھا اور صاحب
اخبار تھا روایات سند کے اسی نے بہت تھوڑی تعداد میں روایت
کی ہے۔

ہذا ایسے اختیاری اور غیر قوی آدمی کی بیماری سے غیر متعین کو رو کر تاکم علمی اور
جہالت کی دلیل ہے۔

جواب دوم

یہ کہنا غلط ہے کہ واقعہ کر بلا کے وقت کو فر میں شیعوہ مدعوں
ہو گئے تھے

علی نقی نقوی کے دعوہ میں دو سرا پہلو یہ تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور
میں شیعہ تحریک توحید مرگ پر تھی۔ اور اس کے چاہنے والے ایک ایک کر کے ختم کئے جا رہے
تھے۔ یہ پہلو ایک ایسی دیدہ و دلیری ہے۔ جو مخالف کو ہرگز چہا نہیں سکتی۔ کتب شیعہ بھی اس
کی تردید کرتی ہیں۔ اور خود اس شخص کے بیان سے بھی اس کی تردید ملتی ہے۔ جو واقعہ کر بلا
کا پہلا راوی ہے۔ مقتل ابی مخنف میں ابو مخنف لؤہ بن عقیل لکھتا ہے کہ جب شیعوں نے
امام حسین کو خط لکھے۔ تو انہوں نے یہ بھی لکھا تھا کہ ہم آپ پر جان قربان کر دیں گے۔
ہمارے لشکر آپ کے لشکر ہو جائے گا۔ امام مسلم جب نمائندہ کی حیثیت سے تشریف
فرما ہوئے۔ تو اتنی ہزار شیعہ آپ کی بیعت میں داخل ہو گئے تھے۔ اس کے لئے حوالہ
بیش خدمت ہے۔

مقتل ابی مخنف۔

اِنَّهُ لَيْسَ لَنَا مَا هُوَ غَيْرُكَ خَا قَدِمَ الْيَسَارَ
لَنَا مَا لَكَ وَ عَلَيْكَ مَا عَلَيْنَا فَلَمَّا
اَنَّ يَجْمَعْنَا بِكَ عَلَى الْحَقِّ وَ الْهُدَى

وَأَعْلَمُوا أَنَّكَ تَقْدِرُ عَلَى جُتُوهِ مُبَجَّذٍ وَ
 رقتل ابی مخنف ۱۸ فی نزول محسن
 مہجور بخت اشرف بیت قدیم

ترجمہ۔

بات یہ ہے کہ آپ کے سوا ہمارا کوئی امام نہیں ہے۔ لہذا آپ ہمارے پاس
 ضرور تشریف لے آئیں۔ آپ کا فائدہ ہمارا فائدہ اور آپ کا نقصان ہمارا نقصان
 ہوگا۔ جو سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے ہمیں حق و ہدایت پر جمع
 کر دے۔ اور آپ کو جاننا چاہئے کہ جب آپ تشریف لائیں گے، تو
 تیار شدہ شکر و کلمہ تشریف لائیں گے۔

مقتل ابی مخنف۔

سَارَ حَقٌّ وَصَلَّ الْكُوفَةُ فَتَزَلَّ
 نَبِيًّا فِي دَارِ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسَرِّجٍ وَ
 قَبِيلٍ فِي دَارِ الْمُصْطَارِ بْنِ أَبِي عُبَيْدَةَ
 الْمُتَقِنِي فَجَمَعَ النَّاسُ يَحْتَمِلُونَ
 إِلَيْهِ فَنَاقَرُوا مِنْ كِتَابِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلُوا
 يَبْكُونَ وَ يَتَحَبَّبُونَ فَقَامَ عَدِيْسُ الْبَكْرِي
 فَحَمِدَ اللَّهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ وَ ذَكَرَ الشَّيْخَ
 فَصَلَّى عَلَيْهِ وَ أَقْبَلَ عَلَى مُشِيمٍ وَ قَالَ
 إِنِّي لَسْتُ أَعْلَمُ مَا فِيهِ فَتُوبَ
 النَّاسِ وَ لَكِنْ أَخْبِرَكَ بِمَا فِي نَفْسِي

إِذَا دَعَوْتُ مُؤَنِّيَ أَجَبْتُكُمْ وَأَصْرِبُ بِسَيِّئِي
عَنْدُكُمْ حَتَّى آتَى اللَّهَ عَسْرٌ وَحِيلٌ مَعَهُ
جَبَسَ وَكَانَ سَيِّبُ بْنُ مُطَاهِرٍ وَقَالَ لَهُ
يَرْحَمُكَ اللَّهُ هَذَا فَضَيْتَ مَا عَيْنِكَ وَآنَا
وَاللَّهِ عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ قَالَ أَبُو مَخْنَعٍ وَ
جَعَلَ أَهْلُ الْكُوفَةِ يَدُ خُلُوفٍ عَلَيْهِ
عَشْرَةٌ بَعْدَ عَشْرَةٍ وَعِشْرِينَ وَآخِلٌ
وَ أَكْثَرُ حَتَّى بَايَعَهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمَ ثَمَانُونَ
أَلْفًا جَبَلٌ

ترجمہ

دکنیوں کے سلسل خلوط آئے پر امام حسین نے مسلم بن حنفیل کو عہدات کا جائزہ
لینے کے لیے کوثر بھیجا، آپ چلتے چلتے کوثر پہنچ گئے، اُتار کے وقت
سیاحان بھڑو یا مختار بن ابی حیدر ثقفی کے گھر تشریف فرما ہوئے لوگ
آپ کی آمد سنیں کر زاریاں کرتے کہ یہ آنا بانا شروع ہو گئے۔ آپ نے
انہیں امام حسین رضی اللہ عنہ کا پیغام پڑھ کر سنا یا بسن کر وہ رو دیئے
اور آہ و زاری کرنے لگے۔ مابین بکری کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء
کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے بعد کہنے لگا: اے مسلم!
بچے اور لوگوں کے دنوں کا توبہ نہیں میں اپنے دل کی بات کرتا ہوں
آپ جیسے بھی بچے بلائیں گے۔ میں حاضر ہو جاؤں گا۔ اور اپنی تلوار کے
ساتھ آپ کے دشمنوں کو مار بھگاؤں گا یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ سے
عطا کیا کردہ جانوں (میر جانوں) پھر یہ بیٹھ گیا اور حبیب بن مظاہر نے

کھڑے ہو کر کہا، اللہ آپ پر رحم فرمائے، آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اور خدا کی قسم! میرے بھائی بھی وہی ہیں۔ جو عاقل بکری کے ہیں، ان کو قتل کہتا ہے، اگر کوئی دس دس کی بیس بیس کی ٹولیاں میں یا کم زیادہ تعداد میں آتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک دن میں ہی امام مسلم کی اتنی ہزار کوٹیاں نے بیست کر لی۔

نیزنگ فصاحت۔

(حضرت علی رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: سوائے کوفہ کے اور کوئی میری ملکیت نہیں ہے چاہے میں اسے بیٹوں چاہے کثارتہ کروں جس طرح چاہوں (صرف کروں)۔

(نیزنگ فصاحت ترجمہ نوح ابلاغہ
ص ۲۹ مطبوعہ مطبعہ یوسفی دہلی قدیم)

جہاں المؤمنین۔

تخصیص اہل کفر حاجت، اتار دینا دار و کسب و کوفی الاصل خلافت
اہل حق و دلیل است و اگرچہ اہل حق و کوفی باشند۔

(جہاں المؤمنین تعریف نور اللہ
شوستری۔ جلد اول ص ۵
مطبوعہ تہران)

ترجمہ۔

کوفیوں کے مشیہ جوئے کے لیے دلیل کے پیش کرنے کی ضرورت

نہیں ہے اور اصل کو قہ کے رہنے والے کا اپنے آپ کو کشتی کہنا چرکھ نکھوت امل ہے۔ لہذا اُسے اس کی دلیل دینا پڑے گی۔ اگرچہ امام ابوحنیفہ کو کوفی ہی کیوں نہ ہو۔

لمحہ فکر میرے۔

آپ حضرات نے ملاحظہ کیا کہ ملی نقی نے کس طرح دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ اپنے گھر کی بات کو اپنی دلیل بنا کر اہل سنت کا رد کرنا کیسی بے سنی بات ہے۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا کو قہ تشریف لانے کے وقت یہ کہنا کہ شیعہ پُچھن چین کو ختم کر دیئے گئے۔ اگر یہی حقیقت تھی۔ تو غلط بھیجئے ولے اور امام مسلم کی ایک ہی دن یہی اسی ہزار بیت کرنے والے کول تھے؟ گو قہوں کا امام حسین کو اپنا امام تسلیم کرنا اور اپنے لشکر کو ان کی کمان میں دینے کا اہتمام کرنا اور کو قہ کے گورنر کی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر اس کو شکست دینا ان تمام باتوں کے لیے تیار نہ تھے۔ ہونا کس طرف اشارہ کر رہا ہے کیا ایسے ارادے والے چند آدمی ہوتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو شیعہ کہنا اپنے حق کے متعلق سمجھتے ہوں؟ امام مسلم بن حقیل کے سامنے حلف و قیاداری اٹھایا جا رہا ہے۔ اور جنگ کی شکست کی وجہ سے دس دس بیس بیس کر کے آئے ولے اسی ہزار تک پہنچ گئے۔ کیا ان تمام حالات و واقعات سے یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ شیعیت پر عاملیت مرگ طاری تھی۔

مقامِ حیرت ہے کہ ملی نقی کا یہ اقدام ملاحظہ کم ہے۔ یہاں جو بڑے بڑے ذہنی کو چھپانے کی پرانی عادت ہے۔ پھر اس کے باوجود "سید العلماء" کہتا ہے۔ کیا اسے یہ علم نہ تھا کہ امام مسلم کی بیعت کرنے والے اپنی کتب میں ان کی تعداد کو گنتی تھی؟ اگر معلوم تھا تو پھر یہ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے کو قہ تشریف لانے کے وقت چند شیعہ باقی تھے وہ بھی پیچھے پچھا کر وحشت گزار رہے تھے۔ کہنا بڑا فریب ہے۔ ابوحنیفہ کے

علامہ دیگر لوگوں کے نزدیک خطوط کھینے والوں کی تعداد اٹھارہ ہزار کے ننگ جگ تھی اس کے باوجود یہ کہنا کہ کوفہ میں شیعہ امام کی کوئی چیز تھی۔ چیرہ کن تھے؛ جب کہ انہوں نے خطوط میں اپنی شیعیت کا واسطہ دیا۔ اور اس کا اقرار بھی کیا۔

اس کے علاوہ نور احمد خوسروی (شیعہ ثانی) نے کیا خوب کہا ہے۔ کہ کوئی بلا دلی شیعہ ہیں۔ اعلان میں سے اپنی سنت کا دعویٰ کرنے والے کو اپنے سُنی جوئے کی دلیل دینا چڑے گی اگرچہ وہ مشرق و مغرب میں شہرہ ی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں بقا ثابت ہوا کہ علی نقوی کا یہ کہنا کہ کوئی اہل سنت تھے۔ اور انہوں نے ہی امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ بہت بڑا دھوکہ اور جھوٹ کا پلندہ ہے۔ ہم سی پر چھٹے کہ قاتلان حسین خود تباری کتابوں کے حوالہ جات کی روشنی میں بتائیں کہ کون تھے؛ قاتلان حسین وہی لوگ ہیں۔ جنہوں نے پہلے دہ پے کوفہ سے امام کو خطوط کھے۔ جنہوں نے امام مسلم کے ہاتھ پر بیعت کہ ان کی اقتدا میں نزاری پڑھیں۔ اور اپنے آپ کو خاص و عکس شیعین علی کیا یہ پوچھتے تو یہ لوگ کون تھے؟

دوسرا دھوکہ

علی نقی نے ایک ہلالہ ملی سنگہ سورے جیسے اہل سنت کو دھوکہ دے کر اپنا اُتو سیدھا کسے۔ ہلالہ یہ ملی کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو جس قدر خطوط کھے گئے۔ وہ اجماعی طور پر تھے۔ ان میں دو باتوں کا ذکر ضرور ہوتا تھا۔ ایک یہ کہ ہم کھینے والے قاتل کے شیعہ ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ معاویہ اور یاسر کی آل خاص امامت ہے اور آپ امامت کے حق حاد ہیں لیکن آخری خط جو سات آدمیوں کی طرف سے تھا۔ اس میں یہ

دونوں بائیں دھیس اور آبی سلت اور سلت اور سلت کے ساتھ تھیں نے امام کو شہید کیا۔ باقی
اجتہادی خطوط کھینے والے کو یہ بھی کہ بلائی جاتی یا بخاری کا مظاہرہ کرنے والے تھے اس سے
معلوم ہوا کہ قاتلان حسین اجتہادی خطوط والے نہ تھے بلکہ آخری خط کھینے والے سات اور
ان کے ساتھی تھے۔ جو اپنے آپ کو شہید کھانا پسند کرتے تھے۔ اور بڑی معاویہ اور اس
کی آل کو ناصیب و مامت کہتے برتیا رہتے۔ اور یہی جنہوں نے امام حسین کو مامت کا حق
دار کہا۔ دیکھئے اس کی کلام اس کے اپنے الفاظ میں۔

قاتلان حسین کا مذہب

اب تک جو کاروائیاں ہو رہی ہیں۔ وہ اجتہادی کبی جانتی ہیں۔ اس لیے کہ ای میں
جماعت شیعہ اور اس کے ذمہ دار نمائندے پیش پیش نظر آ رہے ہیں۔ اور وہ کاروائیاں
اس خط پر قائم ہو گئیں جو اپنے مضمون کے اعتبار سے بھی بالکل آخری کہا جاسکتا ہے لیکن اس
کے بعد ایک خط کرنے سے جانا جو نظر آتا ہے امام حسین علیہ السلام کے نام جس
کے الفاظ میں۔

”اَمَّا بَعْدُ فَعِنْدَ اَخِيَّتِنِ الْفِتَانُ وَ اِيْتَمَعَتِ
الْاَشْعَارُ وَ طَعَتِ الْاَجَامُ قِيَادَ اَشْرَئِفَتِهَا قَدِيمِ
عَلَى جُنْدٍ لَكَ مَجِيئُهُ وَالْمَقْلُ مُمْ عَلَيْكَ“

دیکھیں اہل ہندوستان کے یہودیوں اور مسیحیوں کی یہ بات کہ اب یہ
ہندو ہیں جب آپہنچائی تشریف لائیں ایک ایسے لشکر کا نائب جو

آپ کے لیے آراستہ ہو چکا ہے۔ والسلام

اس پر سات آدمیوں کے دستخط ہیں عبد اللہ بن ابی بکر، عمار بن عبد اللہ بن ابی بکر،
رزید بن روم، حروث بن ثعلبہ، عمرو بن ابی جراح، زید بن محمد بن حمران۔ قرآن سے پہلے

خطوط اور اس خط میں عنوان کی حیثیت سے ملنا نہ دیکھتے۔ ان خطوط میں سے ہر خط میں برابر اپنے قریب واپس کا لالہ ہے۔ معاویہ اور آل معاویہ کے غضب خلافت کا تذکرہ ہے۔ حسین بن علی کے استحقاق امامت کا اعتراف ہے۔ لیکن اس خط میں یہ کچھ بھی نہیں۔

اس کے علاوہ یہ سات تا دہی اگر اس حیثیت کے رکن تھے تو امام حسین کو دعوت دینے کی بانی تھی۔ تو ان اجتماعی خطوط میں ان کا کہیں نام کیوں نظر نہیں آتا۔ باوجودیکہ یہ لوگ کوئی گم نام اشخاص نہیں۔ بلکہ بڑے مشائخ اور شیوخ قبائلی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تاہم تھا کہ سلطان بن عمرو اور مصیب بن نجد اور رفاعہ بن شداد اور حبیب بن مظاہر اپنے محراب مہموت میں زندگی گزارتے تھے۔ اسے ہے اہم و زہم اشخاص کا تو اس میں نام ہر اور یہ لوگ نظر انداز کر دیئے جائیں۔ پھر جب کہ وہ کوئی ایک آخری کارروائی کر چکی تھی۔ جس میں پروردگار نے ان کی تعمیل کی درخواست تھی۔

اور پھر یہی قوت شہادت کو تو اس خط کے طرز تحریر اور اس کے الفاظ سے بھی کوئی غور و محنت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بلکہ برعکس اس کے بعد کو اس کے اندر مستند اور قسز کو ہر کار فرما نظر آ رہا ہے۔

آخر حسین کو لہجائی کھیتوں سے کیا کام اور رسیدہ یوں سے کیا غرض، احد لب ریز تالابل سے کیا مطلب، پیرا میں امام حسین کی تشریف آوری کی خواہش کا بھی پتہ نہیں ہے۔ بلکہ آئے کو آپ کی حیثیت پر محمول کر کے ایک خیر رسانی کی سی صورت ہے۔ یہاں پر تیار مل جو گئی۔ جب آپ کا دل چاہے تشریف لائیے۔

ان دعوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اشخاص کو اس جماعت سے کہ جو شیعہ کہی جاسکتی تھی کوئی تعلق نہ تھا۔ بلکہ وہ تو جب دیکھا کہ خطوط اس قدر باپکے ہیں۔ کہ امام حسین ضرور ہی ان کے مطالبہ کو بردار کر کے تشریف آوری عراق کا ارادہ کر لیں گے۔ اور جو وہ صورت حال کی بنا پر ان کو کامیابی حاصل ہوگی۔ تو ہم بھی باخبریں سواروں میں۔ کہ شہر کے مطابق

یہ چاہا کہ ہم بھی خطوط لکھنے والوں میں شمار کر دیے جائیں ماس میں حضرت کی کسوٹ ہوئے پر جس کے تو قعات قائم ہو چکے ہیں۔ ہم سے بدظنی پیدا نہ ہوگی۔ رائد یا اس کے اندر کوئی سازش مضمر تھی۔ جس کی بنا پر شفقہ طود سے یہ خط لکھا گیا تھا۔

یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ انی خطوط لکھنے والوں میں سے ہر جماعت شیعہ کے نام سے لکھے ہیں۔ بلکہ شخص کی بھی زندگی واقعہ کر بلا میں امام حسین علیہ السلام کے مقابلہ میں پائی نہیں جاتی۔

دقائق حسین کا مذہب تصنیف

علی حق نقری صاحب مطبوعات اسلامی لاہور

شیعہ مجتہد نے جن سات افراد کو قتل حسین کا ذمہ دار

قرار دیا شیعہ کتب میں وہ شیعہ

ثابت ہوئے

جواب اول۔

تاریخ: آپ نے غور فرمایا ہو گا کہ اس دعوے کے پہلے دعوے کی خود ہی تردید کر دی ہے۔ دعوے کو دیا تھا کہ امام حسین کی روانگی کے وقت کو قریب کوئی سر عام شوشہ نہ تھا۔ اور اب کہہ رہا ہے کہ سات آدمیوں کے مرانا تھا۔ ہزار غلو لکھنے والے کٹر شیعہ تھے اور ان سات آدمیوں نے خون لگا کر شہید بننے کی کوشش کی۔ ایسی سازش کے تحت ایسا کیا۔ ہر حال قبول علی نقی ہی چند آدمی گشتی تھے۔

اس کا ذمہ دعوے میں علی نقی تھے اس آفری خط لکھنے کی بروید تحریر کی وہ ہے کہ

پروحاب امام حسین رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری یقینی ہو گئی تھی۔ اور علامات کے سازگار ہونے کی وجہ سے ان کی حکومت و خلافت کے بن جانے کی قوی امید بھی تھی۔ لہذا ان سات آدمیوں نے مخالفت نہ کرنے کا ایک ذریعہ تلاش کیا۔ تو اس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس وقت مشیعوں کی اتنی بڑی کثرت تھی کہ وہ حکومت بنانے کے لیے بالکل واپس توڑی ہوئے تھے۔ اور موجودہ حکومت کا تختہ اسٹھنے کی اپنے دماغ میں ہمت پاتے تھے۔

تیسری بات یہ کہ ان سات آدمیوں کے علاوہ تمام خطوط کھتے والوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے یہ دعویٰ کر لیا میں مقابلہ نہیں کیا بلکہ ان کی حمایت میں جاؤں۔ قربان کہیں۔ اللہ مقابلہ میں مرتد والے وہی سات آدمی اور ان کے ہم خیال وہم نوالہ تھے۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے اپنے خط میں اپنے آپ کو "مشیر" نہ لکھا تھا۔ جیسا کہ ایک عربی مہارت بھی علی نقی نے نقل کیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی بالی نقی کا ایک غریب اور دھوکہ دینا ہے۔ لاش میں فیزی کرانی کتب کا ہی ملامت نصیب ہوتا۔ قدانہ نسخہ التوارخ میں جھانک کر دیکھیں۔ کیا بالی نقی کا کہنا درست ہے؟

ناسخ التوارخ،

شہید بن ربیع و ہمار بن ابیہر وزیرین عارضہ، ابن مدیم و عمرو بن قیس و عمرو بن حجاج زبیدی و عمرو بن مرزوق التیمی یہ سب مکتوب کردہ۔

يَسْمُوهُمُ اللَّهُ الرَّاحِلِينَ الرَّاحِلِينَ إِلَى الْخُسَيْنِ
بْنِ عَلِيٍّ مِنْ شَيْعَتِهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ
الْمُسْلِمِينَ بَعْدَهُ فَتَذْأَحْطَرَّتِ
الْجَمْعَانُ وَاتَّبَعَتِ الشَّجَارَةُ الْخُسَيْنِ
الْأَذْرَ حَتَّى وَادَّحَّتِ الْأَشْجَارُ حَتَّى وَادَّحَّتِ

جواب دوم

میدان کردہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل تمام شیعوں سے

جیسا کہ ہم گذشتہ سطور میں تحریر کر چکے ہیں کہ میدان کردہ میں امام عالی مقام کے مقابل میں وہی لوگ تھے جنہوں نے بارہ یا اٹھارہ ہزار کی تعداد میں خطوط لکھے جنہوں نے امام مسلم کے ہاتھ پر بیعت کر لیا۔ جنہوں نے اپنا جان نثاری کی تمغیں اٹھائیں ابن زیاد کو نرا دیتوں اور خوف کے مارے بھی ”مجان حسین“ بعد میں ”تاکلاہ حسین“ بنے۔ اگرچہ یہ لوگ دلیہ پر اس مقابلہ کے لیے تیار نہ تھے، لیکن ڈنڈہ اپر سب کام کروا دیتا ہے سبھی وہی جے کہہ رہے ہیں سے جیسا کہ کوئی جھگڑا روکا دینا کہ امام کے ساتھ طوائف کے لیے بیجا ہمارا تو مارے شرم کے بچا رہے کی گردن نہ اٹھتی تھی۔

سلمان بن مرہ غزالی کے مکان پر وفات امیر معاویہ کے بعد ہونے والی شیعوں کی جنگ سے بے گناہ کو قہری قافلہ ال بیت کے گرد ال کوفہ کے ماتم تک سلسلے واقعات آپنے بڑی تفصیل سے ملاحظہ فرمائیے اور یہ تمام واقعات ہم نے مشیخہ کتب کے معتبر حوالہ جات سے پیش کیے ہیں تمام واقعات کا مادہ تو اس وقت مناسب نہیں تاہم ان کا خلاصہ ہم اختصار کے ساتھ پیش کیے دیتے ہیں تاکہ مذکورہ تاریخی گواہی آپ کے ذہن میں دوبارہ تازہ ہو جائیں اور مشیخہ مجتہد علی نقی نقوی کے دوسرے دعوے کی نقلی بھی مکمل جائے۔

پہلے مرتلے پر سلمان بن مرہ نے اپنے گھر میں ہونے والے اجتماع سے کہا معاویہ جہنم میں ہو گیا ہے (معاذ اللہ) و غلامان اور پرائز مرگوا دیہ یعنی تم

حسین اور اسی کے والد علی کے شیعہ ہو۔ اگر مدد کر سکتے ہو تو امام حسین کو دعوت دے سب نے کہا ہم ان کی بھولہ مدد کریں گے۔ ہلاوا میون جلد دوم ص ۱۸۴ طبع جدید ارشاد و شیخ مفید ہیں یہ الفاظ ہیں کہ سلمان نے کہا اشتہر شیعہ متہ و شیعہ ایسہ تم اس کے اور اسی کے باپ کے شیعہ ہو۔ ارشاد و شیخ مفید ص ۲۰۲ مطبوعہ قم۔ مقتل ابی مخنف ص ۱۸۴ طبع نعتیہ ہے و منحہ شیعہ متہ۔ امام حسین کے شیعہ ہیں۔

دوسرے مرتبے جب کہ نویں نے امام حسین کو دعوت دی اور غلو طے کر کے قرآن کے بعض حیدہ حیدہ الفاظ یہ تھے از جانب سائر شیعیان و مومنان و مسلمان ابی کوفہ ہلاوا میون جلد دوم ص ۱۸۴ طبع مہران جدید یعنی یہ خط کوفہ کے تمام شیعوں کی طرف سے ہے۔ قیس قناہام ص ۱۸۴ طبع مہران جدید یعنی اسے امام حسین ہم آپ کے سوا کسی کو امام نہیں مانتے۔ و ان لم تقبلوا لیسنا حاکمات آیتہ ذیج عظیم ص ۱۸۴ اگر آپ کوفہ نہ آئے تو آپ روز قیامت، اس کے ذمہ دار ہوں گے۔

تیسرے مرتبے پر امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہ نویں کے بارہ ہزار غلو طے کا جواب بقول شیعہ کتب ان الفاظ میں لکھا۔ ہوسے گردہ مومنان و مسلمان و مشیساں ہلاوا میون جلد دوم ص ۱۸۴ یعنی یہ خط حسین بن علی کا شیعوں مومنان مسلمانوں کی طرف سے ہے۔ ہلاوا میون اردو جلد دوم ص ۱۸۴

چوتھے مرتبہ پر جب امام مسلم کوفہ میں آ گئے تو شیعہ کتب کے مطابق آپ کی بیعت کرنے والے شیعہ ہی تھے۔ دیکھیے۔ یوں تو وہ شیعیان بخیرت مسلم پیدا شد ہلاوا میون ص ۱۸۴۔ تو ایسے ہی ایک بڑی بڑی انسان نے امام مسلم کی کوفہ میں سرگرمیوں کی کھبری بڑی کہ ان الفاظ میں کی۔ شیعیان ہر اسے حسین بن علی بیعت سے نمایندہ ہلاوا میون جلد دوم ص ۱۸۴ یعنی شیعیان کوفہ امام مسلم بن حقیق سے امام حسین کی بیعت

زیر آنکه اکثر از آنجا بودند که نام بخیرست نوشته بودند جلوه ایمان بدو م ۴۴۰

آٹھویں مرتبہ پر میدان کر ملا کا غوثی طوفان گدھانے کے بعد اسیران اہل بیت
یا بجز اہل زہد و مردانوں کی تنگی پشتوں پر باندھ کر بازار کو نہ سے گزارے گئے
تو اہل کو نہ یہ دیکھ کر فوج کرنے لگے۔ اور فوج ماموں کی ایک فوج ہے اسی سے شیعہ علماء
کتب اہل سنت سے ماتم ثابت کرنے کے لیے فوج کا لفظ پیش کرتے ہیں دیکھئے
حزبی اسماعیلی گو جردی شیعہ کی کتاب برآسین ماتم وغیرہ۔ پناچہ جلد و المومن جلد دوم
صفحہ ۵۴ پر ہے چون داخل کو نہ حضرت زین العابدین علیہ السلام مدینہ ... مدائے
نور و شیعہوں دگر یہ بلند کردہ حضرت باور ضعیف ثقت کہ شمار پر مانور دگر سے
کنیدیں کہ مارا کشتہ است۔ یعنی جیدہ کو فیول نے تمام زین العابدین کو بازار میں
دیکھا تو فوج اور آہ و بکا کی آوازیں بلند کرنا شروع کر دیں مام نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ تم
ہم پر فوج ماتم کرتے ہو بتاؤ ہیں تمہارے سوا کون سے سیدہ زینبہ۔ سیدہ زینبہ
نے فرمایا تو مارا کشتہ اید ویر ما یگر مدینہ واقفہ لایہ کہ بسیار میگریہ یعنی خود تم نے
ہیں قتل کیا اور خود ہی فوج کر رہے ہو اسی طرح ہمیشہ فوج ہی کرتے رہو گے جلد المومن
جلد دوم صفحہ ۵۱۳ احتجاج طبری جلد دوم صفحہ ۱۳۰ اور مناقب ابی شہر آشوب صفحہ ۱۱۵
جلد چہارم۔

ابن تمام مراحل اجمالی تذکرہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔

اہم حسین رضی اللہ عنہ کو حشیشیں نے بلایا غلط فہم کیے اور ان میں اپنا تعلق شیعہ کے نقطہ سے کرایا۔

(۲) امام حسین رضی اللہ عنہ نے جانے والوں کو خرابی خط لکھتے ہوئے انہیں شدید کہہ کر پکڑا دیا اور فرمایا کہ مجھے شیعوں نے خط لکھے ہیں۔

(۴) امام مسلم کے کوثر وارد ہونے پر شیعوں نے آپ کی بیعت کی کیونکہ یہ

شہر ہی شیعوں کا تھا۔

(۴) حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو شہادت مسلم کی خبر پہنچی تو آپ نے اس بشارت کا
نوردار شیعوں کو قرار دیا۔ اور فرمایا کہ میں شیعوں نے دیکھا گیا ہے۔

(۵) امام حسین کا کوئی فریب کے سامنے خلوہ اندھیلنا اور عمر بن سعد کے کہنے کے باوجود
کوئی مردار دل کا ملے شرم کے امام حسین کے سامنے نہ ہونا یہ کھلی شہادتیں ہیں۔
اس بات کی کہ جنہوں نے آپ کو دعوت دی انہوں نے آپ کو شہید کیا اور یہ
پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ بلائے والے پکے شہید تھے۔ اب متوجہ آپ لوگوں
کے سامنے ہے۔

(۶) کوئی شیعوں نے قتل حسین جیسا جرم چھپانے کے لیے بازار کو قہ میں خانہ
اہل بیت کے گرامت شروع کر دیا جو اہل بیت رسول کو سخت ناگوار گزارا۔
اور انہوں نے شیعوں کی سازش کو ناکام بناتے ہوئے فرما دیا کہ ماتم مت کرو
عم ہی ہمارے قاتل ہو۔ اور ہماری بددعا ہے کہ تار و زار یو ہی ماتم کرتے
رہو گے۔ خدا تمہارا دست پھرے سیلا کرے۔ اللہ نے مظلوموں کی آکھن لی
اور آج تک تاجان حسین اپنے جرم کی دینی سزا حاصل کرتے ہوئے ماتم
نہ کر کے اپنا حال تباہ کر رہے ہیں۔

قتل حسین جیسے جرم کا سزا تو ہے
ہمیشہ قاتلوں میں سے ماتم پاتا ہے



فصل نہم

شیعوں کی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخیاں

گستاخی:

بقول شیعوں امام زین العابدین نے اپنے آپ کو زید کا
غلام ہونا مان لیا تھا

روضہ کافی ۱۔

ابن محبوب عن ابن ابي عمير عن جابر بن عبد الله عن
قائل سمعت ابا جعفر عليه السلام يقول ان
يزيد بن معاوية دخل المدينة وهو
يريد الصبح فبعث ابا رجل من قريش عن امه

فَقَالَ لَهُ يَزِيدُ ابْنُ عُبَيْدٍ إِنَّكَ لَتَأْتِيَنَّكَ
 بِمَنْ تَكُنْ . . . وَإِنْ شِئْتَ اسْتَرْهَيْتُكَ
 فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ وَاللَّهِ يَا يَزِيدُ مَا أَنتَ بِكَرَمٍ
 مِثِّي فِي فَرِيضٍ حَسَبًا وَلَا كَانَ أَبُولُكَ أَفْضَلَ مِنْ
 أَمِّي فِي النَّجَاهِ إِلَيْهِ وَالْإِسْلَامِ وَمَا أَنْتَ يَا أَفْضَلَ
 مِثِّي فِي السُّوَيْبِ وَلَا يَنْعِيرُ مِثِّي فَكَيْفَ أُخْبِرُكَ لَكَ
 بِمَا سَأَلْتُ . فَقَالَ لَهُ يَزِيدُ إِنْ لَمْ تُخْبِرْهُ
 وَاللَّهِ قَتَلْتُكَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ لَيْسَ قَتَلْتُكَ
 إِنِّي أَخِي يَا عَظَمَ مِنْ قَتَلِكَ الْحُسَيْنِ بَنِي عَلِيٍّ
 عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَأَمْرِي بِهِ فَقُتِلَ .

(حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَعَ يَزِيدَ لَعَنَهُ اللَّهُ)
 سُقِرَ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ
 فَقَالَ لَهُ مِثْلُ مَا لَيْتَهُ لِيَقْرَأَ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ
 ابْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ
 أُخْبِرْ لَكَ أَلَيْسَ تَقْتُلُنِي كَمَا قَتَلْتَ الرَّجُلَ
 يَا لَا تُسِرْ فَقَالَ لَهُ يَزِيدُ لَعَنَهُ اللَّهُ بَلَى فَقَالَ
 لَهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَدْ أَهْرَزْتُ
 لَكَ بِمَا سَأَلْتَ أَتَا عَمِيدُ مَكْرَهُ هَيَاتَ شِئْتُ
 هَذَا مَسِيكَ وَإِنْ شِئْتُ فَسَيَعُ فَقَالَ لَهُ يَزِيدُ
 لَعَنَهُ اللَّهُ أَوَّلِي لَكَ حَقَّقْتُكَ دَمَكَ وَلَمْ يُقَمِّضْ

ذَٰلِكَ مِنْ مَّشْرُوكِكَ -

افروغ کافی کتاب الرمد جلد ششم ۳۳۵-۳۳۶
مطبوعہ تہران طبع جدید ۱۳۸۹ء تذکرہ ریزہ
کلی جی جی

ترجمہ :-

(مذمت اسناد) امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا - کہ جب ایڑہ میں
مصابیر مچ کے اڑا دیے جاتے ہوئے مریض کی داخل ہوا تو ایک
قریشی کو حکا کو گھایا اس کے آنسو پر کہہ کیا تو میرا غلام ہونے کا انکار کرتا ہے۔
اگر میں چاہوں تبھی نہ چوں اگر چاہوں غلام بنی دیکھ لوں؟ اسی قریشی نے جواب دیا -
خدا کی قسم ہا قریش میں باعتبار حسب کے تو مجھ سے زیادہ با عزت نہیں۔ اور
خدا کی قسم اگر آپ میرے باپ سے جاہلیت اہل اسلام کہہ ستر ہے۔ اور زکوٰۃ
دی میں مجھ سے افضل ہے۔ اور زکوٰۃ مجھ سے بہتر ہے تو میں کیونکر تو رسوال قبول
کروں؟ یہ نہ دینے کہا۔ خدا کا قسم اگر دانا۔ تو قتل کرو ورنہ گناہ تو قریشی نے کہا میرا
قتل حسین بن علی کے قتل سے زیادہ بڑا نہیں۔ تو نے اسے قتل کیا جو رسول اللہ
کا نواسہ تھا۔ اس کا کہنے پر اسی قریشی کو یہ دینے قتل کھایا۔

۱۱ امام زین العابدین کو زبردستی کلمہ بیعت کو تسلیم کر لیا
پھر زبردستی امام زین العابدین کو گھایا۔ اور ان میں بھی دیکھا کہ جو اسی قریشی کو
کہا تھا۔ یہ یہی امام زین العابدین نے کہا۔ اگر میں مظلوم ہا قرارد کروں۔ تو کیا مجھے
بھی اسی شخص کی طرح قتل کر دے گا۔ میں طرح آس کو قتل کیا؟ یہ نہ دینے کہہ دیاں
امام زین العابدین نے کیا۔ یہ زرا مطالبہ میں نے دیا۔ میں یہ دیکھتا ہوں۔
خیر کی مرضی اگر چاہے مجھے بیچ دے۔ چاہے دیکھ لے یہ زبردستی اسٹاپ کرنے

کہ بہت اچھا لکھ گھنٹہ اپنا غریب محفوظ کر لیا۔ اور اس سے تیری عزت کی کوئی فرق نہ آیا۔

جلال العیون -۱-

یعنی پسند حسن از امام محمد باقر علیہ السلام روایت کروا دیا کہ یہ سب بھائی بھائی
کہ از اول بدین بیعت گیر و پس فرستادہ فرستادہ غلبہ و غفلت اقرار کیا کہ ہر ہندگی میں اگر خواہم تو کہیں
و اگر نہ خواہم ہر ہندگی گیر میں تو کہیں نہ گشت۔ بخدا سو گند کہ از این بہتر نہستی و سبب و سبب و سبب بہتر نہ
نہ خواہم بیعت نہ خواہم نہ خواہم تو در دین از سبب بہتر نہستی چرا برائے تو این اقرار بکنیم بزد گشت اگر
اقرار دینی بخدا سو گند کہ تیرا بیکشتم تو کہیں نہ گشت تو کہیں نہ خواہم تو کہیں نہ گشت تو کہیں نہ گشت تو کہیں نہ گشت
خدا کی انڈی طبع و علم پس علم کرو کہ از بدین سبب نہ فرستادہ حضرت علی بن امین علیہ السلام با غلبہ
و بطلان یعنی کرائی مرد و زکار و حضرت زعفران و حضرت عمر و اگر برائے تو اقرار بکنیم تو اقرار دینی بیکشتم
پس چنانچہ اہل مرد و زکار و حضرت زعفران و حضرت عمر و اگر برائے تو اقرار بکنیم تو اقرار دینی بیکشتم
خود را حفظ کردی و از شرف و بزرگواری تو چیزی کم نشود۔

(جلال العیون جلد دوم ص ۶۷۷-۶۷۸)

مطبوعہ تہران طبع جدید ۱۳۹۵ھ و ۱۳۹۶ھ

ایرانی کہ بہر حضرت وارد شد

تو کہید

یعنی نے پسند حسن حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ کہ خدیج
کے یہاں نے مدینہ آیا کہ اہل مدینہ سے بیعت ہے۔ یہاں تک کہ قریشی کا کلب
کہ کہے کہا۔ میری خلائی کا اقرار کر۔ اگر میں چاہوں تجھے قتل کروں۔ اور اگر
چاہوں تجھے انجی خلائی میں دیکھ لوں۔ اس مرد و عید و سنہ کہا۔ قسم بخدا

ترسب و نسب میں مجھ سے بہتر نہیں ہے۔ اور تیرا باپ میرے باپ سے بہتر نہ تھا۔ نہ جاہلیت کے وقت خدا سلام کریں۔ اور تو وہی جی تھیں۔ یہ بہتر نہیں ہے، پھر کس واسطے میں یہ اقرار کروں سید نے کہا قسم خدا اگر تو اقرار نہ کرے گا۔ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ اس مرد نے کہا میرا قتل کرنا میرے واسطے زیادہ نہ ہو گا۔ تکل حسین بن علی از مہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ سید نے اسی کے قتل کر دیا۔

اور کچھ لوگوں کو بھی کہ حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) کو قتل کیا۔ اور وہی کہا جو اسی مرد سے کہا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر میں اقرار نہ کروں۔ اس وقت تجھے قتل کر دے گا۔ جس طرح اسی مرد کو قتل کیا۔ سید نے کہا۔ اے حضرت نے فرمایا۔ جو کچھ ترسے کہا اسی کا میں نے اقرار کیا۔ سید نے کہا تم سنی جانی جان کی حفاظت کی۔ اور تمہارے شرع و حدود میں کچھ کم نہ ہوا۔

(جلال المیمنی اور دیگر روایات میں ۳۶۷)

(مطبوعہ لاہور)

لمحیرہ فکر یہ :-

نشد حضرت کے نزدیک اگر فریقین کے نزدیک طوائف کا حکم نہ دیا گیا ہو۔ تو طوائف لڑائی کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان طوائف کا حکم نہیں تھا۔ اور جہاد کی اجازت نہ تھی۔ لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور سید کے امین جہاد کا حکم تھا۔ اسی جہاد میں حضرت امام حسین نے جام شہادت نوش فرمایا۔ لیکن یہ بات کچھ میں نہیں آتی۔ کہ جب سید کے دامن پر کسی اہل بدعت کے خون کے وجہ سے تھا امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کہ اصحاب نے میدان کی ملائی جائیداد قرآن کی بنا پر جب اس کا دامن

آوردہ ہو گیا۔ اور دیکھا کہ اسے قاتل اہل بیت کہا۔ تو ایسے وقت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اسی کی بیعت کر لی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کو سب کچھ قرآن کو دیں۔ اور نیز جس کے قاتل ہیں۔ بیعت نہ کروں۔ اور ان کے قاتل ہمارے جند سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ حضرت اہل بیت کی جان کے تحفظ کی خاطر اسی کی بیعت کر کے اپنے آبائی جہاد کے مشن کو جہاد نام کر لی۔ یہ کیونکر ممکن ہے؟ ابتدا معلوم ہوتا ہے۔ کہ امام زین العابدین کے بارے میں بیعت کا یہ فقرہ بھی انہی واقعات کی ایک کڑی ہے۔ جو کو بڑی پاکارتی ہے ان خلیفہ کوگوں نے گمراہی اس طرح دیکھا ہے کہ امام زین العابدین کے ساتھ ہی سلوک و وارث کے ہوتے ہیں۔ جو انہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو کو بڑا کر پھر بیعت کرنا میں کیا:-

اس واقعہ موضوع کا ایک حیران کن پہلو یہ ہے کہ ایک عام قریشی شخص تو جہاں سے قریش ہے۔ لیکن یہ وہ کے ساتھ نہ کسی کوئی عربیے بالی کا حکیم مظلوم ہو کر رہا ہے۔ اور اس کی بیعت کے لیے کیا نہیں جوتا۔ لیکن اہل بیت کے ساتھ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے پند پرور گاہا بننا اور چاند کے قاتل کی بیعت کر لیتے ہیں۔ اور جن کو چھپا کر اہل بیت کی جان میں طمانیت پیدا کیا۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ایک عام آدمی بنتی بھی خیرت ایمانی نہ تھی۔ (معاذ اللہ عنہما) یہ سب باتیں اہل بیت کی تفریق اور کدو کشی کے لیے گھڑی گئی ہیں۔

ان هذالایهت ان هفید علی الامام العظیم



گستاخی

بقربانِ نرسن العابدین رضی اللہ عنہ ہر منکر خلافِ علی
کے غصوتِ ناسل اور دیر سے آواز آئی پر پہلے خلافِ علی
کا اقرار کرو وگرنہ ہم بول دیں ہر گز نہیں کریں گے۔

(معاذ اللہ)

اشمارِ حیدری

نام نید العابدین نے فرمایا یہ تم کو غیرِ غم کا وقت کافی نہیں ہے۔ یہ کہہ کر میں نے علی رضی اللہ عنہ
کو ایسا با تشعین کہا کہ تم نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے تھے۔ اور فرشتے ان ہی سے سر
نکالے جھانک رہے تھے۔ اور تم کو پکار رہے تھے۔ یہ دینی خدا ہے۔ اس کی متابعت کرو۔ ورنہ
تم پر عذابِ خدا نازل ہوگا۔ اس سے ڈرو۔ کیا تم کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ تم نے دیکھا کہ
علی چلے آئے اور پہرہ ہٹا دیا۔ پتے سے پتے جاتے تھے تاکہ کوئی کھانے کی ضرورت نہ پڑے۔
بسبب وہ گریں۔ تو یہ بڑا بھلائی جو آگئے۔ بعد ازاں علی نے دعا کی۔ اسے خدا ان لوگوں کو چھوڑ
نشانیاں دیکھا کہ اگر امرِ حق سے نزدیک، اصل ہے۔ تاکہ تیر کی محبت ان پر اور دنیا و دوا کا ذکر سے
انفرج جب وہ لوگ اپنے گھروں کی طرف واپس آ گئے۔ تو انہوں نے فرمایا چاہا تو میں نے ان کے
پلاٹھ پکڑ لیے۔ اور ان کو اندر بلانے سے روک دیا۔ اور انہوں نے کہ ہمارے اندر تم کو قدم لیکن حرام ہے
بسبب کہ ولایت ملنا ہاں غالب کو قرار دے کر توبہ، جنہوں نے اس کی ولایت کا اقرار کیا

اور یہ کہ گھروں کی داخل ہو گئے۔ پھر اندر جا کر وہ ہر سے پرے سے بدلتے کے لیے اپنا لباس اتارنے
کا ارادہ کیا۔ تب وہ لباس ان پر بھاری ہو گئے۔ اور وہ ان کو زخمی دیکھا اور کپڑوں نے ان کو آواز

دی کہ تم پر چار ۱۶ دنا آسان نہ ہو گا۔ جب تک ولایت علی ابن ابی طالب کا احقر نہ ہو کہو۔ تب
انہوں نے اس کی ولایت کا اقرار کیا۔ اور کچھ دن کو اس کو روایہ پھر دلا کہ اب اس پیشنے کا اہاد ہا کیلہ
تب وہ بھاری ہو گیا۔ اور ان کو آواز دی کہ تم پر چار پستہنا حرام ہے۔ جب تک ولایت
علی ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرو اس وقت انہوں نے اقرار کیا۔ پھر کھانا کھانے لگے۔ اسی وقت
مقران کے بیسے بھاری ہو گیا۔ اور جو حقے بھاری نہ ہو سکے تھے۔ وہ ان کے منہ میں جا کر تھوڑے
لگے۔ اور ان کو آواز دی کہ تم پر چار کھانا حرام ہے۔ جب تک ولایت علی ابن طالب کا
اقرار نہ کرو۔ تب انہوں نے ولایت علی کا اقرار کیا۔ بعد ازاں وہ پیشاب و پانما نہ کی ضروریات
کو رفع کرنے لگے۔ تب وہ غلاب میں مبتلا ہو گئے۔ اور ان کو قصید ان کے لیے مقرر ہوا۔ اور ان
کی بیٹیوں اور آٹا کھانے ناسل نے آواز دی کہ بھاد سے داخلہ سے خلاصی پا تا تم کو حرام ہے۔ جب
تک ولایت علی ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرو۔ اس وقت انہوں نے اس کو روایہ کی ولایت
کا اقرار کیا۔

و انکار حمید مدنی اور دوسرے تجویز تفسیر امام جمعیہ مسکوئی

۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰

لمحة فكرية:

اس واقعہ میں جو کچھ کہا گیا۔ وہ اپنے مقام پر لیکن اس کو راضی اہم ترین اعصاب دین کو بنانا
کس قدر گھٹیا امر ہے۔ اس کی متنی بھی درست کی جائے کہ ہے۔ کہاں اناس پاک احمد کہنا
اس قسم کی ٹیپ اور یہ ہو رہا جیسا منف و عذوقا۔ تہ گریا میہ سے خود پر تو نامہ ترین اعصاب دین
وہی اندہ عزت کی قزاق پر حملہ نہ کر سکے۔ ایسی ہے ہو رہا دیانت کی نسبت کر کے انہیں جن نام
کونے کے نا پاک بسا رست کی گئی۔

جہاں تک اس واقعہ کے مندرجات کا معاملہ ہے۔ تو کوئی جی اضمیہ اور جیائیس نہیں

پڑھ کر دے شرم کے، پڑگوں اور نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت عوام نے
کے لیے جو ایک سبیل بنی اور گواہانہ کا پتہ دیکھ کر ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ حیدر کرار کی
نورین سے لبریز ہے۔ چار خط درج کیے گئے ہیں کہ اگر اس اور کو برکت سے جمعیت تک
ولایت علی کا اثر نہ کرنا اسی وقت تک یہ مشکلات میں گھر سے دھبہ حضرت علی کی ولایت
تھی۔ باوجود ان شدید بیماریوں میں سے پیشاب و پاخانہ بند کر دیا۔ کس قدر گناہ و نافرمانی
اقرار کیا۔

(۱) تعذر اللہ فاعلم متعظراۃ

گستاخی نمبر ۳:-

انکار حیدری :-

وہشت و اندھین انھوں نے اور بدعتوں سے ان لوگوں کو براہ راست لائے اور انہوں نے
تیری برکت کی تصدیق کی ہے۔ اور تیرے پیغمبر جانتے ہیں۔ اور تیری تمام باتوں کو یکے بعد دیگرے جانتے ہیں اور
تیرے تمام افغان کو درست جانتے ہیں۔ اور تیرے بھائی کو تیرے بعد اپنا امام اور تیرے پسندیدہ
وہی جانتے ہیں۔ اور سب احکام میں اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اور جو کچھ وہ ان کو حکم دیتے ہیں
وہ اس کی عمل میں جانتے ہیں۔ اور برکت کے سوا جو برکت تجھ کو اس سے منحوس ہے۔ اور سب فتنائیں
خدا کی حکمت کی تیرے اور ہمسایہ ہم رہنے جانتے ہیں۔ اور جنت ان کو بھی ملے گی جیسا کہ وہ اس کو دلاوی
شخص کو جس کے لیے وہ اپنی اولاد میں سے فتنے کرے اور اس کے تمام دوستوں کو درست کہیں
گئے۔ اور اس کے مخالفوں سے دشمنی رکھیں گے۔ اور وراثت کی آگ ان پر جیسی سرور ہوگی اور وہ اسی
کے خذاب سے جیسی محفوظ رہیں گے۔

جب کہ وہ اس کے مخالفوں کی دوستی اور ان کے دشمنوں کی مدد کرنے سے کراہتی

انتہا کر دی گئے۔

لا آئید کی ترجیح فیہ انہم سن سکر کی ص ۵۵۱

مطبوعہ اسلام آباد کتب خانہ جامعہ

خلاصہ کلام:-

یہ سب کو اجیت میں جانا اور روز قح سے رہائی یا ناصرت اسکی برکات میں ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کے دشمنانیت پر عمل کیا جائے۔ بولا اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے۔
بعض شرطیں اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے علاوہ باقی تمام اوصاف و کمالات میں حضرت علی کو آپ کے ہمسر اور ہم درجہ سمجھا جائے جس کی گمانہ سامعین میں یہ ہے کہ جو شخص حضرت علی کو حضور کی شریعت و علم کا ہمسر اور ہم درجہ جانے لے۔ وہ خود کی ایمان بگڑ دوزخ میں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شیخ لوگ اگر یہ سب غلطی میں یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم حضرت علی کو نبی نہیں مانتے لیکن سب ان کی قیاد کا مصلحت سمجھا جائے تو یہ چلے گا کہ حضرت علی نبی تو نہ ان کے نزدیک تمام انبیاء کو اس سے افضل ہیں۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہیں۔

اور اگر انھیں یہ صحت اور پر مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کمزوری میں حضرت علی میرے ساتھ شریک ہیں اور میں کی گواہی دے چکا ہوں کہ میرا اور شریک نہیں رکھتے۔ یہی ان میں بعد میں شجاعت نہیں۔ ان میں میری نیکی نہیں۔ اور ان میں میری گواہی دلاؤ نہیں۔ اور پھر تلاش یہ ہے کہ ان تمام نبیاء و صحابہ اہل بیت سے یہ روایت انہم میں ان کی طرف منسوب کی۔ عجیب ہے۔ پرانی روشنی کا جلا اسکی غائب کیا جاتا ہے۔



فصل وہم

حضرت امام باقر و حضرت امام جعفر صادقؑ کے حق

میں گستاخیاں

گستاخی ہے

امام باقرؑ و امام جعفرؑ پر صرف چونال کر برہنہ لوگوں کے سامنے

آگئے (معاذ اللہ) اور کسی چیز پر ستر کے لیے کافی قرار دی

الفروع من الکافی۔

مَحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ عُمَرَ
ابْنِ يَزِيدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَحْمُودٍ عَنْ عُمَرَ عَنْ
بَعْضِ مَنْ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَدَخَلَ الْعَقَادِي قُبَّ حَبِيبِ السَّيِّدَةِ الْحَمَامِ فَقَالَ
لَهُ مَا حَبَّبَ الْحَمَامَ تَحْلِيلِيهِ نَكَ فَقَالَ لَا إِنَّ الْمَرْيَمَ
خَيْرِيَّةُ السُّوْمِيَّةِ وَرَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْمُرَادِي
فَقَالَ دَخَلْتُ حَمَامًا بِالسَّيِّدَةِ فَإِذَا شَيْخٌ
كَبِيرٌ وَهُوَ قَبِيرُ الْحَمَامِ فَقُلْتُ لَهُ يَا شَيْخُ لِمَنْ هَذَا
الْحَمَامُ فَقَالَ لَا بِي جَعْفَرُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمِيٍّ فَقُلْتُ أَكَانَ
يَدْخُلُهُ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ قَالَ كَانَ
يَدْخُلُ حَبِيبًا فَيُطْلِقُ عَائِلَةً وَمَا يَلِيهَا شَرٌّ
يَلْفُ أَنْ أَرَاهُ عَلَى أَطْرَافِ حَبِيبِهِ وَ يَدْعُوهُ فَأُطْلِقُ
مَا يُرْجِسُهُ فَقُلْتُ لَهُ يَوْمًا قَبْلَ الْيَوْمِ الَّذِي تَكُونُ
أَنْ أَرَاهُ قَدْ رَأَيْتُهُ قَالَ كَلَّا إِنَّ الشُّورَةَ مَسْتَرَةٌ.

(ابن الاثیر و الفقیہ فی ادب النساہ)

ص ۲۴ میں قصہ کلمہ میں یہ جملہ

(۹۵)

ترجمہ۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا۔ وہاں سے مراد یہاں جو تا
کران میں بیٹا کر رہا ہے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے
کہتے تھے کہ جو اس شخص کو دیکھو وہاں سے۔ اور کہا کہ جو وہاں سے
گروہ سے لکھا ہے۔ تو کوئی بھی نہیں۔ کیونکہ وہاں سے اس کا نام دے دیتا
ہے۔ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام علی علیہ السلام نے
انہیں کہا کہ کیا امام آپ کے لیے ظالم کریں؟ فرمایا کہ میں نے انہیں نہیں دیتا۔

الہذا انانی کہنے کے کوئی ضرورت نہیں (عیدہ اللہ العزیز سے روایت کی گئی ہے کہ میں
 حیرت کے ایک لمحہ میں گیا۔ تو ایک ضعیف اشخاص کو کہجا دو تمام کا منظم تھا۔ میں
 نے اسی یوز سے پہچان رہا کہ کس کا ہے؟ کہنے لگا یہ تمام اہم ہنر وہاں سے ہیں نے
 پہچاند وہ خوف بھی یہاں اُتے ہیں کہا۔ ہاں۔ چچا۔ پیر وہاں لڑ گیا کہ کتے چکا؟
 اسی نے کہا۔ تمام میں داخل ہو تے ہی اپنی شرنگاہ پر غلام رہ گئے تھے میں۔ پھر غلام
 پر ایک بٹہ باندھ کر مجھے بلاتے ہیں۔ تو میں ان کے باقی جسم پر غلام لگا ہوا وہاں
 نے انہیں ایک دن کہا کہ میں چیز کو آپ دکھانا پسند نہیں کرتے۔ میں اسے دیکھ
 لیتا ہوں مگر یہاں ایسا ہرگز نہیں۔ چو۔ انا ہرگز پروردہ ہوا تا سب سے الہذا تو چرنا تو دیکھ سکتا
 ہے۔ بعض مخصوص کی طرف متزنی ہوتا ہے۔ ۱۰

تبصرہ ۱۰۔

پچھلے روایت کی طرح اسی روایت میں بھی امام ہنر صادق اور امام باقر علیہ السلام کی طرف
 بے حیائی اور بے شرمی کی نسبت کی گئی ہے (معاذ اللہ) اپنی شرنگاہ پر چلی لگنے کے بعد کچھ قسم
 کسی دوسرے شخص کو تعقید قابل تر جگر پر جو نا لگنے کو کہنا ایک عام آدمی ماس کی اجازت نہیں دے
 سکتا ہے۔ کہاں انرا الہی بیت کہ ان کی طرف اتنی گھٹیا حرکت منسوب کی گئی ماس سے یہ بھی شیعہ
 لوگوں کی سن گھڑت روایت ہے۔ اہل اسلام اور اہل بیت سے گت کی ہے۔

گستاخی ۲۔

فروع کافی ۱۔

عَنْ يَحْيَى بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ حَقَّادٍ عَنْ مُحَمَّدٍ
 عَنْ زُرَّادَةَ عَنْ اَبِي عَمِيْرٍ عَنِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَالَ إِنْ سَأَلَ مِنْ ذِكْرِكَ شَيْءٌ مِنْ مَذْهَبِي أَوْ وَدَّعِي وَ أَتَيْتَ
فِي الْمَسْئَلَةِ فَلَا تَقْبِلْهُ ؕ وَلَا تَقْطَعْ السَّنَدَ ؕ وَلَا تَقْصُرْ
الْوَصْفَ ؕ وَإِنْ بَلَغَ عَيْتِيكَ هَيَاثُمَا ذِيكَ يَسْتَمِزُّ لَوْ
الْتِمَاحَا مَسِيرَ.

افزود کافی باب المذکر والودعی جلد سوم
ص ۲۰ مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ :-

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر نماز کی حالت نماز میں ہوگی یا
نہ ہوگی اور متاعل سے کل کہے۔ اور شخصوں تک پہنچ جائے۔ نوزائ کی کو دھونے
کی ضرورت ہے۔ نہ نماز ٹوٹتی ہے۔ اور نہ وضو کی کوئی خرابی واقع ہوتی ہے
کیونکہ یہ ناک سے نکلے ہوئے پانی کی طرح ہے۔

تبصرہ :-

غزلہ سے نکلا ہوا گندہ پانی، ناک اور منہ سے نکلے ہوئے پانی کی طرح ہے۔ یہ سرتراپی
گندہ پانی گندہ سبب شیعوں کے علماء کی رائے کا کہ سب کی امتیازی خصوصیات میں سے
ایک ہے اور ہم بلائے ہم سے کہ یہ امت امام جعفر کی طرف شیعوں کے سبب کی
ہے

گستاخی ۲۰

بقرآن امام جعفر بوقت ضرورت تھوک کے ساتھ
استنجا کرنا جائز ہے

من لا یحضرہ الفقیہ۔

سَأَلَ حَتَّانُ بْنُ مَسْدٍ نَيْدِرَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَقَالَ إِنِّي رُبَّمَا بُلْتُ قِتْلًا أَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ
وَيَسْتَدُ ذَلِكَ عَلَيَّ فَقَالَ إِذَا بُلْتَ وَتَمَعَمْتَ
فَامْسَحْ ذَكَرَكَ بِرُبِّكَ فَإِنَّ
وَحَدَّثَ شَيْئًا فَقُلْ هَذَا مِنْ
ذَلِكَ۔

(من لا یحضرہ الفقیہ ص ۱۶۱، جلد اول مطبوعہ
کعبہ فیما یقتضی الوضوء ویشمس
الشرب الغم من لا یحضرہ الفقیہ
جلد اول ص ۱۶۱ فیما یجس الشرب
طبع جدید مطبوعہ تہران)

ترجمہ:-

حنان بن مسد نے امام جعفر صادق سے عرض کیا کہ میں بعض دفعہ پیشاب کرتا ہوں
پھر مجھے پانی نہیں ملتا۔ مجھے اس وقت سخت پریشانی ہوتی ہے۔ تو اس وقت مجھے کیا

کرنا یا بیٹے امام سے قربانی جب تو ریل کرے تو اپنے ذکر پر متوجہ نہ کیا کر۔ اور کوئی
چیز غار کا بھی ہو تو تو اس کو متوجہ نہ کیا سمجھا کر۔

تبصرہ ۴:

عقائد مسائل کا پانی و شے کی صورت میں متوجہ نہ کیا کر۔ اس کی کوئی معلوم شے جعفریہ کے کس
نفس کے تحت و ترکیب کا نام ہے اس سے کہ نام لینا چاہتے ہیں۔ تو نسبت کی بنا پر متوجہ نہ کیا کر۔

گستاخی ۵:

دو ائمہ اہل بیت کا بیک وقت ہر ہند ہو کر تمام میں جانا
اس لیے جائز ہے کہ وہ معصوم ہیں (افغان امام جعفر)

من لا یحضرہ الفقیہ:-

وَفِي هَذَا الْكِتَابِ أَطْلَقْتُ إِلَيْكَ مَسَامٍ
أَنْ يَذْخَلَ وَبَدَهُ مَعَهُ الْحَمَامُ
مَوْقُومٌ قَسَمَ بِإِيمَانٍ وَ ذَالِكِ
أَنَّ الْأَمَامَ مَعصُومٌ فِي صُغَرِهِ وَكِبَرِهِ
لَا يَقَعُ مِنْهُ النَّظَرُ إِلَى غَوَرِيهِ
فِي الْحَمَامِ وَلَا عَلَيْهِ وَ قَالَ
الْمُتَادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْفُضْلُ
لَيْسَ مِنَ السُّورَةِ.

دکن کو یکسر وفاقہ ملازول میں ۵۵۱ قیامتی مسلمانوں
 کو اب ان میں غیر عربان طبع ہو یہ :
 دکن کو ۵۵۱ قیامت ملازول میں ۲۵ قیامت
 طبع و طبع جو غیر طبع و طبع انی انی انی
 (النورہ)

شورجستانہ

خاکورہ حدیث میں انہیں کہیے علی انہم وفاق، جاذب ہے۔ کہ تمام میں واقعی ہوتے
 وقت لاہ۔ چھ کو بھی ساتھ ہے جاتے۔ ٹھیک امام کے علاوہ دوسروں کو اجازت
 نہیں کہیں کہہ، اور بھی جوانی اور ترچھا ہے میں معصوم ہو کر ہے۔ اس لیے اس کی فکر
 تمام زعفران میں ابھی شرمگاہ کی طرف نہیں جاتی۔ ہم جو مسلمانوں رضی اللہ عنہ نے
 فرما دیا کہ وہ ان کا پروہ نہیں ہے۔

تبصرہ ۱۔

بیک وقت دوق ہوں تو ایک جہم میں ٹٹکا ہو کر جانا اور یہی ہے کہ فکر کی سموسیت کا ایک
 بنانا، شیعوں کی امتیازی علامت ہے۔ جو کہ فکر و رعایت سے یہ سمجھا ثابت ہو کہ فکر و رعایت
 کے لیے اپنے گھروں میں بھی ایک دوسرے سے پردہ کرنا ضروری نہیں بلکہ وہ برہنہ ہیں ایک دوسرے
 کے ساتھ ایک مکان میں رہ سکتے ہیں۔ (معاذ اللہ) کتنی بے حیائی ہے کہ ایسی بے شرمی ایک طبع
 ہوں کے تحت امام جو فکر و رعایت کی سموسیت کا گئی۔

گستاخی ۲۔

بقربان امام جعفر صادقؑ اپنی بیوی کو شرمگاہ کے دیکھنا اور

اس کی شرمگاہ میں انگلی ڈال کر کھینا نہایت لذیذ ہے

قریب کافی ۱۔

مَنْ رَشَّحَ ابْنُ عَصَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فِي الرَّجُلِ الَّذِي يَنْظُرُ
إِلَى امْرَأَتِهِ وَهِيَ عُرْيَانَةٌ قَالَ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ
وَهَلِ اللَّذَةُ إِلَّا بِذَلِكَ۔

(قریب کافی جلد دوم ص ۲۱۴ طبع قدیم کھنڈ)

بابہ النور۔ طبع بدیع تہران مطبعہ ص ۴۹۷

بابہ التمام کتاب الکمل

توضیح ۱۔

اسماں میں مہارستہ امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا کہ کیا کوئی مرد اپنی بیوی کو برہنہ
حالت میں دیکھتا ہے۔ فرمایا اسی کی طرح ہے۔ بلکہ لذت تو اس کی کہہ رہی ہے۔

تبصرہ ۱۰۔

حدیث کو برہنگی ہی نظر میں کر دیکھنا اسی کی شرمگاہ کی زیارت کرنا اور پھر دیکھنا جسے یہ خیال
کہ نسبت امام جعفر صادقؑ دینی ائمہ جنہ کی طرف سے کہیں کی اتہام ہو چکا ہے۔ اس سے بڑا ہے۔

ہی صدر میں آئی ہے۔

حلیۃ المتقین :-

ان حضرت صادق پر رسیدہ کہ اگر کسی نے اپنے خود راہوں کو کند و باندھ کر چلے جائے،
فرمود کہ لڑائی آزمائی بہتر کی جائے و پرسو نہ لگا اگر بدست و انگشت باقر عجلت و کثیر خود باز
کی کند چلے جائے فرمود کہ کی نسبت باقر عجلت کے بدن خود و گرد و لہجہ نکند۔
(عیون المتقین ص ۳۱ طبع قدیم تہران - دور
أواب زخات)

ترجمہ :-

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی کو برہنہ کرے
اور اس کی دیکھے تو اس کی کیا حکم ہے؟ فرمایا شاید اس کی سے کوئی دوسری چیز زیادہ
لذیذ ہو۔ لوگوں نے پوچھا اگر باتھیا انکی کے ساتھ کوئی شخص اپنی بیوی یا لونڈی کی
شرنگاہ سے کیلے۔ تو اس کی کیا حکم ہے۔ فرمایا کوئی عطر نہیں لیکن اپنے جسم کے غیر
کسی دوسری چیز سے کیلے نہ کیلے۔

تبصرہ ۱-

حدیث کو برہنہ کر کے اس کی زیادت کرنا اس کی شرنگاہ میں انکی ڈالی کر کھینا پھر ان
داریاتہ انسانی کی نسبت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا کہ جس حد بلے حیاتی، اور
بے شرمی ہے۔ اور اس کے ساتھ امام موسوی کی انتہائی گستاخی بھی ہے۔

شرم مگر تم کو نہیں آتی

گستاخی :-

شیعوں کے نزدیک عورت کی دہریں طہی کرنا جائز
ہے بفرمان امام جعفر (معاذ اللہ)

الاستبصار :-

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْمُورَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ
عَلَيْهِ السَّلَامَ عَنِ الرَّجُلِ يَأْتِي فِي دُبُرِهَا قَالَ لَا بَأْسَ
إِذَا ارْتَضَيْتَ .

(الاستبصار جلد سوم ص ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴)

مطبوعہ ترجمان طبع جدید سنہ ۱۳۹۰ھ -)

فی بیان انشاء فیما دون الفرج

ترجمہ :-

ابو یعمور نے کہا میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی
بیوی کی دہریں دیکھ لے تو اس کا کیا حکم ہے ؟ فرمایا اگر عورت رضی
ہو تو کوئی مضائقہ نہ ہے۔

تیسرہ :-

عورت کی دہریں طہی کرنا اقوام ہندو کو بھی نہ سوچا ، اسی کے جواز کا فتویٰ امام جعفر صادق کی
طرف منسوب کرنا انتہائی گستاخی ہے۔

الاستبصار

عَنْهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَكِيمِ عَنْ حَقَّابِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ أَخْبَرَنِي مَنْ سَأَلَهُ عَنِ الرَّحِيلِ يَأْتِي النِّسْرَةَ فِي ذَلِكَ الْمَوْضِعِ وَفِي الْبَيْتِ جَمَاعَةٌ فَقَالَ لِي وَرَفَعَ صَوْتَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَكَلَتْ مَمْلُوكُهُ مَا لَا يُطِيقُ فَتَيْبَعُهُ مِثْرَةً نَظَرَ لِي وَخُجِّرَهُ أَهْلُ الْبَيْتِ مِثْرَةً أَصْغَى إِلَيَّ فَقَالَ لَا يَأْسَ بِهِ .

(الاستبصار جلد سوم ص ۲۳۲ تہذیب
طبع دوم جلد دوم ص ۳۰ کنز)

ترجمہ:

محمد بن عثمان روایت کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اگر بچی عورت کو عقد میں داخل کرنا کیسا ہے؟ اس کی وقت چڑھو آپ کے پاس بہت سے آدمی بیٹھے تھے۔ آپ نے بڑا آواز سے فرمایا کہ اپنے غم سے اس کی طاقت سے بڑھ کر خدمت لینی چاہئے۔ بلکہ اسے فروخت کر دینا چاہیے۔ اگر غرض یہ تھی کہ اگر لوگ یہ کہیں کہ اس نے غلام کے متعلق سوال کیا ہے، تو وہی کہنا ہے۔ دوسرے لوگوں کے منہ کو دیکھ کر آپ نے اپنا منہ ہلکا کر کے چپکے سے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

نبیانِ زریب نہیں دیتی کہ اس کی وضاحت کی جائے اور اس روایت میں آپؐ بخود بھیکتے کہ اگر اللہ سیت کی شان میں کس قدر عریضہ دیتی اور گنتی ہے۔

گستاخی :-

فرمانِ جعفر صادق رضی اللہ عنہ عورت کا فرج ادھلے دینا
جاہلِ زریب ہے (معاذ اللہ)

الاستیصار :-

سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ عَارِيَةِ الْفَرْجِ
قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ -

والاستیصار جلد دوم ص ۵۵ طبع قدیم
الاستیصار جلد سوم ص ۱۱۱ فی الباب المسماة
مطبعة تہائی طبع جدید

ترجمہ :-

شرمگاہ کو عمار لینے کے متعلق میں۔ نہ امام صادق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔
فرمایا۔ اس میں کدھرج نہیں۔

تبصرہ :-

عورت کی شرمگاہ کو عمار لینا اور حدودِ شرمگاہ کی شہوت زانی پر قربان کرنا اور پھر ایسے
بے ہودہ الفاظِ امام صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا کیا کلمتِ حق ہے ؟

گستاخی ۹۔

قرآن جعفر علی رضی اللہ عنہ سے بوقت ضرورت زنا بحکم نکاح

ہوتا ہے (معاذ اللہ)

فروع کافی ۱۔

عَنْ رَأِي عَيْنِدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ
إِلَى عُمَرَ فَقَالَتْ إِنْ رَأَيْتُ قَطِيفَةً فَأَمَرَ بِهَا
أَنْ تُرَبَّحَ فَأُخِيرَ بِذَلِكَ أَهْبَرُ الْمُؤْمِنِينَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ كَيْفَ رَأَيْتِ فَقَالَتْ مَرَرْتُ
بِالْبُكَوِيَّةِ فَأَصَابَنِي عَطَشٌ شَدِيدٌ فَاسْتَقَيْتُ
أَعْرَاجِيًّا فَأَبَى أَنْ يَسْقِيَنِي إِلَّا أَنْ أُحْكِمَهُ
مِنْ نَفْسِي فَلَمَّا أَجْهَدَ فِي الْعَطَشِ وَخِيفَتُ
عَلَى نَفْسِي فَأَتَمَكَّنْتُهُ مِنْ نَفْسِي فَقَالَ
أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَرَى وَنَجَّ
مَذَرِيَّتَ الْكَفِيلَةِ .

ذفرع کافی جلد ہفتم ص ۷۷ مکتب الکتاب

طبع جدید تہران

(طبع قدیم گھنڈہ ص ۱۹ جلد دوم)

تا جملہ ۱۰ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ہر ایک محدث حضرت عمر

کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی۔ میں سنہ زنا کی۔ مجھے پاک کر کیجئے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے دھم کا حکم سنایا۔ اس واقعہ کی خبر سب حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکھتے۔ تو بڑا کر پوچھا کہ نے کیسے زنا کی کہنے لگی۔ ایک مرتبہ جنگ میں مجھے سخت پیاس لگی۔ تو ایک اعرابی سے میں نے پانی مانگا۔ اس نے اس شرط پر دینا چاہا کہ مجھ سے ہم بستری کرے۔ اور پیاس شدیدہ کی وجہ سے میں نے اس کے ساتھ اس کی شرط کے مطابق بدھنکی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بخدا یہ آ نکاح ہو گیا۔

تیسرہ :-

اس روایت میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذات پر کتنا ہتھکنہ ہے کہ آپ نے (معاذ اللہ) زنا کو کلام قرار دیا۔ جبکہ شرط میں غیر شرافت کے کلام نہیں ہوتا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی صریحاً زنا کو کلام کیسے قرار دے سکتے ہیں۔

(خاتمہ بیروا و الحادوط۔ الابصار)

گستاخیت :-

مشت زنی شیعوں کے نزدیک جائز ہے

بقربان امام جعفر (مواذ اللہ)

فروع کافی :-

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ اللَّهِ عَنِ السَّيِّدِ الْقَائِمِ
سَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ تَأْكُلُ نَفْسُهُ

لَا تُشْفِقْ عَلَيْهِ .

(فرز کا کافی جلد دوم ص ۲۳ طبع قادیان)
 (فرز کا کافی جلد سوم ص ۲۰۰ طبع قادیان)
 اَبْسَالُ الْخُضْفَةِ وَنَسَاكَ الْبَيْمَةِ
 مَطْبُوعِ تَهْرَانِ

ترجمہ :-

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے شہادت زنی کے متعلق پوچھا گیا کہ آپ نے فرمایا
 اس پر کوئی مواخذہ (عدالت) نہیں ہے نیز آنحضرتؐ سے یہود سے جھگڑا کرنا ہے۔

گستاخی آملا۔

امام جعفر صادق کی باتیں سن کر لوگوں کے آرتساہل تن
 جائیں گے (ایک شیخ کا بیان)

عَنْ زُرَّارَةَ قَالَ وَاللَّهِ لَتَوْحَّدَ شَيْءٌ يَكُنُّ
 مَا سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ "ع" لَا تَمْتَحِنَنَّ
 ذُكُورَ الرِّجَالِ عَلَى الْخُضْبِ

(درجال کشی ص ۱۲۳ تذکرہ زیارتہ ابن زین
 مَطْبُوعِ تَهْرَانِ)

تذکرہ سے روایت ہے کہ کہا اُس لئے کہ اگر میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے
 کسی ہونٹیں تمام باتیں بیان کر دوں تو لوگوں کے اُلاہیت تناسخ کوڑی کی طرح سخت
 ہو جائیگا۔

تبصرہ ۱۵۔

ہر وہ آدمی کی آنکھ میں کچھ بھی شرم و سیما ہے وہ اس روایت کو فریاد کرے گا کہ انھیں شرم سے
بچا لے گا۔
لیکن شیخ حضرت کو اس قسم کے ادھر کی تباہی کی گھڑت روایات پیش کرنا نہ سے قطعاً شرم
نہیں آتی۔ بلکہ ان کتابوں میں نشانے کرتے ہیں۔

طریقہ تریہ کہ پھر ایسی گندی روایات کو آؤ ائمہ دین کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسا کہ فقہانہ
روایت کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں یا کسی سے تریہ ثابت ہو چکا ہے۔
کہ امام جعفر رضی اللہ عنہ ساری زندگانی شیعوں کو قراہشات نعنائیہ کی ترقیب دیتے رہے۔
مالا نکریہ کیسے ممکن ہے کہ آلِ ساحات کے سردار اور شریعت مصطفوی علیہ السلام کے
عبردار کی زبان سے اس کی فحش اور بچہ رستم کی باتوں کا صدور ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ شیخ مذہب کی بنیاد کی شہوت پرستی اور کذب و بیانی پر رکھی گئی ہے۔
جس کی بنا پر ان حضرت نے دنیا کا مطلب براری کے لیے متعبر پرستی جیسے جہلم و فحش فعل کی بنیاد
رکھی۔

لہذا روایت مذکورہ اس قسم کی فحش روایات کتب شیعوں میں مرقوم ہیں۔ یہ سب
ان حضرات کی اپنی انٹرایمیں اور اگر ائمہ دین سے ان روایات کا دور کا بھی واسطہ
نہیں کیونکہ۔

چند نسبت ناک را با عالم پاک۔

گستاخی ۱۲۔

عَنْ حَمَّادِ بْنِ عَمْرٍاءَ قَالَ خَرَجْتُ سَائِلًا

إِنِّي يَعْصُوْرٌ وَآخِذٌ بِالْمِ الْخَيْرَةِ أَوْ
إِلَى بَعْضِ السَّمَوَاتِ فَمَتَدَّ احْكُمْنَا
الذُّنُوبَ فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ الْعَمْرَادِيُّ
أَمَّا إِنِّ صَاحِبَكُمْ تَوَطَّعَ بِهَا
لَا سَمَاءَ شَرَّ بِهَا قَاتٍ فَتَأَخَّرَ فَجَاءَ
كَتَبَ يُرِيدُ أَنْ يَشْفَرَ عَلَيْهِ
فَدَهَبَتْ إِلَّا طَرْدَ فَقَالَ لِي ابْنُ
يَعْقُوْبٍ دَعْنُ فَجَاءَ حَتَّى شَفَرَ
فِي أَدْمِنِهِ.

اور یہاں لکھی من ۱۵۴ تذکرہ ابوسعیرت بن
ابن عمری المرادی ملبورہ کر لیا

توجہ ۱۔

عماور بن حسان سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں ملائکہ کے حضور اور ایک عورت
آؤں کی بیوی اور ایک اور عورت کے درمیان میں اہم نے دنیا کے تسلی باکی شہوت
کیوں۔ ابوسعیرت اور وہی کہنے لگا کہ تمہارے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما لکھ دیں
دہائی و درت میں کامیاب ہو گئے تو ہر دے سے ترجیح دیں گے۔ ابوسعیرت کہتا ہے
کوئی اس کے بعد۔ ابوسعیرت سو گیا۔ پس ایک کتا آیا اور اس پر مشاب کر کے لگا۔
یہ کہنے لگے کہ وہ مشاب کرنے سے ہر دو کتا چاہتا ہیں ابوسعیرت نے کہا کہ وہ ہنسنے
ویں گے۔ پس لکھا اس (ابوسعیرت) کے پاس آیا اور اس کے کہنے میں مشاب کر لگا۔

گستاخی ۱۲

عَنْ حَتَّابِ الثَّاقِبِ قَالَ جَلَسَ أَبُو بَكْرٍ
عَلَى بَابِ ابْنِ عَمْرِو اللَّهِ (ع) لِيَتَلَبَّسَ
الْإِذْنَ فَكَلَّمَ يُعْزِدُنْ لَهُ فَمَكَانَ لَوْ
مَعَنَا طَبَوْنَا لَكَاوْنَا فَتَالَ فَجَاءَهُ كَلْبٌ
فَشَقَّرَ فِي وَجْهِهِ ابْنُ بَكْرٍ قَالَ أُوَيْ
أُوَيْ مَا هَذَا قَالَ جَنِيئُهُ هَذَا كَذَبٌ
شَقَّرَ فِي وَجْهِهِ .

(در حال کھنکھ ۱۵۵) تذکرہ ابوالعباس محمد بن احمد

بنی محمد اسد کی مہر و کرمات

ترجمہ

حافظ ثاقب سے روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے کہا کہ ابوالعباس محمد بن احمد جعفری نے میری خدمت میں
کہہ دیا کہ میں نے آپ کے لیے بیٹھا تھا مگر آپ سے نہ مل سکا۔ اس کے بعد اجازت
لی جائے کہ مجھ سے اجازت نہ لی تو رخصت ہو لاکر اگر میرے پاس کوئی کلمہ نہ
کاٹیں (تخف کے طور پر) ہوتا تو حضرت امام مجتبیٰؑ فرما جاتے کہ حضرت
امامؑ کی کتاب ہے میں ایک کلمہ آیا اور ابوبکرؓ کے منہ میں پڑھا کہ ابوبکرؓ نے فرمایا
نہت مانت یہ کیا بھلا ہے اس کے منہ سے کلمہ نکلے جو اس کا ہے میرے منہ سے
نکلے کہ پڑھا کہ ابوبکرؓ۔

تیمبر ۱۵۔

مذکورہ روایات سے صاف ظہور پورا ہے ہو کر ابلی شیخ کے مقبرہ ابو بصیر کا نام ہر سفر ہر آن
رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ عقیدہ تھا کہ آپ معاذ اللہ ایک بہت بڑے و نیا دار فہن - لاہور میں دنیا میں
زیادہ عرصہ رہیں کہ سوانح کے تحفے تو ان کے کسی کو اپنے گھر لے کر اجازت نہیں دیتے حالانکہ
ابو بصیر ذرا کم پیسے و دوسرے مجتہدین قیام دہلی کے تھیں ان میں جن پر شدید مذہب کی خدمت
روایات کو دروازہ ہے۔

جب خواص (شیخ مجتہدین) کا اتر الہیہ کے متعلق ایسا تصحیح اور تازیانہ عقیدہ ہے۔ تو
عوام (شیخ حجاز) کو کیا حال ہوگا؟

لہذا ثابت ہو کر شدید مذہب کے علم و دوا میں بھی گستاخانی الہیہ میں۔ اور اگر اس
گستاخی کی پاداشی میں کہتے ہیں ان کے منہ میں چشام کر جائیں (جس کو مذکورہ روایات سے
معلوم ہو کر ابو بصیر کے منہ میں کہتے تھے چشام کر لایا تو انہیں اس کی پناہ نہیں لیکن اس قسم کی گستاخی
سے یہ پر گزرا تو نہ آئیں گے۔ اسی لیے کہ۔

چوں خدا نما ہو کر پروہ کس در
میلش اندر عین پاکش کند۔۔

فصل یازم

شیعوں کی امام موسیٰ کاظم اور امام رضا کے گستاخیاں
گستاخی ۱۔

شیعوں کے نزدیک قابلِ ترحم و رگلی شرمگاہ
ہے جس کے لیے ایک ہاتھ کافی ہے (فرمان
موسیٰ کاظم (معاذ اللہ)

فرمائی گئی:-

عن أبي الحسن النوفلي سليله الطاهر ثم قال: أَعْوَرَةٌ
أَعْوَرَتَانِ نَقِيبٌ وَالشُّبُّ هُكَّامٌ. فَدُجِبَ مَمْلُوكًا

بِإِلَاقَتَيْنِ خَائِدًا: سَتَرْتُ النَّدِيمَيْنِ وَ الْبَيْضَتَيْنِ
فَقَدْ سَتَرْتُ الْعَوْرَةَ وَقَالَ فِي رِوَايَةِ الْخَوَّارِيِّ وَ
أَمَّا الدُّبُرُ فَقَدْ سَتَرْتُهُ الْوَلِيَّتَانِ وَأَمَّا الْقَبْلُ
فَأَسْتَرَهُ بِسَيْلِكَ.

افزونہ کافی جلد ششم میں اس کتاب الہی والقبول
طبع شد بد تہران - طبع قدم جلد دوم میں ۶۰
مغفور کتبہ کتاب الہی والقبول

ترجمہ :-

امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا - شرکاء دونوں - قبل اور دبر - لیکن وہ بیکھری ہو گئے
تو بڑوں میں بھی چھپی ہوئی ہے - یہی اگلی دلیل اسوں کو اپنے ہاتھ سے چھپا لیں
تم نے اس سائل اور دونوں نصیبوں کو چھپا لیا - تو تم نے اپنی شرکاء کو چھپا لیا -

تبصرہ :-

اس روایت سے معلوم ہوا - کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ صرف وہاں شیعہ کا قابل پر وہ کہتے
ہیں - وہ بھی خود بخود ستر میں ہیں - کیونکہ کچھ شرکاء جو بڑوں سے چھپا دیے - اور اگلی شرکاء کی ضرورت
پڑے - تو صرف ایک ہاتھ اس پر رکھ دیتے تھے - پس آپ پر وہ ہمہ گئے - اب آپ کو باقاریں
یا کہ دوسرے ہاتھ خرید و فروخت کرنے کی اجازت ہے - انہوں نے چاہیں - تو مجلس عزائم
سے خطاب بھی فرما سکتے ہیں - اور مجلس تہذیب میں شرکت سونے پر ہوا کہ ہوگی -
جس پر با شش ہر چ گشت - اسے کہتے ہیں بہت ہی عظیم ہوا کہ امام کاظم پر باندھا گیا -

+

گستاخی۔

شیعوں کی اپنے اماموں سے نرالی بے تکلفی

فروع کافی۔

قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوقَ بْنَ يَحْيَى يَقُولُ قُلْتُ
هَذَا ضَرَاءٌ عَلَىكَ الْقَلَامُ إِنْ رَجَدْنَا مِنْ مَقَالِكَ
أَمَرْنَا أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ هَسْبُكَ وَ
أَسْتَعْلِي مِنْكَ أَنْ تَسْأَلَ فَقَالَ وَ مَا هِيَ ؟
قُلْتُ الرَّجُلُ يَأْتِي أَمْرًا مَهْ فِي دُبُرِهَا
قَالَ ذَلِكَ لَه قَالَ قُلْتُ لَهُ فَأَنْتَ تَفْعَلُ
قَالَ إِنَّا لَا تَفْعَلُ ذَلِكَ .

افروع کافی جلد نم ۳۴ کتاب الکلام

باب محاش النساء طبع ۱۳۱۰

فروع کافی جلد نم ۳۴ کتاب الکلام

باب محاش النساء طبع قدیم۔ مکتبہ

تقریر۔

راوی کہتا ہے۔ میں نے امام ہادی علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کا ایک قلام
منزل دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ سے اسے درہشت و شرم کسے نہیں
پوچھ سکتا۔ فرمایا کیا ہے؟ میں نے کہا ہر ایک حدیث کا ترجمہ اس میں ادا کر سکتا

ہے وہ آپؐ نے کہا۔ ہاں اسے اجازت ہے میں نے کہا آپؐ بھی ایسا کرتے
یہی ہو گا ہم ایسا نہیں کرتے۔

تبصرہ ۱۵-

اس روایت سے معلوم ہوا کہ "و طی فی الدیور" ایک فعل ہے جو امام رضاؑ خود اپنے
لیے پسند نہیں فرماتے۔ ہاں اپنے متعلقین کو ایہ بات کی اجازت دے رہے ہیں اور یہ بات اعلیٰ
نقلاً اعلیٰ اور اعلیٰ ہے۔ کیونکہ قرآن کا ارشاد ہے۔ یا ایہا الذین امنوا! لا تقعدوا
مالاً تفعلون۔ جو خود نہیں کرتے دوسروں سے کیوں کروا لیتے ہو۔ لہذا یہ کسی
طرح ممکن نہیں کہ امام رضاؑ اس بات کے خلاف جمل دہے ہوں۔ بلکہ یہ بات صرف ان کی
حالت منسوب کر دی گئی ہے۔ حقیقت نہیں۔ لہذا امام کی شان میں گستاخی ٹھہری۔



گستاخی ہے۔

امام موسیٰ کاظم کی والدہ کی شیعوں نے اتہما و رجمہ
کی توہین کی

اصول کافی :-

فَدَخَلْنَا يَوْمَئِذٍ عَلَىٰ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فَقَالَ لَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّحَّاسِ
الَّذِي دَاخَرَكُمْ لِحُكْمٍ فَسَدَ
قَوْمٌ فَأَذْهَبُوا فَأَشْتَرُوا بِهَذِهِ الْعَشْرَةِ
مِنْهُ بَحَارِيَّةً قَالَتْ فَامْتَنَيْنَا الشُّعَاسَ فَقَالَ
فَدَخَلْتُ مَا كَانَ يَمُونِي إِلَّا بَحَارِيَّتَيْنِ
مَرِيضَتَيْنِ اخُذْنِيمَا آمْنَقِدْ مِنْ الْأُخْرَى
فَلَمَّا أَخْرَجْنِيمَا حَتَّى نَنْظُرَ إِلَيْهِمَا فَأَخْرَجْنِيمَا
هَاتِفَتَا يَكُمُ سَيِّئَتُنَا هَذِهِ أَلْمَتُنَا وَهَذِهِ
قَالَ فَسَبَّحْنِي وَنِيَادَا قَدْ نَا أَحْسَنُ قَالَا
لَا أَنْعَمُ مِنْ سَبِّحْنِي وَنِيَادَا وَهَذَا
لَكَ فَشَرَّيْنِيمَا مِنْكَ بِهَذِهِ الْعَشْرَةِ
مَا بَلَغَتْ وَلَا تَذَرْنِي مَا فِيهَا فَإِنْ كَانَ
عِنْدَكَ زَيْدٌ أَلْبِصْ الرِّأْسَ وَ الْيَدَيْنِ

قَالَتْ فَذُكُّوا وَذُكُّوا قَتْلَانِ الشُّعْثَانِ لَا
 تَتَذَكَّرُنَا فَإِنَّهَا إِنْ تَقَصَّصْتَ حَبْلَهُ يَشْتَبِ
 سَبْعِينَ وَيَتَارَا لَمْ أَبَا يَكْمُرْ فَتَعَالَ
 الشُّعْبُخِ اذْكُرُوا قَتْلَنَا وَ قَتْلَكُنَا
 الْهَامَمَ وَ قَاتِلَا الشُّعْبُخِ قَاتِلَا هَمَمَ
 سَتُيَمُوتُ وَيَتَارَا لَا تَزِيدُ وَلَا تَنْقُصُ
 فَاتَّخَذْنَا الْجَارِيَةَ فَادَّخَلْنَاَهَا عَلَى
 أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَعَلَهُ قَاتِلَهُ
 عِنْدَهُ فَاتَّخَذَرْنَا أَبَا جَعْفَرٍ يَمَامًا كَانَ
 فَتَعَمِدَ اللَّهُ وَأَتَى عَلَى عَيْنَيْهِ ثُمَّ قَالَ
 لَهَا مَا اسْمُكَ فَاسْتَجَبَتْ لَكَ الْفِي الدُّنْيَا
 فِي الدُّنْيَا مَعْمُومَةٌ فِي الْأَجْرَةِ
 أَخْبِرْنِي عَنْكَ أَيُّكُمْ أَشَدُّ أَمْ
 شَتَّابٌ فَاسْتَجَبَتْ بِكُمْ قَالَ وَكَيْفَ
 تَوَلَّى يَقَعُ فِي أَيْدِي الدُّعَامِينَ شَيْءٌ
 إِلَّا أَدَسَدُوا فَتَقَاتَلَتْ وَتَدَحَّكَانَ
 وَجِيئَتْنِي قَيْسُودُ مِنْهَا مَقْعَدُ الرَّجُلِ
 مِنَ السَّمَوَاتِ فَتَسَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِ
 رَجُلًا أَيْتَقَى الرَّاسَ وَالْإِحْيَا فَلَا
 يَزَالُ يَدُفُّهُ حَتَّى يَقُومَ عَنِّي وَفَعَلَ
 بِهَا مِرَارًا وَفَعَلَ الشُّعْبُخُ بِهِ مِرَارًا فَقَالَ

يَا جَعْفَرُ خُذْ هَذَا إِلَيْنِكَ خَوْلَدٌ تَحِيْرُ أَهْلِي
الْأَرْضِ مَوْسَى نَبِيٌّ جَعْفَرٌ عَلَيْهِمَا
السَّلَامُ -

راہول کافی جلد اول ص ۴۷۷-۴۷۸

کتاب الحجتہ بآیہ مولد اہل

الحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام

میرزا نیرانی فیض بیدار

توجہ ۱-

مادہ کی کہتے ہیں کہ وہ گروہ ہے۔ کہ بعد ہم امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس آئے
فرمایا میں تم کو انگور کی بیجوں کو درود فرودش جس کا میں نے ذکر کیا تھا۔ آگیا تم جانو
اس تھیل کے اندر ایک دانہ کی نیز کو خریدو۔ اور اس کی کہتے ہیں ہم درود فرودش کے پاس آئے
اس نے کہا جو میرے پاس تھا میں نے تم کو ان کا اب تو میرے پاس دو ہزار گنیز کی ہیں۔
ایک دن میری دوسری سے جیسی ہے ہم نے کہا انہیں دیکھو۔ تو اس نے دیکھا میں ہم
نے کہا کہتے ہر چور کے یہ کیوں ہاتھ لگے گا۔ مشر
دینار ہم نے کہا کہ کم کہ حسان کو اس نے کہا اس سے کم نہ زیادہ ہم نے کہا
ہم اس تھیل کے بہت خریدتے ہیں بقیہ ہوں ہمیں ان کا علم نہیں اس کے پاس
ایک شخص جس کے ساتھ وہاں جی کے بال سفید تھے بیٹھا تھا اس نے کہا تھیل کو
کھول کر تم کو درود فرودش نے کہا تم مت کھو اگر شر سے کم بھلے تو میں یہی
بیجوں کو بیٹھنے کے کہا میرے پاس ان کو اور تھیل کی ہر تر کو جب ہم نے کھولا
تو اس میں شر ہی دینار تھے۔ کم نہ زیادہ۔ ہم نے خرید لیا۔ اور اسے نے کہ
امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس آئے۔

۱۱۔ جعفر صادق علیہ السلام اس کے پاس بیٹھے تھے ہم نے امام باقر علیہ السلام سے کل حال بیان کیا۔ حضرت نے خدا کی حمد و ثناء کے بعد کہنے سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا حمید۔ انہوں نے فرمایا تم حمید مودنی کی اور حمیرہ جو آخرت میں مجھے بتاؤ تم باکرہ ہر یا حمیرہ؟ انہوں نے کہا کہ باکرہ۔ فرمایا یہ کیسے؟ ننھا سولی (برودہ فرودشیں) آئے ہاتھ میں جو عورت آجاتی ہے۔ وہ اسے باکرہ کہیں رہنے دیتے انہوں نے کہا شیعہ میں سے پاس آیا اور اس طرح بیٹھا جیسے عورت سے جماع کرتے مرد بیٹھا ہے۔ پس خدا نے اس پر ایک مرد بزرگ کو مسلط کیا جس نے اسے خرابچے راستہ دکھا کر ابھرا۔ کئی بار اس نے یہ ناپاک اور وہ کیا۔ ہر بار وہ بزرگ ماننے آئے ناپ نے فرمایا اسے جعفر نامی کوزہ۔ اسی کے بطن سے اس کا نرہ میں کاہر ستر ہاں شخص مرے نام کی پیدا ہو گا۔ یعنی امام جعفری کاظم (شافعی تریز ہذا مری کلانی جلد اول ص ۵۹۱)۔

ملحہ فکریہ ۱۔

نامعلوم ابن شیعہ نوگروں کو ان روایات روایات سے کیا لگاؤ ہے۔ امام موسیٰ کاظم کی والدہ کا کھلی وغیرہ رحمہ جان کرنے اور ان کی برائیوں کے درمیان اس بارہ فرودش کے بیٹھے یاد کر کے سے سوائے خواہشات نفسانی بڑھاتے کہ اور کی مقصد ہے؟ اور اس طبع و ظاہر و کجی کی ظہارت پر فرشتے بھی رشک کر سہ ہیں ان شیعوں نے اس روایت میں ان کا کہ ان کی شافی بیان کی ہے اور وہ بڑا حارم و جناحی حالت ناگفتہ رہی اس بارہ فرودش کو کی نشا ہے۔ یہ کہ اور اس پہلے سے نہیں ملتا تھا؟

اور جب کہ شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کے اہل بیت کی شافی انبیاء کرام سے بالا ہے۔ بلکہ انبیاء کرام کے تمام مراتب ان کے اہل بیت کا مقدر ہی ہیں اور ہر کی وجہ ہے کہ وہ عورت

جس کی نسبت ازل میں اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کرچکا تھا اس کی طرفت حبیب جبار و
ظالم بادشاہ نے غور پر کی اور برائی کا اندکاب کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم کو شل کر دیا۔
جس کی وجہ سے وہ اس عورت سیدہ ماجرہ سلام اللہ علیہا ایک زنجیر سے تھیل کا اکل و اقو
ر لیا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام سیدہ ماجرہ رضی اللہ عنہا کو لے کر مصر پہنچے تو مصر کے بادشاہ نے
سیدہ ماجرہ کو محنت و بڑا جہد و کوشش سے جھین لیا اور ان کی طرفت میں دفعہ بڑا لادہ کیا اللہ تعالیٰ
و فریدی اس کا وجود شل ہو گیا۔ اس نے اپنے خدام کو کہہ کر یہ خبر سن کر خوش ہوئی اس کی طرفت
میں کھڑا ہوا کہ جب بھی میں نے ارادہ کیا تو میرا وجود اسی طرح شل ہو گیا کہ جس طرح اس سے
پہلے سیدہ ماجرہ سلام اللہ علیہا کی طرفت میں نے یہی ارادہ کیا تو میرا وجود شل ہو گیا تھا۔
جب اللہ تعالیٰ نے سیدہ ماجرہ سلام اللہ علیہا کو زنجیر و محرم ظالم بادشاہ سے محفوظ
فرمایا جب کہ ان کا ابراہیم علیہ السلام سے بھی عقد بھی نہیں ہوا تھا تاہم اللہ تعالیٰ کے مومنین کی
نسبت ابراہیم علیہ السلام سے ہو چکی تھی۔

تو پھر ابراہیم علیہ السلام کی شالی خیمہ عقیدہ کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام
سے جملہ سدا اللہ ان کی خیمہ عالی زریعہ محترم کو ہمہ گیر کہ ان کی باتوں میں بروہ خوش
کیسے بیٹھ گیا شیخ حضرت کو کم نہ کم اس عقیدہ کا ہی پاس دیکھتے ہوئے ہیں بے سوچا امتداد دیا
زراہت سے اجتناب کر کے شراہی بیت اور ان کی ادواج مہارت کی انتہاء جبکہ گستاخی
سے پرہیز چاہیے۔ لیکن جو عمر بن شیبہ کی لہرت و جہالت میں بکا شہرت پر تھی رہی ہوئی ہے
اسی لیے یہ لڑکے گستاخوں سے بکا نہیں دیکھتے۔

ہر وہ آدمی جس کے سینہ میں انفرادی بیت اور عقدا رہت الہی بیت کا ادب و احترام ہے
وہ ان روایات کو پڑھ کر یقینی کہ لے گا کہ شیعہ حضرات سے بڑھ کر اہل بیت کرام کا کوئی
گستاخ نہیں۔ اور پھر غضب یہ ہے کہ اس حدایت کو شیعہ عنف نے امام باقر علیہ السلام
کی طرف منسوب کیا ہے اور ذکر اس نیک خلعت حضرت کا کیا ہے جو ابراہیم علیہ السلام کی نسبت

کہ زور بادل امام موسیٰ کاظم کی والدہ بنتہ عالیہ ہے۔ اور ان تمام کا ذکر کرتے ہوئے یہ ایک امت
بیان کر رہا ہے۔ کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے لیے امام ہجرت نے قبل از وقت عیسیٰ بنی گوسفیل
کر رہے حضرت ہے کہ جس کے بطور تیرے بیٹے امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ پیدا ہوں گے
لیکن اس کو امت کے تمہیں میں شیعوں نے ان تمام الحکمہ کی توہین کی ہے کہ دشمن عیسیٰ
ہیں کہ سکتا اور اس روایات کو شیعوں نے اسی طرح ذکر کیا ہے کہ جیسے شہر مدینہ ہر ملک
کسی سے امام لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اللہ شیعوں کو سیدہ حالاتہ نصیب فرمائے۔

گستاخی

بروایت امام رضا جناب لوط علیہ السلام نے قوم لاپنی

بیٹیوں سے نکاح کر کے وطنی فی الدہ کی اجازت

دی اور اسے پاکیزہ عمل قرار دیا (معاذ اللہ)

الاستبصار۔

عَنْ مَوْثِقِ بْنِ عَمْرٍو النَّعْلِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِمَّنْ
سَأَلَتْ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ
عَنْ رِيَّانِ الرَّحْبَلِيِّ السَّعْدَانِيَّةِ مِنْ خَلْقِهَا
فِي دُبُرِهَا - فَقَالَ أَخَذْتُهَا الْإِيكَةَ مِنْ
كَتَبِ اللَّهِ تَعَالَى قَوْلَهُ لَوْ طَعَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
هَؤُلَاءِ بَسَاقٍ مِنْكَ أَطْلَعْتُكَ وَقَدْ حَلِمَ

اِنَّهُمْ لَا يُرْمٰیذُوْنَ الْعَرْجَ .

واستبعد مطلقاً باب بیان انسداد لیڈا

الحرج ص ۱۲۰ طبع تدریس کتب

طبع جلد ہجری - جلد سوم ص ۲۴۳ -

فی بیان النساء فی صلوات الغرض

توجہ :-

ایک شخص نے رہنمائی پر پوچھا کہ کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ برسر
وہی کتاب ہے اس کی حکم کی ہے؟ ہم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں شرط
میں اسلام کے کسی قول نے اس فعل کو حلال کیا ہے یہ میری بیسیاں
تیار سے یہ حلال ہیں یہ کیونکر معلوم ہے کہ وہیوں کو حدت کی ضرورت
کے کیا تعلق؟

ہم تو ڈوبے تھے صنم

حضرت مولانا اسلام کے وہی میں کہندے سے عقد جائز تھا لیکن وہی فی الدبر اس قسم کا
میں کی وجہ سے حضرت مولانا اسلام نے فرمایا اسے بے حیا قوم - باز آ جاؤ - میرے
جہانوں کی عزت سے مت کھیدو - اگر تم بائیں تہتہ تو قوم میری قوم کی دو کیوں سے عقد
کر کے انچ خواہشات پورے کر دو - تاکہ تم اس غیر فطری فعل سے بچ جاؤ -

لیکن حضرت ام رضاء کی طرف اس بات کی نسبت کرنا کہ انہوں نے وہی فی الدبر
قرآن پاک میں مذکور وہی اسلام کی آیت سے ثابت کیا ہے - درحقیقت آیتانی
گستاخی ہے - کیونکہ اگر وہی فی الدبر اس کے لیے آپ اپنی قوم کی بویوں کی چیز کہنے

کی بات کر رہے۔ تو پھر ان فرشتوں کو جو بصورتِ ملائکہ آئے تھے۔ پچھاننے کا کیا نام کرے۔
میر نغری فعلِ گزشتہ کیوں سے جاؤ کرنا تھا۔ تو پھر قوم کے سامنے پریشان اور اوردو ہونے
کی کیا ضرورت تھی؟

سچیت یہ ہے کہ شیوہ لوگوں کی فطرت میں بے حیائی اور شہرت و افان کی باتیں ان قدر
روحِ پس مندی کی کہ ان کے جہان کے لیے انکار کی بے نیام کر۔ نفس سے بھی نہیں خفا کرتے۔

صلو

ہم تو ڈوبے تھے منہم تمہیں بھی لے ڈور میں لگے

فصل دوازویم

شیعوں کی امام تقی اور امام تقی رضی اللہ عنہما سے گستاخیاں
گستاخی :-

شیعوں کے نزدیک شیطان حضرت آدم کے خاکی پتھر میں

منزل سے داخل ہو کر دوسرے نکسیر (بجول) امام تقی (ع) سے ملا

مناقب آل ابی طالب :-

وَكُتِبَ عَبْدُ الْعَظِيمِ الْحَمْسَرِيُّ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ نِسَانَهُ
سَيِّدِ الْفَرِجِ وَتَشْنِيمِ مَقَاكِ سَكْبِهِ الشَّهَادَةُ بِأَنَّ
اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ كَهْكَاهٍ جَسَدُهُ طِينًا وَنَبِيَّهُ

أَوْ بَعِيْنٍ مِّنْهُ مَتْلُو سَمَرٍ بِهِ الْعَقْلِيَّةُ قَتْلُو
 لَا مَرْ مَا حُلِقَ بَيْنَهُ وَ تَكَانَ اِبْنُ سَمَرٍ يَدْعُو فِي فَيْلَةٍ وَ
 يَخْرُجُ مِنْ دُورِهِ فَلَيْذَ يَلْقَى صَارَ نَا فِي خُجُوتِ ابْنِ
 آدَمَ مَنَعْنَا خَبِيْثًا غَيْرَ طَلِيْبٍ.

رَمَّا تَبَّ اَلْاَبْنِ طَالِبِ اَلْبَنِ شَهْرًا شَرِبَ اَلْبَنُ

م ۳۸۲ فی حلسہ علیہ السلام

طعن جدید تم نیابان

ترجمہ:-

مہلک الفہم نے اہم تھی رضی اللہ عنہ سے پافانہ ہوا اس کی بیلہ کے بارے میں پوچھا۔
 کہ اہم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آدم کو مٹا دے۔ مٹی کا بنا ہوا جسم پائیس برسوں
 (تیسویں) پروردگار فرشتے اس کے پاؤں سے گزرتے تھے۔ اور کہتے تھے: یہ کہیں
 لیے پیدا کیا گیا۔ شیطان اس ڈھلے نوکے مزین سے گھس کر در سے نکل کر لٹکا
 لیے ابن آدم کا پیٹ اعدا سے بد بودار اور گندا ہو گیا۔

تبصرہ ۱۵:-

اس روایت میں ایک توحفہ آدم علیہ السلام کی توہین ہے۔ کہ ان کے منہ سے شیطان
 داخل ہو کر ان کی دوزخ سے نکل کر رہا۔ (معاذ اللہ) اور دوسرا اہم تھی رضی اللہ عنہ کی عزت اس گندے
 عبادت کی نسبت کر کے ان کی توہین بھی کی گئی۔ اور اہم تھی علیہ السلام پر بہت بڑا ہتھکنہ بندھا
 گیا۔ کہ ان اہم تھی رضی اللہ عنہ کی عزت جاوید اور کہاں ان عبادت کی خباثت بھری عبادتیں۔

پرہیزت خاک را عالم پاک

گستاخی ہے۔

مناقب آل ابی طالب۔

وَرُوِيَ أَنَّ امْرَأَةً أَمَّ الْفَضْلِ بِمُتِ
 الْبَنَاتِ سَمِعَتْهُ فِي فَرْجِهِ يَبْدِيلُ
 فَكَلَّمَا أَحْسَنَ بِذَلِكَ قَالَتْ لَهَا أَبْلَاكِ اللَّهُ
 بِدَائِهِ لَا دَوَاءَ لَهُ فَتَوَقَّعْتَ الْأَكْثَلَ
 فِي فَرْجِهَا وَحَكَاتِ تَنْتَعِبُ بِطَلَبِ
 فَتَنْظُرُونَ إِلَيْهَا وَكَيِّزُونَ بِالدَّوَاءِ
 عَلَيْهَا فَلَا يَنْفَعُ ذَلِكَ حَتَّى مَاتَتْ مِنْ
 عِلَّتِهَا۔

(مناقب آل ابی طالب ابن شہر آشوب)

چند مہینوں میں ۲۹ ستمبر کو تمہارا دل قصبہ رات

حلیہ السلام

توجہ۔

رہایت کی گئی ہے کہ انہم تھی کی بیوی اہم افضل وقت میں سے ہر گھنٹہ میں انہم تھی
 کی شرمگاہ پر لگا دیا تاکہ جب ان کی گیت کو موسیقی کی تڑپ سے کہہ کر
 تجھے لا ملائی ہو کر ہی جلا کر لے۔ ہذا اہم افضل کی شرمگاہ کی پھول اٹکا۔ جس کے
 ملائی کے لیے وہ بچوں کے پاس جاتی۔ وہ اس کی شرمگاہ دیکھتے ہوئے اس پر وہ
 لگا کر شرم ہوتے۔ اسے کسی دوائی سے نفع نہ ہوا۔ حتیٰ کہ اس کی بیماری کی رحمت
 ہو گئی۔

جائے شرم ۱۔

فیوضا یکہ میاں سے کام لے۔ بدلتے نہیں۔ کہ یہ مجتہد کس گھڑ سے تعلق رکھتی ہیں، ہا کاش تم نے امام تقی رضی اللہ عنہ کی زندگی پر مجتہد کذاب کی جیڑی پڑا کر تیار کیا ہو تو تو ایسی راہ کا تباہی کر سکتے۔ اور نہ آپ کی نازل میں کسی غوغا فاش کھتے۔ اس عبارت کا فعلی ترجمہ کرتے ہوئے مارے شرم کے غم آگے نہیں چلے۔ چرچا بیگوس پر تبصرہ کیا جائے۔ یا اس کی وضاحت کی جائے۔ ہاں آنا ضرور کہہ لیں گا کہ اگر کوئی شرم دینا رکھنے والا فعلی اس عبارت کو یا اس کے ترجمہ کو پڑھ لے گا۔ تو وہ متنازعہ و مبہم جائے گا۔ کہ ان علماء دشمنوں سے بڑھ کر کوئی بھی دوسرا اہل بیت کا دشمن نہیں ہے خصوصاً امام تقی رضی اللہ عنہ کی زندگی کے بارے میں یہ عبارت حوالہ اس عظیم المرتبت ترجمہ کی ترمیم و تفسیر کی ہے۔ وہاں امام موصوف کی بھی ترمیم ہے۔

فلعن الله من اتبعه انواع الامم

گستاخی ۲۔

شیعوں کے نزدیک تقيہ جھوٹ، تمام نیک اعمال

سے افضل ہے (بقول امام تقی) معاذ اللہ

آئندہ جیہدی ۱۔

امام تقی سے کسی شخص نے پچھارے ایک خدا کی تو گلدستہ سے سب سے کامل کوئی ہے۔ فرما جو کہ کثیرہ کو مکمل میں لایا ہے۔

(آئندہ جیہدی اور مذکورہ تفسیر حسن مسکری ص ۹۰ ج ۱ میر کتب خانہ لاہور)

دروازے کھلے ہیں، بڑا استسا اور مزے داؤ سوا رہے۔ خدا انہیں ہی نصیب کرے۔

گستاخی۔

گستاخی علی المرتضیٰ اور جھوٹ سے پرانہ روایت

امام تقی کی طرف منسوب کردی

اثار حیدری :-

ادام تقی علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ ایسا ہی معجزہ جناب امیر علیہ السلام سے بھی ظہور
 میں آیا۔ جبکہ آپ نے جنگ صفین سے مراجعت فرمائی۔ ہزار بیویں کو اس پانی سے میرپ
 کیا۔ جو ایک بڑے تیر کے نیچے سے نکلا تھا۔ جس کو آپ نے اس غرض سے اٹھایا
 کہ اس کی آڑ میں جیٹھ کر رنج حاجت کو دل گے۔ آپ کے لشکر کے کسی منافق نے کہا کہ میں
 اس کی خمر نگاہ اور اس کی چیز کو جاس دے دیتی ہے۔ دیکھو! گاہ کہ کوئی دینی کے مرتبہ
 کا دھوکا کر رہا ہے۔ میرا اپنے ساتھیوں کو اس کے جھوٹ سے خبردار کر دوں گا۔ تب
 جناب امیر نے قبر کو حکم دیا کہ اسے قبر اس وقت اور اس کے سامنے کے درخت
 کے پاس جاؤ۔ اعدان دونوں میں ایک فرسخ سے زریعہ کا فاصلہ تھا۔ دربار کہہ۔ کہ
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی نم کو حکم دیتا ہے۔ کہ دونوں اگر باہم مل جاؤ۔ قبر نے عرض کی۔ کہ
 یا حضرت کیا میری آواز ان دونوں درختوں تک پہنچے گی؟ فرمایا جو قبر کی نظر کو آسمان تک
 پہنچا رہا ہے۔ جو تم سے پانچ سو برس کی راہ ہے۔ رہی قبر کی آواز کہ بھی ان دونوں درختوں
 تک پہنچا رہے گا۔ آخر کار قبر نے جا کر ان کو آواز دی۔ اور وہ ایک دوسرے کی طرف اسی

تیزی سے دوڑے گا اور دوست ہیں جو قدرت سے بچرے ہوئے ہیں۔ اور مٹنے کا نہایت
 اشتیاق ہے۔ اور دونوں اگر باہم مل گئے یہ معجزہ دیکھ کر شکر کے مناقلوں کا ایک گروہ کہنے لگا
 کہ علی اپنے آپ کو رسالہ اللہ اسحر و جادوی و سحر خدا علی اللہ علیہ وسلم کی شکل کہاں کر رہا ہے۔ یہ
 دو رسول تھے۔ اور زیر امام ہے۔ جو حقیقت میں دونوں بابر و گریں۔ لیکن ہم اسی کے گرو
 پرانے تھے۔ ہمارے شہر گاہ اور جو کچھ اٹھیں میں سے نکلتے ہیں۔ اس کو دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے
 مناقلوں کے اس کلام کو سقرت کے کان میں پہنچایا اور اپنے کھلم کھلا قہر سے فرمایا۔ کہ مناقل
 نے دوسری رسول سے کہو غریب کا ارادہ کیا ہے۔ اور اسی لگان یہ ہے۔ کہ میں ان کے سامنے
 صفت دو دو شکر کی ہی آؤ کر سکتا ہوں اور کچھ عہد میں نہیں کر سکتا۔ اسی لیے تم جا کر ان دو شکر سے
 کہدو۔ کہ وہی رسول علی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے۔ کہ تم اپنی اپنی جگہ واپس چلے جاؤ۔ قہر نے
 ایسا ہی کیا اور وہ دونوں وحشت اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے۔ اور اس طرح ایک دو صر سے
 جدا ہوئے جیسے کوئی بزدلی شخص کسی دلیر و شجاع بہادر سے ڈر کر بھاگتا ہے۔ پھر جناب
 امیر علیہ السلام نے جا کر بیٹھنے کے لیے اپنے کپڑے کو اٹھایا اور مناقلوں کی ایک جماعت ہی
 کی طرف بیٹھنے کے لیے گئی۔ حضرت نے اپنا کپڑا اٹھایا۔ وہ سب کے سب نابینا ہو گئے۔
 اور ان کو کچھ بھی نظر نہ آیا۔ تب انہوں نے اپنے متروا صر سے پیر لیے۔ اور ان کی آنکھیں
 اسی طرح ریشی ہو گئیں جیسے پہلے تھیں۔ پھر انہوں نے حضرت کی طرف نگاہ کی اور آدھے ہو
 گئے۔ اور بلا ایسا ہی وقوع ہوا۔ کہ جب آپ کی طرف نظر اٹھاتے تھے اندھے ہو
 جاتے تھے۔ اور جب نظر پیر پڑتے تھے۔ دکھائی دینے لگتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت نے حاجت
 کر کے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنے مقام پر واپس تشریف لے آئے۔ اور آتھا وہ ہم ایک کو ایسا
 ہی واقعہ پیش آیا۔ اس کے بعد انہوں نے ارادہ کیا۔ کہ کسی جگہ جا کر دیکھیں کہ کیا چیز خارجی ہوئی ہے
 تب وہ اپنی اپنی جگہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ اور وہاں سے قدم نہ اٹھا سکے۔ اور جب واپس
 آئے کہ ارادہ کیا۔ کہ تو قدم اٹھنے لگے۔ اور سو بار ایسا ہی وقوع ہوا۔ یہاں تک کہ وہاں سے

کو پناہ کرنے کا حکم صادر ہوا۔ اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ اور اپنی مراد کو نہ پہنچے۔ اور اس بات سے ان منافقوں کے سوا اس کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ کہ ان کی سرکشی اور نافرمانی زیادہ ہوئی۔ اور کفر و عناد اور بڑھ گیا۔

القصہ و منافق باہم ذکر کرنے لگے۔ کہ کچھ یہ بات کہی تھی جب وہ غریب ہے۔ کہ باوجود ان سب باتوں کے معاویہ اور یزید کے مقابلے سے عاجز رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات امیر المومنین کے کان میں پہنچائی۔ اور حضرت نے حکم دید کہ اسے میرے پروردگار کے فرشتوں۔ معاویہ اور یزید کو سناؤ۔ اور ان منافقوں نے ہوا میں دیکھا کہ فرشتے جتنی سپاہیوں کو ہوت میں ہیں۔ اور ایک ایک نے ان تینوں میں سے ایک ایک کو پکڑ رکھا ہے۔ پھر ان فرشتوں نے ان تینوں کو حضرت کے دروازے پر پیش کیا۔ ناگاہ کی دیکھتے ہیں۔ کہ ایک تو معاویہ ہے۔ اور ایک محمد بن ابی بکر ہے۔ جناب امیر نے ان منافقوں سے فرمایا۔ تم ان کو دیکھو اگر میں چاہتا تو ان کو کل کنٹریں نے خود ہی ان کو چھوڑ دیا ہے۔

(تاریخ طبری ترجمہ تفسیر امام حسن مسکری ص ۱۴۹-۱۵۰)

(امیر کتب خانہ لاہور)

خلاصہ کلام:

امام تقی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کی کرامت بیان کی۔ منافقین نے چاہا کہ ہر حضرت علی کی شرمگاہ دیکھیں۔ اسی مرتبہ کوشش کے باوجود مردم وہے جب بھی دیکھنا چاہتے تھے۔ ہر جاتے ساری طرح سومر ترقی حاجت کے وقت نکلی چیز کو دیکھنے سے مردم ہر منافقین کو بیان کیا۔ کہ اگر اتنا ہی صاحب کرامت تھے۔ تو معاویہ اور یزید کے سامنے کیوں نہ ٹھہر گئے۔ یہ سن کر حضرت علی نے فرشتوں کے ذریعہ ان تینوں کو ملگا کر فرمایا۔ میں انہیں قتل نہ چاہتا تو قتل کر دیتا۔ لیکن میں نے خود چھوڑ دیا ہے۔

لمحہ فکر یہ ۱۔

ناظرین کو اس پر غور فرمائیں۔ کتنی بڑی مبالغہ بازی، نقل کے اندھوں کو اندھیرے میں یہ بھی
 نہ سوچا کہ حضرت علیؑ اور زیدؑ کی آپس میں جنگ کب ہوئی تھی؟ تنگست کا طعن نہ اتنی دے
 رہے ہیں۔ یہ ان کی برکات و نصیحتیں۔ کوئی انہیں نے اسی مرتبہ آپؑ کی شرمگاہ دیکھت چاہی یاں
 سے الگ کیا مسمود تھا۔ پھر حضرت علیؑ کے فرشتے آپؑ کے اتنے ہی بعد از کمر سے ہونوں
 کو فرشتے پر کڑ کر لے آئے۔ اور حضرت علیؑ فرما رہے ہیں کہ میں چاہتا تھا کہ میں قتل کر دیتا۔ اگر فرشتے
 آپؑ کے اتنے ہی حکم کے بندے نہ تھے۔ تو جب کہ بقول شیعوں حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کے
 گلے میں رتی ڈال کر دیو کر کی بیعت کے لیے کھینچا جا رہا تھا اور آپؑ نے دستے ہونے و
 باؤں خوراستہ بیعت کی۔ تو اس وقت فرشتوں کو بڑھ لیتے۔ تو معلوم ہوا کہ زاول تا آخر یہ
 روایت شبہ حضرت کی من گھڑت ہے۔ اس سے حضرت علیؑ کی توہین بھی کی گئی۔ اور امام
 تقیؑ پر اہتمام لگایا۔ کہانہ امام تقیؑ اور کہاں حضرت علیؑ کی شرمگاہ کے بارے میں اسی قدم
 خرافات کا پلندہ۔ کوئی مناسبت نہیں۔

فصل سین و نهم

شیعوں کی امام حسن عسکری اور امام قائم (مہدی) سے
گستاخیاں

شیعوں کے نزدیک علی نفیس نبی ہے۔ بقول امام حسن عسکری
گستاخی نمبر ۱۱۰۔

آثارِ می حیدری ۱۔

ابو یعقوب راوی تفسیر روایت کرتا ہے۔ کہ میں نے امام حسن عسکری سے عرض کیا۔
اے فرزندِ رسول آیا رسول خدا اور خیر المومنین کے بھی ایسے معجزے تھے، جو موسیٰ کے
آیات و معجزات کے مشابہ تھے حضرت نے فرمایا۔ کہ علی نفیس رسول ہے۔ اور رسول خدا
کے معجزے میں علی کے معجزے میں ماور علی کے معجزے سے رسول خدا کے معجزے ہیں۔ اور

کوئی سبب نہ ہو کہ انہیں جو خدا نے کسی نبی یا رسول کو شہادہ عطا کیا ہو اور اس کے مشابہت سے
بہتر محمد کو عنایت دیکھا ہو۔

لعنت کا طوق :-

اسی روایت سے ایک مصلحت طور سے پر معلوم ہوتا ہے کہ شیعوں کو حضرت علی
رضی اللہ عنہ کو نفس رسول سمجھتے ہیں۔ اور یہی ان کا عقیدہ ہے۔ اسی لیے ان کے عقیدہ کے مطابق
علی اور رسول کوئی دو شخص نہیں۔ اور جدا جدا دو شخص نہیں۔ بلکہ ایک ہی ہیں۔ اسی لیے انہیں
عسکری اس کی حد میں یہ پیش کر رہے ہیں کہ جو مہرست علی کے وہی رسول اللہ کے اور جو رسول
اللہ کے وہی مہرست علی کے ہیں۔ یہ نہ کہ وہ نفس رسول ہیں تو اس سے اتنا معلوم ہوا کہ ان
لوگوں کے نزدیک حضرت علی اور رسول اللہ علیہ السلام کوئی فرق نہیں۔ حالانکہ امام بقرہ
سادق رضی اللہ عنہ کا قول گزریا ہے کہ جو میں نہیں کہے اسی پر خدا کی لعنت !

(در جہان کشی ص ۲۵۵ - ذکرہ ابو الخطاب)

حضرت باقر نے کہا امام مہدی بر جہنہ بدن ظاہر ہوں گے اور

ان کی بیعت سب سے پہلے نبی علیہ السلام کریں گے۔

حق السقین :-

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کہ چون قائم آل محمد علیہ السلام بیرون آمد خدا و
یا ربی کہ لا یخلف عہدہا کہ کسی کہ باو بیعت کند محمد صا باشد و بعد از ان علی (ع) شیخ
طوسی و نہائی از حضرت امام رضا (ع) روایت کردہ اند کہ از علامات ظهور

حضرت فاضل احمد رحمہ اللہ استاذ کبار برہنہ و ریاضی تشریح آفتاب علی ہر خواہ شد و منادوی
نما خواہ کرد و گامیز المومنینی است۔

(حقائق اربعین ص ۲۰۹ در بیان اثبات رجعت
مطبوعہ تہران)

ترجمہ -

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب تک امام کا محمد احمد نہ آئے گی
اور ان کی فرشتوں کے دروازے نہ کھولے گا۔ اور ان کی سب سے پہلے بیت مضمون
صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے گا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ شیخ طوسی اور نعمانی
امام رضا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام جعفری کے غلوں کی نشانیوں
میں سے یہ بھی ہے کہ وہ سورج کی نیکی کے ساتھ برہنہ بدلتا تھا ہر چوں کہ ایک
منادی ندا کرے گا کہ گویا المومنین ہیں۔

لکھ فکریہ

اس بات کو تمام مانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انبیاء اور خاتم النبیین ہیں۔ اس
پس آپ چری کائنات کے امام اور پیشوا ہیں۔ لیکن آپ کا کوئی دوسرا بھرتب العزت اور پیشوا
نہیں ہو سکتا۔ تربیت یہ بات مسلمہ ہوئی۔ پھر یہ کہنا کہ امام فاضل علی ہر چوں کہ گواہ کی
سب سے پہلے بیت کرے دوسرے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم چوں کہ گئے۔ اور
بعد میں حضرت علی بیعت کر لیں گے۔ کیا ایسا کہنا مضمون صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کی توہین
نہیں ہے۔ کیونکہ مضمون کی مدح فاضل سے بیعت کرنا خلاف واقعہ بھی ہے۔ اور ضرر کا
کرمب بھی ہے۔ پھر یہاں سب سے یہ کہنا کہ امام رضا رضی اللہ عنہ کی طرف کی ہے۔ یہ
میں گت نامی ہے۔ اور اس طرح امام جعفری کے بارے میں لکھتے ہیں سورج کی نیکی کے ساتھ ظاہر

ہونا۔ یہ امام ہمدانی کی شاعری میں بہت گستاخی ہے۔ جو بالکل واقعی ہے۔ دوسرا یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ امام کا نام کے منشا ہو کر ظاہر ہوئے ہیں یہی ختمت ہے۔

امام غائب کا تعارف

عقیدہ اہل سنت :-

امام ہمدانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اعاذ وراثت مقدور کی روشنی میں جو عقیدہ اہل سنت ہے وہ مختصر طور پر یہ ہے۔ کہ امام ہمدانی قیامت کے قریب پیدا ہوں گے۔ مگر انکو مریں ان کا ظہور ہوگا۔ غائب کعبہ میں حج سونے کے قریب مقام مقرر پر کھڑے ہو کر اسلام کی تبلیغ کا آغاز فرمائیں گے۔ آپ کا زمانہ ایسا ندریں ہوگا کہ سونا اور چاندی پانی کی طرح ہوگا۔ سارے پوری دنیا میں کوئی بھی بدکاری نہیں رہے گا۔ امن و سلامتی کی حالت ہوگی۔ کہ بیٹھے اور بیٹھ کر باں ل کر چریں گے۔ اور نہیں گے۔ لیکن ایک دوسرے کا کوئی نقصان نہ کریں گے۔

عقیدہ اہل تشیع :-

امام ہمدانی کو یہ لوگ "امام غائب اور امام قائم" بھی کہتے ہیں۔ امام غائب اسے عقب ہونے کی اس کے ہاں یہ وجہ مذکور ہے کہ یہ امام ۲۵۹ھ میں الحسن مسکری کے ہاں پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش "خبر سرین راؤ" میں ہوئی۔ جب ان کے والد حضرت امام حسن مسکری کا انتقال ہوا۔ تو یہ وقت پانچ برس کے تھے۔ پھر چار سال بعد یعنی ۹ سال کی عمر میں ۲۶۲ھ میں ایک خانہ میں کنز لیت لے گئے۔ اور وہ غائب ہو گئے۔ آج تک اسی سے باہر نہیں گئے۔ "۳۱۰ھ میں ان کو جو شیعہ حضرت کی معتبر کتاب میں سے ہے۔ اسی میں لکھا ہے۔ کہ اگر یہ امام حسن مسکری کے دھماں کے وقت ان دھمدی کی عمر صرف پانچ برس تھی۔ لیکن اسی صفر سن

کے ہوتے ہوئے بھی اپنے والد کی نماز جنازہ اچھوں نے خود پڑھائی تھی۔

(کنز الدقائق، ۲۵۹ ص ۳۸۰-۳۸۱)

بقول شیعہ قتل کے خوف سے امام ہادی غائب ہو گئے

اصول کافی :-

مَنْ رَأَى رَاةً كَالسَّيِّدَةِ أَمَّا عَمِيدُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
يَقُولُ إِنَّهُ لَمَّا رَأَى رَاةً كَالسَّيِّدَةِ قَبْلَ أَنْ يَقُتْلَ أَنْ يَخَافَ
وَأَوْ مَا يَسِيرُهُ إِلَى بَطْنِيهِ يَعْنِي: لَقَتَلُ.

ترجمہ :-

نظارہ سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے سنا کہ امام کاظم آل محمد کے لیے
بچپن ہی میں غیبت ہو گئی خوف کی وجہ سے اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اپنے
شکم کی طرف یعنی قتل کے خوف سے۔ الشافعی ترجمہ اصول کافی جلد ۱ ص ۳۸۱ مکرر ہے
(اصول کافی کتاب الحجت باب غیبت)

جلد اول ص ۳۸۱

اصول کافی :-

عَنْ زُرَّارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمِيدٍ اللَّهِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ يَقُولُ إِنَّهُ لَمَّا رَأَى رَاةً كَالسَّيِّدَةِ قَبْلَ أَنْ
يَقُتْلَ قَالَ هَذِهِ قَوْلُهُ قَالَ يَخَافُ وَأَوْ مَا
يَسِيرُهُ إِلَى بَطْنِيهِ مَعَهُ قَالَ يَا زُرَّارَةُ

وَهُوَ الْمُنْتَظَرُ

اصول کافی باب الفیئۃ کتاب المہاجرۃ

جلد ۳۲۴ تہران طبع جدید

ترجمہ :-

زارہ سے مروی ہے کہ مجھ سے حضرت ابو عبد اللہ نے فرمایا حضرت امام
کام کہ غیبت پہنچ ہی سے ہو گئی تھی مجھے کہہ دیا یہ کہیں ہو کی فرمایا تو کہے
غیبت سے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اپنے بطن کی طرف (یعنی وہ دشمن میری
نسل ہی سے ہو گا۔ یا اشارہ ہے۔ بیضر کہ اب کی طرف)۔ پھر فرمایا اسے نہ رات
و عظم منتظر ہو گا۔ اور اس کی ولایت میں شک کیا جائے گا کوئی کہے گا اس کے
باپ لاؤں دے گا۔ کوئی کہے گا کہ عمل میں انتقال ہو گیا۔ کوئی کہے گا۔ وہ باپ کی
موت سے دو سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔ حالانکہ وہ امام منتظر ہوں گے
(اثنائی ترجمہ اصول کافی جلد اول ص ۴۰۴)

طبع کراچی

کسی شیعہ کو امام مہدی کا نام لینا جائز نہیں

روایت نمبر (۱۱)

اصول کافی :-

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مَنْ ذَكَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ
الْعَلَوِيِّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيِّ

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيَّ عَلَيْهِ
السَّلَامُ يَقُولُ ائْتَلَعْتُ مِنْ بَعْدِي الْحَسَنُ
فَكَيْفَ لَكُمْ يَا أَتْلَعُونَ مِنْ بَعْدِ الْخَلْفِ فَقُلْتُ
وَلَيْتَ جَعَلَنِي اللَّهُ فِندًا قَالَ لِمَ لَكُمْ لَا تَرَوْنَ
مَخْصَصَةً وَلَا تَحِلًّا لَكُمْ وَكُرْهُ بِأَمْرِهِ فَقُلْتُ
كَيْفَ تَذْكُرُهُ فَقَالَ قُولُوا الْحُجَّةُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ
صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روایت نمبر (۲)

عَنْ بَنِي مُعَمَّدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ
قَالَ سَأَلَنِي أَحَدُ صَاحِبَاتِنَا يَعْذَمُ مَعْنِي أَيْتُ
مُعَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ أَسْأَلَ عَنْ الْأَمْرِ
وَالْمَكَانِ فَخَرَجَ الْجَوَابُ إِنَّ ذَلِكَ لَمَعْلُومٌ عَلَى الرَّسُولِ
أَذَانُوهُ وَإِنْ عَرَفُوا الْمَكَانَ دَلُّوا سَلِيلَهُ

روایت نمبر (۳)

عَنْهُ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ابْنِ
فَضَالٍ عَنِ الرِّيَاضِ بْنِ الصَّلْتِ قَالَ سَمِعْتُ
أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ مُبْدِلٌ
عَنِ الْقَامِشِ قَالَ لَا يَرَى جِسْمَهُ وَلَا يُسْمَعُ
رِئْسُهُ

روایت نمبر (۴۱)

مَحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ
 الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَبِي رِثَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَاحِبٌ هَذَا الْأَمْرُ لَا يُسَمِّيهِ
 بِأَمْسِيهِ إِلَّا كَافِرٌ

(امروں کا دل پر اثر) ص ۳۲۲-۳۲۳

مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ کتاب الحجۃ

یاد فی فی الثقی علی الامیر

ترجمہ روایات

روایت نمبر (۴۱)

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیؑ کو علیہ السلام سے سنتا کہ میرے بعد میرے بھائی
 حسنؑ کو علیہ السلام میں۔ پھر فرمایا تم کو کیا طریقہ اختیار کرو گے میں کہے کہ فرزند کے ساتھ
 میں نے کہا سالانہ تہنات مجھے آپ پر فخر ہے کیوں کہ ہم ان کی اتباع کھیں گے
 فرمایا تم ان کے درجو کرتے ہو کہہ دو گے۔ اور میں جان بڑھ کر تمہارے واسطے ہی کا
 نام لے کر ذکر کرتا ہوں نے کہا۔ پھر ہم کے لیے ذکر کریں گے فرمایا یہ کہنا حمت
 آل محمد علیہم السلام۔

روایت نمبر (۴۲)

راوی کہتا ہے کہ امام حسنؑ کو کہے انتقال کے بعد ہمارے اصحاب نے کہا کہ

ازمیں حضرت صاحب الامر سے ان کو نام اور بیگ معلوم کر لیا۔ جب تک کہ لوگ نہ آئے، مہم معلوم ہو گئے تو لوگ اسے شہرت دیں گے۔ اور یہ ہمارے خاندان کے لیے مفید رہا۔ اور اگر مکان کا پتہ نہ مل گیا تو چلا جادو دہریہ گئے۔

روایت نمبر ۱۲۱۔

داؤدی کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ حضرت سے جب قاتل مل محمد کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ان کا رسم ہم میں دو کین بدلنے کا۔ اور ان کا نام نہیں لیا جائے گا۔

روایت نمبر ۱۲۲۔

داؤدی کہتا ہے کہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ صاحب الامر کران کے نام سے ڈپکارے گا مگر کافر۔

الاشافی ترجمہ اصول کافی ص ۳۹۴-۳۹۵

جلد اول مطبوعہ عربی

خلاصہ کلام ۱۔

مذکورہ روایت سے واضح ہوا کہ امام غائب اس دور میں پیدا ہوتے تھے۔ یہ سب خطرات کا نواز تھا۔ اسی لیے وہ غرور کی وجہ سے غائب ہو گئے۔ کیونکہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو ان کا پتہ مل جاتا تو انہیں قتل کر دیں۔ اس لیے وہ ان کے غرور کے چھپ گئے ہیں۔ اور ان کا پوشیدہ در کھنا بہت ضروری ہے۔ اسی بنا پر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ان کا نام لے کر انہیں بلانا جائز نہیں۔ بلکہ یہ ان تکم فرمادیا۔

ناجی امام سے کر دے دلا کا فر ہے۔ بہر حال وہ غائب ہیں لیکن زندہ ہیں۔ سدران کی راہی کا انتظار ہے۔ کسی بیٹے نہیں ۱۲ امام مقررہ کی کہتے ہیں۔

امام غائب کے ظہور کے زمانہ میں شیعہ روایات
کا اختلاف ہی اس قصہ کے من گھڑت ہونے
کی قوی دلیل ہے

روایت نمبر (۱)

بقول حضرت علی امام مہدی کی غیبت زیادہ سے زیادہ
چھ سال ہوگی

بعض کتب شیعہ میں یوں مذکور ہے کہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت
کی کہ امام مہدی کتنے دن غائب رہیں گے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب
میں فرمایا:-

اصول کافی؛

بِسْمَةِ آيَاتِهِ اَوْ يَتَّظَهِّرُ اَوْ يَتَّيَّنُ

(اصل کافی باب الحجۃ جلد اول ص ۳۳۸ مفرقہ کتاب المہدیہ)

ترجمہ

یعنی چودا یا چھ مہینے یا چھ سال۔

روایت نمبر ۲۱۔

امام رضاؑ نے کہا ہمدی کے غائب رہنے کا ہر صدمہ سو

تیرہ مخلص شیعہ پیدا ہونے تک ہے

احتجاج طبرسی۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا مِنَّا إِلَّا قَاتِلُهُ بِأَمْرِ
 اللَّهِ وَهَادٍ إِلَى دِينِ اللَّهِ وَلِإِخْوَانِهِ
 الَّذِينَ يُطَهِّرُونَ اللَّهُمَّ الْأَرْضَ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ
 وَالْعَبْوَةِ وَتَيْمَلُّ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا
 هُوَ الَّذِي تَخْتَصِي عَلَى النَّاسِ وَلَا دُونََهُ وَ
 يَكْفِيهِمْ عَنْهُمْ شَخْصَةً وَيَهْرُمُ عَلَيْهِمْ
 قَسَمَاتُهُ وَهُوَ مَسِيحِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَنِيَّتُهُ وَهُوَ الَّذِي تَطْلُو
 لَهُ الْأَرْضُ وَيَذَلُّ لَهُ كُنُزُهَا صَنِيعٌ يَجْمَعُ
 إِلَيْهِ مِنْ أَصْحَابِهِ عِدَّةَ أَهْلِ بَيْتِهِ
 (ثَلَاثِينَ أَلْفًا وَثَلَاثَةَ عَشَرَ) وَخَلْدًا قَبْلَ
 أَهْلِ الْأَرْضِ وَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ آيَةً تَكُونُ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فَإِذَا بَعَثَ اللَّهُ هَذِهِ الْعِيَّةَ مِنْ أَهْلِ الْاِخْتِلَافِ أَطْلَعَهُمُ اللَّهُ أَمْرًا قِيَادًا لِكَمَلٍ لَهُ الْمَعْقَدُ (وَهُوَ عَشْرَةُ الْآخِرِ رَجُلٌ) خَرَجَ بِإِذْنِ اللَّهِ فَلَمَّا بَرَزَ أَلْ تَقْتُلُ أَعْدَاءَ اللَّهِ حَتَّى يَرُدُّنِي عَنِّي وَجَلَّ

(اختیارِ طبری جلد دوم ص ۲۵۰ مطبوعہ قزوین)

غیاثی فی طبیب میرزا بہرہ اجوبت علیہ السلام

ملا اسلئے یحییٰ بن اکثمر

(اختیارِ طبری ص ۲۲۸ مطبوعہ قزوین)

نہجۃ الشریف

ترجمہ

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم کسی سے برا کہنا اللہ کے حکم سے قائم ہے اور اللہ کے دین کا باری ہے۔ لیکن قائم وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا درجہ سے نہ جانے کہ کفر و جور سے پاک کرے گا۔ اور عدل و انصاف کے ساتھ زمین کو برقرار ہے۔ اوروں سے۔ کہ جس کی ولادت اور اس کا وجود لوگوں سے مخفی ہو گا اور لوگوں پر اس کا نام نہیں ملے گا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا نام اور ہم نسبت ہو گا اور وہ وہ ہے کہ جس کے لیے نہ جانے کیا جائے گا اور اس کے لیے ہر نعمت کو نرم کیا جائے گا۔ اور اس کے لیے بھی ہوں گے۔ اس کے صحابہ اہل بیت کی تعداد کے برابر ہیں کہ کناروں سے (۱۳۱) اور رشتہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے کہ تم یہاں بھی ہوں گے رشتہ تعالیٰ تم کو ایک ہو کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے اور جب اہل اعلیٰ سے یہ تعداد اس کے لیے جمع ہو جائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ اسے تمام کو نظر کرے گا۔ اور جب اس کی

نعدا پوری ہر جگہ سے لگا۔ (دس ہزار) اس وقت وہ اللہ کے اذن سے نکل آئے گا
پس وہ ہمیشہ دشمنوں کو قتل کر رہا ہے مگر یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا۔

روایت نمبر ۳:-

امام باقر نے کہا ہمدی کا ظہور اللہ نے سنہ ۴۴۰ میں مقرر کیا تھا
پھر ائمہ اہل بیت سے شیعوں کی غداری کے سبب سنہ ۱۲۰

تک اور پھر غیر معینہ مدت تک ملتوی کر دیا۔

اصول کافی:-

عَنْ أَبِي حَمْرَةَ الشَّامِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ يَا قَائِمُ إِنَّ اللَّهَ
تَبَارَكَ وَتَعَالَى كَانَ وَرَفَتَ هَذَا الْأَمْرَ
فِي السَّامِعِينَ قَلَمًا أَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنُ
صَلَوَاتُكَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِشْتَدَّ عَذَابُكَ
اللَّهُ تَعَالَى عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ هَذَا حَرُّهُ
إِلَى أَرْبَعِينَ وَمِائَةٍ فَحَدَّثْنَاكُمْ قَدْ دَخَلْنَا
الْحَدِيثَ فَكُشِفَتْ قَتْلُ الشَّرِّ وَلَمْ
يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ وَفَتْنَا عِنْدَنَا
وَيَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُخَيِّرُ وَعِنْدَ الْكِتَابِ

قَالَ أَبُو حَفْصَةَ قَعَدْتُ بِذَلِكَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ
فَقَالَ قَدْ كَانَ كَذَلِكَ -

(اصول کافی باب کرامت التوحید جلالت)

ص ۲۶۸ مطبوعہ مکتبہ انجمن جدیدہ

ترجمہ :-

ابو حفصہ ثمالی سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو کہتے سنا کہ اسے بہت
اہم ابو حمزہ اشعری نے ہمارے اہل بیت کے لیے فرائض اور حکومت کا دامن سنبھالا
اور میں کیا تھا جو کہ ہم میں علیہ السلام شہید کر دیئے گئے۔ ہمارا خدا کا غضب نازل
ہوا جس سے کہ الہ ہدی پر آپس میں بغیر کی ان مشرکوں کی رسوائی کے۔ یہ سن کر میں نے
پس ہم نے یہ کیا کیا تم سے اپنے اسرار کو تم نے نشر کر دیا ہمارے باتوں کو اور
کھول دیا ہمارے عیوہ دل کو اس کے بعد خدا نے کوئی حرکت نہیں کرنا اور نہ
جرم چاہتا ہے بقدر سکتا ہے۔ ابو حمزہ نے کہا کہ میں نے یہ حدیث امام جعفر
صادق علیہ السلام سے بیان کی آپ نے فرمایا ایسا ہی ہے۔

لحمہ فکریہ :-

فکرمندین روایات کو اگر کسی شخص سرسری نظر سے بھی پڑھے گا تو یہ کہنے پر مجبور ہو گا
کہ امام غائب کا کلمہ انا ولی تا آخر تمام میں کلمہ است ہے اور بڑی پالاک سے وضع
کیا گیا ہے۔ شیعہ حضرات کی کتب میں کسی حقیقہ سے بھر پوری بیانیہ کلمات الہدیت
کو سمجھنا آسان ہے۔ کتب میں کلمہ ہوتا ہے جب اس کے علم کا یہ مدعی ہے کہ
پھر امام غائب کے بارے میں اس کے کسی قول کا کیا منکر ہو گا۔ امام غائب چھ دن و پنج
ہونے یا پچھ سال کا ظاہر ہو جائے گا۔ پھر یہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ آپ

کی شدید توبہ کی گئی۔ کیونکہ آپ نے امام غائب کے ظہور کی مدت زیادہ سے زیادہ چھوڑ کر
مقرر فرمائی۔ آپ اس کے بعد بھی مر گئے۔ بارہ سو سال سے اوپر گزر چکے ہیں۔ لیکن امام غائب کے
ظہور کا ہندوستان ہی ملک نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ یہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اگرچہ منسوب کر
دیا گیا۔ لیکن درحقیقت ان کا یہ قول بگڑ کر نہیں۔

دوسری روایت میں جو یہ کہا گیا ہے کہ جب ہمیں سو تیرہ مغلض شیعہ آکر جمع ہو جائیں گے
تو اللہ تعالیٰ اپنے امام کو بھی ہرگز نہ گا۔ اور جب ان کی تعداد میں ہزار تک پہنچ جائے گی۔ تو
اللہ تعالیٰ امام غائب (مہدی) کو دنیا میں تمام ہزاروں سے گا۔ اس روایت میں قابل غور یہ بات
ہے کہ امام غائب تو آپ تک۔ یقیناً امام برہنہیں ہوا۔ لہذا ثابت ہوا کہ آج تک دو تھے زمین
پر وہی ہزار مغلض شیعہ جمع نہ ہو سکے۔ جس کی وجہ سے امام غائب، ابھی تک غائب ہے۔
دوسری ہزاروں نہیں جو اس سے نام نہ موجود ہیں۔ قراب امام غائب کسی کی انتہا میں ہے۔
اور اللہ تعالیٰ (عز و جل) اپنے کہنے کے مطابق اب انہیں منظر عام پر کیوں نہیں
لاؤ گا؟

تیسری روایت جو امام باقر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر دی گئی ہے۔ وہ بھی ای پر مغلض
انتراداد جھوٹ کا پند ہے۔ کیونکہ اس میں امام موصوف کی طرف منسوب کر کے یہ بات کہی
گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امام غائب (مہدی) کے ظہور کے لیے سنہ ۱۰۰۰ کا زمانہ مقرر فرمایا۔ اور
پھر جو تکلیفیں رضی اللہ عنہ اللہ عنہ غضب میں آکر فرما کر سنہ ۱۰۰۰ کے بعد
تیسری مرتبہ تو کہ ہرگز جب شیعہوں کے ہر مہدی کی۔ اور اپنے امام غائب کے ناز کو فاش
کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے غیر ہمیں عجز کے لیے امام غائب کے ظہور کو موقوف کر دیا۔ کیا امام باقر
رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی قسم کی قسم نہ نہیں کہ اس کا قول کبھی میرا کی۔ "حقو بکل
تتمی خلیفہ" کہ امام موصوف کو تہ تھا۔ ہاں اگر اس روایت میں حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی توبہ
نہیں کی گئی۔ بلکہ اللہ رب العزت کی شان بے نیازی میں مل گئی۔ دلائل امام باقر رضی اللہ عنہ کی گئی ہے۔ ہذا موصوف ہوا۔

کہ یہ روایت بھی پہلی روایت کی طرح سیدنا علیؓ اور حضرت ہے۔ جب روایت میں گھڑت ہوئی تو
اس سے جس واقعہ کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ یعنی ۱۲۷ھ غائب کو نمودار یہ فقہ بھی کی گئی
نکل :-

مناظرانہ محبت شیعہ :-

شیعہ حضرات کی معتبر کتاب اجتہاد طبری اہم شیعوں کے اہم رضا کا قول نقل کر چکے ہیں۔
مخلص شیعہ سید احمد نے پراشد امام مہدیؑ کو ظاہر کر دے گا۔ جب کہ امام رضاؑ ہی کے دوست
شیعوں کی تعداد لاکھوں تک تھی۔ اس کے باوجود آپ کا مذکر و ارشاد تینا ہے کہ ان لاکھوں میں
دس ہزار بھی مخلص شیعہ نہ تھے۔ روز امام رضاؑ کے دور میں ہی مہدیؑ ظاہر ہو جائے گا۔ بلکہ امام رضاؑ
کو یہ قول پڑھیں اور شیعہ مذہب کی حقیقت سمجھیں :-

مرسی بن محمد اسلمیؒ نے کہا مجھے امام رضاؑ نے فرمایا اگر میں اپنے شیعوں کی تیس ہزار ہوں تو
مخلص زبانی تعریف کرنے والا ہی پتا ہوں مگر میں ان کا امتحان تو سب کو کر رہا ہوں گا۔
اگر ان کی میں سے جانچ لوں تو ہزار میں سے ایک بھی مخلص نہ سکے ان کی چھان بین کرنے سے میرے
پیسے بیکار ہو جاتا ہے۔ ایک مدت ہوئی مسندوں پر ایک لاکھ بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں
ہم علیؑ کے شیعہ ہیں۔ حالانکہ علیؑ کا شیعہ وہ ہے جو جس کا قول اس کے عمل کی تصدیق کرے۔

(۱) روزنامہ کافی جلد ۲۸ ص ۲۲۸ طبع تہران جدید

(۲) علیرضا الشیخین ص ۷ طبع تہران

شیعہوں کے نزدیک ان کا امام غائب کہاں گم ہوا

چهارم و مفصل :-

در سامرا قبر امامین همامین حضرت عداوی و حضرت عسکری متوفی سنه ۳۲۰ و سر باب
غیبت عجمه بن ائمه ای که در کناره های بازار گاه قرار گرفته در سامرا و زمین بزرگ است -

رجب پور و معصوم صنفی علی و اندرون حسین صنفی
جلد دوم صفحہ ۶۶ صبح چاندی پران

ترجمہ :-

سلسلہ اہل حق کا خیر امین اور بزرگ اماموں حضرت بابا کی اور حضرت امام حسین مسکوی کی قبر پر اور امام حسن مسکوی کے بیٹے حضرت حمید زمام ہمدی کے غائب ہونے والا حیرانہ اسرار کا کہ جو امر کی بڑے محسن کے احمد ہے ۔

سامراج کے تہہ خانہ میں بسا اوقات اولیاء اللہ کو نام غائب
مختلف بھیسوں میں نظر آتا ہے۔

پیشہ و روئے معاشیہ :-

آفتاب و موجوداتش در شرق و اماکن اود علی تر جیس خاقان شامزادہ کو می دوستی جمعہ
۱۵ شعبان نزد یک صبح دور سال ۲۵۵۰ھ پر بیدار گشت و تا کنون کہ ۱۰۸ سال از تولدش
میگذرد و دینش پروردگار غیب از چشم چه نیل منقح است آن خاک که با مرانی خدا بر گرد

اس وقت شیعوں کا امام غائب ان کے نزدیک

بلا و مغرب میں حکومت کرتا ہے

روایت نمبر (۱)۔

مذکورہ بالا نمبر۔

در کتاب نزہۃ الانوار مسطور است کہ امام وزرکان حضرت الامام و وزیرہ از جزائر مغربہ است کہ از طریق خوانندہ ہر یک ہذا اولاد و مذکوران حضرت طاهر و قاسم و در جزیرہ از ان جزائر ماکند و مؤیدہ ای قول انکہ در شام تہہ سے ہست حزری نام اوست سید صالح شیعوں از مروج آل ولایت است ای تخریر اخبار وادکراد و مکہ ہر یک شخصے ملاویدم کرد ہذا از مکی میگوید و زدی قدوست و داشت و سے خواست بغیر و کسی از و ای زندہ سے خریدید و گنتم تو را چہ حالت است گفت چہند ہم دارم و کچھ از مکی نیگیر دے و انہم چہ گنتم بھی بنجا چون نگاہ کردیم کہ و ای بود اللہ ربنا و محمد نبینا و السلاطی اعاننا۔

پرسیدم کہ تو ز کجاں؟ گفت از جہ و مغرب ہم و میانی و ریاست خضر و اولاد پادشاہ است کہ نام او ہدی است، و ای سکہ بنام مبارک اوست و عمر بسیار دارد من گنتم کہ ہست ای ہدی؟ واد کردیم طاعت است؟ گفت لب گزاشت کہ حوت مران گزشتہ ای میدانی۔

(مذکورہ بالا فقرہ جمعہ ص ۳۷۳ طبع جدید ایران)

ترجمہ ۱۔

کتاب از مرثیہ نثر میں لکھا ہے کہ حضرت الامام احمد کی اکابر و قراء اس وقت مغرب جزائری سے ایک جزیرہ میں تھے۔ جسے علم کہتے ہیں اور آپ کی نوبت اور انہوں میں سے ایک اور حاکم دونوں ان جزائر میں سے ایک ایک جزیرہ کے حاکم ہیں۔

اس قول کی تائید اس طرح ہوتی ہے کہ ملک شام میں ایک عربی نامی خبر ہے وہاں کے ایک باشندہ سے یہ دعویٰ شیعہ نے مجھے بتلایا کہ جب ہم مکہ میں تھے۔ میں نے وہاں مٹی کے بازار میں ایک شخص کو گھومتے ہوئے دیکھا۔ جس کے ہاتھ میں کچھ سونا تھا جسے وہ بیچنا چاہتا تھا مگر کوئی شخص اس سے خرید نہیں رہا تھا۔ میں نے اسے کہا یہ آپ کی کیا حالت ہے؟ کہنے لگا میرے پاس چند دھام ہیں اور کوئی شخص خرید نہیں رہا اب کیا کروں میں نے کہا مجھے دکھاؤ، جب میں نے دیکھا تو ان درہموں پر یہ ہر تھی۔ اللہ بھارادب ہے کہ وہ چارویں ہے اور ہندی چارواں ہے۔ میں نے پوچھا تو کہا کہ اسے آیا ہے؟ کہنے لگا میں مغربی ممالک میں سے دریائے انڈس کے درمیان کارہنٹے والا ہوں۔ چارواں بادشاہ احمدی نام رکھتا ہے یہ مکہ ہی کے نام مبارک کا ہے اس کی عمر بڑی لمبی ہے۔ میں نے کہا یہ ہندی کون ہے اور کس گروہ سے ہے؟ تب اس نے لب پر انگشت رکھ دی اور کہا آگے بات دو کرنا، اگر تو شیخ ہے تو سب کچھ بات ہو گا۔

روایت نمبر ۱۔

تذکرۃ الائمہ ۱۔

علی بن عزالدین مسترید نقی کہتا ہے۔ جس کے باپ دادا کمال علم و درجہ اور شیخ ہونے

مگر کچھ چیزیں خریدیں۔ ہم نے دیکھا کہ ان درباریوں کو امام ہمدانی کے نام کا بھی۔
 یاد رہے قادیان میں۔ جسے مذکورہ واقعات یاد امام ہمدانی کے لوگوں کی اسی عنوان کے
 تحت لکھے ہیں۔ اسی کی روگائی، حضرت درجن علی کے حضرت زاید و احمد یعنی امام ہمدانی کے
 نام اور کام اور اسی جماعت کا ذکر جنہوں نے حضرت کو کھینچا ہے۔

لمحۃ فکریہ

کتاب چیز درمخصوص کی دو عدد ویدانت سے یہ معلوم ہوا کہ امام ہمدانی بنیاد کے قریب
 شہر رامہ کے ایک تہذیب میں غائب ہیں اور عام لوگوں کو تو نظر نہیں آتے مگر خاص لوگ انہیں
 پہنچا دیتے ہیں خواہ وہ کسی بھی لباس میں ظاہر ہوں۔ اور تہذیب الا تھر کی دوسری روایت سے
 واضح ہوا کہ امام ہمدانی کے دو بیٹے ظاہر و قاسم مغرب کے جزائر میں حکومت کرتے ہیں اور وہاں
 امام ہمدانی کے نام کا مکتب چلتا ہے۔

قادیان کا نام۔ شیعہ حضرات کی ان دو عقیدہ عزت میں فرق کریں اور پھر فیصلہ
 کریں۔ کہ آیا امام ہمدانی غائب ہے یا دنیا کا ایک عظیم بادشاہ ہے جو تقریباً بارہ سو سال سے
 حکومت کرتا چلا آ رہا ہے۔ علاوہ ان کی معتبر حکومت امام غائب کا مصدق کتب میں قیوں مذکور ہے
 کہ امام بیغفر نے زیادہ جوادی امام ہمدانی کا نام لے وہ جہاد قائل ہے اور کافر ہے۔

اب ان مختلف اقوال کو تطبیق دے کر جمیع کرنا عقل انسانی سے باہر ہے جب اس کی
 تطبیق مشکل ہے تو معلوم ہوا کہ شیعہ حضرات نے امام ہمدانی کے متعلق جو کچھ بھی انسانی بنا
 رکھے ہیں۔ وہ ان کے اپنے خاندان میں ہیں۔ جن کی کوئی حقیقت نہیں ہو سکتا ہے کہ مقام
 نیست اور مقام حکومت میں وہی تطبیق دے کہ امام ہمدانی واقعی تو مسلمان کی غارتی ہیں اور اس
 کا رخ باغیب مغرب کو ہو گیا اور زمین میں غارتی ہوئی مغرب میں جا چکی وہاں جا کر منظر
 ہو گیا۔ مگر اس کی تردید بھی یہاں موجود ہے کہ جو کہ وہ چمکے نہیں ہیں۔ یہ جہاں سے وہ آگے نہیں جاتی

اسی لیے امام غائب بسا اذیت دہاں ظاہر ہو کر غائب لوگوں کو زیارت کر رہے ہیں اور پھر غائب ہو جاتا ہے۔

ثابت ہو کر سب باتیں جھوٹ ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ نہ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خود تو نامہ دشمنوں سے مخالفت ہو کر فاروقی چھپ جائے اور پھر لوگوں پر حکومت بھی کرے۔ پھر حیرت کی یہ بات ہے۔ کہ جب شیخہ حضرت سے پوچھا جائے کہ ہمدی کوئی ہے تو انکشت برہاں جواب دیا جاتا ہے کہ اگر تم شیخہ ہو تو سب کچھ جانتے ہو۔ لہذا تماموش رہو۔ ثابت ہو کر یہ تمام افسانے سفید جھوٹ ہیں۔ اور شیخہ حضرت کا یہ ذکر فی نام ہے نہ ان کے پاس کوئی قرآن ہے۔

شیعوں کے نزدیک امام غائب جب تکلیس گے
تو کیسے کرائیں گے؟

احول کافی۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ رَأَيْتُ
الْقُرْآنَ السَّيِّئَ جَاءَ بِهِ جُبَيْرُ بْنُ مُثَنَّى إِلَى مَعْتَقِدِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعَةِ عَشَرَ آيَةً.

(احول کافی جلد ۱ ص ۲۷۲ کتاب نفس)

ترجمہ:-

امام جعفر نے فرمایا وہ قرآن جسے جبور بن مثنیٰ نے سرسبز روایات والہ

تھا۔

الزمر سورہ

قَدْ اسْتَقَاصَ فِي الْاَحْزَابِ اَنَّ الْقُرْآنَ كَمَا
 اُنْزِلَ لَكُمْ مُوَيْفَهُ اِلَّا اَمْرٌ اَلْمُسُوْ مِنْكُمْ
 بِوَصِيَّتِهِ قَوْلِ الْمَشِيْقِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَسَبَقَ بَعْدَ مَوْرَثِهِ سِتَّةَ اَشْهُرٍ مُّسْتَعِيْلًا بِجَمْعِهِ
 فَلَمَّا جَمَعَهُ كَمَا اُنْزِلَ اَتَى بِهِ اِلَى الْمُنْتَحَلِيْنِ
 بَعْدَ رِسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ
 كِتَابُ اللهِ كَمَا اُنْزِلَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُوْهُ الْخَطَابُ لَا
 حَاجَةَ لَنَا اَيْلَكَ وَكَذَلِكَ اَقْرَأَكَ جَمْعَهُ
 وَكَتَبَهُ عُمَرَانُ فَقَالَ لَنْ مَرُوْهُ بَعْدَ السَّوْمِ
 وَلَا يَرَاهُ اَحَدٌ حَتَّى يَظْهَرَ وَلَدِي الْمَهْدِي
 وَفِي ذَلِكَ الْقُرْآنِ زِيَادَاتٌ كَثِيْرَةٌ وَهُوَ
 نَحْوُ عَيْنِ التَّحْرِيفِ -

(الزمر سورہ ص ۳۷۷-۳۷۸ فی تذکرۃ القرآن امدی)

الذہاب الی المذہبین لم یجع قدیم

امذکرۃ النور فی السلوۃ جلد دوم ص ۷۰

لم یجع جدید

ترجمہ:

غیر پیش کے ذریعہ ثابت ہے کہ قرآن کرام کے نزول کی تاریخ کے مطابق
 عرب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر جمع کیا۔

ظہور علی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ۱۰ ہجرت تک حضرت علیؓ اس کے جیج کرنے کی
 مشغول رہے۔ جب مکمل جمع کر لیا۔ تو اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی مبعوث
 جانشین بننے والوں کے پاس لائے گا اور کہا۔ یہ اللہ کی کتاب ہے۔ اور اس کی
 ترتیب وہی ہے جس ترتیب سے یہ کتاب نازل کی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ
 کو حضرت عمرؓ غلاب رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں نہ تمہاری ضرورت ہے۔ اور
 نہ تمہارے قرآن کی۔ چھارے پاس حضرت عثمانؓ کا لکھا ہوا اردو جمع کیا ہوا قرآن
 موجود ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آج کے بعد تمہاری قرآن کو جو میری
 نے جمع کیا۔ اردو کیونگے۔ اور ہمارے ہی لیے۔ کہ اس کے بعد کسی نے اس کی تردید کیا
 اور یہ نہ دیکھا اس وقت تک موتوں ہو گا۔ جب میرا بیٹا امام مہدیؑ ظاہر ہو گا اس
 قرآن میں بہت سی آیات زیادہ تھیں۔ عدد وہ تحریرت سے خالی تھا۔

امام مہدیؑ ستر گز لمبا اصلی قرآن نبی کریمؐ کے ہتھیار
 اور ذوالفقار حیدری وغیرہ لے کر غار نکلیں گے

استحاج طبری۔

وَيَكُونُ عِنْدَهُ سَلَامٌ وَقَوْلُ اللَّهِ وَ سَيعْفُو
 ذُو الْعَرْشِ وَ تَكُونُ عِنْدَهُ صُحُفَةٌ فِيهَا
 أَسْمَاءُ شَيْئَتِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَ صَحِيفَةٌ
 فِيهَا أَسْمَاءُ أَعْدَائِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ
 وَ يَكُونُ عِنْدَهُ الْجَامِعَةُ وَ هِيَ صُحُفَةٌ

مَعَ مَا أَحَقَّقَهُ مِنَ التَّخْيِيرِ قُلْتُ فَتَذَوَّرَ
 الْآخِذُ بِأَمْرِهِمْ أَمَرُوا شَيْعَتَهُمْ لِيَعْرِضَ آتِ
 هَذَا التَّمَوُّجُورُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا
 وَالْعَمَلِ بِأَحْكَامِهِ حَتَّى يَظْهَرَ مَوَاقِفُ صَاحِبِ
 الْقُرْآنِ فَتَبَيَّنَ كَيْفَ هَذَا الْقُرْآنُ مِنْ أَيْدِي النَّاسِ
 إِلَى السَّمَاءِ وَ يُخْرِجُ الْقُرْآنَ الْقِدْرَ الْقَبِيضَ
 أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَيْسَرًا وَيُعَمِّلُ بِأَحْكَامِهِ
 رَوَى الْكَلْبِيُّ بِإِسْنَادِهِ إِلَى سَائِبٍ عَنْ سُلَيْمَةَ
 قَالَتْ قَرَأَ رَجُلٌ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ وَ
 أَنَا أَسْتَمِعُ حُرُوفًا مِمَّنِ الْقُرْآنِ لَيْسَ
 عَلَى مَا يَعْرَأُهَا النَّاسُ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ
 مَسْأَلَةٌ كُنْتُ عَنْ هَذِهِ الْقِرَاءَةِ وَاقْرَأْ كَمَا
 يَقْرَأُ النَّاسُ حَتَّى يَقُومَ لِقَاءُكُمْ قِيَادًا قَامَ
 قَرَأَ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَ أَخْرَجَ الْمُصَحِّفُ
 التَّحْقِيقَ كَتَبَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي هَاشِمٍ هَذَا الْحَدِيثُ أَنَّ
 عَلِيًّا لَمَّا قَرَعَ الْقُرْآنَ قَالَ لَهُمْ هَذَا
 كِتَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا أَنْزَلَهُ اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا جَمْعُهُ بَيْنَ
 الدُّوَحَيْنِ فَقَالَ هُوَذَا عِنْدَنَا مُصْحَفُ
 جَامِعٌ فِيهِ الْقُرْآنُ لَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ
 فَقَالَ أَمَا وَاللَّهِ مَا تَرَوْنَ مِنْهُ بَعْدَ يَوْمِ كُنْزِهِ أَبَدًا

إِنَّمَا كَانَ عَلَىٰ النَّاسِ أَنْ يُخْبِرَكُمْ بِهِمْ جَمْعُهُ -

اور تمہاری ہی ۳۸۱ ص ۱۰۰ پر ملاحظہ فرمائیے

مورخین اور معاصرین کے بیان معصیت

کتابت الوحی

ترجمہ :-

اگر کوئی شخص کہے کہ اس قرآن کی تلاوت کیسے جائز ہے۔ جبکہ اس میں تغیر و تبدل ہو چکا ہے؟ میں کہوں گا کہ احادیث میں آچکا ہے۔ کہ اہل بیت نے اپنے شیعوں کو اس سوجھ بوجھ قرآن کی تائید کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ حکم صاحب الزمان کے عہد تک ہے جب وہ ابائی گئے۔ تو موجودہ قرآن لوگوں کے ہاتھ سے آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ اور وہ قرآن لایا جائے گا۔ جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تالیف کیا تھا۔ وہ اس کی تلاوت کر لیں گے۔ اور اس کے احکام پر عمل کریں گے۔

یعنی نے سالم بن سلہ کی اسناد سے روایت کی۔ ایک آدمی نے میری موجودگی میں امام جعفر صادق کے سامنے قرآن کی کچھ اشکایاں پڑھیں جو موجودہ قرآن میں نہیں ہیں۔ تو امام جعفر نے فرمایا پھوڑو۔ اور ان کی پڑھو۔ بعد دوسرے لوگ پڑھتے ہیں۔ حتیٰ کہ امام کاظم آئیں۔ جب وہ ابائی گئے۔ تو طبعہ کتاب اللہ پڑھیں گے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کھانا صحت نکالیں گے۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مخالفین کو اپنا تالیف شدہ قرآن دیا۔ اور کہا کہ یہ اللہ کا کتاب اس تو قریب کے مطابق ہے۔ جس پر اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔ میں نے اسے درختوں میں جھین کر دیا ہے۔ کہ اس (خبر) نے کہا۔ ہمارے پاس صحت ہے اس میں قرآن جیسے ہے۔ یہی تمہارے

جیسے کہ قرآن کی کوئی ضرورت نہیں۔ لڑکی خلیفہ اسماعیل کے بعد محمد سے نہ کیجیو گے
میر سے یہ غلطی تھا کہ میں تمہیں اعلان کر دیتا کہ میں نے قرآن میں کیا ہے۔
ہلکا تو اسے پڑھتے۔

جلال العیون ۱۔

جناب امیر علیہ السلام کو بلا کے بیت بلایا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا میں نے
قسم کھائی ہے۔ جب تک قرآن مجھے نہ کر لوں گا۔ گھر سے باہر نہ آؤں گا۔ چادر کاندھے
پر نہ ڈالوں گا۔ یہ چند روز کے فرقانِ اعلیٰ یعنی جناب امیر علیہ السلام نے قرآن مجھے
فرمایا سورہ بقرہ کی رکوع کریمہ پڑھ کر دیا۔ پھر سورہ میں تشریفات لاکھ لاکھ ہزار ہزار
میں نہ فرمائی۔ کہ اسے گروہ مردان واجب رکھ دو فی حق پیغمبرِ آفرین علیہ السلام و سلم
سے قلادہ بکھڑا۔ بکھڑا حضرت علیؑ علیہ السلام نے قرآن مجھے کہ تمہاری مشغولی ہو اور
مجھے آیات و سورتیں قرآن کو مجھے نہ ملے کر دیا اور کوئی آیت آسمان سے
ازل نہ ہوئی۔ جو حضرت نے مجھے درست سنائی ہو اور اس کی تعلیم مجھے دلائی ہو
پھر اس قرآن کی چند آیات کہ تو انکار میں تھی تو وہ آیات تمہیں خلافت جناب
امیر مرہم علیہ السلام و جبر سے اسی قرآن سے آئیں گے کہ جناب امیر خلیفہ کے اپنے
مجرور ظاہر کی طرف تشریف لے گئے۔ اور فرمایا اب اسی قرآن کو تم لوگ تابع رہو قاسم
آل محمد نہ کیجیو گے۔

۱) امتدادِ غیر کی جلال اولیٰ علیہ السلام سے جبرید۔

۲) مجوزی بعد الرسول علیہ السلام علیہ السلام و سلم :

۳) جلال امیر علیہ السلام و جبرید ۲۹۵-۲۹۶ مجوزی جبرید

مذکورہ عبارات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے

- ۱۔ اصلی قرآن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جمع کیا، جب اس میں شدہ قرآن کو صحابہ کرام کے سامنے پیش کیا، تو انہوں نے انکار کر دیا۔ لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس اصلی قرآن کو کم کر دیا۔
 - ۲۔ ہم غائب اسی وقت سائرہ کے قمار میں ہیں۔ اور ستر ہزار آیات والا قرآن ان کے پاس ہے۔ مصمت خاطر رضی اللہ عنہا ستر ہاتھ لیا ہے۔ اور اسی کے علاوہ چند مہینے پر سب لایم قائم کے پاس ہیں۔
 - ۳۔ جب تک لایم قائم آل محمد و اصلی قرآن جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تالیف کیا تھا۔ لے کر نہیں آتے۔ اسی وقت تک موجود قرآن کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل باثر ہے۔
 - ۴۔ جب حضرت قائم آل محمد اصلی قرآن لے کر نہیں گئے۔ تو موجود قرآن طویل و غویا سنانوں کی طرف اڑ جائے گا۔ اس اصلی قرآن کی لایم غائب تلاوت بھی کوں گئے۔ اور اس کے احکام نافذ بھی کریں گے۔
- فصلِ اصرہ کلام ۱۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب اپنا تالیف کردہ قرآن غائب کر دیا۔ اس وقت سے لے کر قائم آل محمد کے ظہور تک شیعوں کے پاس قرآنی نسخوں کا اور جب سے لے کر دہریہ ہم

انتقال کر گئے۔ اور بارہویں غزوہ کے بارے میں پوچھ گئے۔ آپ وقت سے اسی جیسے ہوئے۔
 امام کے قلمبند تکمال کا کوئی نام نہیں۔ مختصر یہ کہ حدیثوں سے نہ ان کے پاس قرآن اور نہ امام۔ بعد از
 جانشین تک اسی محدثی میں رہیں گے۔ ”امام غائب“، حاضر ہو گا۔ نہ قرآن لائے گا اور نہ آپ
 امام کہ نہ کہنا نصیب ہو گا۔ اور نہ اصل قرآن، ان کی خلافت نصیب۔ یہ نصیب جو ظہر ہے۔ یہ تو
 نصیب والوں کی بات ہے۔ کہ قرآن بھی اللہ کے پاس اور علی اور ولید کی سرکردگی میں موجود۔

ذَٰلِكَ فَخْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ

خلاصہ باب ۱۰

اس باب کی تیرہ فصلوں میں آپ نے جو کچھ پڑھا بعد وہ ان لوگوں کی کتب کے حوازیات
 سے ہے۔ اسی سے آپ پر یہ بات باطلی واضح اور روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہو گی۔
 کاتب بدینیت لوگوں نے نہ معاف نہ کر کیا۔ نہ انہیں اس کے پیغمبروں کی عظمت و عزت نظر آئی
 اور نہ ہی اہل بیت کی ہمارت و پاکیزگی کی طرح و عیاں کیا۔ اول آخر ان کے مذہب میں گستاخیاں
 بے باکیاں اور بے عزتیاں ہی پائیں گے۔ جو کسی دوسرے فرقہ میں شائع نہ ہوں۔

ان تمام گستاخیوں اور ان کی گھڑت روایات و واقعات کی بنیاد و مسئلہ امامت
 ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک ”امامت“ کا ایسا جند و بالا مقام ہے۔ کہ اس کے مقابل میں خاتم
 ابدال یا مخلوق کوئی بھی شبہ سے بچ نہیں سکتا۔ یہ سب کچھ آپ کو مشتمل تیرہ فصلوں میں
 بڑھ چکے ہیں۔

(بقاعدتہ و اباء و خالافہ)

ایک کتاب جسے قدرت نے شاہکار بنا دیا

عظمت اہلبیت رسول

جانشین حق اسلام علامہ محمد طیب نقشبندی مدظلہ العالی۔

- ☆ مصنف علامہ کی اس علمی کاوش نے امت میں انتشار و افتراق کی فضا کو ختم کر کے دائرہ محبت کے قریب لا کر کھڑا کیا ہے۔
- ☆ ایسی انوکھی تحریر کی مثال اس موضوع پر لکھی جانے والی تحریروں میں بہت کم ملے گی۔ جن کا فیصلہ قارئین ہی کر سکتے ہیں۔
- ☆ محبت اہل بیت اطہار کی آڑ میں واقعہ کر بلا کے حوالے سے جو کم علم و اعظمین اہل بیت اطہار کے متعلق بے صبری، بے قراری جیسی جسارت کے مرتکب ہوئے انہیں مٹھے اور محبت بھرے انداز میں اس مقام کی نزاکت کا احساس دلایا۔
- ☆ اس قدر دلنشین انداز جس موضوع کو شروع کریں اسے کھل کے بغیر دل کو قرار نہیں
- ☆ لمحہ بہ لمحہ تجسس بڑھتا جاتا ہے دل روشن اور منور ہوتا جاتا ہے۔

باب دوم

شیعوں پر
ائمہ اہل بیت کی
مچھٹکار

باب دوم:

ائمہ اہلبیت کی شیعوں کی بنیاد

اور

ان کے حق میں بدعائیں

بد دعائیں

حضرت علی نے اپنے شیعوں سے کہا خدا تمہارے چہروں کو

رسوا کرے اور تم بد بخت ہو جاؤ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الذَّلِيلُ وَاللَّهُ مَنْ تَصَرَّحُوا وَتَمَنَّا بِكُمْ فَقَدْ
 يَا فَتَوَى تَأْخِذُكُمْ وَاللَّهُ كَثِيرٌ فِي
 التَّحَاتِ قَدِيرٌ تَحْتَ التَّأْيَاتِ وَرِجَا
 تَعَالَى بِمَا يُصْلِحُكُمْ وَيُفْسِدُكُمْ
 وَلِكَيْتَى لَا أَرَى لِمَ حَكَمَ بِافْسَادِ

تَلْفِيحِي أَضْرَعِ الْفُلَّ خَدُّوْ دَكُمُ وَ آتَقَسْ
جُدُّوْ دَكُمُ لَا تَعْرِفُوْنَ الْحَقَّ كَعَفْرِكُمْ
الْبَاطِلَ وَلَا تُبْطِلُوْنَ الْبَاطِلَ كَاِبْطَالِكُمُ
الْحَقَّ.

رُحی البلاء علیہ السلام ۱۱ (مطبوعہ بیروت)

فی تو بیج بعض اصحابہ

ترجمہ :-

خدا کی قسم جس کی تم مدد اور نصرت کرو۔ وہ فیل ہے۔ تم اسے لڑائی میں جھوڑ کر
بھاگ جاؤ گے۔ اور مطلوب ہو کر اسے غماؤ خواہ دولت نصیب ہوگی۔ اور جس شخص
نے تمہیں دشمن کے مقابلہ کے لیے بھیجا اسے تمہاری تیر بیریگاں چلایا۔ قسم خدا
کی تم اپنے مکانات کی نغزائیں تو بہت بچتے ہو۔ گر میدان میں علم کے نیچے تمہاری
تعداد و قیمت بھی تحلیل ہو رہی ہے۔ یہ شک میں اس کو میرے خوب واقف ہوں
جو تمہارے قدر و فساد کی اصلاح کر سکتی ہے۔ تمہاری کچی کریدہ جا کر سکتی ہے۔
جاہل اور ظالم بادشاہوں کی سیاستوں کا تمہارے ساتھ مل ورامہ ہو سکتا ہے۔
گر تم اپنے دشمن کو فاسد کر کے تمہاری اصلاح نہیں پاؤ۔ خدا تمہارے پیروں
کو ذلیل و سوا کرے۔ تمہارے نصیب اور مقدار کو کمیت کر دے۔ تم ہرگز نہ ہو
جاؤ۔ کیا تم حق کو اتنا بھی نہیں جانتے۔ جتنا کہ باطل کو پہنانتے ہو۔ کیا تم باطل
باطل میں اتنی کوشش بھی نہیں کر سکتے جتنی کہ حق کو چھاننے کے لیے کوشش میں لاتے ہو۔
لڑیگ تعداد میں ۸۰ مطبوعہ رومانی

محکمہ فکر وید :-

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے شیعوں کی حقیقت کو کس طرح وضاحت سے

بیان فرمایا اور تم کھانکھان کر فرمایا کہ جس کے قدم گدگد ہو وہ قہر میں ہے۔ کیونکہ میدان جنگ میں اس سے جبرٹ کرے گا۔ یا تمہاری دیرینہ عادت ہے کہ اسے گھر میں لگا لٹائی ہوئی دیکھتی ہو۔ تو بڑھو، رشتہ زان نظر رکھو گا۔ لیکن جب میدان جنگ میں نکلے گا تو اسے آتا ہے تو پھر پیچھے ہٹتے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ رضی فرماتے ہیں کہ شیوا میرے ساتھ گھر میں بیٹھ کر محبت و اخلاص کا باتیں کرتے ہیں۔ اور جب میدان جنگ میں تمہاری محبت و اخلاص کا استہسان ہوئے۔ لگے ہے۔ کہ خود گدگد ہو جاتے ہو۔ تمہارے اس سناٹا خود میرے عزیز ہمارے گدگد اور رنگ اگر اللہ تعالیٰ سے بد دعا کی ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہرہ میں کوئی دھواں اور تمہارے ہاتھ کو لپیٹ اور تمہیں بد بخت کرے۔

قاریاں! کہ امیر مکی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑی اور بدعا جو آپ نے اپنے شیعوں سے ظاہر فرمائی۔ چنانچہ اس کی توبہ لیتے ہیں کہ شک ہو سکتا ہے۔

بلد دعا نمبر ۲

حضرت علی ایک غلام امیر معاویہ کے بدلے دے دیے

شیعوں کو قہر کرنے پر تیار تھے

انجیل البسلامت

لَوْ دَعَاكَ قَالُوا آتِ بِنَاوِيَةَ صَارَ فَتَحًا
يَكْفُ صَدَقَاتِ الْيَتَامَى بِالْيَتَامَى هَمَّ فَاتَحًا
مِنْهُ عَشْرَةٌ مِّنْكُمْ وَأَعْتَظِلَ فِي رَجُلًا مِّنْكُمْ

يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ مَدِينَتُكُمْ بِشَلَاكِتِ قِيَامَتَيْنِ مَعَكُمْ
 ذُوقُوا الْقَسَمَاجَ وَبُكْمُكُمْ ذُوقُوا كَلَامَهُمْ قِيَامَتَيْنِ
 ذُوقُوا آيَصَارُ لَا أَحْرَارَ صَدَقِي عِنْدَ الْفَقَائِرِ وَ
 لَا إِخْوَانٍ يَتَعَدُّ عِنْدَ الْبَلَاءِ قَرِيبَتِ أَيْدِيكُمْ

(شیخ ابی ظفر علیہ السلام ص ۱۴۲ مطبوعہ میرٹھ)

چھوٹا سا نثر

توجہ دے۔

قسم خدا کی تہہ دست ان افعال سے بیزار ہو کر میں اسی بات کو درست رکھتا
 ہوں۔ کہ معاویہ مجھ سے اسی طریق سے تہہ دست معاویہ کرے کہ وہ تیار ہو کر اس کے
 عوض میں ہم فقر و مسکین مجھ میں سے ہو سارے اس فقر تم سے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے
 مرد شاہی میرے حوالے کرے۔ اسے الی کو میں تہہ داری میں غصتوں اور وہ
 غصتوں کے سبب سے تم کی جیلا ہو جاؤں۔ حالانکہ تم صاحبِ گزشتی ہو
 گزشتی کے سننے سے تم سے کال پہرے یکے کی بہت دیکھا تہہ داری زبان
 لنگ ہے۔ حالانکہ تم صاحبِ تہہ داری ہو تم دیکھتے ہو صاحبِ اہل ہوا۔
 اہل ہوا سے بے ہوش ہوئے ہو۔ نہ تم کو دستوں کی ملاقات کے وقت مرد این
 حاسنت گوئی آواز ہو۔ اہل ہوا کے وقت خوشی اور مسرت بھائی تہہ داری ہوا
 خاک آلود ہو جائیو۔ تم ہمیشہ فقیر ہو۔

(نیرنگ فصاحت ص ۱۲۱ مطبوعہ میرٹھ)

لمحہ فکر یہ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ لے جب اپنے شیعوں کی کذب بیانیوں اور بد عہدیاں

تو اللہ کی قسم کھا کر کہنے لگے۔

اے دو مہمان ملی! تمہارے دل کے بدلے میں مجھے لگ کر ایک شاہی دل جاسے اور
امیر معاویہ یہ سونا مجھ سے کر لے۔ تو مجھے منظور ہے۔ مگر نیکو مشیعلیٰ ملی! جو تے ہوئے
تمہارے کلاں کی شہزادہ تہمدی آنکھیں جی دیکھتا اور تمہارے ہاتھ حق کی خاطر اٹھتا، اگر انہیں
کرتے۔ تم نہ ملے گی کہ کسی موڑ پر قابل اعتماد اور دوستی کے لائق نہیں۔ تم پر ہرگز بھروسہ نہیں کیا
جاسکتا۔ اسی لیے تمہارے لیے میری دعا ہے۔ کہ تہمدی زوجہ غیر و غریب نہ رہے بلکہ ہو۔ اور
اللہ تم تباہ و برباد ہو جاؤ۔ یہ بد دعا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیگم کی علامت ہے جو شیعوں
کی گلاب برائی اور بدیہیوں سے پیدا ہوتی تھی۔

بہذ عاف صبور باد

حضرت علی نے شیعوں سے جدائی اور غلط فہم راشدین

سے جاننے کی دعا کی۔

شیخ البلاغۃ

وَلَوْ دَرَمْتُ أَنَّ اللَّهَ خَرَقَ مَبِيعًا وَ بَيْعَتَكُمْ
وَأَلْعَقْبِي بِمَنْ هُوَ أَحَقُّ بِِي مِنْكُمْ قَوْمًا
وَاللَّهِ هِيَ امِينُ الزَّائِعِي مَرَّاجِعُ الْجَلُوسِ
مَقَاوِيلُ يَا أَحَقُّ مَقَارِنُ تَلْبَعِي مَضْمُونًا
فَدُمَا عَلَى الظَّرِيقَةِ وَأَوْجَعُوا عَلَى

الْحَقَّ حَقًّا فَخَطَفُوا بِأَلْسِنَتِهِمُ الذَّائِبَاتِ وَالْكَرَامَاتِ الْبَارِدَةِ -
 (نہی البلاغہ ص ۱۶۳) خطبہ نمبر ۱۱ مطبوعہ بیروت

میں جدید:

ترجمہ:-

اب تو میری دعا ہے۔ اور میں اکی بات کو دوست رکھتا ہوں کہ پروردگار، عالم حق
 اور تمہارے درمیان کفر فراموشی کر دے۔ اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ ملحق فرما
 دے جو تم سے پیار و محبت کے لیے سزاوار ہوں۔ وہ ایسے لوگ تھے قسم خدا کی
 اللہ کی اور خداوند میری سمیٹ اور دباؤ تھیں۔ وہ دانشمندانہ اور حکیمانہ مہربانی کے
 مالک تھے۔ وہ راست گفتار تھے۔ وہ وفادار اور حور و شہم کے ترک کرنے والے
 تھے۔ گور گئے۔ دواغیہ کیوں کہ پاؤں طریقہ اسلام پر مستقیم تھے۔ وہ راہداری
 پر چلے اور مشورہ ہونے والی ہر اسے عقبر میں فتح و فیروز ماسلی کی۔ نیک اور
 گوارا امتوں سے فیضی یا ب ہو گئے۔

(نیرنگ تصانیف ص ۶۸ مطبوعہ بیروت)

خلاصہ کلام:-

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اپنے شیعوں کی بدعہدلی اور نافرمانی کو دیکھا۔ کوفہ
 نے خواہش قرائی کہ اسے اللہ ابھیرے اسے ساتھیوں سے لادے۔ جو اسے دارغابی
 سے راہی تھا ہوتے۔ وہ راست گو ہر ایک مستقیم پر چلنے والے اور ان سے عاقبت والے تھے
 اور اسے اللہ ابھیرے اور ان شیعوں کے درمیان جدا کی ڈالی دے۔ یعنی مجھے عقائد شیعہ
 سے لادے۔ اور ان نام نہاد و دھمکیاں اہل بیعت و دشمنان علی اسے مٹا کر دے۔

(خلاصہ روایا و احادیث)

بددعا نمیرے۔

اتباع حق سے بھاگنے کے سبب علی المرتضیٰ نے اپنے شیعوں

کو نازمان گدھوں سے تشبیہ دی

احتجاج طبرسی :-

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا اسْتَقَرَّتْكُمْ رِيحُهَا فِي هَذِهِ
هَلَكُمُ شَيْخُورُهَا وَأَمْسَفَتْكُمْ فَهَلَكُمُ تَجَمُّعُهَا
وَتَصَحُّتُكُمْ فَهَلَكُمُ تَقَبُّلُهَا هَلُودًا
بِالْقَبِيحِ أَتَلُّوْا عَلَيَّ لُحْمَ الْعِجَمَةِ فَتَعْرِضُونَ
عَنْهَا وَاعْلَمُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ الْمُبَالِغَةِ
فَقَتَرُونَ عَنْهَا كَمَا تَكُمُ حُمُورٌ مُسْتَفِيزَةٌ قَرَّتْ
مِنْ قَسْوَرَةٍ

احتجاج طبرسی جلد ۱ ص ۲۲۵ ترجمہ

علیہ السلام کی قوم و حشہ

لحم علی الجباد خیمت و شرط علیکم

خیال الایمان بدیدہ طبع قدیم ص ۱۹۱

قرینہ

اگر ایسی سلہ قصید ہمارے مکتے کو کہہ لیجئے تم تیار نہ ہو گئے۔ تم کو دین کی باتیں
سنائیں۔ تم نے کوئی جواب نہ دیا۔ تم کو بالمشافہ نصیحتیں کہہ لیجئے تم نے ان سے بڑی

نہ کیا۔ تمہیں واضح نصیحت کی۔ لیکن نافرمان گدھوں کی طرح بھاگتے گئے۔ جیسا وہ شیر سے ڈر کر بھاگتے ہیں۔

حاصل کلام :-

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حسبِ روئے کھانڈ کر کوفیوں و شیعیان علیؑ کی ہمدردیاں ان کے ہمدرد
بہمان اور بھی اٹھائیں اور صرف زبانی جمع خرچ ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ نافرمان، بدعبد
اور بد عادات ہیں۔ نیکیوں اور نصیحتوں سے یہ اس قدر دور بھاگتے ہیں کہ گویا وہ گدھ ہیں جس
کے پیچھے شیر بھاگ رہا ہو۔ تو آپؐ نے ان شیعوں سے سخت نفرت کا اظہار کیا۔ ان کو سخت
شیر نڈر سے سات سات معلوم ہو گیا کہ شیعیان علیؑ پر و دریں ناقابلِ اعتبار ہے۔

بددعا غیور :-

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا شیعوں تم مجھے کذاب سمجھتے

ہو اس لیے میں اللہ سے تم سے بددعا کی دعا کرتا ہوں

احتجاج طبرسی :-

لَا أَهْلَ كُوفَةٍ أَغْيَرَكُمْ بِمَا يَكُونُ قَبْلَ أَنْ تَكُونُوا
تَكُونُوا مَعَهُ عَلَى حَدِّهِ وَلَيْسَ لَهُ دَوَائِدُ مِنْ تَعَطُّ
وَأَعْتَبَرَكُمْ كَأَقْدَامِهِمْ تَقُولُونَ أَنَّ عَلِيًّا يَكْذِبُ كَمَا
قَالَتْ قُرَيْشٌ لِيُصِيبَهَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَسَيَذَرُهَا بَيْنَ الرَّحْمَةِ وَالتَّحْقِيقِ بَيْنَ قَبَا وَبَلَدِكُمْ قَعْلَى مَنْ
الَّذِي عَلَى اللَّهِ مَا نَا أَوَّلُ مَنْ عُبِدَ وَوَحْدَهُ
أَصْبَحْتُ لَا أَطْمَعُ فِي مُصَرِّبِكُمْ وَلَا أُصَدِّقُكُمْ فَتَرَقَّ
اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَبَيَّنَّكُمْ

راجحہ طبری تہذیب و تمدن ص ۱۹۴

راجحہ طبری تہذیب و تمدن ص ۲۵۵ جلد اول

چند قویہ (۱)

ترجمہ ۱۔

اسے اہل کوفہ میں تم کو اس چیز کی خبر دیتا ہوں۔ جو ابھی ہونے والی ہے۔ تاکہ اس
سے بچا جائے اور نہ اس کو۔ اور پھر اس آدمی کو جو جبروت اللہ نصیبت حاصل کرنا چاہتا ہے
اور اس کو۔ اور اگر اس کو اس نے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصیبت کرنے میں تہار سے ساتھ ہوں
لیکن تم کہتے ہو کہ علی رضی اللہ عنہ جبروت برحق ہے۔ جیسا کہ قریش نے
نہی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا تھا کہ جبروت برحق ہے (معاذ اللہ) اسے
اہل کوفہ تمہارے لیے ہلاکت۔ پس میں کسی پر جبروت برحق نہ کیا میں اللہ تعالیٰ
پر جبروت برحق ہوں۔ حالانکہ میں ابھی وہ پہلا آدمی ہوں۔ کہ میں نے شریعت
میں صلی اللہ علیہ وسلم میں جسے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اس کو صلی اللہ علیہ وسلم
کہہ دیا اس کے رسول پر جبروت ہو گا۔ حالانکہ سب سے پہلے میں ہی اس پر
ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ اور اس کی مدد کی۔ میں نے اس حال میں جس کی در
کودان تمہارے مدد کی طبع کرتا ہوں اور تمہاری بات کی تصدیق کرتا ہوں۔ جو کہ
قرآن تعالیٰ سے واضح ہے۔ کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان انفرقاں ہے

کر دے۔

لمحہ فکریہ

اس غلبہ سے بالکل وضاحت سے یہ بات سامنے آگئی کہ ”شیطان علیؑ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سخت افران تھے۔ حتیٰ کہ آپ کو ”کذاب“ کہتے تھے۔ اسی باطل عقیدہ کی بناء پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے دلاکت کی دعا کی۔ اور صاف صاف فرمایا۔ مجھے تم منافقوں کی مدد کی تلقین ضرورست نہیں ہے۔ مجھے تمہاری بات پر یقین ہی نہیں۔ لہذا اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے اللہ تمہارے درمیان جدائی ڈال دے۔ گویا حضرت علیؑ ان سے بہت تنگ تھے۔ اور بدعا تک کر بیٹھے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

بددعاء

حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا۔ میری تمنا ہے کہ
میرے کراؤ شیعوں کے دھیان کو ٹی مغفرت نہ ہو

انہوں نے میرا دل جلا دیا ہے

احتجاج طبری

وَاللّٰهُ تَوَكَّلْتُ اَنْ مَّعَا وَبِهِ صَدَارَ فَرَّقِيْ بِكُمْ حَسْرَتِ
الَّذِيْنَ تَارِيْ بِالْيَدِ هَمِيْرًا تَخَذَ مِنِّيْ عَشْرَةَ قِتْلًا وَاَعْطَانِيْ

وَاجِدًا مِنْهُمْ وَاللّٰهُ لَوَدِدْتُ اِنِّي لَعَرَفْتُكُمْ وَلَمْ
تَعْرِضُوْا لِيْ كَاَيْتِهٖا مَعْرِضَةً فَاَجَبْتُ نَدْمًا لِّقَدْ
وَرَسْتُمْ صَدْرِيْ عَنِ عَيْظًا وَاَقْسَدُ نَعْرًا عَلٰى اَمْرِئِيْ

(اختیارِ مجرب: جلد اول صفحہ نمبر ۱۵۷)

توبیخہ علیہ اسلام صلیہ

لَقَدْ اَقْلَمَهُمُ مِنَ الْقَتْلِ

ترجمہ

بخدا مجھے یہ بات پسند ہے۔ کہ امیر معاویہ مجھ سے درہم کے بدلے
وینار سے سوراخ سے مرنے کی بجائے دس کوئی شیوے لے کر ایک شام (جیسے
قسم بخدا مجھے یہ بات پسند ہے۔ کہ زہری تم کو پھینچے گا۔ اور تم مجھ کو گیند
اس معرفت کے ذلت کو چھینا ہے۔ حالانکہ تم نے میرے سینے کی غصہ کو پیدل
کیلے۔ اور میرے معاویہ کو تم نے ناقربانی اور ذلت کے ساتھ شراب
کر دیا ہے۔

حاصل کلام:

اس نکتہ سے واضح ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کو کھانا چاہتے تھے۔ کیونکہ
انہوں نے یہ عذر دیں اور کاروں سے آپ کا دل جلا کر کھو دیا تھا۔

هَذَا هَمُّ اللّٰهِ

بددعاء

شیعوں کی بد عہدی کے سبب حضرت علیؑ
نے دعا کی اسے اللہ پانی میں نمک کی طرح
ان کے دل پگھلا دے۔

استحاج طبری؛

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ فَتَدُ عَلَیْهِمْ وَ مَلُوفٍ وَ سَقَطُہُمْ
وَسَمْعُہُمْ اَللّٰهُمَّ لَا تَرْحَمْ عَلَیْہُمْ اَمِیْرًا وَّ لَا
تَرْحَمْہُمْ عَنْ اَمِیْرِہِمْ وَ اَوْثَقْ فُلُوکَہُمْ کَمَا یَمَانُہُ
الْمُلُوحُ بِالْمَاءِ اَمَّا وَاہْلُوْا اَیَّدُ بَدًا مِنْ کَلَامِکَ
وَمَرَامَکَ کَیْفَ کَا فَعَلْتُ ۔

استحاج طبری کے جملہ اول میں تمام تر غیبی

مشق۔ ۲۵۵۔ میں ہر روز ۹۵ تہویہ

اصحابہ امتہ اقلہم من الیہا ۱۵

تہجہ ۱۵

اسے اللہ میں نے شیعوں کو پریشان کیا مگر انہوں نے مجھ پریشان

کیا۔ میں نے ان کو دکھ دیا۔ انہوں نے مجھ کو دکھ دیا۔ اور سے اللہ

دعویٰ کر ان سے کسی امیر کو عدنان کو کسی امیر سے اور ان کے دلوں کو ایسا
پگھلا دے کہ جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ اللہ کی قسم اگر میں نے تم سے
کلام کرنے اور خط و کتابت کی گنجائش بھی پائی۔ تو پھر بھی نہ تم سے کلام کروں
نہ اور تم سے خط و کتابت کروں گا۔

حاصل کلام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واسطے شیعوں، کیا نافرمانیوں کی وجہ سے ان کے حق
میں اللہ تعالیٰ سے جدو جہاد کی۔ یا اللہ ان کو اس طرح پگھلا کر تباہ و برباد کر۔ جس طرح پانی نمک
کو پگھلا دیتا ہے۔ اور اس کا نام و نشان باقی نہیں رہتا۔ اس سے صاف عیاں ہے
کہ سب دو شیعیان علی، علی کے ذہن کے۔ اور ان کے دل و حسب علی کی بجائے بعض
علی، سے بھرے ہوئے تھے۔ تو دوسروں کو ان سے کیا توقعات ہو سکتی ہیں۔ حضرت
علی رضی اللہ عنہ کی تعداد میں لگاہ نے یہ سب کچھ لیٹا پ کر دیا۔ اور صاف صاف
کہہ دیا کہ میں نہ تمہیں منہ نہ لگاؤں گا۔ اور نہ کوئی خط و کتابت تم سے ہوگی۔ ایک طرف
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غلبہ اور دوسری طرف ان کے محبوب اہل بیت، ان کے دعوے
انہی دعووں کی شیر خوار تھیں تو یہ فراموشی۔ اور بھلا۔ کہ سب سے بڑے خدا اور
کتاب پر مبنی ہیں۔

فلتعدوا ایما اولیہ۔ (الابصار)

بددعا

امام رضاؑ نے فرمایا ہمارے شیعوں میں ہزار میں سے ایک بھی مخلص نہیں اگر ان کا امتحان لوں

تو سب مرتد ثابت ہوں

حلیۃ المتقین مع مجمع المعارف

اوس حضرت امام رضاؑ جو اسلام مروستہ کا اگر وہ مقام تہذیب شیعہ کا بانی ہے۔ کیا یہ ہم
ایشان را گروہ مست گفتند بزبان و اگر امتحان کنیم کیا ہم گویا مرد و اگر غلام و ذہود
کینہ ایشان را از ہزار یکی خالص نباشد۔ تا آنکہ فرمود تکیہ میکنند بر سید ہادی مگر حد
ما شیعہ علی ہستیم و عیست شیعہ علی گویا کہ فعل او تو نشانی و تعبدی غایب و از
ایم حسن و سکر مروری است کہ ہر روز بنی خدا و می شد کہ خواستہ نگاہ میکند بخاز
ہمسایہ را ندیدن تا مریم حق تعالی خدا را و محقرت مضیقان شدہ فرمود ہادی
اور کسی گفتند یا رسول اللہ! او شیعہ شکلاست و اعتقاد بیہودہ شمول ولایت
علی دارد و از دشمنان شما بیزاری می جوید۔ فرمود گواہ شیعہ است پس تحقیق
و مردی میگوید: آنکہ با شیعہ کسی است کہ ثابت کند ما را مدعا علی ما و آنچه
فکر کردی انما اعمال ما نیست۔ (حلیۃ المتقین مع مجمع المعارف ص ۱۰۱) ہر دو نصائح

توجیہ

حضرت امام رضا سے روایت ہے کہ اگر دشمنوں کو کسوٹی پر لے جاؤ تو انہیں صرف زبانی جمع خرچ سے کہنے والا پاؤں لگاؤ گا۔ امت مسلمہ میں کھڑے ہو کر دیکھیں گے۔ اگر ان کا چھوڑنا ہوگا تو ہزاروں سے ایک بھی خاص اور نقص نہیں ملے گا۔ حتیٰ کہ فرمایا: مسلمانوں کو اگر شیعہ ہوئے کہتے ہیں کہ ہم دُشیمانِ علی ہیں۔ لیکن علی کا شیعوں ہی ہے۔ جیسا کہ فعل اس کے قول کے مطابق ہو۔ امام حسن عسکری سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دعا جو تھی کہ فلاں اپنے ہمسایہ میں نام نہ لے اور توں کو دیکھتا ہے۔ اور اسے کوئی گناہ نہیں تھا۔ اپنے آستانہ تجرید کی سنے عرض کی یہ رسول اللہ! وہ آپ کا شیعوں ہے۔ آپ کا شیعوں ہے۔ آپ کی جگہ۔ اٹھائی ولایت پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آپ کے دشمنوں سے بیزاری رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ نہ کہہو کہ وہ ہمارا شیعوں ہے۔ یہ کہہ کر یقیناً وہ بھول جائے گا۔ جتنا ہے خود سے ہٹا۔ ہمارا شیعوں وہ ہے۔ جو اعمال میں ہمارے متابعت کرے۔ اور جو کچھ اسی آدمی کے بارے میں اتنے ذکر کیا وہ ہمارے اعمال میں سے نہیں۔ (المذاہرہ ہمارا شیعوں نہیں)

روضہ کافی:

قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ بَكْرِ الْوَاسِطِيُّ قَالَ قَالَ لِي أَبِي
الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ هَيَّجْتُ شَيْعَتِي لَوَجَّعْتُ لَهَا أُجْرَهُمْ
إِلَّا أَمْسَةً فَذَكَّوْا مَنَ حَدَّثْتُهُمْ لَمَّا وَجَّعْتُ شَعْرَ لِحْيَتِي
مُؤْتِيَةً وَذَكَّوْا تَحَدَّثْتُهُمْ لَمَّا خَلَعْتُ مِنَ الْإِلَاقِ
وَاجِدٌ وَذَكَّوْا تَحَدَّثْتُهُمْ عَزْبَةً لَمَّا بَيَّنْتُ مِنْهُمْ

يَا لَامَنَ كَانَ فِي آتِهِمْ طَلَالٌ مَا نَحْكُمُ اَعْلَى الْاَرَآئِكُمْ
فَقَالُوا نَحْنُ شِيعَةُ عَلِيٍّ اِنَّمَا يَشِيعَةُ عَوِيْلُ هَوْنٍ
صَدَّقِي قَوْلَهُ فَعَلَهُ۔

درند کالی جلد ۱ ص ۲۲۸۔ انجیل

علی بن صدیق قولہ فعلہ علیہ

تہران طبع جدید طبع قدیم ص ۱۰۰

ترجمہ

موسیٰ بن بکر واسطی نے کہا۔ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا۔ اگر میں
اپنے شیعوں کو پرکھوں۔ تو میں باتوں کی گنجینہ لکھوں۔ انھوں نے تو میری باتوں کو
فخر سے کہا۔ اور غلوں و کھوٹوں۔ تو ہزاروں سے ایک۔ یہی غلوں نے کہے۔ اگر
تنتین سے چھان بین کروں۔ تو ایک۔ یہی گناہ بچے گا۔ مرد و روز سے سندوں
پر تکرار گئے کہتے ہیں۔ ہم وہ شیعیان علیؑ ہیں۔ علی کا شیعوں کو وہ ہوتا ہے۔
جس کا فعل اس قول کا تصدیق کرے۔ اور یہ۔ ستان سے کوسوں دور ہے۔
محض زبانی جمع خرچ کرتے ہیں۔ علی کا شیعوں نہیں بنا جاسکتا۔

خلاصہ کلام

امام رضا رضی اللہ عنہ نے کسی قدر تجربہ اور حیا پر دل بات کی۔ کہ بہت سے اپنے
آپ کو شیعیان علیؑ کہتے ہیں۔ لیکن اتنی باتیں بھل اور کذاب ہیں۔ اور پرکھتے پر ہزاروں سے
ایک۔ یہی خاص عین نہ لگے گا۔ موسیٰ بن بکر تو کجا وہ تو مرد ہیں۔ مرد و روز سے ان کی بات
رٹ ہے۔ کہ ہمارے شیعیان علیؑ ہیں۔ اور بڑی بڑی سندوں پر بیٹھ کر ہی کاوا کرتے ہیں
لیکن ان کے قول کو بھل کا تضاد اس بات کا شہید ہے۔ کہ وہ ہمارے۔

سید انیس میں امر الیہ کے فتویٰ کے مطابق یہ لوگ جو محض توحید و تہذیب کے نام پر ہیں
ہو کر تہذیب کے نام پر یہ سب سے سوا کسی کو دھوکے دے رہے ہیں۔

بَذْذُ عَمَاءُ

میدان کربلا میں حضرت امام حسین نے شیعہوں
کی بد عہدی کے سبب ان پر لعنت کی

جلاوا لعیولہ

بردارت و کرا حضرت و شہید فرمود محمد بن عبد الوہاب کہ دینار اقریبہ و وفاتہ
فتاویٰ عیسائی گروانیدہ و دانش را تبخیر احوال متنی ساخت پس فریب خوردہ کسی است
کہ اذاک بازی خودہ برکت کیست کہ مفتوح الی گروہ پس فریبہ و دشمنان
خدا بہر مستی کہ قطع میکنند امید واران خود را امید دیگر خاندان طبع کنندگان
خود را وی مہم شمارا کہ جمع شدہ باید اسکے امر کی کہ خدا بنشمن آوردہ اید پر خود
غضب اور متوجہ بخود گھائید و اگہ صحت و خود را محروم ساختہ اید پس شکو
پروردگار نیست پروردگار مہربانہ بند گانید شمارا اسکے او قوی اقرار کردہ
بفرمان برداری او و ایمان آوردہ و در ظاہر بر تہذیب و احکام کیست کردہ اید
بر اسکے کششی و دریت و عزت او و شیطان بر شاغالہ گرویدہ نیست و اید
خدا را از خاطر شما محروم است پس صحت بر شاغالہ و برداروت شمارا اسکے
بیوہانین بخاک و غبار مارا و در حاکم اسطرار و در واری خود طبعید و چوں

اجابرؓ شہادۂ کرم و ہدایت و نصرت شہادۂ شمشیر کینہ بروئے ماکشیر
(جلد ۱۱۱۱۱۱۱۱ جلد دوم ص ۵۵۴ خطبہ
آنسرور در رسد پاد کوثر، مطبوعہ تہران
طبع جدید)

ترجمہ:

روایت دیگرا ہم سب سے پیش خطبہ فرمایا۔ میں اس خطبہ کی حمد کرتا ہوں جس نے دنیا کو
پیدا کیا۔ اور خداوندی بنایا۔ اور اکیلا بن دنیا کا تہذیب احوال امتحانی کیا واضح ہو
کہ فریب خوردہوں کی شخصیت ہے۔ جس نے دنیا سے فریب کھایا۔ اور بدست
وہی ہے جو دنیا کا منتون و گدیہ ہوا۔ اسے گرد و آلودہ تم کو دنیا خدا و فریب
د سے تحقیق کہ دنیا اپنے امیدواروں کی امید کو قلعہ انداز اپنے طمع کرنے
داووں کو نا امید کرتی ہے۔ میں تم کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ تم اسی کام کے لیے
جمع ہوئے ہو۔ کہ خدا کو تم نے اپنے اور پریشانی کیا ہے۔ اور اس کی رحمت
سے محروم ہوئے ہو۔ واضح ہو کہ ہمارے روگردانے کا رہے۔ اور ہم اسی
کے خراب اور بدکار بندے ہو۔ پہلے تم نے اسی کی فرمانبرداری کا اعتراف
کیا۔ اور بظاہر اس کے پیغمبر پر ایمان لائے۔ اور آپ ہی اس پیغمبر کی
ذریت اور نصرت کو قتل کرنے پر جمع ہوئے ہو۔ خیر طمان تم پر غالب
ہوا ہے۔ اور اس نے یاد خدا تمہارے دلوں سے محو کر دی ہے تم پر
اور تمہارے اوامروں پر لعنت ہو۔ اسے بیوفائیاں جفا کا راں خدا کی تم
پر داسے ہو۔ تم نے ہنگام اضطراب و اضطراب و اضطراب و اضطراب
جب میں نے تمہارا کہنا قبول کیا۔ اور تمہاری نصرت اور ہدایت کرنے کو کیا
اس وقت تم نے شمشیر کینہ مجھ پر کھینچی۔

خلاصہ کلام:

میدانِ کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب انی بلائے واسے کو فیروز شیعوں سے یہ جھڑپی اور بے وفائی دیکھی۔ تو انہیں اتنا دمِ محبت کی خاطر خطاب کیا۔ اور انہیں قذو سب خطو طوطو عاصد یاد دلانے۔ جن کی بنا پر امام حسین کو قتل کرنے فرمایا۔ خدا رو! تم نے انہیں بلایا۔ اور جب انی تمہارے بلا سے پر تمہارے کا مدد اور ہدایت کرایا۔ تو اب تمہارا یہ سلوک؟ اللہ کی قسم پر پھینکاؤ۔ اور تمہارے اولادوں پر اس کی لعنت۔ کیونکہ قاتلانِ اہل بیت جانتا رانِ اہل بیت، یہی شیعہ تھے۔ جو شیعیانِ مل، کہلاتے تھے اس لیے امام حسینؑ نے ان پر لعنت بھیجی۔

(فاحشہ و ایاد اطل الایصار)

بید دعائے

بازارِ کوفہ میں ماتم کرنے والے شیعوں کو سیدہ

زینب کا خطاب ہمیشہ جہنم میں رہا، کو تمہیں

ہمارے قاتل ہو

جلال العیون:

بشیر بن حذیم۔ مدعی گفستہ حدائق و قمت زینب خاتون دختر امیر المومنین

اشارہ کردہ موصوفی موم کہ خاموشی شعور و بآئن شدت و اضطراب جدا ہستی میگفت
 کہ گویا از زبان حضرت امیر المؤمنین علیؑ نیکو میری بعد از او اسے ہی مذہبی و درود
 حضرت رسالت پناہی و صلوات بر اہل بیت اخیر و عترت: عرض گفت:
 اما بعد۔ است۔ اہل کو تو دہل قدر و کرم و یادگار شمارنا سیکرید جنو ز آب دیدہ و غار
 جود شہانہ استناد و و نالہ و زستم شما مکن مگر دیدہ و شل شما شل دل زلست کہ ز شرف خود
 را محکم می بید و باز میکشود و شما نیز ز ستم ایمان خود گسیختہ زمست و در میان شما مگر
 دعوئی ہے اہل و عین باطل و تملیٰ فرزند کین زنی و مصیب جوئی دشمنان بر نصیبید مگر آند
 گینا ہی کہ در خود و دیدہ یا فقرہ کہ او آتش قبر کردہ باشند بد تو مشہر بر راستہ خود
 با آخرت فرستادید۔ و خود را مظلوم و مظلوم کہ دانید بد شما را مگر بد و میکنید خود را
 کشتہ اید و بر لبے مگر سید علیؑ و اللہ اید کہ بسیار بگردید و کہ خند و کنید و مصیب و
 پیری بر خود خریدید و بر لبے اہل عار و انجہ یک یابی از با مر شما زائل نخواہد شد۔
 و بچہ عزیز ترا کہ می توانید کہ کشتی بگر گشتہ فاقم پیغمبران و سید چراغان و پشت
 کسی ما کشتید کہ ملاذ بر گزیدہ گاہ شما۔ و در حق کنند و محبت شما بود و در ہر نازلہ
 با و بناد می بردید و دین و شریعت خود را از او می آموز خدیجہ محبت بر شما با و کہ بگنہای
 گردید و خود را از محبت خدا نا امید گردانید بد زبان کار دنیا و آخرت بشوید مستحق
 عذاب الہی گردیدید۔ عزت و کسکت بر اسے خود خریدید بد بد و باد و ہمتا سے
 شما مولفہ بر شما اسے اہل کو فریب مگر کہ شہلا از حضرت رسالت بارہ بارہ کہ دیدہ و چہ
 بد و گنہان از مخدرات و جہرات او بی ستر کردید۔

و جماد الحوت جلد دوم صفحہ ۴۴۳

مطبوعہ تہران جامعہ جدیدہ و خفیہ حضرت

ترتیب و کوفہ

توحید

بشر میں جزیہ اسلام کا ہے۔ کسی وقت حضرت ذریب دختر امیر المؤمنین
 نے اشارہ کیا کہ تم کو اس حالت، اضطراب و شدت میں اس طرح کلام
 کرتی تھیں۔ گویا امیر المؤمنین کلام فرماتے ایک پس بعد اسے محمد الی وور وورید
 مختار و اہل بیت اختیار و حضرت اطہار و زہرا و علی و اسے اہل کور سے اہل کرو
 خود و سلام ہم پر گریہ کرتے ہو۔ اور خود تم نے ہم کو قتل کیا ہے۔ ابھی تمہارے
 ظلم سے ہمارا دونا موقوف نہیں ہوا۔ اور تمہارے ستم سے ہمارا فریاد و نالہ
 ساکن نہیں ہوا۔ تمہاری قتل کی عمت کی ہے۔ جو اپنی سی کہ سیر و شقی و کھول
 ڈالتی تھی۔ تم نے بھی اپنی ایمان کی سی کو توڑا اور اپنے کفر کی طرف پھر گئے
 نہیں تمہارا دلوں سے گھر سراسر بے اصل اور ایک نیم باطل اور مانند غشاہ
 کینزراں و عیب ہوئی و دشمنانہ اور قتل کی ہے۔ جیسے گھاسی گھور سے پر
 آگ ہو۔ بقرہ زیاد و تیرہ بار و انش فقرہ کو کی گئی ہو تم نے اپنے یہ
 آخرت کا کرشمہ و ذخیرہ بہت خراب بھیجا۔ اور اپنے آپ کو بدلا و بد مزہوار
 بہنم کیا۔ تم ہم پر گریہ و نلا کرتے ہو۔ حالاً تم ہی نے ہم کو قتل کیا ہے
 جس کے حاشہ لازم ہے۔ کہ تم بیست گریہ کو حاد و کم خندہ کو۔ تم نے عیب
 مارا بدی خود خرید کیا۔ اسی حاد کہ جبہ کسی پانی سے تمہارے چار سے ذرا کی
 نہ ہو گا۔ بلکہ گوشہ ختم پتیراں رسیدہ و خانان بیست کے قتل کرنے کا کہیں
 چیز سے تدارک کر سکتے ہو تم نے اسی شخص کو قتل کیا جو تمہارے ہر شوقوں
 کا جاسٹے پناہ و در تدارکی جھڑی کا دشمن کرنے والا تھا۔ اور ہر مصیبت و
 بلا میں اس سے پناہ چاہتے تھے۔ دین و شریعت کو اس سے اخذ کیا تم
 پر لعنت خدا ہو۔ تم نے وہ گنہ گار میں سے رحمت خدا سے ناامید ہو گئے

اور گنہگار دنیا فاعثرت ہو کے مستحق عتاب بنی ہوئے اور اپنے خلیعے ذلت و سفلان بول رہے ہیں کہ یہ اتنا کھلیے کیسے جائز ہے۔ اسے اپنی کوتاہی پر نہ مئے تم نے کن جگر گونہا کے رسول کو قتل کیا اور کن پرور گین ان ہمہ رست رسول کو بے پردہ کیا۔

۱۔ ترجمہ جملہ راہبوں نے علم و دھرم میں ۔

خلاصہ کیا،

میدوار غیب۔ نبی اللہ ﷺ نے کوئی شیعوں کو نہ دیا بیت و کعبہ کو خطیبہ فرماتے ہوئے کہا۔ خدا رو! منکر و قتل بھی کرو۔ اور یہ گریہ دنا۔ ہی بھی ہو۔ اللہ کرے۔ تم اسی جرم کی سزا کے طور پر جیشہ پیشہ اپنی بد نصیبی اور بد بختی پر دستہ رہو۔ غلامو! تم نے مجھ کو شہ رسول کو قتل کیا۔ ان جو جوانان جنت کے مردار کا خزان بنایا۔ اور اہل بیت کا مسکورا منت کو بے پروہ کیا ہے ایمانور اللہ کی لعنت تم پر اور تمہارے گمراہوں پر۔ اور تم ہمیشہ ہمیشہ بہنم میں رہو۔

یٰۤاَیُّهَا عَلَیَّ:

فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا نے مامی شیعوں کے حق میں کہا

تم ہی ہمارے قاتل ہو۔ تمہارے سپہنوں پر خاک

جلال العيون :

اذا بعد . است . بل کوفه و زان کمر و منبر و جیز حقیقی را ، این بیت رسالت

دانشما جنگ گراؤں نیدہ و شکار می آتھیں ساختہ و اجلاسے ادا ہر نامت گراؤں نیدہ و
علم خود را با ما آوہ و فہم و معارف را بنا عطا کردہ ایم مند و حق علم خود و مغزین .
حکمت خدا و حجت خدا و ذرین پر مبع عباد و بڑا و گلائی داشتہ است ادا کرامت
نور و تفہیل دادہ است . و از برکتی غیر خود بر بسبب رازی از مخلوقات بقضیلت
بسبب ارباب ہر پس شما کفر سب کروید ادا و انا کو قشر وید و قتال ادا ملال
دانستید احوال ادا قارتہ کروید و انا اسیر کروید انا خود و لاو ترک و کابل چنانیم
دیروز جدا ادا کشیدہ و پرستہ خون مالک بیت ادا شمشیر ہائے شما یکدیگر و انا
کہنہائی دیرینہ و ویدہ حاکمی و دہلہائی شما شاد شدہ کشتن انا شما قشر
کہنہائیم علی و ذرین انا علی و انا شمشیر ہائی ہندی و ذرین انا انا اسیر کردیم انا
گورنہ و خاک و تاشاک دور و جان کو ادا .

(بہار المیون جلد دوم ص ۵۹۴-۵۹۵)

خطبہ حضرت فاطمہ بنت حسین علیہ السلام
طبع جدید

ترجمہ:

اے ابا عبد اللہ! اے اہل کوثر و اہل خدر و کوثر و کوثر حق تعالیٰ نے انا اہل بیت و سات
کو تیار سے باقیہ کیا ہے . اور تم کو ہم سے امتحان لیا ہے . اور ہائی
بلاؤں کو ہم پر نصبت کیا ہے . انا چاہا علم ہم کو دینے . اور ہم و انا
ہم کو عطا کی ہے . انا ہم ہی زمین خدا سدا حق علم خود . مغزین حکمت خدا و مبع
عباد و لاو پادشہ ہم کو اپنی کرات سے بزرگ کیا اور ہم کو اپنے مقیم
کی برکت سے تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے . تم نے ہمارے کفر سب
کی اور کفر سبھا . اور ہم پر قتال کرنا ملال سمجھا . اور ہمارا مال خارت کیا .

اور ہم کو نائنہ ایسی ہی تریں اور ہم دیکھ کر۔ گی کدو ز آہن سے جھڑ سے پھر
 بڑا گدو کہ قتل کیا اور سبب بڑا آئی ویرین ہو وقت ہم ملد بیت و طریقی تھا
 کھڑوں سے ٹپکا بعد پھار سے قتل کرنے سے قبل سے قبل سے دل شہر کے
 بعد تم ہی سے نگر کر تے لے لے نگر کیا۔ کہ گئی تے گی اور
 میں کے نگر نمان کو شہید باکی بند کی سے قتل کیا سامان کی محمد تھی کو ایسی
 سے نگر کرنے والے تیرے نہ ہی خاک ہو۔

(جہاں میں شرم جلد دوم ۲۰۲، ۲۰۳)

مطبوعہ ۱۰

خلاصہ کلام

ہم سیکھ چکی تھیں کہ حرکت کا مزید ہی سیدہ فاطمہ جی شہر تھا کہ اسی خطبے سے
 - طبعی علی کی حقیقت بالکل سامنے آجاتی ہے اس کے اوصاف نمایاں ہو جاتے
 ہیں۔ سیدہ اہل بیت کی تعظیم کرنے والے (۱) اہل بیت کو کفر دیکھنے کہتے ہیں
 (۲) اس میں قتل کرنے والے (۳) ان کے مال لوٹنے والے (۴) انہیں قیور کی بنانے
 والے (۵) ہم میں کو شہید کرنے والے (۶) اہل بیت سے ویرین محمد کو کھٹکھٹالے
 (۷) ان کی شہادت کر کے پتہ کرنے والے (۸) اس پھر میں تمام خیروں کے ساتھ ساتھ
 پہنچنے پر تاقیہ منت روئے پیٹھے والے (۹) یہاں تمام افعال منہ پر دل شد
 کرنے والے۔

میں سیدہ کا جھڑکا۔ بات "شہید" کہ ایک ہی سیدہ فاطمہ سے سب سے آئی
 آئے کہ یہ ہے بلکہ کسی سیدہ کو چھو جاتا ہے۔ تو وہ فرماں میں کہ نشانہ ہی کرکت
 ہے۔ وینہ آؤ لے کے اعتبار سے سیدہ فاطمہ کی شہر تھا نے مرثیہ ان کے یہ

ترجمہ:

انسانی سکے اور مختروم دوسری دستہ جانیہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سدا سنئے قہر و ہزارتی
 جنت کہ اور دود و گرد و آلودگی کو اسے باکو زخم اور احوال و دنیاں بڑا ہوا اور بھلے
 مرنے۔۔۔ یہ ہوئی یہ تم ہفت کس سبب اسے میرے بھائی حسین علیہ السلام کو
 بخلائے اور ان کی عورت کی۔ اور تم میں کس کس کے مال و اسبابی جان کے پروا کیا
 عصمت و طہارت کو اسیر کیا۔ وائے جو تم پر اور لعنت ہو تم پر یا تم پر نہیں مٹتے
 کہ تم نے کیا ظلم و ستم کیا ہے۔ اور گناہوں کی اپنی پشت پرانہ ہو گیا ہے اور کیسے
 خراب کیا ہے تم کو یہ ایسا ہے۔ اور وہ خیر بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لایا کیا اور
 کن جردگوں کے مال کو تم نے لوٹا۔ بعدو مغرت درمول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم نے
 بہترین خلق خدا کو قتل کیا۔

ترجمہ جلال المومن جلد دوم صفحہ نمبر ۲۷۳

مطبوعہ لاہور

لحد فکرمینا

فلا در اہمکادوا تمہارا حال و مال بڑا ہو۔ تمہارے مرنے سے سیاح ہوں۔ تم پر اللہ
 کی لعنت ہو رہے تھے۔ وہ اتفاقاً جو انہم میں رضی اللہ عنہ کی مختروم چشمہ نے کوئی شیعوں اور
 سے خطبہ کرتے ہوئے فرمائیے۔ اور واضح الفاظ میں انہیں متاقلات میں قرار دیا۔
 اسی لیے ان کے حق میں بدو ماکی۔ تمہاری دنیا و آخرت برباد ہو۔

بِذْذُ عَمَّا

امام رضا نے اپنی روایات کے مشہور شیوخِ راویوں
پر کذب، بیانی کے سبب لعنت کی۔

رجال کشی

وَأَيْبُ بْنُ خُبَّابٍ الْوُاسِطِيُّ قَالَ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ
الرَّحْمَةُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ بَيْنَ
يَعْقُوبَ بْنِ عَلِيٍّ عَمِّيٍّ وَبَيْنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
خَاتَمٌ أَقْبَلَهُ اللَّهُ حَرَّمَ الْحَدِيثَ وَكَانَ مَخِيرَةً
يَوْمَ سَعِيدٍ يَكْذِبُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ
السَّلَامُ خَاتَمٌ أَقْبَلَهُ اللَّهُ حَرَّمَ الْحَدِيثَ وَكَانَ
مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ يَكْذِبُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ
مُوسَى بْنُ عَدِيٍّ الرَّاشِدِيُّ خَاتَمٌ أَقْبَلَهُ اللَّهُ حَرَّمَ
الْحَدِيثَ وَكَانَ أَبُو تَعْمُطٍ يَكْذِبُ عَلَى
أَبِي عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَدَّ مَرْفُوعًا أَقْبَلَهُ
أَقْبَلَهُ حَرَّمَ الْحَدِيثَ وَكَانَ يَكْذِبُ عَلَى
مُحَمَّدِ بْنِ خُرَاقٍ -

در رجال کشی صفر ۲۵۶ مطبوعہ مدینہ

تذکرہ راویانِ خطیب

توجہ

ابو یحییٰ واسطی نے کہا کہ امام رضاؑ نے فرمایا۔ بنان، مٹی ہی سین پر اتھام کرنا تھا۔ طبر و بن سید، ابو جعفر رضی اللہ عنہ پر اتھام کرتا تھا۔ اور محمد بن بشیر امام موسیٰ کاظم پر اتھام کرتا تھا۔ اور ابو الخطاب، امام جعفر صادق پر اتھام اور محمد بن فرات کی بیٹی کفریب کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب تکذیب کرنے والوں کو گم و بے کا حساب چکھائے۔

شیعہ لوگوں کے مذہب کے معتدراوی اور ان پر امام رضا کی لعنت

براق مغیرہ بن سید، محمد بن بشیر اور ابو الخطاب شیعہ حضرات، کے معتدراویوں میں سے ہیں۔ اکثر بیشتر صحاح، ابویہ کی روایات کے یہی راوی ہیں۔ جب ان قابل اعتماد و واقعہ کے بارے میں حضرت امام رضا رضی اللہ عنہ سے قدرِ سخت بددعا کی۔ اور کہا اللہ ان کو دوزخ میں لے کرے گا گرم حساب دے۔

تو ان کی روایات کا کیا مقام ہو گا۔ پھر جن کتابوں میں ان دگرگوں، کی روایات مذکور ہیں۔ وہ کس درجہ کی کتب شہاد ہو سکتی ہیں۔ ہم پچھلے باب میں انہی سے روایت کردہ ان الفاظ کو ذکر کر چکے ہیں جن میں سے ان کے راوی بیعت کی گستاخیاں ثابت ہوئی تھیں اب آپ ہمارے بیت کی تصدیق کر دیں گے۔ کہ مذکورہ عبارت یہ جن ائمہ کی طرف ان ان راویوں سے منسوب کیے۔ وہ شرارت تھی۔ گستاخی تھی۔ بہتان تھا۔ افتراء تھا۔ اور انہیں بدنام کرنے کی مذموم سعی تھی۔

بددعا

امام باقر نے اپنے باپ کے راویوں پر ان کی

دروغ گوئی کی وجہ سے لعنت کی

رجال کشی

عَنِ ابْنِ بَكْرِ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَانَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَعَنَ
اللَّهُ بَنَاتَ الْبَيَّانِ وَابْنَهُ بَنَاتُ لَعْنَتِهِ
اللَّهُ كَانَ بَكْدِيْبُ حَتَّى أَجَى أَشْهَدُ أَنَّ ابْنَ
عَلِيٍّ بَنَ حُسَيْنٍ كَانَ عَمِيْدًا صَالِحًا

(رجال کشی صفحہ نمبر ۴۵۵ مطبوعہ کتب)

مذکرہ الرجال المطالب

ترجمہ

ابن بکر زرارہ سے روایت کرتا ہے کہ امام باقر رضی اللہ عنہ کو فرماتے
ہیں سنئے تمنا۔ اللہ بے بیان، بی بیان اور لعنت کو سے کیونکہ بی بیان، بی بیان
میرے والدین علی بن ابی طالب پر جھوٹ باندھا کرتا تھا، حالانکہ میرے والد
ایک نیک آدمی تھے۔

رجال کشی؛

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَيْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ مُسْنَدِ
 كُرْدُورِ بْنِ مَسْنَدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ يَقُولُ كَعْنُ اللَّهُ بَرِيْدًا عَنْ اللَّهِ
 زُرَّارَةَ . (رجال کشی ص ۳۵: مہر و مکرملہ)

زرارة بن دیرم.

ترجمہ:

(بعض اسناد ابی سیب و سنہ کہا۔ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
 سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے۔ برید اور زرارہ پر اللہ کی رحمت ہو۔

رجال کشی؛

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنْ الْكَتِيبِ الْأَسَدِيِّ عَنْ أَبِيهِ
 الْكَتِيبِ الْقَصْدِ أَوْ رِثْمَةَ كَانُوا جُلُوسًا وَ
 مَعَهُمْ عَزَازَةُ الصَّيْرِ فِي وَعِيدَةٍ مِنْ
 أَحْمَى بِهِمْ مَعَهُمْ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 قَالَ قَابَتَدَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مِنْ عَمِيرٍ فِي حُكْرٍ
 زُرَّارَةَ فَقَالَ كَعْنُ اللَّهُ زُرَّارَةَ كَعْنُ اللَّهُ زُرَّارَةَ
 كَعْنُ اللَّهُ زُرَّارَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .

(رجال کشی صفحہ ۳۵: مہر و مکرملہ)

مکرملہ زرارة

تقریباً:

۱۔ ام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے متعلق حسن بن محبوب کہتا ہے کہ کچھ لوگ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ نے اپنا کام نہ لایا۔ یہ سن کر میرا حق الفاطمہ کے کہنے سے شروع کیا۔ اللہ ذرا رہ پر لعنت کرے۔

مقامِ غور:

ان تین حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ محمد اکبر علیہ السلام نے تین شخصوں (زبانِ مذراۃ اور برید) پر اللہ کی لعنت کی جس کا رد اس کی لعنت بھیجی۔ ان جلیل القدر ائمہ اہل بیت کا کسی پر ان الفاظ میں لعنت بھیجنا کوئی معمولی واقعہ نہیں۔ اس لیے معلوم ہوتا ہے۔
کوئی بھی شخص ایسے جرم کے مرتکب پاسے گئے۔ جس کی بنا پر ائمہ اہل بیت کی زبان سے ان کے لیے بار بار لعنت خدا مقرر ہوئی۔ اور ایک عام چڑھا کھا آدمی جانتا ہے۔ کہ حضرت علیؑ کو سلام کرنے کسی پر لعنت کرنے کے بارے میں فرمایا۔ اگر وہ اس کا سختی ہو۔ تو شیک و زلزلہ لعنت کرنے والے پر وہ لعنت ہوتے گئے۔ تو یہاں معاملہ عام آدمی کا نہیں۔ بلکہ اہل بیت کے جلیل القدر ائمہ کا ہے۔ وہ ان میٹوں کے کرتوتوں سے بخوبی واقف تھے۔ جس کی بنا پر انہوں نے ان پر اللہ کی لعنت بھیجی۔ تو ائمہ اہل بیت کو ان پر بھی لعن کرنا ثابت کرتا ہے یہ میٹوں مسلمان ہی نہ تھے۔ کیونکہ کسی مسلمان پر لعنت کرنا قطعاً جائز نہیں۔ لہذا ان غیر مسلموں سے جتنی روایات آئی ہیں۔ وہ مردود اور ناقبول ہیں۔

ایک طرف ائمہ اہل بیت ان پر بار بار لعنت بھیجیں اور دوسری طرف ان کی کتاب درجہ کشی ہیں ان کی حدیث سرفائیوں کی گئی ہے۔

شیعوں کے نزدیک مذکورہ بالا راویان یٰن یٰن سلام
کے امین اور اثنار نبوت کے نگہدار ہیں :-

رجال کثی؛

بُرَيْدُ بْنُ مَعْرِزَةَ الْعَجَبِيُّ وَأَبُو بَصِيرٍ كَيْثُ بْنُ
أَبِي خَرِيزٍ السَّمَرَاوِيُّ وَمُتَمِّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَذَكَرَهُ
أَدْبَعُ مُتَجَبِّحٍ أَعْتَمَ اللَّهُ عَنْ حَدِّثِهِ وَحَسَنًا هِيَ
كَوْلَاهُمُ لَا يَنْتَعِظُونَ إِلَّا رُتَبُ الْقِيَمَةِ وَامْتَدَّ رَسْتُ -
رجال کثی ص ۱۵۲ مطبوعہ مکرملہ ابو بصیر
یث بن یثیری (مکرملہ)

توضیح :-

برید بن معاویہ الصعلی ابو بصیر یث بن یثیری مکرملہ، محمد بن مسلم احمد دار فہرست
یادوں (تہذیب) اللہ تعالیٰ کے کلام بر حلال کے امین ہیں مگر یہ نہ ہو سکتے۔ تو
نبوت کے تشاات قطع ہو جاتے۔ اور منہ لہ ہو جاتے۔ اس روایت
سے معلوم ہوا کہ ان یادوں کی برکت سے نبوت کے اثنار و علامات موجود ہیں
اور اللہ کے کلام بر حلال کا وجود ان کے وجود کو مدینہ منت ہے۔ اور یہ
یادوں خود کس درجہ کے "برگ شیعہ" اور "تہذیب" شیعہ، ہیں؟
آپ ابھی اسی کتاب کے حوالہ سے امام بیہر صادی رضی اللہ عنہ کا کلام پڑھ

پچلے ہیں۔ کہ ان کے نزدیک یہ پرسے درجے کے معنی اور کتب ہیں۔ ہذا ان پر اور ان کی روایات مردود ٹھہری۔ تو ان کی بدولت جو نبوت کے آثار تھے۔ وہ بھی ختم ہو گئے۔ تو شیعوں کے پاس باقی کیا رہ گیا۔ قرآن تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہنچا دیا۔ اُسے امام غائب سے کہیں سے کوئی نہیں لے کر آئیں گے۔ محبت الہی بیت، کو خود الہی بیت سے مستزک و بار فی الحال امام ان کے پاس نہیں اور اسلام کی نھی ان سے حضرات الہی بیت سے کر دی۔

شیعہ صحاح اربعہ کے روائے کی اپنے ائمہ پر

بدا اعتمادی

رجال کشی،

حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ هُوَيْرِيَه قَالَ
حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْقَاسِمِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْمَعْرُوفُ فِي
سَجَائِدِهِ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْعَدَلِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي
هَبْدٍ اللَّهُ (ع) قَدْ رَأَى مِنْكَ فِي الْإِسْمِ طَاهِرِينَ
فَقُلْتُ قُلْتُ لَمْ يَكُنْ وَمَنْ قَدْ رَأَى مِنْكَ أَنْ أَعْرِضَهُ
عَلَيْكَ فَقَالَ مَا يَهْهَوِي فَقُلْتُ يُؤَسِّرُ أَفْئِدَةً سَأَلَكَ
عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَيَقِيهِ عَلَى السَّمَاءِ
مِنْ أَلْبَتِ مَنْ أَسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا) فَقُلْتُ
مَنْ قَدْ رَأَى رَأَى رَأَى رَأَى فَقَالَ لَكَ حُكْمٌ مَنْ
مَلَكَ رَأَى رَأَى رَأَى فَمَنْ مَسْتَطِيعٌ لِلْحَسَنِ

وَإِنْ لَمْ يَحْجْ فَقُلْتُ تَعْمَرُ قَتَالَ لَيْسَ
 هَكَذَا سَأَلِيهِ وَلَا هَكَذَا قُلْتُ
 كَذِبَ عَلَيَّ وَاللَّهِ كَذِبَ عَلَيَّ وَاللَّهِ لَعَنَ
 اللَّهُ رُزَارَةَ لَعَنَ اللَّهُ رُزَارَةَ إِمَامًا قَتَالَ
 لِي مَنْ كَانَ لَهُ رَأْيٌ وَرَأْيُ اللَّهِ فَهُوَ مُسْتَطِيعٌ
 يُلَمِّحُ قُلْتُ فَدُرُ وَجِبَتْ عَلَيْهِ قَالِ فَتُسْتَطِيعُ
 هُوَ قُلْتُ لَا حَتَّى يُؤَدَّكَ لَهُ قُلْتُ فَتَأْخِيرُ
 رُزَارَةَ بِذَلِكَ قَالِ تَعْمَرُ قَتَالَ فَيَسَاءُ
 لَعَنَهُ مِنْ الْكُفْرَةِ فَتَقِيْتُ سُرُ رُزَارَةَ
 فَتَأْخِيرُتُهُ يَسَاءُ قَالِ أُمُّ عَبْدِ اللَّهِ وَ
 سَحَكْتُ عَنْ لَعْنِهِمْ قَالِ أَمَا أَمَتُهُ
 فَتَدُ أَعْطَانِي الْإِسْتِطَاعَةَ مِنْ حَيْثُ
 لَا يَعْلَمُ وَحَاجَتُكُمْ هَذَا لَيْسَ لَهُ بَصَرٌ
 يَحْكُمُ لَا يَرِ الرَّجَالِ .

درہال کشی ۲۲-۲۳ - ملخصہ کر کے
 تذکرہ نثار۱

ترجمہ ۱

زہاد بن ابی ظہر نے کہا میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا
 آپ سے زہاد نے روایت نقل کی کہ اس کے متعلق کچھ بیان کیا ہے تو ہم
 نے اسے قبول بھی کیا۔ اور اس کی تصدیق بھی کی۔ میں چاہتا ہوں کہ

وہ مسئلہ آپ کے رویہ پیش کردوں۔ فرمایا۔ خوش کرو۔ میں نے کہا۔ وزارت کا خیال ہے۔ کہ اس نے آپ سے اللہ تعالیٰ کے اسی قول کے بارے میں سوال کیا۔ ”لوگوں پر اللہ کے لیے بیت اللہ کا بیعت ہے۔“ یہ بیان میں انتہائی محنت اور کمپیں۔ تو آپ نے اسے فرمایا۔ کہ بڑی شخص جو سفر خرچ اور سواری کا مالک ہو۔ تو اس سے آپ سے پوچھا۔ ہر وہ شخص جو سفر خرچ اور سواری کا مالک ہو۔ وہ حج کی استطاعت رکھنے والا ہے۔ اگرچہ اسی نے حج کیا ہو تو آپ نے فرمایا۔ ہاں یہ سب کرام جعفر صادقؑ فرماتے تھے۔ نہ اس طرح اسی نے مجھ سے سوال کیا۔ اور نہ ایسا میں نے اس کو جواب دیا۔ اسی سے مجھ پر جھوٹ گھڑا۔ اللہ کی اس پر لعنت! لیکن میرا آپ سے یہ لفظ ظاہر ہے کہ وزارت نے مجھ سے یوں سوال کیا تھا۔ کہ وہ آدمی جس کے پاس زاد و مال ہو۔ وہ حج کا مستطیع ہے۔ ہمیں نے کہا اس پر حج واجب ہے۔ اسی نے کہا۔ پھر وہ مستطیع ہوا؟ میں نے کہا۔ جب تک اس کو اجازت دے۔ وہ مستطیع نہیں کہلا سکتا۔

راوی کہتا ہے۔ میں نے امام موسوی سے عرض کی۔ کہ میں نہادہ کو اس کی غیر کردوں؟ آپ نے فرمایا۔ ضرور راوی دہرایا کہتا ہے۔ کہ میں کو نہ گیدہ اور وزارت سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے اس سے امام جعفرؑ کی لفظ کے ارشاد اور لعنت کا تذکرہ کیا۔ تو راوی نے لعنت کے جواب میں تو خاموش رہا۔ کہتے لگا کہ لیکن وہ مستطیع ہے۔ ہونے کی خبر انہوں نے ہی دی ہے۔ جیسے وہ نہیں جانتے۔ تو راوی صاحب امام جعفرؑ کی ان لوگوں کے کلام کی بعیر نہیں رکھتا۔

لمحذ فکریہ:

اس روایت سے پیشورنگلہ کشیدہ حضرات کی صحاح اربعہ کے روافہ کو اپنے آئمہ پر اعتماد نہیں۔ اور نہ ہی انہیں صاحب بعیرت سمجھتے ہیں۔ انراہل بیت کی مصروفیت تو بہت دور کی بات ہے۔ زراوہ جیسے مجدد اکبریں لوگوں کا کلام سمجھنے کا بعیرت سے محروم گردانتے ہیں۔

امام جعفر رضی اللہ عنہ یقیناً صحیحین نا درکند اب بھی۔ یہ انہیں کم تبہ (معاذ اللہ) بلکہ شیعہ حضرات شیعہ میں پرکار زادارہ اور جیسے راوی کے وجود کو علامات نبوت کا اہم قرینہ اور خدا کے حلال و حرام کا ظہور بنا لیں۔ تو قارئین حضرات اب آپ تبطل کریں۔ کشیدہ و گوی کے مذہب کی حقیقت کیا ہے۔

گرگ میرونگ وزیر و خوش دھریاں کنند
ایں ہمدرد کن و نیت خاندان و میراں کنند

متفق اسلام کے حضور حساس پاکستان محمد علی ظہوری کا نظریہ عقیدت

وہ حضرت محمد علی نقشبندی
جو حسن شریعت کی اک داستان تھے
یہ شیرازید جامعہ دینی مرکز
وہ ہائی تھے اور اس کے روح رواں تھے
محقق، محدث، مقرر، مصنف
ہمہ پہلو علم و عمل کا نشان تھے
زبان و قلم وقت تبلیغ جن کے
رہے دین و فطرت پہ ہر دم رواں تھے
نسیب اپنے مسلک کی حقانیت کے
عقائد کے بے باک وہ ترجمان تھے
سدا ان پر برے گی رحمت خدا کی
کہ وہ واصف سرور دو جہاں تھے
ظہوری ہے زندہ سدا یاد ان کی
رہے قبر بھی شاد و آباؤ ان کی

محمد علی ظہوری قصوری

باب سوم

بمحت بناتِ رسول اللہ

صلی اللہ
علیہ وسلم

باب سوم

فصل اول

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حقیقی صاحبزادیاں تھیں۔

قرآن کریم اور شیعہ کتب تفسیر و حدیث سے

ٹھوس دلائل

یاد رہے تحفہ جعفریہ جلد دوم میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی آل و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے
رشتہ داریوں کی بحث میں ہم مسند زیات رسول کی مختصر تشبیہ کر کے یہ ہیں کہ مندرجہ
اپنی برجستہ کے پیش نظر اس امر کو متعاقبی تھا کہ اسے مستقل طور پر تفصیل کے ساتھ پیش
ذکر کیا جائے کیونکہ یہ مسند شیعیان غلط فہمی میں ایک اہم بنیادی نثری مسئلہ ہے۔
اپنی مسند کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حقیقی صاحبزادیاں حضرت خدیجہ
رضی اللہ عنہا کے آل سے تھیں جن میں سے دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما
کی شادی یکے بعد دیگرے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ چوتھی شیعیوں کو عثمان
غنی رضی اللہ عنہ سے طرادا سنے کا مناد اور نفی ہے۔ اس لیے انہوں نے یہ عقیدہ اپنا لیا۔
کہ حافظ ابن کثیر صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی اور

تھی مگر نہیں۔ اور تاریخ و حدیث میں جو آپ کی چار ماہیزادیاں لکھی ہیں وہ دواصل حضرت
 خدیجہ بنت وہ کے پہلے شوہروں سے تھیں اور یوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حریمیت میں آگئی تھیں
 چونکہ شیعوں کا یہ عقیدہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بڑی گستاخی ہے اس لیے
 زیر نظر کتاب مقامِ جعفریہ میں ہم اس بحث کو لا رہے ہیں۔ چنانچہ ہم اپنے دلائل بھی ذکر
 کریں گے۔ اور ان پر وارو کیے گئے شبہات کا ازالہ بھی

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نادر صاحبزادیاں تھیں۔ اس پر قرآن کی شہادت

سورۃ الاحزاب:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَ ذُكِرْتُ بِاسْمِكَ وَبِاسْمِ الْمُؤْمِنِينَ
يَذْكُرُونَ عَلَيْكَ مِنْ جَنَاحِ بَيْنِيهِمْ ذَاكَ الْيَوْمِ إِنَّ يَوْمَهُمْ
خَلَا فَيُؤْذِنُونَ وَكَانَ اللَّهُ عَسُورًا حَكِيمًا

• (سورۃ الاحزاب آیت ۵۹)

ترجمہ از مقبولی شیعہ:

اے نبی تم اپنی ازواج سے اولاد بنی بیٹیوں سے اور اپنی ایمانی کی عورتوں
سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادروں سے گھر گھر نکال دیا کریں۔ اس سے تقریباً
مکمل ہے کہ وہ پیمانی جائیں اور ستائی نہ جائیں اور اللہ بڑا کھینچنے والا اور
رحم کرنے والا ہے۔

آیت مذکورہ بالا میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کے لیے،
وہ بنات، وہ کائنات و کفر و نفاق جو لفظ درخت کی بجائے ہے۔ اور جمع کا اطلاق کہہ کر تم میں یہ
ہو رہا ہے۔ زیادہ کی حد بندی نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
بیٹیوں کی تعداد کم از کم تین ضرور تھی۔ جو اس آیت کریمہ کے نزول کے وقت پر وہ کے

احکام کی مناسبت بن رہی ہیں۔ اس صریح ارشاد باری تعالیٰ کا تقاضا یہ ہے کہ صرف ایک بیٹی کا اعتقاد رکھا جائے۔ ورنہ قرآنی مراعات کی تکذیب لازم آئے گی۔ جیسا کہ اہل تشیع اس کے مرتکب ہوئے ہیں۔

شیعہ کلاؤں کی لفظ "بنات" کے متعلق لائینی جرح

اور بے اصل استدلال۔

اہل تشیع کے دو مہر و مقبذہ، اور دو قابلِ فخر مبلغ و منظر، علامہ ابن نجفی اور اسماعیل گوجروی کی آیت اکہ مر کے مذکورہ لفظ پر لگئی جرح لفظ بلفظ درج ذیل ہے۔

قول مقبول :-

نیز سابقہ تقریباً ۱۹۱۵ء ہجری میں دوسرے۔ اور سورۃ احزاب بھی اس وقت نازل ہوئی ہے۔ اور اسی سورۃ کی آیت قُلْ لِلذَّكَاءِ فِي بَنَاتٍ سے مستنبط کیا گیا کہ بنات جمع کا لفظ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور کی بیٹیوں کی بھی قصیں ہم عرض کرتے ہیں۔ کہ آیت پروردہ بھی سنہ ۶۱۰ء میں نازل ہوئی ہے۔ پس وہ لڑکیاں پروردہ کے حکم کو سنتے کے لیے تو زندہ تھیں۔ اور مبراہ بھی جائے۔ کہ کسے مردہ نفیس۔ یہ باریک بات کا شکی بھی نہ ہوئی جناب عثمان غنی کے صورتے میں ہمیں سمجھا دیتے۔

دقول مقبول سنہ ۶۱۰ء تعینیت

علامہ ابن نجفی

قول مقبول ۱۔

حدود ابیوں کو چاہیے کہ آیت کا ہر لفظ بنوکانی لڑکیوں کی قبر پر لگوا دیں کیونکہ آیت ان کی وفات کے بعد نازل ہوئی

(قول مقبول ۳۶۶ء تعینیت علامہ رحمہ اللہ)

فتوحات شیعہ :-

مبلغ اعظم نے فرمایا۔ یہ کوئی دلیل نہیں بلکہ قرآن پر آیت کب نازل ہوئی۔
 پروردگار حکم کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ کی تحصیل بطلب زینب و سلم خاتم
 سے کیا۔ اگر اہل شیعہ اس وقت زمرہ تھیں ؟

(فتوحات شیعہ ص ۱۹۵ اختلافات جہانم)

محمدا سامیل گوہری

اس استدلال اور سب سے اہل جرح کا خلاصہ

۱۔ فتحی اور سامیل گوہری کی حیات سے ثابت ہو رہا کہ

۱۔ سورہ احزاب ۳۰ء میں ہجرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ اسی میں ہجرت میں آپ کی موت ایک بیٹی زمرہ تھی

۳۔ لہذا غزوہ بنات ۱۱ء سے ایک سے زائد بیٹیاں ثابت کرنا درست نہیں
 کیونکہ بوقت خطابہ مذکور سے زائد بیٹیاں ساری تھیں پردہ کے احکام کی
 اس سے تعمیل کرائی گئی۔

لہذا اگر اسی آیت کا مصداق ایک سے زائد بیٹیاں ہی بنتی ہیں۔ تو پھر اس کی

مخالفہ قبروں میں مدفون ہونے کی وجہ سے یہ آیت ان کی قبر پر لکھ کر گاموشی جانتے۔
 یہ تینوں امور دونوں کا دل کے مشترک تھے۔ لاجعہ کی ایک رنگ عینہ بھی ہے۔
 اور وہ یہ کہ برکت مبارک میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سے زائد رکیزوں کو مردہ ثابت
 کر دیا۔ اور بہت حجاب کے وقت زندہ کر دیا۔ حالانکہ دونوں واقعات ایک ہی سال کے
 ہیں۔ کاش کہ سنی اس باریکی کو دیکھتے۔

لہذا نہایت ہمارا کہ لفظ و نباتات اس سے آپ کی حقیقی صاحبزادیوں نہیں۔ کیونکہ
 وہ اس وقت زندہ تھی ہی نہیں اب اس سے مراد آپ کی امت کی بیٹیاں ہیں۔ دوسری
 سادہ یہ ہے کہ آپ کی ایک حقیقی بیٹی سیدہ خاتون جنت کے لیے بطور تحفہ جمیع کا
 لفظ بلا لگیا۔ اور ایسا کلام عرب میں بہت سے قس ہے۔

جواب :-

لفظ نبات والی آیت شہ میں اتری ہے اس

وقت تین بنات رسول زندہ تھیں

ان دونوں مردوں کو بخیرین علم ہے کہ آیت حجاب کس سال نازل ہوئی زندہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا وصال کس سال ہوا۔ کیونکہ اب سنت
 اولیٰ تشریح دونوں کا اس پر اتفاق ہے کہ آیت حجاب سورۃ احزاب کی ایک
 آیت ہے جو شہ ہجری وقت و میر حضرت سیدہ زینب ام المومنین رضی اللہ عنہا
 نازل ہوئی۔ اور آپ کی ایک صاحبزادی سیدہ و خیر رضی اللہ عنہا کا وصال شہ
 کو ہوا۔ جب غزوہ بدر سے واپسی ہوئی۔ سیدہ زینب کا وصال شہ حرم

ہم رہتا ہے۔ گویا نزولِ آیت کے وقت سیدہ زینب علیہا السلام کو صاحبزادیاں اسواسیہ و رقیہ کے بھی زندہ تھیں۔ ان میں صاحبزادوں کا نزولِ آیت حجاب کے وقت موجود ہو یا خور شیعہ کتب اس کی تصدیق کرتی ہیں۔

منہج الصاوقین :-

دو جمعہ جب سیدہ زینب کے ولیمہ سے فارغ ہو کر لوگ گفتگو میں مشغول ہوئے۔ تو سیدہ زینب ام المؤمنین ایک دیوانی عورت مذکورہ کے بیٹھ گئیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے محالیت فرمائی۔ تو ان لوگوں کی گفتگو اور ان کی مجلس آپ کے یہاں واقع ہوئی۔ آپ اللہ کر مجلس سے باہر چلے۔ آپ کے ساتھ شہر لوگ بھی چلے گئے۔ لیکن عین اومی وال ہی گفتگو میں مشغول رہے۔ اور جب آپ واپس تشریف لائے۔ تو پھر بھی یہ کافی دیر تک گفتگو میں مشغول رہے اور پھر چلے گئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب سیدہ زینب کے پاس آئے۔ کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آنا چاہا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور انس کے درمیان پردہ ڈال دیا۔ اس پر آیت حجاب نازل ہوئی۔

(تفسیر منہج الصاوقین جلد نمبر ۱ زیر)

آیہ مذکورہ)

لہذا معلوم ہوا کہ آیت حجاب اس وقت نازل ہوئی جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ولیمہ ولیمہ تھی۔ اور ولیمہ جو شوہر شادی کے بعد فوراً ہوتا ہے اس لیے سیدہ زینب کی شادی کا سال تلاش کرنا چاہیے گا۔ کہ عقد زینب رضی اللہ عنہا

کے باوجود یہی کتب اہل تشیع یہ کہہ رہی ہے۔

منتخب التواریخ:

دو سال پنجم از ہجرت مقدسہ آن بزرگوار زینب بنت جحش بن ربیع بن خزیمہ زادہ خود را تزویج نمود کہ ہمیشہ و جناب محمد اللہ بن جحش باشند و در آن سال آیت شریفہ حجاب نازل شد۔ و در آن سال غزوہ خندق واقع شد۔ کہ اورا، غزوہ احزاب ہم میگفتند۔

و منتخب التواریخ ص ۵۲ باب اول
در ذکر غزوہ احزاب و مطبوعہ نهران المطبعہ

ترجمہ:-

ہجرت کے پانچواں سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب بنت جحش سے شادی کی۔ یہ جناب محمد اللہ بن جحش کی ہمیشہ و تھیں اور اسی سال آیت حجاب بھی نازل ہوئی۔ اور غزوہ خندق سے غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔ اسی سال رد نما ہوا۔

منتہی الامال:

وقائع سال پنجم ہجری۔ و در سال پنجم ہجری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش را کسب الازواج و در آمد و جنگام مذاقتہ و آیتہ حجاب نازل گشت..... و در شوال سن پنجم غزوہ خندق کہ میشن آمد و از غزوہ احزاب نیز گویند۔

و منتہی الامال وقائع سال پنجم ص ۲۸

(جلد اول طبرہ ایران طبع جدید)

ترجمہ:

ہجرت کے پانچویں سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب بنت جحش سے نکاح فرمایا۔ اور ان سے زفاف کے وقت پردہ کی آیت نازل ہوئی۔ اور اسے ہجری میں ہی غزوہ خندق واقع ہوا۔ جسے غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔

حیات القلوب:

در بیان جنگ خندق، مسند اکابر را غزوہ احزاب می نامند۔ علی بن ابی طالب و شیخ مفید و شیخ طبرسی و غیر ایشان روایت کرده اند کہ غزوہ احزاب در ماه رمضان سال پنجم ہجرت بود۔

(حیات القلوب جلد دوم ص ۷۹)
اس کی پنجم در بیان جنگ خندق

ترجمہ:

جنگ خندق۔ اس کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔ علی بن ابی طالب و شیخ مفید و شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ غزوہ احزاب سن پانچ ہجری بمطابق میں واقع ہوا۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اگرستہ جناب در سیدہ زینب کے ولیمہ کا سال ایک ہی تھا۔ اور یہ سال ہجرت کا پانچواں سال تھا۔ اگرچہ بعض شیوخ اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ کہ ان دونوں واقعات کو ملحق کس اسلامی مہینہ سے تھا۔ آیت، حدیث کو ماہ شوال میں نازل ہونا مانتے ہیں۔ اور واقعہ احزاب کو ماہ رمضان میں

وقوع پندرہ کہتے ہیں۔ لیکن اس اختلاف کے ہوتے ہوئے اس بات پر سبھی متفق ہیں کہ یہ سب کچھ پانچویں سال ہجرت میں ہوا۔ لہذا ان دونوں ملاؤں کا اسی کی ہجرت کے ساتویں یا آٹھویں سال کا واقع قرار دینا کس قدر ٹھٹھاٹی ہے۔ اور مبلغ اعظم کا عظیم جھوٹ ہے۔

اس سے تحقیق یہی ہوئی کہ سورۃ احزاب ششہ ہجری میں نازل ہوئی اور نہایت جگہ بھی اسی سورۃ کی ایک آیت ہے۔ لہذا وہ بھی اسی سال نازل ہوئی۔ اس کو ششہ ہجری میں نازل شروع بتلانا بالکل جھوٹ ہے۔ اس لیے اس میں خطاب کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ایک سے زائد موجود تھیں۔

اس کے بعد دوسرے مسئلہ کو لیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں دس سالہ سیدہ رقیہہ موجود تھیں۔ تو پھر ان کو سال اس واقع کے بعد کب ہوا۔ اس مسئلہ کے جواب میں کتب شیعہ سے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

بناتِ رسول صلی علیہ وسلم کے سن طے وفات

حیاتِ اقلوب :-

قریب دو دہائیہ در سال ہجرت و بروایت در سال ہجرت بر حمت ایزدی واصل شود و رقیہ در دہائیہ بر حمت ایزدی واصل شد و رقیہ میکہ جنگ بدر و مداد و سوم ہام کشوم داود نیز عثمان بعد از رقیہ تنہا کی نمود و گویند کہ در سال ہجرت بر حمت ایزدی واصل شد

و حیات اقلوب ہمدوم ص ۱۰۸ باب

پنجاہ دیکہ۔ براورد امجاد حضرت

ترجمہ ۱

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ہجرت کے ساتویں سال ابراہیم دوسری روایت کے مطابق اٹھویں سال اسی دنیا سے کوچ فرما گئیں۔ اور سیدہ زینب نے مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ جبکہ جنگ بدر کا سامنا تھا۔ ابراہیم کی بیسویں سال جبڑی ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ ان کی ہمیشہ سیدہ زینب کے وصال کے بعد شادی کی۔ کہتے ہیں کہ ہجرت کے ساتویں سال ان کا وصال ہوا۔

منتخب التواریخ:

امام محمد زینب در سال پنجم از زور کج جناب مذکور اکبری برینیر در مس متولد شد و در سال ہشتم ہجری در مدینہ طیار از دنیا رحلت فرمودند۔ ولادت (۱) بعد از ولادت حضرت زینب متولد شد و رحلت اہل مدینہ در سال دوم ہجرت بود و اما مخدوم محمد بن اسماعیل شریفی ائمہ بود و بعد از قریب چھ سال زور کج شد کہ عثمان زاد النور بن مکیوند و جناب ام کلثوم در شعبان سال ہفتم یا ہشتم از ہجرت از دنیا رحلت فرمود۔

(منتخب التواریخ باب اول ص ۴ معلوم)

زبان ہندی حالات از دواعی و اولاد حضرت جعفر

ترجمہ ۲

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت حضرت مذکور اکبری کی شادی کے پانچویں سال ہوئی۔ اور ہجرت کے اٹھویں سال مدینہ میں ان کا انتقال ہوا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت سیدہ زینب کے بعد ہوئی۔ اور ان کی

فوتیگی ہجرت کے دوسرے سال ہوئی۔ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ان کا صلہ
۱۱ ام آفریقا، سیدہ رقیہ کے بعد حضرت عثمان کے نکاح میں آئیں۔ ان دونوں
کی وجہ سے حضرت عثمان کو دو النورین کہتے ہیں۔ اور سیدہ و ام کلثوم کا
شعبان المعظم عشرہ ہجری میں انتقال ہوا۔

مذکورہ بالا حواہجات سے معلوم ہوا کہ آپ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا
کا انتقال عشرہ میں

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا عشرہ سن ہجری میں
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عشرہ ہجری میں اعلیٰ

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد عشرہ میں
وصالی ہوا۔

گزشتہ حواہجات سے معلوم ہوا تھا کہ سورۃ احزاب عشرہ میں نازل ہوئی
جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کو بھی پردہ کے احکام عطا کیے گئے۔ تو دونوں
قسم کے حواہجات سے تیسری شکل کہ آیت حجاب کے نزول کے وقت آپ کی
صاحبزادیوں میں سے صرف سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں۔ کیونکہ ان کا عشرہ
میں انتقال ہو چکا تھا۔ ان کے علاوہ دیگر صاحبزادیاں ۱۲، ۱۳ اور چوبیسان تقریباً بعد میں
فوت ہوئیں۔ لہذا ان کے بارے میں یہ کہنا کہ وقت نزول آیت حجاب ان میں
سے کوئی بھی زندہ نہ تھی۔ درست حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے بعد صحیح ہے۔

شیعوں کی مذکورہ تاویل اصول نحو کی روشنی میں

دوسری تاویل یہ کہی کہ "بنا" سے مراد حضرت حضرت فاطمہ بنت
میں اور جیت مہینہ ان کی تعلیم کے لیے مذکور ہوا۔ اس بات سے میں ذرا سی تردید کہ

پھر سے دیکھ لیں۔ جو اہل تشیع کا مقبول و منظور ہے۔ اور اونچی بیٹیوں سے، اگر امت کی بیٹیاں مراد ہوتیں۔ تو ترجمہ رکھ لیں کیا جاتا ہے اور اپنی امت کا بیٹوں سے، اسی ترجمہ کی تائید علامہ کاشانی نے بھی کی ہے۔ و بتائے کہ وہ مراد خیران خود را اپنی خاص تصدیقی بیٹیوں کو فرما دیکھئے ان کو معلوم ہوا کہ اس لفظ سے مراد آپ کی امت کی بیٹیاں نہیں۔ بلکہ آپ کی اپنی بیٹیاں ہیں۔ لہذا اس نئے بہتر اور انوکھے معنی کی دال ترنگ ملے۔

علامہ انری زبان عرب کا کائن بھی اس تاویل کا ساتھ نہیں دیتا۔ وہ اس طرح کہ لفظ نبات کا لفظ ازدواج پر نیز بعد از مصلحت ڈال لیا۔ اور مخالفین کی دوسری معطوف اور معطوف طرہ دونوں کا ایک ہی حکم ہوتا ہے۔ لہذا اسی بے معنی تاویل کو ملے کہ لفظ ازدواج میں بھی یہی تاویل کریں۔ تو معنی یہ ہو گا۔ اسے پیغمبر اپنی با عظمت بیوی کا اندر اکبر یا کوئی ایک مذہب مقدس کو فرما دیکھئے الخ۔ تو اس طرح نبات سے مراد حضرت عائشہ بنت ابی بکر ہیں۔ اسی طرح ازدواج سے مراد امت آپ کی ایک بیوی بھی ہو گی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ لفظ ازدواج میں یہ تاویل کوئی بھی شیعہ تسلیم نہیں کرتا۔ بلکہ اسے سب مرد و والد باطل ہی کہیں گے۔ کیونکہ سیدہ خدیجہ اکبر یا کوئی اور صالحہ تو بھرت سے قبل ہو چکا تھا۔ لہذا وہ قریب لفظ سے مراد نہیں ہو سکتیں۔ دوسری بات یہ کہ اہل تشیع اگرچہ صاحبزادوں کا انکار کرتے ہیں۔ جن کی بنا پر وہ تاویل کو نا پسند ہے۔ لیکن آپ کی ازوی کا انکار کوئی شیعہ بھی نہیں کرتا۔ اگرچہ گستاخیاں کرتے ہیں۔ اور طعن و غیرہ دھرتے ہیں۔ لہذا جب لفظ ازدواج میں یہ تاویل باطل تو پھر اس کے معطوف میں بھی یہ عظمت کی تاویل بالکل ناممکن ہو گی۔

مباہلہ کے وقت آپ کی صاحبزادیوں کا

شریک نہ ہونا

جمعہ شعی نے ایک انوکھی منطقی بھانڈی۔ اور غنیمت کہا۔ سستیہ اگر آپ کی بیٹیاں چار تھیں۔ تو جس طرح آیت حجاب کے وقت ان کا زندہ بھونا اور می طیب ہونا تم مانتے ہو۔ کیا وجہ ہے کہ بوقت مباہلہ غائب تھیں۔ اور تم ان کو مردہ مانتے ہو۔؟ حالانکہ دونوں واقعات ایک ہی سال ششہ ہجری میں ہوئے۔
گوشہ سلوہ میں ہم نے جو حوالہ بات نقل کیے۔ ان سے صاف صاف عیاں کہ آیت حجاب ششہ میں نازل ہوئی۔

اور یہ سال تھا۔ جب غزوہ خندق المعروف غزوہ احزاب رونما ہوا۔
اب آئیے فوراً دیکھیں کہ مباہلہ کس سال رونما ہوا۔

منہی الامال۔

واقعات سال و ہجری۔

قصہ مباہلہ و نصار بنجران شیخ طبرسی و دیگران روایت کردہ اند
الذ آخرہ۔

منہی الامال جلد اول ص ۱۰۷۔ قصہ

مباہلہ و نصار بنجران۔

قرجہ :-

شیخ طبرسی اور دوسرے اکابر شیعہ متحققین نے روایت کیا ہے۔

کہ واقعہ مباہلہ اور نصرتِ خیران کسی ہجری عمارت و تماہیر۔

اس واقعہ اور قصہ کی تفصیل صاحبِ منتہی الامال نے اگلے ذکر کی ہے۔ دیکھیں یہی اس

کی تعینیل مطلوب نہیں۔ بلکہ اس کے وقوع کا سائل تلاش کرنا ہے۔ سو معلوم ہو کہ
کشتیہ جو چہ نہ ہو اس کے معتقد ہیں۔ کہ قصہ مباہدہ میں دس جبری کام ہے۔ اب ان
حالات پر در اس سر سری نظر دوڑائیں۔ تاکہ نتیجہ سامنے آجائے۔

۱۔ آیت حجاب سنیہ میں نازل ہوئی ۷۷۷ھ ہجری بتلا نا بہت بڑا

کیونکہ سچہ

۶۔ حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال سات یا آٹھ ہجری

میں ہو گئی۔ یعنی مباحہ کے قصے سے دو تین سال تک آپ دنیا سے پرہیز فرما گئی تھیں۔

۳۰۔ سیتہ ام کلثوم زینت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال بھی ہجرت کے ساتویں یا آٹھویں سال ہو گیا۔ گویا واقعہ مبارک کے درمیان سال قبل الی کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔

۴۔ سوسودہ و قید رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال دومہجری

کرس جو چکا تھا، یعنی وقت سے پہلے سے آٹھ سال پہلے ہی ان کو بیاری ہو گئی تھیں۔

۵۔ مینہ خانہ کون جنت حضرت قاضی احمد
نہ پشیمان سے ملے پر دروغ فرمایا۔

یعنی تین مہینہ کے ایک سال بعد دوسرے شخص سے جوڑیں۔

تپ ان واقعات کا باہم ربط دیکھیں یہ شہر ہجری میں تو ایسا شخص زندہ ہوگا

میں کاسانت یا اٹھ یا گیارہ کن ہجری میں وصال ہوا۔ لیکن سند ہجری میں ایسے شخص کا
 زمرہ ثابت کرنا جو مسند یا اٹھ کن ہجری میں فوت ہو گیا ہو کہ کس قدر فریب دہی اور
 ظلم مقیم ہے۔

پایہ نیچ :-

میں جیلے کرتا ہوں کہ اگر کوئی مشیخہ مسند اور مجمع ایک ایسی روایت پیش کرے۔
 کہ جس میں واضح الفاظ میں موجود ہو کہ سورۃ احزاب ششہ میں اتاری ہے۔ تو اس کو
 میں ہزار ہا روپے پیرانا تم پیش کروں گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حقیقتیں

صاحبزادیاں ہونے پر شیعہ

کتب حدیث و تاریخ سے

ٹھوس حوالہ جات



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں آپ

کے بطن سے تھیں

اصول کافی:-

وَمَنْزُورٌ وَبِهِ خَيْرٌ نَجَّةً وَهُوَ ابْنُ يَصْبِغٍ وَ
عِشْرِينَ مَسْنَةً مُؤَيَّدَ لَهُ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَاثِهِ
الْقَائِمُ وَرُفْقِيَّةٌ وَرُثَيْنُ بْنُ أُمِّ حَكْلُومٍ
وَأُيُودَ لَهُ بَعْدَ النَّبِيِّ وَنَظَرِيَّةٌ وَالْعَلَّامَةُ
وَأَلَّتْ طَلْعَةً عَنْ يَمِينِهَا الشَّامُ

(۱) اصول کافی جلد اول ص ۳۲۰ کتاب الحجۃ باب مہلک النبی

صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم و قاتلہ مطہرہ ہر ان طبعیہ جدیدہ۔

(۲) اصول کافی شرح جلد اول ص ۳۲۰ مطہرہ مکرانی

ترجمہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیس سال

سے زائد عمر میں شادی کی۔ اور ان کے بطن سے قبل بعثت "قاسم"

رقیبہ ازیم، ام کلثوم پیدا ہوئے۔ اور بعثت کے بعد وہ طیب،

ظاہر اور قاطرہ پیدا ہوئے۔

نوٹ:

"۱) اصول کافی" شیخہ حضرت کے ہاں ایسی جگہ پر کتاب ہے۔ جس کے

بارے میں "امام قاضی" امام مہدیؑ نے فرمایا: "او کا فی کاف الشیعۃ"

ہمارے شیعوں کے لیے "کافی" کافی ہے۔ جو ان کے نزدیک اہل کادرب

قرآن سے بھی بڑھ کر ہے۔ کیونکہ کثیر روایات ایسی ہیں۔ جن میں اہل بات کی

مراحت ہے۔ کہ جو جود قرآن تکمیل ہے۔ ہم اہل کو انشاء اللہ تعریف القرآن

کے باب میں ذکر کریں گے۔

تو اس میں کتاب کلامیت سے ثابت ہوا کہ آپ کی حضرت خدیجہ کے بطن سے چار صاحبزادیاں

تھیں۔ اولہ تین صاحبزادے تھے۔ اہل قعداویہ کو ان اختلافات ذکر نہیں کیا۔

اگر اختلافات ذکر کیا۔ تو اس بارے میں کہ بعثت سے قبل اور بعثت کے بعد

کون کون پیدا ہوئے۔ ایک روایت میں قبل بعثت "قاسم" رقیبہ ازیم،

ام کلثوم، طیب، ظاہر، پیدا ہوئے۔ اور بعد بعثت صرف حضرت

قاطرہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی۔

حیات القلوب:

و مشہور آنست کہ دختران آنحضرت چار نفر بودند و ہما از خدیجہ
بوجود آمدند، اول زینب و حضرت عائشہ از بیعت و حرام شدن
و دختر بکفران را ون اورا یال العاص بن زید تزویج نمود۔

در حیات القلوب جلد دوم ص ۱۲۴ باب ۱۵

مطبعة نوکشور باطبع قدیم

توجہ: اور شہور یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں چار تھیں۔

اور یہ تمام حضرت خدیجہ کے ہاں پیدا ہوئیں۔ ان میں سے پہلی

حضرت زینب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اور کافروں

کے ساتھ شادی بیاہ مراسم ہونے سے قبل ”ابوالعاصی بن ربیع“

کی زندگی میں نہیں۔

منشی الاماں،

حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے حضور کی

صاحبزادیاں چار ہوئیں جن میں سے دو بچے بعد دیگرے عثمان غنی

کے عقد میں آئیں!

و در قرب الایستنا و از صادق علیه السلام روایت شده است.

گو اگر ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از غفر مجھ کو توبہ فرمادے۔

ظاہر و باطن و قاع و اعلا و در تیر و زینب و تراویح و قنوج و قاع و اعلا

حضرت امیر المومنین وزینب را بانی العاص بن اریح کر از بنی امیہ و
اورام کلثوم را عثمان بن عفان و پیش از آنکہ سخا و عثمان برو در جنت الہی
داخل شد و بعد از او حضرت رقیہ را با توویج نمود۔

(۱) (مثنی الامال مصنف شیخ عباس قمی جلد اول صفحہ ۱۲۵ و بیان

احوال الاولاد امجاد آنحضرت فصل ہشتم باب اول

مطہر و ایران)

(۷) (بالفاظ مختلف مردج الذہب جلد دوم صفحہ ۲۹

محدودی)

توجہ: قرب الاستنادی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت
کی گئی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ سے یہ
اولاد پیدا ہوئی۔ طاہرہ، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب، حضرت
فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت
زینب کی ابو العاص بن اریح کے ساتھ ہوئی۔ جو بنی امیہ سے تھا۔
اور ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ لیکن خیمتی
سے قبل انتقال فرما گئیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
رقیہ کی ان سے شادی کر دی۔

حاشیہ مثنی الامال:

توویج زینب بانی العاص پیش از بعثت و حرام شدن دختر کاوان
بود۔ و از زینب امامہ دختر ابو العاص بوجود آمد۔ و حضرت امیر المومنین
علیہ السلام بعد از فاطمہ سلام اللہ علیہا بعتقتناشے و میت آن محترہ

اور آنہ کی فرسودہ نقل شدہ کہ ابوالعاصی در جنگ بدر اسیر شد و
 زینب تلاوہ کہ حضرت خدیجہ باو دادہ بود نیز حضرت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فرستاد برائے خدا سے شوہر خود چون حضرت نفوس
 تلاوہ افتاد خدیجہ ریاہ نمود۔ و رقت کرد و از صبا بلب نمود
 کہ خدا سے اور انجمنند و ابوالعاصی راجا فدا را کنند صبا بر چنین
 کردند۔ حضرت ابوالعاصی شرط گرفت کہ چون بکویہ گرد و زینب
 راسخ دست آنحضرت فرستد۔ ادب شرط خود وفا نمود۔ زینب از فرستادہ
 بعد از آن خود بمکہ آمد و مسلمان شد و زینب در مدینہ سال ہفتم
 و یقینی در سال ہشتم ہجرت بر حمت ایزدی حاصل شد۔

(حاشیہ ششمی الامال جلد اول صفحہ ۱۲۵ باب اول

فعل ہشتم)

ترجمہ: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی ابوالعاصی کے ساتھ نبوت
 سے قبل اور حرمت نکاح با کافران سے قبل ہوئی تھی۔ اسی کے
 در الامرہ پیدا ہوئی۔ جس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت
 فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد الہی وصیت کے مطابق نکاح
 کیا تھا۔ اور نقل کیا گیا ہے کہ ابوالعاصی غزوہ بدر میں قیدی
 ہو گیا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وہ ہارے کے حصہ کی
 بارگاہ میں بھیجا۔ جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انھیں دیا تھا۔
 تاکہ فدیہ کے طور پر اسے سے کرایہ کے غلام ابوالعاصی کو
 رہا کر دیا جائے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اسی ہار پر
 پڑی۔ تو حضرت خدیجہ یاد آگئیں۔ اور آپ اہدیہ ہو گئے۔

صحابہ کرام سے فرمایا کہ ابو العاص کا خدیوہ معاف کر کے بلا خدیوہ سے
رہا کر دو۔ صحابہ نے ایسے ہی کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو العاص
سے وعدہ کیا کہ جب مکہ جاؤ گے۔ تو زینب کو میرے پاس بھیجنا
ابو العاص نے اپنی شرط (وعدہ) پورہ کی۔ اور حضرت زینب کو
حضور کے پاس بھیجا۔ اسی کے بعد یہ خود بھی مدینہ آگیا۔ اور مسلمان
ہو گیا۔ حضرت زینب مدینہ منورہ میں بسا توہیں یا انھویں سال ہجرت
میں انتقال فرمائیں۔

حیات القلوب :

چوں فاطمہ علیہا السلام اُن حضرت راوید گزشت فرمود کہ چہ چیز ترا
بگزیہ آند و داستان ای دختر محمد صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ زہرا کو ماں شد
نام راوید مراد وادارہ نقیصہ کی مرتبہ نسبت و او پس حضرت زہرا
صلی اللہ علیہ وسلم در خشم شد و گفت بس کن حبیبا کہ خدا برکت می دہند
نہ نے را کہ شوہر را بسیار دوست میداد و دلباشا و فرزندانہ و عیدیکہ
اور خدا رحمت کند از کن ظاہر مطہر را بہم رسانید کہ او عید فخر و
و قاسم را و او روزیہ و فاطمہ زہرا نسبت و اسم کہم انو بہم رسیدند
رحم ترا حقیم گردانید کہ پیچ فرزندان تو بہم می رسد۔

وحیات القلوب جلد دوم ص ۱۵ مطبوعہ

لو کشور طبع قدیم باب ۱۱ فصل اول خدیوہ

ترجمہ: جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا تو رون شروع کر دیا۔ پوچھا۔ تمہیں کس نے رلا یا عروہ کی۔ ماں

سے میری والدہ کا نام ہے کہ ان کے نقص بیان کئے۔ اور کم مرتبہ کہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا۔ اور فرمایا: حیرا چپ ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس عورت کو برکتوں سے نوازنا ہے۔ جو شوہر کی خدمت گزار ہو۔ اور خاوند سے محبت کرنے کے ساتھ ساتھ صاحبِ اولاد کی شہرہ ہو۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اللہ انہیں غرقِ رحمت فرمائے۔ ان کے بطن سے طاہرہ اور مطہرہ عبد اللہ پیدا ہوئے۔ اور قائم کو ان سے جنازہ تیار، غافلہ زینب، ام کلثوم بھی اسی سے پیدا ہوئیں۔ اللہ نے تیسرے رحم کو بانجھ بنایا۔ جس سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

تفسیر یہ

اس دلیل میں ”طاہرہ“ مجلسِ شعیبہ نے اپنی تہرائی عادت کے مطابق ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں زبانِ طعن دراز کی۔ جو کچھ شخص پر عفتی نہیں۔ لیکن اس خبرِ باطنی کے باوجود ہم جس موضوع پر گفتگو کر رہے ہیں وہ بالکل صاف اور کھلے الفاظ میں اس نے بیان کر دیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کی فضیلت اس وجہ سے بیان کی کہ وہ پانچ چھ بچوں کا ماں بنی تھیں۔ جن میں چار لڑکیاں اور باقی لڑکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ”از میں طاہرہ مطہرہ ہم۔ سائیدہ، وحیرہ سے یہ بات بھی بالکل میاں ہے کہ آپ کی یہ سب اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنے کے بعد ہوئی۔ نہ کہ حضرت خدیجہ پہلے خاوند سے پیدا شدہ اولاد دلتھ لائی تھیں۔“

حیات اٹھلوب:

در قریب الانطوبہ معتبر از حضرت صادق روایت کرد و است کہ
از برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از حدیثی کہ متواتر شدہ۔ ظاہر و
قاسم و فاطمہ، ام کلثوم و زینب۔

در حیات: القریب جلد دوم ص ۱۱۱ باب پنجم
و یکم مفسر و مفسر طبع قدیم

ترجمہ: قریب الانطوبہ میں معتبر اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بطن اقدس
سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ ظاہر و قاسم
فاطمہ، ام کلثوم، زینب، رضی اللہ عنہم۔

مرآت العقول:

قال ابن شہر آشوب فی الناقب ولد من حدیجہ
القاسم و عبد اللہ و ہما الخطیب و الطاہر و ربیعہ بنات
زینب، رقیہ و ام کلثوم و ہما آمنہ و فاطمہ

(مرآت العقول جلد اول ص ۱۱۱)

ترجمہ: ابن شہر آشوب نے "الناقب" میں کہا کہ حضرت خدیجہ بنتی النخعیہ
سے یہ اولاد پیدا ہوئی، القاسم و عبد اللہ رضی اللہ عنہما دونوں کو اطمینان
الطین بھی کہتے ہیں۔ اور چار صاحبزادیاں، زینب و رقیہ و
ام کلثوم (جی کو اس نے بھی کہتے ہیں) اور فاطمہ۔

ذبح عظیم: امام حسین کی عقیقتی غالائیں

عَنْ رِثِيَّةَ التَّمُودِيِّ قَالَ أَتَيْتُ حَذَّ لَيْثَةَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ
 أَشْيَاءَ فَقَالَ إِيَّاهُمْ مِثْلِي وَبِهِ وَبَيْنَهُ النَّاسُ رَأَى
 نَأْيَهُ سَمِعُوا أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعُوا وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ وَقَدْ
 جَاءَ الْحُسَيْنُ عَلَى أُنْشِيرٍ فَجَعَلَهُ سِرًّا مَنَكَبِيهِ شَرَفًا قَالَ
 أَتَى النَّاسُ هَذَا الْحُسَيْنَ خَيْرَ النَّاسِ حَبَّةً أَوْ حَبَّةً حَبَّةً
 سَمِعُوا أَنَّهُ سَمِعَهُ وَلَوْ أَنَّهُمْ وَجَدْتُهُ خَدِيجَةً سَابِقَةً
 لِإِسْرَائِيلَ مِنْ كُلِّ الْأُمَّةِ وَهَذَا الْحُسَيْنُ خَيْرُ النَّاسِ
 خَالًا وَخَالَةً وَغَدَاةً عَلَيْهِ اللَّهُ وَرَبُّهُ هَيْمٌ وَخَالَتُهُ
 زَيْبٌ وَزَوْجَتُهُ وَأُمُّ كُلُّهُمْ وَهَذَا الْحُسَيْنُ خَيْرُ النَّاسِ
 عَمًّا وَعَمَّةً وَنَعْمَةً جَعَمَرُ وَعَقِيلُ وَنَعْمَتُهُ أَمْرٌ
 هَائِلٌ وَهَذَا الْحُسَيْنُ خَيْرُ النَّاسِ أَبًا وَأُمًّا وَأَخًا
 وَأُخْتًا أَبَوُهُ عَلَيْهِمَا وَأُمُّهُ فَاطِمَةُ وَأَخَوُهُ الْحَسَنُ
 وَخُصَّتُهُ زَيْنَبُ وَأُمُّ حُكْمَتُهُمْ شَرٌّ وَصَفَتُهُ
 عَنْ مَنْكَبِيهِ فَاجْلِسْ فِي جَنَّتِهِ فَقَالَ أَتَىهَا
 النَّاسُ هَذَا الْحُسَيْنَ حَبَّةً فِي الْجَنَّةِ وَحَبَّةً
 فِي الْجَنَّةِ وَخَالَتُهُ فِي الْجَنَّةِ وَأَبَوَاهُ فِي الْجَنَّةِ
 وَأَبَوُهُ فِي الْجَنَّةِ وَأُمُّهُ فِي الْجَنَّةِ وَأَخُوهُ فِي
 الْجَنَّةِ وَأُخْتَاهُ فِي الْجَنَّةِ وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ

(ذبح عظیم: امام حسینؑ کی عقیقتی غالائیں)

تو یہ دیر بعد کی کہتے ہیں۔ میں نے حالِ غرضی، اللہ عز و جل سے چند مسائل پوچھے
 خدا تعالیٰ وحی اللہ عز و جل سے فرمایا: سنو اور یاد رکھو اور کوئی کوئی بتا دینا۔
 ایک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے
 اپنے کانوں سے سنا۔ اہم نہیں رہی اللہ عز و جل پر آئے تو حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے کندھوں پر اٹھایا، چڑھ گئے، آیا
 لوگو! یہ یہ نہیں تمہارے دشمنوں سے بدتر ہے۔ ہاں کہہ نا کہ میں کوئی نام
 نہیں، اور اس کی نافرمانی نہیں۔ اس کا نام اللہ کے رسول اور
 اور ہر گز مردود ہے۔ اور اس کی نافرمانی بدتر ہے۔ جسے تمام امت میں
 سے یہاں کوئی ایک سبقت حاصل ہے۔ یہی ماموں اور خاڑکے
 عقیدہ سے لوگوں سے بدتر ہے۔ اس کے ماموں صلی اللہ علیہ وسلم
 اور اس کی خاڑکی زینب، رقیہ، ام کلثوم ہیں۔ درتیں جی اور بھوک
 کے اعتبار سے بھی سب سے بدتر ہے۔ اس کے چچا جعفر و متیل اور
 اس کی چھوٹی بہن زینب، حسین، علی اور اس کی بھانجیوں کے
 اعتبار سے بھی لوگوں سے افضل ہے۔ اس کا باپ علی کی بھانجی عمر
 اور اس کا بھائی حسن اور اس کے بہنیں زینب و ام کلثوم ہیں۔ یہ تیر گزندہ
 سے نیچے ۱۶۷-۱۷۰ اور اپنے پہلو میں بٹھایا۔ پھر فرمایا: تو یہ وہ مسیحی
 ہے کہ اس کا نام نانی، اسوں و خاڑکیں چچے بھوکیں، باپ، ماں
 بھائی اور دونوں بہنیں جنکی ہیں۔ اور یہ تو بھی جنتی ہے۔

فصل دوم

چار عدد بنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی شیعہ روایات
کے راویوں پر شیعہ مولویوں کی ناجائز تنقید کا

محاسبہ

ۛ

حدیث بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مولوی اسماعیل

کی جاہلانہ تنقید

جب کچھ ایجاب یکہ آپ قرب الاسناد کے حوالے سے امام جعفر کا قول پڑھ چکے
سیدہ صدیقہ کے جملے سے چار بیٹیاں بنی میرا سلام کے گھر چلا آئیں اور آپ قرب الاسناد کا
مصنف ابوالعباس محمد اللہ حمیری تھے ہے جو شیعہ حضرات کا بہت بڑا امام ہے۔
اور حضرت ایک زوی مسند بن صدوق کے واسطے سے یہ حدیث امام جعفر سے نقل کر دیا
ہے پھر حیات المکذوب وغیرہ میں معتبر شیعہ نقباء نے اس حدیث کو نقل کیا اور اسی کی
سند کو معتبر قرار دیا اگر کراچی کے شیعوں کو یہ حدیث ضعیف نظر آتی ہے۔

چنانچہ "فتوحات شیعہ" ایک ایسی ایک مناظرہ اور اس کی تفصیل نظر سے گزری
یہ مناظرہ مولوی عبدالنثار صاحب، اور مولوی محمد اسماعیل صاحب کے درمیان نہایت
دروں کے موضوع پر ہوا۔ تاہم میں نے اپنی فہم کو یوں تقصیر کیا ہے۔

فتوحات شیعہ:-

حضرات مولوی عبدالنثار صاحب تو نسوی نے باوجود ہزار شور و غوغا کے کل
تین روایات کتب شیعہ سے پیش کیں۔ مختلف کتب سے بار بار انہیں کاٹ کر ملا کر دیا
دیگر کوئی آیت اور روایت کوئی روایت میدان مناظرہ میں پیش کرنے کی جرأت و ہمت
ہوئی۔ روایت اول حیات اقطرب جلد دوم ص ۱۸۱ سے پیش کی کہ قرب الانسار
یہی بلند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خدا کی اولاد حضرت
خدیجہ سے ظاہر و قائم، ناظر ام خموم، رقیبہ اور زینب متولد ہوئے۔ اسی کا جواب
اسی وقت دے دیا گیا کہ حضور روایت نسوی کی ہے۔ شیعہ کی نہیں، ضعیف ہے صحیح
نہیں۔ کیونکہ اس کی سند ہے۔

روای الحمیری فی قرب الامتداد عن ہارون بن مسلم عن
مسعد بن سعد عن جعفر عن ابیہ علیہ السلام۔

اس سند میں ایک زادی اور حمیری، شاہد الخیر ہے۔ اسی وقت تو نسوی صاحب
کو رہاں دمعانی جلد اول ص ۱۸۱ سے دیکھا گیا کہ اسے جکان یشرع الخمر، یعنی
وہ "حمیری" ہمیشہ شراب پیتا تھا حتیٰ کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔ اور مزید برآں
یہ بھی عرض کیا گیا کہ چارے ٹھکان پر بھنگ ترشی کا لالام لگا۔ تے ہو۔ اور خود شریوں
کی روایت پیش کرتے ہو اور انہیں اپنا دین و ایمان بنانے کے پھرتے ہو؟ دوم زادی
اس سند روایت میں سعد بن سعد، جو کسی قبری ہے۔ چنانچہ رہاں دمعانی جلد

۲۱۲: نکال کر عبد الستار صاحب کے سامنے لے جا کر رکھ دی گئی کہ مسجد بنی صدقہ عامی تیری ہے۔ روایت سنوں کی ہے۔ کسی شیعہ راوی کی صحیح روایت پیش کرو کہ مست کہاں؟
 (تقرحات شیعہ ص ۲۷ مولانا مہر حسین نجفی دہلوی)
 مطبوعہ لائل پور:

جواب ہے:۔ مولوی اسماعیل شیعہ کاؤ مثالی سے جھوٹ بولتا۔

اس بات پر سنت حیرانی ہوئی کہ مولوی اسماعیل صاحب نے کس ڈھٹائی کے ساتھ دعویٰ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی چار صاحبزادیاں جو سنے پر شیعہ کتب میں کوئی صحیح روایت موجود ہی نہیں اور اس بات پر زور دیا کہ کسی شیعہ راوی کی صحیح روایت پیش کرو۔ مزید یہ کہ مولوی عبد الستار صاحب تونسوی کسی شیعہ راوی کی کوئی روایت ہمیشہ نہ کر سکے۔

اولیٰ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ مولوی عبد الستار صاحب تونسوی نے مولوی اسماعیل صاحب کو کسی شیعہ کی روایت پیش نہ کی ہو۔ اور اگر واقعی تونسوی صاحب نے بیات رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حیات القلوب سے قریب الاستاد کی روایت پیش کی ہو اور مولوی اسماعیل صاحب نے وہ جواب دیا ہو جو تقرحات شیعہ میں مذکور ہے بلکہ اس روایت کے و در راوی مسجد بنی صدقہ اور حمیری قابل اعتبار نہیں کیونکہ مسجد بنی صدقہ تو سنی ہے اور حمیری اتنا بڑا مستطاب ہے کہ کثرت شراب نوشی سے اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا۔ لہذا یہ روایت قابل قبول نہیں، اور اسماعیل صاحب کی پر سے درجے کی فراڈ بازی ہے۔

منصفت مزانی قارئین کے سامنے اب ہم ان دونوں راویوں کے بہترین حالات پیش کر رہے ہیں تاکہ یہ فیصلہ کرنے میں آسانی ہو کہ یہ حدیث قابل قبول ہے یا نہیں؟ اور مولوی اسماعیل صاحب نے راویوں کے متعلق جو ڈرامہ کھیلا ہے اس کی کیا حقیقت

ہے؟

شیعوہ اسمائے رجال کی کتب معتبرہ سے مسعود بن صدقہ کے حالات

سوروی اسماعیل صاحب نے مسعود بن صدقہ کو سنی ثابت کر کے ہی اصل اور غیر مسلم کی پادشاہیوں کے متعلق حیات، عقوبت، بھلاؤ، قرب الامناؤ کی حدیث کو قریہ معتبرہ طے کیا ہے۔ اور حوالہ دیا ہے تنقیح المقال ص ۲۱۲ ۲۱۳ مگر پھر بھی وہ اپنی روایتی بددیانتی اور زیادت سے باز نہیں آئے۔

ہم اسی منکر کی ہی پوری مہارت نقل کرتے ہیں۔ غلط ہو۔

تنقیح المقال ۱۔

مُسَدَّدُ بْنُ سَدَقَةَ الْمَافِي الشَّيْرِي عَيْنِ
الْبَاقِرِ إِنَّمَا هُوَ وَلِيٌّ كُنْ حُكْمٌ عَنْ بَعْضِ أَتَوَاتٍ
الْمُتَّخِذِينَ آثَمَةً قَالَ إِنَّمَا عَامِلٌ تَبَرُّؤُكَ لِحُكْمِ
مُعْتَمَدٍ عَلَيْهِ فِي التَّعْقِيلِ وَمَنْ تَشَبَّحَ أَخْبَارُهُ
بِتَحْقِيقِ لَهْ أَمِيلٌ بِأَمْرِهِ أَثَبْتُ مِنْ كَثِيرِ
مِنْ الْعُدُولِ إِنَّمَا هُوَ رَأْسُ أَوْفَقِهِ مَا تَقَدَّرَ
الْمُحَقِّقُ السَّوْحَنِي عَنْ جَدِّهِ الْمُعْجَبِي
الْقَلِيلِ مِنْ حَوْلِهِ الَّذِي يَفْظَهُ مِنْ أَخْبَارِهِ
السَّيِّئِ فِي الْكُتُبِ أَنَّ يَفْقَهُ لَئِنْ جَمِيعُ مَا
يَرَوْنَهُ فِي عَابَةِ الْمَنَاسِقِ مُوَافِقُهُ

يَعْمَازُ وَيُصِغِ الْيَتَامَاتِ مِثْلَ الْأَسْمَاطِ وَلِذَا
عَمِلَتْ الظَّالِمَةُ بِعَمَارَةَ وَأَمَّالَهُ
مِنْ الْعَامَةِ مِثْلَ لَوْنَتِ بَعَثَتْ وَجَدَتْ أَخْبَارَهُ
أَسَدٌ وَأَمَّعْنَ مِنْ أَخْبَارِ مِثْلِ حَمِيلِ بْنِ
دُرَّاجٍ وَحَمِيلِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ إِنْ تَهَيَّ وَأَقُولُ
إِلَى نَصَافَتِ أَنْ الْأَمْرَ كَمَا ذَكَرَهُ وَعَلَيْهِ فَيَكُونُ
الْتِمَازُ مِنَ الصُّوْفِ

ترجمہ: القائل فی علم الرجال جلد سوم ص ۲۱۲

باب مسندہ معروفہ تہران میں جدید

قرچہ مسندہ بن مسدود مافی تبری ہے۔ یہ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔

لیکن بعض شاخین اتقیا نے بیان کیا ہے کہ وہ مافی تبری ہے لیکن روایت

کے نقل کرنے میں وہ مستند طریقہ ہے اور جس نے اس کی روایت کی ہے جتنی دیکھیں

کیا اسے معلوم ہو چکے گا کہ وہ اکثر حامل راویوں سے زیادہ مضبوط ہے۔

انتہی۔ اور اس کے مطابق ہے وہ قولی میں سے متفق و جید نے اپنے صاحبی

اول سے نقل کیا وہ یہ ہے جو روایات مافی مسندہ بن مسدود کی کتاب میں

موجود ہیں ان سے ظاہر ہو کہ وہ اس کے کوثر تہذیبی ہے کیونکہ جو اس نے

روایت کیا ہے وہ قدرت متانت میں ہے اور ثقہ راویوں کی روایات کے

موافقی ہے۔ اسی لیے محل کیا ایک گروہ نے اس کی روایات پر اداسی کے

مثل ماسر کی روایات پر بلکہ اگر آپ چھان بین کریں گے تو اس کی روایات

کو بہت درست اور تہن پائیں گے۔ حیل ابن دراج اور حریر بن عبد اللہ

میں سے انتہی۔ یہ کہتے ہیں کہ انصاف کی بات یہ ہے کہ جیسے متفق و جید

نے ذکر کیا ہے۔ لہذا اسی سے ثابت ہوا کہ وہ مسعود بنی صدر نقاد راویوں
میں سے ہے۔

لمحۃ فکریہ:-

مرروی اسماعیل صاحب کی علمی خیانت آپ نے ملاحظہ فرمائی کہ اپنے مطلب کو
کلوا نقل کر دیا اور باقی عبارت کو شیرازہ سمجھ کر ہضم کر گئے۔ ان کا مقصد فقط مطلب بزرگی
ہے اسی سے غرض نہیں کہ ترجیح کہتے ہیں یا جھوٹ کے مترکیب ہوتے ہیں۔ تنقیح المقال کی
عبارات اور ترجمہ سے معلوم ہو گیا کہ مسعود بن صدر نہایت مضبوط اور ثقہ آدمی ہے۔ اور
اہم جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے راویوں میں بھی اس کی شہرت راوی بہت کم ہے۔ مرروی صاحب
سے راوی مذکور کی وجہ سے اس کی روایت کو ناقابل اعتناء ٹھہرا دیا ہے۔ قرآن کی تائید کے لیے
تنقیح المقال کا ذکر ضروری پیش کیا تھا حالانکہ اس کتاب کے اسی صفحہ سے یہ ثابت ہو رہا
ہے کہ یہ راوی اتنا سچا اور ثقہ ہے کہ اس کی روایت سے علم تقیین حاصل ہو جاتا ہے۔
بجز ضعیفہ متفق و حید نے تو یہ فرمایا کہ اس کی تمام روایات غایت شہادت میں ہیں۔ یعنی
اس کی کوئی روایت ایسی نہیں جس کو مردود و اضعاف قابل قبول کہا گیا ہو۔ مزید برآں عبد اللہ
بن مقفان صاحب تنقیح المقال نے بھی اپنا فیصلہ صادر کر دیا کہ انصاف کی بات یہ ہے کہ وہی
فیصلہ مسعود بن صدر کے متفق متقی ہے جو متفق و حید نے کیا ہے اور متفق و حید کے فیصلہ
کو وجہ سے نبی (عبداللہ بن مقفان) مسعود بنی صدر کے ثقہ راویوں میں شمار کرتا ہوں۔
فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ جس راوی کو متفق و حید متشہد شیعہ اور عبد اللہ بن مقفان
صاحب تنقیح المقال ثقہ اور سچا کہیں اور یہ فیصلہ دیں کہ اس کی تمام
روایات صحیح ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی مردود و اضعاف قابل قبول نہیں ہے۔ ویسے راوی کو
پندرہویں صدی کا ایک شیخ قرآن ناقابل قبول ٹھہرائے۔ اس کی روایات کو مردود کہے

حضرت رسول خدا و اعلیٰ شہداء کو عائشہؓ فرمودے حضرت فاطمہ علیہا السلام فرما دے
 میکند و می گوید۔ اسے دختر فدیکو بہتر اگنان اینست کہ او را ترا برادر خضنتی بودہ
 است۔ اور اچہ زیادتی برادر است و او نبود گمانندی از نہ۔ پس چون فاطمہ
 علیہا السلام آئی حضرت را دید گریست۔ فرمود کہ چہ چیز ترا بگریاؤد وہ است
 اسے دختر محمد۔ فاطمہ علیہا السلام فرمود کہ عائشہؓ ہمارا برادر و اورا بنقص و
 کمی مرتبہ نیست را دے۔ پس حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتہ شد و گفت
 بی کی اسے حمیرا کہ خدا بکرت میدہد نہ نے را کہ شرمہ برادر بسیار دوست
 دارد و بسیار فرزند آورد و وعدہ بخورد و او را خدا رحمت کند از من ظاہر مظهر را
 بہم رسانید کہ او بعد از محمد بود و قاسم را آورد و زقیو فاطمہ و زینب ہام خنوم
 از وہیم رسید۔

و حیات القلوب جلد دوم ص ۵۷ باب پنجم
 فضا کی حضرت خدیجہ و علیؓ تزویج کی بطورہ
 نوکشیت تصدیق

ترجمہ۔ حدیث معتبرہ میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے فقہر ہے کہ ایک دن
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حب گھر قریشیت لائے تو دیکھا کہ حضرت
 سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شکوہ کر رہی
 ہیں کہ اسے خدیجہ کی دختر بہتر اگنان اینست کہ او را ترا برادر خضنتی بودہ
 حاصل ہے۔ انہیں بہر پر کیا فضیلت ہے؟ وہ تو بہر جیسی ہی تھیں اس
 جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔
 روئے لگیں۔ آپ نے فرمایا۔ اسے میری بیٹی! جیسے کس چیز نے نہ لایا
 ہے؟ سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سے میری ماں کا نام لیا ہے اور ان کے مرتبہ کی کمی ہے۔ اور تحقیق کا انجیل
 کیا ہے۔ پس حضور علیہ السلام پر سن کن اراخی ہو گئے۔ اور فرمایا: اسے حیرا
 (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا لقب) پس کر۔ خدا اس عورت کو برکت
 دیتا ہے جو اپنے خداوند سے بہت محبت رکھے اور زیادہ اولاد دے۔
 حضرت خدیجہ بکرا خدا ان پر رحمت کرے کہ ان سے میرے لیے طہر طہر
 یعنی مہربان خدا و قاسم پیدا ہوئے۔ اور (میری بیٹیاں) اوتیا، فاطمہ زینب
 اور اسم کا شوم (رضی اللہ عنہن) پیدا ہوئیں۔

انوارِ نعمانیہ :-

حَاوِلْ أَمْرًا تَرْوَجُّهُ خَدِيجَةُ رَضَتْ
 عَنْوَتِي وَكَانَتْ قَبْلَهُ عَيْنِي بِنِ عَامِدٍ
 فِي الْمَعْدُنِي قَوْلًا لَهَا حَارِيَةً ثُمَّ
 تَرْوَجُّهَا أَبُو هَالَةَ الْأَمْدِي قَوْلًا
 لَهَا هُنْدُ بِنِ آوِي هَالَةَ ثُمَّ تَرْوَجُّهَا
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَرَبِّي
 ابْنُهَا هُنْدًا قَوْلًا مَا حَمَلْتُ وَوَلَدْتُ
 عَبْدَ اللَّهِ بِنِ مُسْقِدٍ وَهُوَ الْقَلِيبُ الظَّاهِرُ
 وَوَلَدْتُ لَهَا الْقَاسِمَ وَقِيلَ إِنَّ
 الْقَاسِمَ أَكْبَرُ وَلَدِهِ وَكَانَ يُكْنَى
 بِهِ وَالنَّاسُ يَتَنَعَّمُونَ فَيَقُولُونَ وَلَدَ
 لَهَا مِنْهَا أَرْبَعُ بَنِينَ الْقَاسِمُ وَهَبْدُ اللَّهِ

وَالْقَلْبِ وَالْعَظَاهِدِ وَإِنَّمَا وَلَدَتْ لَهَا
إِبْنَانِ وَأَرْبَعُ بَنَاتٍ رَضِيَ عَنْهُمَا وَكُنْتُمْ كُتُبُكُمْ
وَمَا يَلْمَعُ.

والا نوار انعامیہ جلد اول صفحہ ۲۷۳ فرمائی مراد

انہی سے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تبریز میں

جہیز۔

ترجمہ۔ سب سے پہلی فاقون جن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا
حضرت خدیجہ بنت خویلد تھیں۔ آپ پہلے بیٹے قتیق بن عابد مخزومی کے
نکاح میں تھیں۔ ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ پھر آپؐ و حضرت خدیجہ
رضی اللہ عنہا سے ابراہیم اسدی نے نکاح کیا۔ اس سے آپ کے ہاں
ہندہ ابی ہارثہ پیدا ہوئے۔ پھر آپؐ سے نجاکریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد
شرعیہ فرمایا اور آپؐ کے بیٹے ہندہ کی تربیت فرمائی۔ آپؐ کے پہلے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اولاد آپؐ کے بطنی اہل بیت سے پیدا ہوئی
وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، محمد علیہ السلام، پھر حضرت
قاسم علیہ السلام، اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ حضرت قاسم حضور علیہ الصلوٰۃ
و السلام کی اولاد میں سب سے بڑے تھے۔ انہی کے نام سے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت (ابو القاسم) مشہور ہوئی۔ لہذا اس باب سے میں
تعلیل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے چار صاحبزادے، قاسم، جبرائیل، عیسیٰ علیہ السلام
ظاہر ہوئے۔ حالانکہ آپؐ کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں
حضرت زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن، تھیں۔

انوار نعمانیہ -۱

وَسَمِعْتُهُ يَكْتَابُ الْاَنْتَوَارِ الشَّعْمَانِيَةَ فِي بَيَانِ
مَفْرَحَةِ النَّشْأَةِ الْاِنْسَانِيَةِ فَتَدْرُ
الْتَرَمَّتْ اَنْ لَا تَذْكُرْ فِيهِ اِلَّا مَا اَحَدْنَا
عَنْ اَرْبَابِ الْعَمَلَةِ الطَّاهِرِينَ اَوْ مَا سَمِعَ عِنْدَنَا
مِنْ كُتُبِ الثَّقَاتِ

تجزیہ طبع جدید

ترجمہ :- میں (مصنف انوار نعمانیہ) نے اسی کتاب کا نام انوار نعمانیہ فی معرفت
نشأۃ الانسانیہ رکھا ہے۔ اور ہم نے اسی بات کا التزام کیا ہے کہ ہم
اس میں کوئی اور ذکر نہیں کریں گے اگر وہ جو ہم نے اکثر معمولی سے لفظ
کیا ہے۔ یا جو کتب تأملین سے ہمارے نزدیک صحیح ثابت ہوا ہے

متدرجہ بالا عبارات سے حسب ذیل امور بالظہر اُحت

ثابت ہو گئے۔

۱۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چارہا جزائیوں کا ثبوت مستبرعہ کے ساتھ ہے۔
یعنی سعد بن عبد قوالی قریب الاسناد کی روایت کو لایا قرطبی نے حیات نقوب
میں مقبرہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح نعمت اللہ جزیری نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی چارہا جزائیوں کا ثبوت اپنی کتاب انوار نعمانیہ میں پیش کیا ہے۔ اور انہوں نے
کتاب میں اس التزام کا دعویٰ کیا ہے کہ اسی کتاب میں صرف وہ روایات جمع

کی باتیں گی جو ائمہ معصومین سے مروی ہیں۔ انا تقیہ کتب سے ہم تک صحیح پہنچی ہیں
پس معلوم ہو کہ چار صاحبزادیوں کی سند معتبر ہے اور اسی سند کو ائمہ معصومین اور
مجتہدین شیعہ نے سبکے اور قابل اعتبار مانا ہے۔ لہذا اس روایت پر مولوی اسماعیل
صاحب کا اعتراض کرنا عقل و نقل کا خون کرنے کے مترادف ہے۔ ورنہ وہ جلتے
تھے کہ اس روایت کی سند معتبر ہے۔

۶۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلے خاوندوں (حقیقی اور ہند الی ہار) سے زینب،
رقیہ، یا ام کلثوم نام کی کوئی بیٹی نہیں ہے۔ جسے شیعہ لوگ زینب ثابت کرنے کی
کوشش کرتے ہیں۔ سیدہ خدیجہ کی پہلے شوہروں سے اسی نام کی جب کوئی
اولاد ہی نہیں تو زینب ثابت کرنا چہ سنی دارو؟ حضور علیہ السلام کی ان صاحبزادیوں
میں سے دو کا مقدمہ پر نکر مشائخ ذوالنورین کے ساتھ ہوا تھا۔ پس شیعہ لوگ کہیں
مشائخ رضی اللہ عنہم کی وجہ سے اسی قسم کے پاڑ بیٹتے ہیں۔

۷۔ خاکدہ کتب شیعہ میں نبی کو اسم علی اللہ علیہ وسلم کی ان چاروں صاحبزادیوں،
سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہن کو آپ
کی حقیقی اور بیٹی قرار دیا گیا ہے۔

دوسرے راوی ”حمیدی“ کے احوال از شیعہ کتب

اسمائے رجال

حدیث ثابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سند پر حرج کرتے ہوئے مولوی
محمد اسماعیل صاحب شیعہ کہتے ہیں کہ اسی روایت کا دوسرا راوی ”حمیری“ ہے
جو شراب نوشی ہے اور کثرت شراب نوشی سے اسی کا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا۔ لہذا

دراستہ کمال قبول نہیں ہے۔ سو ہی اسماعیل صاحب کی دھوکہ دہی اور فریاد امان
والی غور معلوم ہوتا ہے انہیں نہ خوف خدا ہے نہ شرم نہی۔ بھیجی ترائی وحشی کے ساتھ
دریدہ کذب میں غرق نظر کئے ہیں۔ اکی میں شک نہیں کہ تنقیح المقال ص ۱۲ پر موجود ہے
کہ "حمیری، شترانی تھا اور بوقت موت اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا۔ گو کہ لَعَنَ اللَّهُ لَعْنُ
الْكَاذِبِينَ، اہل اسلام سوال ہے کیا یہی "حمیری" بنات رسول والی حدیث کا راز ہے؟
جمہور نے میں اسماعیل صاحب کو جواب نہیں جیتا ہے یہ ہے کہ میں "حمیری" اور
اسماعیل صاحب نے بھی میں کی اور اس سے شترانی کہا کہ "اسماعیل بن محمد حمیری"
ہے۔ میں کا ذکر تنقیح المقال ص ۱۲ پر ہے۔ اور جزیرہ بحث حدیث بنات رسول کا وہی
ہے وہ "ابوالعباس عبداللہ بن جعفر حمیری" ہے۔ جس کا ذکر یہ تنقیح المقال کے ص ۱۲ پر
ہے۔ "ابوہی صاحب قرب لا ستاد ہے۔

اسماعیل صاحب اور ان کے حواری اسی کذب بیانی پر غلبہ کیا ہے۔ بجا ہے کہ
"فخریت شیعہ" میں ایک صریح جمہور یہ بھی لکھا گیا ہے کہ حدیث بنات رسول
کی سند اس طرح ہے "وَرَوَى الْحَمِيرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ هَارُونَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ
مُسْلِمَةَ بِنْتِ هَمْدَةَ، عَالَا لِكُنَا بَنَاتِ رَسُولِ كَحَدِيثِ بَنِي "وَرَوَى الْحَمِيرِيُّ
كَلْفَاظِ مَرْسُومِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ"۔ سو ہی صاحب کو معلوم تھا کہ "حمیری" اس
مزار اور ابوالعباس عبداللہ بن جعفر حمیری "ہی ہے۔ گو جو نام کو دھوکہ دہی دے گا
یہ "وَرَوَى الْحَمِيرِيُّ" کے الفاظ کا اضافہ کر دیا۔

یہ صحت ہم اس بات کی وضاحت کے لیے کہ بنات رسول کی حدیث کا
راوی اسماعیل بن محمد حمیری نہیں جو شترانی تھا بلکہ ابوالعباس عبداللہ بن جعفر حمیری ہے
اور اسماعیل صاحب کے جمہور کے دھوکہ دہی کھولنے کے لیے شیعہ اسمانہ رجال
کی کتب معتبرہ کی عبارات پیش کر رہے ہیں جو اسے واضح ہو جائے گا کہ یہ ہوگی

کسی قدر سکا را در و حوکر ہا میں رہے۔ غلاحظہ فرمائیں۔

شیخ المقال :-

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ الْحَمِيرِيِّ هُوَ ابْنُ سَعْدِ
ابْنِ الْحَسَنِ أَوْ الْحَسَنِ بْنِ مَالِكٍ بْنِ جَبْرِ
الْحَمِيرِيِّ أَبُو الْعَبَّاسِ قُتَيْبٌ قُتَيْبٌ
..... ثِقَةٌ مِّنْ أَصْحَابِ الْعَسْكَرِيِّ...
..... وَقَالَ فِي الْعَمْرِسْتِ عَبْدُ اللَّهِ
بُنْ جَعْفَرَ الْحَمِيرِيُّ يُكْنَى أَبَا الْعَبَّاسِ الْعَقْبِيُّ
ثُمَّ لَهُ كُتُبٌ مِنْهَا كِتَابُ الدَّلَائِلِ، كِتَابُ
الْقُلُوبِ، كِتَابُ الْأَمَامَةِ، كِتَابُ التَّوْحِيدِ، وَأَنْ قَاهِلِ
وَالْبَدَآءِ، كِتَابُ قُرْبِ الْأَنْبَاءِ -

ترجمہ المقال جلد دوم ص ۴۷ باب مبداء

مطہرہ تہران میں جدید

ترجمہ: عبد اللہ بن جعفر حمیری وہ ابن جعفر بن الحسن یا حسین بن الکر بن باس
حمیری ابو العباس قتیب ہے قتیب ثقفی راوی اور امام حسن عسکری
رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ہے اور قتیب سے کہا
عبد اللہ بن جعفر حمیری کی کنیت ابو العباس قتیب ہے۔ وہ ثقفی راوی ہے
اور اس نے متعدد کتب تصنیف کیں۔ ان میں سے کتاب الدلائل کتاب القلوب
کتاب الامامۃ کتاب التوحید والا قاہلہ مبداء ہے اور کتاب
قرب الانباء بھی اسی کی ہے۔

تقریب الاسانود - ترجمہ المؤلف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - اِسْتَمِنَ
 اَصْحَابُنَا الْاِمَامِيَّةَ الْقَدَمَيْنِ كَانُوا يَعْلَمُونَ
 فِي التَّوْحِيدِ الْاَخْيَارِ مِنَ الْقُرَرِ الشَّامِلَةِ هُوَ
 الشَّيْخُ الْمُعْتَدِلُ الْعَدْلُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
 جَعْفَرِ بْنِ الْحَسَنِ أَوْ الْمُحْسَنِ ابْنِ مَالِكٍ
 ابْنِ جَامِعِ الْحَمِيرِيِّ أَمِيرِ الْعَبَّاسِ الْقُدْسِيِّ
 كَانَ قَفِيضًا ثَقِيًّا وَجُهًا فِي اَصْحَابِنَا
 الْمُتَمَيِّزِينَ قَالَ الشَّجَاشِي قَدِمَ الْكُوفَةَ
 سَنَةً رُبْعًا وَتِسْعِينَ وَمِائَتَيْنِ وَ فِي
 بَعْضِ النُّسخِ بَدَلُ سَبْعِينَ قِسْمِينَ
 فَسَمِعَ مِنْهُ اَهْلُهَا وَ اَكْثَرُوا رَأَتْهُ فِيهِ
 دَلَالَةً عَلَى سَمَاعِهِ عَلَيْهِ وَعَلَوْ مَقَامِهِ
 كَمَا لَا يَحْتَمِلُ عَمَّا التَّيَسُّبِ بِاَحْوَالِ الْمُعْتَدِلِينَ
 وَهُوَ ضَيْعًا زَكِيًّا مِنَ الطَّبَقَاتِ مِنْ كُتُبِ
 الطَّبَقَةِ الثَّامِنَةِ -

تقریب الاسانود مجلد اول مصنف ابو عباس

عبد الله بن جعفر الحميري القمي من طبرستان

تبریز طبع جدید

ترجمہ: بسماوات الرحمن الرحیم - یہ شک ہمارے اصحاب تابعہ

میں سے وہ بھی بڑی جتنوں نے زندگی پائی تیسری صدی کے نصف اخیر تک
 وہ شیخ محدث، جلیل عبد اللہ بن جعفر بن حسن یا حسین بن مالک بن جامع حمیری
 ابو العباس قمی ہے۔ جو فقیر، شاعر، ہمارے قمی اصحاب میں وجہ تھا۔ شجاعت
 نے کہا کہ وہ کوفی تہذیب کا تہذیبی وار و ہوا۔ بعضی نسخوں میں مشاعر کی بجائے
 سلفہ مذکور ہے۔ اپنی کوفہ نے اس سے حدیث کی سماعت کی اور سامعین
 کی تعداد کثیر ہے۔ انتہی۔ اس کی اس کی وسعت علمی اور علوم تربیت پر حالات
 ہے جیسا کہ محدثین کے احوال کی بعیرت رکھنے والے پر غنی نہیں۔ وہ ہمارے
 قریب شدہ طبقات میں سے آشوری طبرستان میں شمار ہوتا ہے۔

لمحہ فکریہ ۱۔

تاریخ نگاری اور کتب آپ نے مولوی اسماعیل صاحب نے کتنی عیاری سے جھوٹ
 کو بیخ بنات کرنے کی سعی لاحاصل کی؟ راوی حدیث ہے عبد اللہ بن جعفر حمیری جس
 کے بارے میں مشہور اساتذہ رجال کی مؤثر کتب کے حوالہ سے آپ جان چکے کہ
 اہل تشیع کے سب سے بڑے مرکز و قسطنطنیہ کے قضاویں سے اپنے وقت کا سب
 سے بڑا فقیر اور وجہ تھا۔ اور امام حسن مسکری رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے
 تھا۔ لیکن نام کے مبلغ جناب اسماعیل صاحب نے صرف دو ٹکے کی خاطر حقیقت سے
 فرار اختیار کرتے ہوئے کذب صریح کا کزور بہا رایا۔ مولوی اسماعیل صاحب
 حقیقت کو پوری طرح جانتے تھے جس کی دلیل اس حدیث کی سند کوئی کا مکمل نقل
 کرنا ہے۔ لیکن صرف غلط راوی حمیری، اسے دھوکہ دے کر راوی حدیث کو کتاب و
 درجہ ثابت کرنے کی کوشش کی اور اس پر لمن طعن کی۔ حالانکہ جو ”حمیری“ شرازی
 ہے اس کا پورا نام محمد بن اسماعیل حمیری ہے اور اس حدیث کا راوی ہی نہیں۔

بلکہ اس حدیث کا دواوی ابوالعباس عبید اللہ بن جعفر حمیری صاحب قریب الاسناد ہے۔ امام حسن مسکری رضی اللہ عنہ کا ساتھی اور اکابر علمائے امیر میں سے ہے۔ اسماعیل صاحب نے تبر و بازی میں اس قدر غلو کیا کہ یگانے کو ٹھہرے پر لگانے اور ان کو بھی معاف نہیں کیا۔ دیکھ لیجئے امام مسکری کے دوست اور ساتھی کو کذاب، وقتل شراری اور درو سیاہ ثابت کر دیا اور دلائل علی الکافہ میں آکا کھٹک مانتے پر سمایا ہے

یوں نظر دوڑے نہ بر بھی تان کر

اپنے یگانے کو اپ بھان کر !

یہ ہے معنوی مبایعہ اہل بیت کا حال۔ اسماعیل صاحب کا یہ سیاہ کاوتاہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صاحبزادیوں کو آپ کی اولاد سے نکال دینے کے لیے ہے۔

بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری اسناد

سے ثبوت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں والی روایات کا سلسلہ انہی دو مادہوں (مسند و صحیحہ اور حمیری) سے ہی نہیں چلتا کہ شیعوں کو کہہ سکیں۔ کہ نہ ہی درودادی تھے۔ جن کی انہوں (شیعوں) نے تردید کر دی ہے۔ (اگرچہ ہم نے ان کے اس ذرائع کا تاویذ و ترجمہ کے مکروہی ہے) بلکہ ان کے علاوہ کتب شیعوں میں اس حدیث کی اور اسناد بھی ہیں جیسا کہ ملاحظہ فرمائیے ان کو نقل کیا ہے۔
اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

مرآة العقول :-

رَوَى الْعَشَدُّ وَقِي فِي الْخُصَالِ يَا سَيِّدِي عَنْ
 أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ وَلَدَ
 لِرَسُولِ اللَّهِ مِنْ خَدْيَجَةَ الْعَاسِمِ
 وَالْقَلَاهِيَةِ وَهُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَ أُمُّ
 كُلثُومٌ وَ رُقَيْيَةُ وَ سَمِيَّةٌ
 وَ هَاطِلَةُ

(مرآة العقول شرح الأصول والفروع)

(جلد اول ص ۱۳۵۲)

توضیح :- شیخ صدوق نے خصال میں اپنی سند کے ساتھ ابو بصیر سے روایت
 کی اور اس نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عاتق
 ظہر اور ان کو عبد اللہ کہتے ہیں امام کلثوم، رقیہ، زینب اور سیدہ فاطمہ
 رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔

مرآة العقول :-

قَالَ ابْنُ حَبَّاسٍ أَوَّلُ مَنْ وَلَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَبْلَ
 النُّبُوَّةِ الْعَاسِمُ وَ يُكْتَفَى بِهِ ثُمَّ زَيْنَبُ ثُمَّ
 رُقَيْيَةُ ثُمَّ هَاطِلَةُ ثُمَّ أُمُّ كُلثُومٍ ثُمَّ وَلَدَ لَهُ

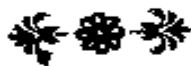
فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللَّهِ فَسَمَّيْتِي الْقَطِيبَ وَالْقَلَامَ وَأَمْنَهُ
جَمِيعًا أَحَدِيحَةً يَنْتُ خَوِيلِدٍ۔

(مرآة العقول، صفحہ ۱۸۱، آخر مجلسی جلد ۱ ص ۱۸۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کو سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے قبل از نبوت حضرت قاسمؑ پیدا ہوئے جن کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ پھر حضرت زینبؑ پھر سیدہ زکریاؑ پھر سیدہ فاطمہؑ پھر سیدہ اسمؑ کا شوم پیدا ہوئی۔ پھر بعد از اسحاقؑ نبوت آپ کے ہاں حضرت عیساؑ پیدا ہوئے جن کی کنیت کو طہم رکھا جاتا تھا۔ اور ان سب کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھیں۔

معلوم ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحبزادیوں حقیقی اور صلیبی ہیں۔ جس کا ثبوت آپ نے شیرو مسلک کی معتبر کتب کے مختلف حوالہ جات سے

لاحظہ فرمایا۔



چار عدد بیانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم والی حدیث نخصال

صدوق پر محمدی شیعہ کی بدخواہی

قول مقبول :-

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ قَلْبِشٍ قَالَ
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ السَّافَرِيُّ عَنْ أَحْمَدَ
 بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ كَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ
 الْقَاسِمِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَصَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ أَبِي الْيَمْدَانِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
 أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ
 اللَّهِ مَنْزِلَهُ فَبَادَا حَائِشَتُهُ مُقْبِلَةً عَلَى قَاطِعَةٍ
 تَعْمَلُ جِلْمًا وَهِيَ تَقُولُ يَا إِلَهِي يَا إِلَهِي خَدِّجِي
 أَمَّا تَرَى مِنْ إِلَّا إِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْنَا فَضْلُهُ وَآخَتُ
 فَضْلُكَ كَانَ لَهَا عَلَيْنَا مَا هِيَ إِلَّا كَبَعْضِنَا فَتَسْمِعُ
 مَعَنَا لَتَهْمًا فَتَقَارِئَاتُ قَاطِعَةٍ تَقُولُ يَا إِلَهِي بَكَتْ
 فَتَقَارِئَاتُ مَا يَكِيلُكَ يَا إِلَهِي مُحَمَّدٌ قَالَتْ ذَكَرْتُ
 أَنِّي فَتَقَمَّسْتُهَا فَبَكَتْ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ
 مَا يَا مُحْمَدُ فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بَارَكَ لِلْوَدِّ
 الرَّسُولِ وَأَنَّ خَدِّجَةَ وَكَدَّ شَيْئًا ظَاهِرًا وَهُوَ
 عَبْدُ اللَّهِ وَهُوَ الْمُطَهَّرُ وَفَلَدَتْ مِنْهُ الْعَاسِمَةُ

وَقَاطِعًا لَّوْذِي قَيْتَةَ وَأُمِّ كَلْخُومٍ وَزَيْنَبَ وَأَنْتِ
مِمَّنْ أَعْتَمَلُهُنَّ نَحْمَدُكَ فَهَذَا تَلِيدٌ شَيْئًا.

و نعلال الشیخ الصدوق الیواب السو جلد ۲

عشتم

ترجمہ :- (بجذات اسناد راوی کتاب ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
کاشانہ اقدک میں تشریف فرما ہوئے۔ اور عائشہ بی بی جناب خاتمہ کے خلاف
چلا رہی تھی۔ اور کہہ رہی تھی کہ اسے نسبت حدیث کی تو عقیدہ رکھتی ہے کہ تیری
مال کو ہم پر فضیلت ہے۔ حالانکہ اسے ہم پر کیا فضیلت ہے۔ وہ بھی ہم
عز و زلی میں سے ایک عورت تھی۔ نبی کریم نے عائشہ کی یہ بات سنی لی جب
خاتمہ نے رسول کریم کو دیکھا تو رو پڑی۔

حضور نے رونے کا سبب پوچھا تو بچی نے عرض کیا کہ عائشہ نے میری
مال کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کی تنقیص کی ہے۔ میں یہی رو پڑی۔ حضور پاک
غضب تک ہوئے۔ پھر فرمایا۔ اے میرے تو ان حرکات سے ڈرک جا تجھیں اللہ
نے تجھت کرنے والی اور بچنے جتنے والی بیویوں میں برکت دی ہے۔ اور
خدیجہ نے مجھ سے یہ بچے جنے عید اللہ قائم، خاتمہ رقیہ، ام کلثوم، زینب
اور قریبہ عائشہ ان عز و زلی میں سے ہے۔ اللہ سے جس کے دم کو بندہ اور اچھے
فرمایا ہے۔ میں تو نے کچھ بھی جانتی نہیں۔

کتاب شیعوں مذکورہ حدیث کی آج تک کسی شیعو عالم نے تو نہیں سنی کی۔ اور
جو ہی اس کے صحیح ہونے کی آج تک کسی شیعو مجتہد نے تصدیق کی ہے۔ معلوم ہوا کہ مذکورہ
روایت مجتہدین ہے اور اس کے غیر مجتہد ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا راوی عمر بن ابی القحافہ
ہے۔ اور کتاب شیعو جامع الرواۃ ص ۲۹۱ کتاب شیعو معرفت اخبار رجال ص ۱۵۰ اور

کتاب فیہ شفاء الصدور شرح زیادة العاشور ص ۲۰۰ میں لکھا ہے۔ کہ مروی ابی القاسم پہلے درجہ کا جھوٹا ہے۔ اور زیادہ مقدار میں خلق خدا کو اس سے گراہ کیا ہے۔ پس جھوٹے اور گراہ کرنے والے راوی کی روایت غیر معتبر ہے۔ اور جب روایت ہمارے امام کا قرآن ہی نہیں ہے۔ تو ہم جواب کسی بات کا دیں؟

اقول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت الرسول ص ۲۹۹

مولف غلام حسین نجفی مطبوعہ لاڈل ٹاؤن لاہور

جواب ۱۔

نجفی کی بحث کا تحقیقی جواب ذکر کرنے سے پہلے چند سطور قول مقبول کے مصنف کے انداز تحریر اور سوال و جواب کے متعلق گزشتہ گذار کرتے ضروری سمجھتا ہوں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کن فکری سوچ کا شاہسوار ہے۔ اور اس کے غلبہ و دماغ میں مناد و تعصب کے کسی قدر سیاہ اہل چھائے ہوئے ہیں۔

اہل سنت کی طرف سے ان مسائل و واقعات میں مذکورہ حوالہ جات و مراجعہ شیعہ سے دیے جاتے ہیں اگر ذکر کرنے کے بعد تمسیدی طور پر یہ بھی عجیب و غریب ہی ترانیوں کتاب ہے۔ کہ میں سنیوں کی اس دلیل کا مستند جواب دوں گا۔ کوئی شخص اس توڑ کار و ذکر کرے گا وہ غیرہ وغیرہ۔ ایسے اہل بیانا نہ مٹاؤں گے بعد جب بقول خود "لا جواب" جواب تحریر کرتے مگرتا ہے تو پھر دل کی جلن تبرہ بازی کے ذریعہ پوری کرتا ہے۔ ہوران دعوہ جات اور تبرہ بازیوں میں اس قدر دودھل مٹا ہے۔ کہ پڑھنے والا یہ سمجھنے لگتا ہے۔ کہ اسی کا جواب صرف تبرہ بازیوں ہی ہیں۔ اور ہر قادری یہ محسوس کرتا ہے۔ کہ اسی نجفی شیعہ کی وہی کیفیت ہے۔ جب بلی کسی شیر کی گرفت میں آجائے تو یہی سمجھتی ہے۔ تو ہوا ہی اور بچارگی کے عالم میں اُس سے جو ہو سکتا ہے۔ کرتا ہے۔ یا پھر قرآن حکیم میں کُتے کی جو

کما دست مذکور ہوئی۔ وہ یہ کہ اگر اس پر جو بوجھ ڈالو تب بھی زبان نکالے یا پتا رہتا ہے۔ اور اگر بن بوجھ ہو تو بھی اس کی زبان تالو کے ساتھ نہیں نکلتی۔ صرف فرق اتنا ہے کہ اُس کی زبان تھی اور اس کا ظلم ہے۔ اپنے ظلم سے اس نے حضرات صحابہ کرام پر اعتراضی کو مشغول بنا لیا ہے۔ دس دس بارہ بارہ صفحات اسی کیفیت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ جب حسب معمول اپنا کام کر لیتا ہے۔ تو پھر ان بانگ بلند و عموں کے مطابق جواب شروع کرتا ہے۔ لیکن وہ محض بیت کا ٹیڈ یا رکھ کا ڈھیر ہوتے ہیں۔ جو تحقیق و تدقیق کی سولی می مرا کے سامنے ٹھہرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ میاڑوں کہہ لیجئے کہ اسی کے ادعا کے مطابق وہ امر نہ کے باقی تھے۔ جو ابیل کی چھینکی ہوئی بظاہر معمولی کنکریں سے اُگلے ہوئے ٹھہر کر کی طرح ختم ہو جاتے ہیں۔ اکثر جوابات ایسے ہیں جن میں کسی اصولی کے تحت گفتگو ہی نہیں کی گئی۔ بس ڈوبنے کو جب تنکا ل گیا۔ تو اسے شیر سمجھ بیٹھلا۔ اور اسی پر ملت شیعہ کا وکیل بن بیٹھا۔ خود بھی غرق ہوا۔ اور نہ کہیں کو بھی خوب غوطے دلوائے۔

حدیث زیر بحث کے ذکر کفہ سے پہلے اہل سنت نے چند اسی موضوعات پر اہل سنت کے اعتراضات ذکر کئے۔ اور ان میں سے ہر ایک کا اسی جواب دیا گیا۔ کہ نبیائے رسول کے متعلق جو روایات اہل سنت نے ہماری کتب سے پیش کی ہیں۔ وہ یہ سند ہیں۔ لہذا وہ قوت نہیں بن سکتیں۔ لیکن اسی حدیث کو چونکہ سند کے ساتھ ذکر کیا گیا۔ اسی سے اس کا جواب وہ تو نہ بن سکا۔ جو اس سے پہلے اعتراضات کا دیا گیا۔ لہذا اگر گٹ کی طرح اب رنگ بدلا۔ اور اہل سنت کے اکابر و ملحق سب بدتبرہ باندی کر کے اپنی خدا حاصل کی۔ پھر جو دنگلا۔ وہ یہ کہ اس حدیث کا ایک روای ”عمر بن ابی المقدام“ جھوٹا اور مخلوق خدا کو گمراہ کرنے والا ہے۔ جیسا کہ چند کتب شیعہ کا حوالہ بھی دیا۔ لہذا ایسے سے کذاب و منافق کی روایت کا جواب کرنی اہمیت نہیں رکھتا۔

ان کتبوں میں سے ذکر جن میں بقول نفعی عمرو بن ابی المقدام کو جھوٹا و مزور کہا گیا ہے،

فی الحال میرے پاس شفاء الصدور نہیں۔ لیکن معرفت اخبار رجال اور جامع الرواة میرے سامنے ہیں۔ ان کی مدد گزرائی کی۔ تو مذکور راوی کے متعلق ان دونوں کتابوں میں لکھ کر یہ مضمون بلا۔ "ایک راوی نے کہا کہ ہم کبیر شریف کے صحن میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ کسی نے آپ سے پوچھا۔ اسی سال تو بہت سے لوگوں نے سادت حج حاصل کی۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا۔ نہیں نہیں۔ بلکہ بہت کم لوگوں نے یہ سادت پائی ہے اسی گفتگو کے دوران عربیہ ابی القدام کا وہاں سے گذر ہوا۔ تو امام موصوف نے فرمایا یہ ہے ایک وہ شخص جو حجاج کرام میں سے ہے۔

(۱) معرفت اخبار رجال عرف رجال کشی ص ۲۲ مطبوعہ کربلا

(۲) جامع الرواة جلد اول ص ۶۱ مطبوعہ قم جدید

ان دونوں کتابوں کو جس نے بغور دیکھا۔ کسی ایک کتاب ہی کسی بھی کوئی ایسا تحریر نہ ملے جس سے عربیہ ابی القدام کے بارے میں وہ لفظ ہوں جو یحییٰ شعی نے جو اہل کسے۔ ہاں اگر کچھ تحریر دستیاب ہوں۔ تو وہی جواب پر مذکور ہوں۔ اس تحریر سے تو بخوبی پر اور قیامت ٹوٹ پڑی۔ جس شخص کو امام جعفر رضی اللہ عنہ حجاج کرام میں ایک خوش نصیب فرد فزیدی جو بصیرت قلبی کے ساتھ مشکفت ہوا۔ اور خوش قسمت کو ایک قسمت بخلا۔ "جھوٹا اور گواہ کنندہ" قرار دے۔ یہ برائی عقل و دانش بابت گریست۔

علامہ الحلی نے اپنا فیصلہ اسی راوی کے بارے میں یوں تحریر کیا۔ جو ابن صفار نے کے فیصلہ کا آئینہ دار ہے۔ "جس لوگوں نے عربیہ ابی القدام پر طعن کیا ہے۔ وہ غلط ہے بلکہ میرے نزدیک وہ غلط ہے۔"

دراصل ابن جوابات کی ضرورت اسی قسم کے "بہتر" لوگوں کو اسی سے پیش آتی ہے کہ وہ کسی طور پر سامنے کے بیٹے تیار نہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں بچا نہیں۔ کیونکہ اس اقرار کے بعد پھر مطلق طور پر انہیں یہ اتنا پرانا ہے کہ حضرت عثمان

عفی عنہ یعنی اللہ کے ہاں یہ کہے بعد دیگر سے حضور علی السطوح علیہ وسلم کی دو کیفیت جگر کھارج میں آئیں۔ اور
 ائمیں۔ اور انورین کا لقب پڑا اور دہائی رسول خدا کا شرف مضاف ہوا۔ ان کی یہی جنت
 اور دوسرا ہی کا نتیجہ ہے کہ درق کے درق کا لے کر وسیع۔ اور خلی زبان سے یہ تہ
 کمرہ کے کہ حضرت عثمان و اماویہ معتمد رہتے۔

”جامع الرواة“ کے علاوہ دوسری اُن کے برف کو بھی میں سنے دیکھا۔ جن میں عمرو
 بن ابی المقدام کو صحف و غیرہ ثابت کرنے کا دعویٰ کیا گیا۔ لیکن مجھے کسی کتاب میں بھی
 ایسا فتویٰ دہل سکا۔

حیرت اس بات کی ہے کہ جنہاں اسی بخفی شیعہ کو ہم سے خدا واسطے کا تبرہ سمی۔
 لیکن اس ناہنجار سے اپنے بڑوں کو بھی معاف نہ کیا۔

ہم ابھی یہ بات سمجھ چکے کہ صاحب جامع الرواة اور معرفت
 اخبار رجال نے عمرو بن ابی المقدام کو پختہ امامی شیعہ ثابت کیا۔ اسی موضوع پر اہل
 تشیع کی معتبر اور ضخیم کتاب ”تقیع المقال“ مصنف عبد اللہ بن حنفی، کی کچھ عبارت
 پیش کرتا ہوں جن کے پڑھنے کے بعد آپ خود یہ فیصلہ کر سکیں گے کہ عمرو بن ابی المقدام
 کون تھا؟ اور روایت کے میدان میں شیعہ یا ضعیف کیسا تھا؟ اس کی بات قابل تسلیم
 ہے یا نہیں؟

عمرو بن ابی المقدام امامی شیعہ اور ثقہ راوی تھا

تقیع المقال :-

كَفَرَتْ سَائِرُ وَاحِدٌ عَنْهُ تَنْبِيْهُ اَيْتُهُ وَفِي كِتَابِهِ
 الْاُخَرِ قَوْلٌ وَاحِدٌ اَنْكَرْتَنِيْ عَنْ وَحْيٍ قَرِيْبٍ

قَرِيشَ قَالَ كُنَّا يَتَسَاءَلُونَكَ عَنْهُ وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَتَأَيَّدَ فَقِيلَ لَهُ مَا أَكْثَرُ
الْحَوَاجِّ فَقَالَ مَا أَقَلُّ الْحَوَاجِّ فَعَمَّرَ عَمْرُو بْنُ
أَبِي الْيَقْدَامِ فَقَالَ هَذَا مِنْ الْحَوَاجِّ وَخَوَّتَهُ
الْعَدْلَ مَعَ تَأَرُّدٍ فِي الْقِسْمِ الْأَوَّلِ مِنْ
الْحَدِّ صَوَّرَ - - - - - وَقَالَ فِي كِتَابِهِ الْأَخِيرِ
عَمَّرُوا مِنْ أَبِي الْيَقْدَامِ قَائِلِينَ الْيُجَلِّيُّ مَوْلَاهُمْ
الْكُوْفِيُّ طَعَنُوا عَلَيْهِ مِنْ حِقَّةٍ وَلَيْسَ عِنْدِي كَمَا
زَعَمُوا وَهُوَ ثَقَفٌ

ترشح القال جلد دوم ۲۲۲ من الباب العین

مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ :- ابن مغفاری کی ایک دوسری کتاب سے بہت سے شیوخ علماء نے
عمر بن ابی المقدام کی قریش کی ہے۔ علامہ کثی صاحب رجال کثی نے روایت
کی کہ ایک قریشی نے بیان کیا کہ کعبہ مکہ کے صحن میں تھے۔ اور حضرت
امام جعفر صادق جلی الشریعہ وہاں تشریف فرما تھے۔ آپ سے کہا گیا :-
حضرت اس سال حایوں کی کتنی کثیر تعداد ہے۔ آپ نے فرمایا اس سال
کتنے کم حاجی ہیں۔ (دو دنوں اقوال بطور تعجب ہیں) اسی دوران عمر بن ابی
المقدام وہاں سے گذرا۔ تو امام موصوف نے فرمایا :- اصل حایوں میں
سے ہے۔

علامہ نے اسے یعنی عمر بن ابی المقدام کو اپنی اس اسے رجال کی کتاب
خلاصہ میں تم اول کے ردیوں میں شمار کیا اول وجہ کے نقد لوگوں میں سے

اور ابنِ خضاری نے اپنی ایک اور کتاب میں کہا کہ یہ شخص عربین المقام
ثابت العمل مول کوئی پر لوگوں نے ایک وجہ سے طعن کیا ہے، لیکن ان
کا یہ رجم ہے، میں اس شخص کو تو قہر مانتا ہوں۔

تنقیح المقال :-

وَتَنْقِيحُ الْمَقَالِ فِي حَالِ الرَّجُلِ أَنَّهُ لَا
مَنْبُتَهُ قِي كَوْنِهِ شَيْعِيًّا مَاتِيًّا كَمَا
يُظْهَرُ مِنْ عَدَمِ غُفْرِ الْمَجَاشِي وَالتَّخِيخِ
فِي مَذْهَبِهِ وَ يُسْتَفَادُ مِنْ جُمْلَةِ أَحْبَارِهِ
مِثْلُ مَا رَوَاهُ فِي كُفِّهِ الْعُصَّةِ عَنْهُ وَقَالَ
كَذْتُ إِذَا تَطَرَّضْتُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
عَلِمْتُ أَنَّهُ مِنْ سَلَالَةِ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَرَوَاهُ فِي الْمَنَاقِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْهُ
إِلَّا أَنَّهُ أَبْدَلَ الشَّيْخَ بِالشَّيْخَيْنِ وَ مَا
رَوَاهُ فِي التَّرْوِصَةِ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ
إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى زَيَّنَ شَيْعَتَنَا بِالْعِلْمِ
وَ حَقَّاهُمْ بِالْعِلْمِ لِيَعْلَمَهُ بِهِمْ قَبْلَ أَنْ
يَخْلُقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَتَارَةً كُنَّا لَا
كُوفَةَ شَيْعَتَنَا لَمَّا قَالَ الْقَوْلُ الْآوَلُ
وَلَمَّا قَالَ لَهُ الصَّادِقُ مَا قَالَ وَ حَيْثُ
كَانَ إِمَامِيًّا آمَنَّا إِذَا رَاجَعَهُ فِي الْحَسَنَيْنِ

انہوں نے فرمایا۔ جبکہ اس کا انا ہی ہوتا ظاہر ہے۔ تو اس کی روایت کو حسن روایات میں شامل کرنا درست ہوا۔ کیونکہ ابن ابی عمیر حسن بن محبوب، حسن بن محبوب، مصنفان بن کبلی وغیرہ جلیل القدر حضرات نے اس سے حدیث کی روایت کی۔ اور قابل اعتماد مقبول روایت ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ شیخ صدوق نے اپنی کلام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنوں کی ترکیب میں عمرو بن ابی المقدام کی روایت لی ہے۔

نتیجہ المقال :-

صاحب نتیجہ المقال نے عمرو بن ابی المقدام کے حالات زندگی اور اس کی روایت کے مقام پر جرح و تعدیل کے ضمن میں خاصی لمبی چوڑی تحرییر کے بعد لکھا۔ کہ میرے گمان میں اس کے متعلق جو ابن صفاری نے یہ لکھا۔ کہ ہمارے اصحاب نے اس پر طعن کیا۔ وہی سے مقصد و مراد یہ ہے۔ کہ لوگوں نے اسے شیعوں میں سے فرقہ زیدہ میں شمار کیا ہے۔ کیونکہ اس کا باپ اس کا چچا زاد بھائی اور اس سے آگے روایت کرنے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد زیدہ تھی۔ لیکن صاحب نتیجہ المقال اس کے زیدہ ہونے کی تردید کرتا ہے۔

وَأَنْتَ حَبِيبُ يَاقَتَہٗ لَا مَلَا زَمَہٗ بَيْنَ کُذِّبَ آبِیہٗ وَ
حَبِیہٗ وَ مَنْ تَبِیَّحَی مَعْنِہٗ مِنَ الذُّبْدِ یَاقَہٗ وَ بَیِّنَ
کُذِّبَہٗ زَمِیْدِیَا سَوَا الْمُثَلَمَہٗ وَ لَا یَبْذُ سَلٰی هٰذَا
اَنْ یَّکُوْنَ اَصْفَیٰ یَسُوْی فَخَصَرَ عَنْ زَمِیْدِیَّتِہٖم
فَوَجَدَہٗ اَمَامِیًّا فَمَعْنِہٗ وَ یَذْبُذُّ اَبَدَ الظَّالِمِیْنَ
عَلٰیہٗ یَقُوْلِیْہٖم وَ هُوَ لَیْسَ عِیْسٰی کَمَا زَعَمُوْا

وَهُوَ ذِي قُوَّةٍ وَأَقُولُ كَيْشْفُهُ شَهَادَةً فَتَوْبَةً
 لِّكَونِهِ أَمَّا وَبَيَّا مَا رَوَاهُ فِي الْكَلَامِ عَنْ مُحَمَّدِ
 بْنِ يَحْيَى عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْمَيْتَدَامِ
 قَالَ رَأَيْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ هُوَ
 يَسْأَلُنِي بِأَعْلَى صَوْتِهِ أَتَيْهَا النَّاسُ إِنْ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْإِمَامَ
 ثُمَّ كَانَ عَمْرُو بْنُ أَبِي طَالِبٍ مَشْرُوحًا الْحَسَنَ ثُمَّ
 الْحُسَيْنَ ثُمَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ ثُمَّ مُحَمَّدَ
 بْنَ عَلِيٍّ ثُمَّ هَلْ فَيَسْأَلُنِي تِلْكَ مَرَاتٍ مِنْ
 بَيْنِ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ
 وَعَنْ خَلْفِهِ إِشْنًا عَشَرَ صَوْتًا بَلْ
 ظَاهِرٌ وَأَيْتُهُ لَهُ كَوْنُهُ مُزَعَّجًا
 وَصَوْتًا بِمَضْمُونِهِ مُزِينًا بِأَمَامَةِ
 قَائِلِهِ كَمَا لَا يَحْضُرُ .

(متبع المقال جلد دوم صفحہ ۲۲۲ باب عمرو)

ترجمہ: تم بخوبی جانتے ہو کہ عمرو بن ابی المقدام کے باپ، چچا اور اس سے
 روایت کرنے والوں کے زیدی ہونے سے خود اس کا زیدی ہونا ثابت
 کرنا محض ایک نعمت ہے۔ عین ممکن ہے کہ علامہ صفاری سننے
 اس کے زیدی ہونے کی تحقیق کرتے کرتے اس کو ثقہ امامی یا اجماعی
 دھر سے اس و عمرو بن ابی المقدام، پر طعن کرنے والوں کا رد کرتے ہوئے
 لکھا: میرے نزدیک مذکور عمرو بن طعن کرنے والوں کے گمان کے

فصل سوم

بنات رسول کو آپ کی ربیبہ ثابت کرنے پر
بخفی شیعہ کے چودہ دلائل اور ان کے دندان شکن
جوابات

دلیل اول :- وَلَا تَسْجُدُوا لِلْمَشْرِكَاتِ حَقُّهُنَّ يَوْمَ يَوْمٍ وَلَا تَمْنَعَنَّ
مُؤْمِنِينَ تَخَيَّرُوا بَيْنَ تَشْرِكَةٍ وَ لَوْ أَحَبَبَتْ إِلَيْكُمْ وَلَا
تَذْكُرُوا الْمَعْشَرَ الَّذِينَ حَقُّ يَوْمَ يَوْمٍ مِثْلُ مَا وَلَعَبْتُمْ أَمْثَلُ مِنْ تَخَيَّرْتُمْ
بَيْنَ تَشْرِكَةٍ وَ لَوْ أَحَبَبَتْ إِلَيْكُمْ . (پہا بقراءت ۲۲۱)

ترجمہ :- اسے مسلمانو! مشرک عورتوں سے اس وقت تک نکاح نہ رجاؤ جب
تک وہ حلقہ گموش اسلام نہ جو جائیں۔ اور ایمان والی لونڈی مشرک عورت
سے کہیں بہتر ہے اگرچہ وہ (مشرک عورت) تمہیں بھلی ہی کیوں نہ لگے۔
اور مشرک مردوں کو بغیر ایمان قبول کئے تم پر مشتمل مت دو۔ اور مومن عظام
مشرک آدمی سے کہیں بہتر ہے۔ اگرچہ وہ مشرک تمہیں اچھا ہی کیوں
نہ لگے۔

ابواب انصاف : میں ایک گزراؤں کر رہا ہوں۔ کوجن لوگوں کے پاس سے
تھوڑے۔ کہ وہ اپنی اہل حدیث کا عقیدہ و ایمان ہے۔ کہ وہ نبی پاک کی اہل لڑکیاں تھیں۔
اور شہید بھائیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ وہ حضور کی پالتو تھیں۔

ان لوگوں کے واسطے میں تلخیص اسلام نے ایک یہ پریشانی بھی مسلمانوں کے مقابل

دی ہے۔ کہ امتدار میں وہ تین لڑکیاں زیرِ نسب، ام کلثوم، رقیہ زکریا، تین کافروں سے بیاہی گئی تھیں۔ زیرِ نسب بنو النعمان سے۔ رقیہ عقبہ سے اور ام کلثوم عبیدہ سے چونکہ کفار کو بیٹیوں کا نکاح ہے۔ اور شیعوں کے نزدیک نبی پاکؐ ہر گناہ سے پاک ہیں۔ اگر وہ لڑکیاں حضورؐ کی اپنی تھیں۔ تو لازم آئے گا۔ کہ نبی پاکؐ معاذ اللہ گناہ گار تھے۔ اور تاریخ نے یہ بھی بتایا ہے۔ کہ وہ لڑکیاں حضور پاکؐ کی بیوی خدیجہؓ کہنا تو تھیں۔ اس محبت میں حضورؐ کی عزت پر کوئی حرف نہیں آیا۔ پس شیعوں کو کہ نبی پاکؐ کی عصمت کی حفاظت کن خاطر یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ وہ لڑکیاں نبی پاکؐ کی اپنی نہ تھیں۔ خدیجہؓ کی ہا تو تھیں۔ اور اس عقیدے کے صحیح ہونے پر شیعوں بھائی قرآن و حدیث اور عقل و تاریخ سے ثبوت بھی رکھتے ہیں۔

(قول متبول فی اہانت وحقہ ہمت رسول مصنفہ غلام حسین نجفی شہیدی)
صفحہ ۱۸۵ - ۱۸۶

خلاصہ دلیل ۱۔

نجفی شہیدی نے قول متبول میں جو کچھ لکھا۔ اُن کا خلاصہ یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مشرکین کے ساتھ مسلمانوں کو عقدِ یلغیے سے منع فرمایا۔ کیونکہ یہ ایک بُرا فعل ہے۔ لہذا اگر یہ مان لیا جائے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کا مشرکین سے عقد کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے۔ حالانکہ نبیؐ گناہوں سے معصوم ہوا کرتے۔ اس لیے بہت مذکورہ تین بیٹیاں حضورؐ کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔ تو اس سے آپؐ پر طبعاً و سلم کی ہمت مقدسہ پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔

جواب ۲۔

نجفی شہیدی کے اس فریبِ بھرے استدلال کا جواب دینے سے قبل ہم ضرورتاً سمجھنے میں کہ دویم اہم اصول اور ضابطے ذکر کر دینے چاہیں۔ جن پر اہل تشیع و جہاد سب اتفاق

ہے۔ کیونکہ ان حوالہ کے ذکر کے بعد بھی شیعہ کے بہت سے اسی موضوع پر دلائل خود بخود بنے بنیا ثابت ہوں گے۔ اور حق و باطل نکھر کر سامنے آجائیں گے۔

۱۔ قرآن پاک بیک مرتبہ مکمل طور پر نقل نہ ہوا۔ بلکہ آہستہ آہستہ موقع و محل کے مطابق اللہ تعالیٰ نے تارا۔ اس تدریجی و درمیانی تاریخ اور موضوع کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ جس کا تحریف قرآن کی بحث میں ہم اس کی پوری تفصیل لکھ چکے ہیں

۲۔ حضرت علیؓ اور علیہ السلام کے افعال میں سے کوئی فعل اس وقت تک آپ کے ساتھ نہیں ہو تا جب تک اس کی تخصیص کی کوئی چیز دلیل نہ ہو۔ ورنہ وہ فعل عام افعال کے زمرے میں آئے گا۔

۳۔ جو احکامات ایسے ہیں جو عبادت کے لیے نازل ہوئے۔ وہ بلا استثناء تمام امت کے لیے ہوتے ہیں۔ تمام صحابہ کرام، اہل بیت اور دیگر افراد امت اس پر عمل کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ ان اگر کسی صحابی یا اہل بیت کے فرد کے بارے میں کوئی تخصیصی نص ہو اور ہو۔ تو وہ ان احکامات سے مستثنیٰ ہوگا۔

۴۔ احکامات شریعہ کے نزول سے قبل اور نزول کے بعد ان میں فرق ایک ہی ہے۔ یعنی بہت سی باتیں شریعت کے نزول سے قبل کسی سابقہ شریعت کے مطابق عملی طور پر امت نہیں۔ لیکن شریعت محمدیؐ نے اس کو تبدیل کر کے کوئی نئی صورت چاہی فرمادی۔ ان تمام امور پر اہل تشیع کا بھی اجماع اور اتفاق ہے۔

حضرت قاضی کاظمیؒ: ان مذکورہ حوالہ کی وضاحت اور تشریح کی خاطر چند ایک مثالیں ذکر کر دی جاتی ہیں۔ تاکہ باقاعدہ واضح ہو جائے۔

۱۔ اسلام کے ابتدائی دور میں حکم یہ تھا کہ اگر کسی عورت کا خاوند فوت ہو جائے۔ تو وہ ایک سال پوری عفت گزارے۔ لیکن بعد میں اسی عفت کو مشروع کر دیا گیا۔ لہٰذا

سرسے سے ایسی عورت کی عدت چار ماہ اس دن مقرر کر دی گئی۔

(رواۃ الراویح التشریح جلد اول)

۲۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے امکانات شریعہ کے ظاہری طور پر اسی طرح پابند تھے جس طرح ایک عام امتی پابندی کرتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یک بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیوں کا عقد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کیا۔

(انوار فہامیہ جلد اول)

۳۔ اللہ تعالیٰ کا چلنک عورتوں سے شادی کر کے کی اجازت دینا ہر ایک امتی کے لیے عام ہے۔ کوئی صحابی جو باہل بیت کا فریاد کوئی عام امتی ہو۔ ان تمام کو چار تک بیویاں رکھنے کی اجازت ہے۔ لیکن حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت خاتونِ جنت سے شادی کی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی موجودگی میں کسی دوسری عورت سے شادی کرنا منع فرمایا تھا۔

(مجموعہ الیمون)

۴۔ جب تک شریعت نے کسی مسلمان کی فتیہ دہی کے بعد اس کے دفنانے سے قبل نماز جنازہ کا کوئی حکم نہ تھا۔ تو نہایت سے مسلمان مرد بعد عورت بغیر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کئے گئے۔ ہر جب نماز جنازہ لازم قرار دی گئی۔ تو ہر مسلم کو دفنانے سے قبل اس کی لڑائی فرماں نہ رہی۔ اس طرح جب پہلی وقت کی نماز فرض نہ ہوئی تھی۔ تو کسی صحابی باہل بیت کے فرد نے پانچ وقت کی نماز فرض سمجھ کر نہیں پڑھی۔

ذکر شدہ چار ضوابط اہل ایمان کی مثالوں کے بعد حضرت ناظرین کرام میں آپ سے پوچھنا ہوں کہ ابتداء اسلام کے وقت یہودی عدت ایک سال شروع ہونے کے بعد کبھی صحابی باہل بیت کے کسی فرد نے چار ماہ کی عدت سے رجوعی عدت مقبرہ جوئی) تاخیر عدت

گزرنے کا کہیں حکم دیا، نہیں بلکہ یہ حکم امت کی تمام عورتوں کے لیے برابر ہے جو بوجہ جو جائیں۔ (اور معاملہ نہ ہوں) اسی طرح جب شریعت مطہرہ نے چاند تک جہریاں رکھنے کی پابندی لگا دی۔ تو کیا کسی صحابی یا اہل بیت کے کسی فرد کو یہ اجازت باقی رہی۔ کہ وہ چاند سے ناز عورتوں کو یک وقت نکاح میں رکھ سکے؟

اسی طرح کہیں اس بات کا ثبوت ہو کہ یا فتح مساندوں کی فرضیت سے قبل کسی صحابی یا اہل بیت نے یا فتح وقت کی نماز فرض سمجھ کر پڑھی؟ اور نماز جنازہ کے احکامات سے قبل کسی صحابی یا اہل بیت کی نماز جنازہ پڑھی گئی؟

اب آئیے اصل سبب کی طرف۔ ان مذکورہ ضوابط و اصول کے بیان کرنے کے بعد نبی شعی کی من گھڑت شریعت سے ان کا موازنہ کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ اس کی من گھڑت باتوں کو وہ نظر رکھ کر کیا خرابیاں اور کیا اعترافات لازم آتے ہیں؟ مثلاً یہ تھا کہ اللہ کا حکم زمانہ نابرا کا ہے۔ اور نبی سے ایسے کام کا وقوع ناممکن ہے۔

۱۔ ہم پر پڑھتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی اس نبی شعی سے حیانت کرے۔ اور بطور الزام اس سے پر پڑھے۔ کہ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا یا فتح وقت کی نماز فرض نہیں ادا کرتی تھیں۔ اور ایسا کرنا بہت بڑا کام ہے۔ تو اس بڑے کام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہ روکا۔ نہ روکا بھی بڑا ہی ہے۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود معصوم ہونے کے اس برائی کے (معاذ اللہ) سرکب ہوئے۔ اور نبی شعی کی من گھڑت دین کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم گنہگار ٹھہرے و معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پنجگانہ کے فرض ہونے سے قبل یہ نماز ادا کرنے کی وجہ سے بہت بڑے گنہگار ہوں گے۔ (و معاذ اللہ)

۲۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے جب اس دایقانی سے انتقال فرمایا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھے بغیر انہیں دفن دیا تھا۔

(حالانکہ احترامِ مسلم کے پیش نظر کسی مسلمان مرد و عورت کے فوت ہونے کے بعد اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا مکرم کام ہے) اب کبھی شیعہ کی گھڑی گھڑائی شریعت کے پیش نظر اس کا نتیجہ یہ نکلنا ضروری ہے۔ کہ کسی مسلمان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا مکرم کام ہے۔ اہل حق جو مکرم کام کہے۔ گنگا دہ ہے۔ لہذا (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدیجہ انصاریؓ کے انتقال کے بعد ان کی نماز جنازہ نہ پڑھ کر (بزرگم شیعوں) مکرم کام کیا۔ اس لیے اس کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گنگا دہ ٹھہرے۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ کی نماز جنازہ کی عدم ادائیگی اور حضرت خدیجہ کا پنج وقتی فرضی نماز ادا نہ کرنے کی وجوہات

سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا پنجگامہ فرضی نماز ادا نہ کرنا اور ان کے دھال شریف کے بعد ان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ نہ ادا کرنا اگرچہ ہمارا موضوع نہیں لیکن ایک مباحثہ اور اصل کی تشریح کے ضمن میں جب یہ بحث چل نکلی۔ تو میں نے مناسب سمجھا۔ کہ کتب شیعوں سے ہی اس کی وجوہات بیان کر دی جائیں۔ تاکہ خود کبھی شیعہ کے علم پران کے اہل حق کا طمانندہ پیدا نہ کروں۔ اہل حق ہی ساتھ اس کی عملی گراؤٹ اور بددیانتی و عنایتی کا پیمانہ بھی پھوٹ جائے۔

کشف الغمۃ عن سیرۃ ابن الزبیر قال کوا قبیۃ خدیجہ
قبل ان تغفرہ امتہ فقال رسول
ﷺ ما ینبئہ ذالک فی حقہ لہا ولہ یتکفی یدہ ممشید
سیرۃ ابن الزبیر قال کوا قبیۃ خدیجہ

یعنی بن ابی الفتح اردوبیلی جلد اول ص ۵۱۲

مطبوعہ تہریز طبع جدید

ترجمہ: حضرت علامہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت
عبدیکبر رضی اللہ عنہا نے اس دار فانی سے کوچ فرمایا۔ اسی وقت ابھی نماز
پڑھنا فرض نہ ہوئی تھی۔۔۔۔۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں البغیر
نماز جنازہ پڑھانے کی قیادت فرمائی۔ کیونکہ ان دنوں جنازہ پر نماز پڑھنے
کا حکم نہ ہوا تھا۔

تَوَفَّيْتُمَا خَدِيجَتَا قَبْلَ أَنْ تُفَرِّقَنَّ الصَّلَاةَ
تَوَفَّيْتُمَا خَدِيجَتَا فِي شَهْرٍ مَضَى سَنَةِ
عَشْرِينَ الْمِائَةِ وَهِيَ ابْنَةُ كَعْبٍ وَتَمُوتُونَ سَنَةً
فَتَحْنُ حَيَاتِيهَا مِنْ مَتَرِيهَا حَقًّا وَفَتَا هَيَايَا مُجْبُونٍ
قَدْ لَانَ فِي مَوْتِهِ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَقِّ خَصَرِ قَبْرِهَا
وَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ صَلَوةٌ عَلَى الْجَنَائِزِ -

(بحوالہ النور جلد ۱ ص ۱۳۱ - مستقر ماں)

باز قرطبی مطبوعہ تہران جدید

ترجمہ: حضرت عبدیکبر رضی اللہ عنہا نماز فرض کئے جانے سے پہلے ہی
انتقال کر گئیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ماہ رمضان المبارک ۱۰
کے دسویں سال ۲۵ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ ہم ان کو ان کے گھر سے
لے کر نکے۔ یہاں تک کہ انہیں مجن کے مقام پر ہم نے دفن کیا۔ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قبر میں اتارنے کے لیے قبر میں اترے۔ ان
دونوں نماز جنازہ نہ تھی۔

نبی شعیبی کی من گھڑت شریعت کی رو سے کوئی نبی (خاص کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اعلان نبوت سے قبل کوئی ایسا کام نہیں کر سکتے۔ کہ جس کے بعد میں کسی وقت اللہ تعالیٰ منع کر دے۔ کیونکہ اس نے جس انداز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین بیٹیوں کے بیٹیاں ہونے سے انکار کے لیے جو دلیل پیش کی۔ وہ اسی اصول کے تحت بنائی گئی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کسی مسلمان کو اس بات کی اجازت نہ دی کہ وہ اپنی کسی عورت (بیٹی وغیرہ) کی شادی کسی مشرک مرد سے کرے۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی یہی حکم بطریق اولیٰ ہوتا ہے۔ یہ کہنا کہ آپ نے اپنی تین بیٹیوں (ارقیہ، ام کلثوم، زینب) کی شادیاں مشرک مردوں سے کی تھیں۔ آپ کو گنہگار ثابت کرنا ہے۔ اس لیے اس ہزیم کی بجائے آپ کی ان بیٹیوں کو سرے سے بیٹیاں ہی نہ سمجھا جائے۔ تو بہتر ہے۔

تو اس من گھڑت مضابطہ شریعہ کے راست میں اس نبی شعیبی سے میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ بضرع محال چلو اس دلیل سے تم نے اپنا اُلٹا سیدھا کر لیا ہو گا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بیٹیوں کا نکاح کفار سے نہیں کیا تھا۔ کیونکہ آپ ان کے باپ رحمہ کی اصرار سے کیا ہو گا۔ جس پر کوئی اعتراض نہیں۔ جب یہ تینوں حضور کی لڑکیاں ہی نہ قرار پائیں۔ تو حضرت عثمان غنی کو آپ کی دامادی کا شرف کیونکر حاصل ہوا۔ لیکن فیصلہ طلب بات یہ ہے۔ کہ آیت مذکورہ میں دونوں طرف سے شادی بیاہ کی ممانعت ہے۔ یعنی جس طرح کسی کافر و مشرک کو مسلمان عورت کا رشتہ دینا اور بیاہنا ممنوع ہے۔ اسی طرح کسی مسلمان کو کافر یا مشرک کو اپنی زوجیت میں لانا بھی ممنوع قرار ہوا۔ لہذا چلو تمہارے باطل و لغو مضابطہ کی بنا پر نہ وہ حضور کی صاحبزادیاں تھیں۔ نہ آپ نے انہیں مشرکین سے بیاہا۔ لیکن خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی شادی کے واسطے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ جب آپ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے شادی کی

تھی۔ اس وقت وہ ایمان دار نہ تھیں۔ کیونکہ شادی کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ برس تھی۔ اور اعلان نبوت اس کے ۵ برس بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور نبوت کے اعلان کے بعد حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا شرف الاسلام ہوئیں۔ یعنی چار سال نکاح میں بغیر ایمان کے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس نکاح کے کرنے سے منع فرمادے گا۔ اس سے اس وقت بطورے مطابق گناہ گار جوڑے یا نہ؟ اور آپ کی عصمت پر اس سے کوئی حرف نہ آتا ہے یا نہیں آگا؟ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت قبل اس کے بعد عورتوں میں سے اولین مشرف اسلام ہونا کتب شیعہ سے ثابت ہے۔

بِحَارِ الْانْوَارِ بِرَبِّهِ
وَبِاسْتِثْنَاءِ بَعْضِ قَوْمٍ مِّنْهُ تَمْدِينِ اِسْتَعْقَا

فَاِنْ كَانَ تَمْدِينُ بَعْضِ قَوْمٍ مِّنْ اَمْرِ يَا اَللّٰهُ وَرَسُولُكَ
وَحَسْبُكَ يَكُنْ بِمَا جَاءَكَ مِنْ خَلْقٍ.

بحار الانوار مصنفہ طالع باقر علی جلد ۵

سلسلہ تاریخ بنیاد صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ

تہران طبع جدید

ترجمہ۔ سید مرفوع کے ساتھ مروی ہے کہ محمد بن اسحاق زہری نے کہا کہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے

والی سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اور تمام احکامات کی

تصدیق کی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دیکر بھیجا۔

نبی شعی کے استدلال کے مطابق عصمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

تقاضے کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح جناب خدیجہ سے (معاذ اللہ) ناجائز ٹھہرا۔ تو جلو جناب رقیہ، زینب اور کنویم کو تم ویسے بھی آپ کی حقیقی بیٹیاں نہیں سمجھتے۔ لیکن ذرا دل پر ہاتھ رکھو کہ خدا کو گواہ بنا کر بتاؤ کہ جب تمہارے من حضرت صاحبہ کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ سے نکاح ہی ناجائز ٹھہرا۔ تو پھر ایسے نکاح سے پیدا ہونے والی اولاد کے بارے میں کیا کہو گے؟ سوچو اور فیصلہ کرو۔ ایمان چاہتے ہو تو لب بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

قارئین کرام! ہم نے بوجہ احقاق حق اور ابطال باطل یہ چند سطور تحریر کیں۔ تاکہ آپ کو نجفی شیعہ کے من حضرت اصول کی خرابیاں اور ان سے پیدا ہونے والی تباہیوں کی فحاشی کرتے جلس تاکہ اس قسم کے غلط اور باطل پروپیگنڈہ سے بچا جاسکے۔ ورنہ ان باتوں کو زبان و قلم کے ذریعہ ظاہر کرنا کسی طرح بھی ایک مسلمان کو کریم نہیں دیتا۔ قتل کفر نہ باشد۔

خلاصہ کلام :-

اہل سنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ آیت مذکورہ کے نازل ہونے کے بعد اس کے احکامات نافذ ہوئے۔ اور اس سے پہلے ان احکامات کی کوئی پابندی نہ تھی خود نجفی شیعہ بھی اس کو تسلیم کرتا ہے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ ہی گمراہی سے نہ نکالنا چاہے۔ یا ہدایت سے دور رکھے۔ تو اس کا کیا علاج؟ اس حضرت گمراہانے دلیل اہل تشیعہ سے خود ساختہ اصول کے تحت اس آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مستثنیٰ قرار دے کر یہ ثابت کرنے کی لاپرواہی گواہی کی۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دلدلی حاصل نہ تھی۔ ہم اپنے مسلک کی تائید قرآن پاک میں مذکور حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ سے بھی کرتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ جب فرشتے شکل انسانی میں ان کے ہاں آتے تو وہ

نے اپنی بڑی مادرت کے پیش نظر اس سے جو کس برائی کی خواہش کی۔ بالآخر حضرت لوط علیہ السلام نے ازم سے فرمایا۔ اگر تم خود ہشاش خصالی کی یہ خصوصیت تکمیل کرنا چاہتے ہو۔ تو ﴿هُوَ الَّذِي بَنَا قَبْلَكَ آدَمَ أَطْهَرَ لَكَ كَهْرًا﴾ یہ میری بیٹیاں ہیں۔ وہ تمہارے لیے حلال ہیں۔ یعنی نازت ہوا۔ کہ حضرت لوط علیہ السلام کی شہریت میں مسلمان عورت کی کافر سے نفاذی درست تھی۔ اور یہی حکم خدا نے اسلام میں رد لعل ہوا۔ جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کی شادی مشرکین سے کی۔ پھر ﴿لَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ﴾ الخ والی ہجرت نے اس پر حکم کو منسوخ کر دیا۔

نبی شعی کی غلط بیانی :-

نبی شعی حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیوں کے قصص کی بھی یہ کہتا ہے۔ کہ حضرت لوط علیہ السلام کا قوم کفار کو اپنی بیٹیاں دینا اس کی کوئی اصل نہیں۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ در عقبہ و ذریعہ و کور قبیہ اور ام مکنوم کا دستہ دینا غلط اور باطل ہے۔ اس طرح لوط علیہ السلام کا قہر غلط اور بے بنیاد ہے۔ بلکہ اصل واقعہ یوں ہے۔ کہ حضرت لوط علیہ السلام اپنی بیٹیوں کے اپنی قوم کی بیٹیاں دینے کی پیش کش کی تھی۔ اور اگر اپنی بیٹی بھی مراد لی جائیں۔ تو :-

”پھر مقصد یہ تھا۔ کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ اور میری ان لڑکیوں سے نکاح کرو۔ جناب لوط کا مقصد یہ ہرگز نہ تھا۔ کہ اس کا فرقہ قوم کو ان کے کفر کے باوجود بھی انجناب لڑکیاں دینے کو تیار نہ تھے۔ اور تمام مذاہب کے بڑے علما بھی میرے مذکور بیان کی تائید کرتے ہیں۔“

(قول مقبول فی آیات وحدۃ نبوت رسول ص ۱۱۸)

دلیل کا خلاصہ :-

نہجی شیعہ ثابت یہ کرنا چاہتا ہے کہ جس طرح حضرت لوط علیہ السلام کے دو نہوت کی شریعت میں کسی کافر کو کفر بہتے ہوئے رشتہ دینا جائز نہ تھا۔ اس طرح ہماری شریعت میں کسی کافر و مشرک کو حالت کفر و مشرک میں رشتہ دینا جائز نہیں۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی صاحبزادی کی کسی مشرک سے ہرگز شادی نہیں کی۔

ثبوت غلط بیانی :-

کیا سچ کہا کسی نے کہ جب تعصب و عداوت کی جی آنکھوں پر باندھ لی جائے تو حقائق بالکل بدل ہو جاتے ہیں۔ نہجی نے مزاحی کہانوں کو دیکھا اور لوگوں کو کھاترا دوزخ لکھن میں متحرک و مدیہ السلام کے قصہ کے ذیل کیا لکھا ہوا ہے۔ ہم پیش کر دیتے ہیں۔

تفسیر منہج الصالحین :-

هُوَ الَّذِي بَنَىٰ بَيْتَ اللَّهِ الْأَشَدَّ دُنْيَا وَآخِرَةً لِّمَنْ أَرَادَ الْإِشْرَافَ بِأَشْرَافِ الْبَشَرِ (مَنْ أَرَادَ الْإِشْرَافَ بِأَشْرَافِ الْبَشَرِ) ایشاں پاکیزہ تبارد مرشد۔ نزدیک و دُستریں با ایشاں بشرط ایمان بودہ یا در شریعت اد نزدیک مومنان بگھر جائز بود چنانکہ ہر باریت اسلام صحبت رسالت و دُستری از دُستری خود را بہتر داد و دختر دیگر را با ابو العاص و بعد از ان ایں حکم فرمود شد۔

(تفسیر منہج الصالحین جلد اول ص ۵۵ مطبوعہ تہران)

ترجمہ :- سیدنا لوط علیہ السلام سے قوم سے کہا۔ یہ میری بیٹیاں ہیں۔ ان کی تم خواہش کر سکتے ہو۔ وہ تمہارے لیے بہت پاکیزہ ہیں۔ لڑکیوں کی کفالت کے ساتھ شادی یا تو ایک شرط کے ساتھ مشروط تھی۔ دو یہ کہ خواہش رکھنے والے

کافر۔ رومان نے انہیں - پھر شادی ہو گئی ہے - یا حضرت لوط علیہ السلام کی شریعت میں یہ بات جائز تھی - کہ کسی مومن (مرد و عورت) کی کسی کافر سے شادی اپنے اپنے دین پر ہوتے ہوئے (کوہے)۔ یہی طریقہ ہے کہ جس طرح شریعہ اسلام میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادیوں میں سے ایک عجب کے ساتھ بیہاری - دوسری صاحبزادی کا ابوالعاص سے نکاح ہوا - (جو دونوں اس وقت کافر تھے) اس کے بعد یہ حکم مروج ہو گیا۔

تفسیر صافی :-

قَالَ يَتَرُمُ هُوَ لَا يَرْبَنِي فَتَرَ وَجُوهُنَّ قَدْ ذِي يَهْنُ
أَصْبَا قَهْ كَرَمًا حَمِيَّةً فِي الْكَافِي وَالْعِيَاثُ عَيْنُ
الْقَضَاءِ فِي مَكِيلِ الْقَلَامِ عَزَّ وَجَلَّ عَزَّ وَجَلَّ الشَّرِّ وَجَبَّحَ
الْعِيَاثُ عَنْ أَحَدِهِمَا عَيْنَهُمَا الْقَلَامُ أَنَّهُ وَجَبَّحَ يَدَهُ
عَلَى الْبَابِ كَرَمًا شَدَّ هُمُ كَقَالِ الْفُقَرَاءُ اللَّهُ وَلَا تُعْطَى فَوْقَ
(تفسیر صافی جلد اول ص ۳۸ سورہ ہود و طہ)
تبصرہ طبع جدید۔

و تفسیر عاشی مصنف ابن سعودی میاش
المیاشی جلد دوم ص ۱۵۵ مطبوعہ تہران
طبع جدید

ترجمہ :- حضرت لوط علیہ السلام نے کہا - اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں ہیں۔ ان سے شادی کرو۔ آپ نے یہ قرآنی اپنے مہمانوں کے احترام اور حمایت میں کی۔

کافی اور عیاشی میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔
 کہ حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں شادی کی پیشکش فرمائی۔ اور عیاشی امام
 باقر یا امام جعفر رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک سے روایت کی جائے۔ کہ حضرت
 لوط علیہ السلام نے حدائق پر ہاتھ رکھ دیا۔ پھر ان کفار کو خدا کی قسم دلا کر
 فرمایا۔ اللہ سے ڈرو۔ مجھے میسر ہے مہمانوں کے معاملہ میں ذلیل نہ کرو۔ پھر
 آپ نے اپنی صاحبزادیوں کو نکاح کی خاطر ان پر پیش کیا۔

فروع کافی :-

وَقَالَ لُوطٌ لِّأَخِي هُتَيْلُ أَفْهَمُ دَكَّاهُمْ فَذَعَاهُمْ إِلَى
 التَّحَدَّى فَقَالُوا مَا لَنَا فِي مَنَايِكَ مِنْ حَقٍّ

روایہ کافی جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ کتاب النکاح

باب النواط مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ۔ حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ میری بیٹیاں ہیں۔ تمہارے لیے پاکیزہ
 ہیں۔ یہ کہہ کر گویا آپ نے ان کفار کو حرام سے حلال کی طرف آنے کی
 دعوت دی۔ تو وہ بولے۔ ہمیں آپ کی بیٹیوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

خلاصہ کلام :-

اہل تشیع کی معتبر کتاب منہج النساء قین نے دو نوک انداز میں لکھا کہ حضرت لوط
 علیہ السلام نے اپنی بیٹیاں ہی نکاح کیے یہ کفار کو پیش کیں۔ لیکن ایسا کرنے میں اعتراض
 اس لیے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان دو کی شریعت میں کفار سے رشتہ نامحرم اور
 جائز تھا۔ اور اگر اسے ناجائز و حرام قرار دیا جائے۔ تو لازم آئے گا کہ وقت کا یہ مخیر مسلمان کی

حوصلہ افزائی کرے۔ اور دعوت الی الہام کرے۔ حالانکہ کوئی پیغمبر ایسا کام کر ہی نہیں سکتا۔
جیسا کہ تفسیر عیاشی نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ تفسیر منہج الصادقین نے
کفار کو ناظر ششہ چینے کے ہونے کو ایک تاریخی حقیقت سے واضح کیا۔ وہ یہ کہ پہلی امتوں
میں اسی طرح کفار کو ششہ دینایا ان سے لینا درست تھا۔ جس طرح اللہ نے اسلام
میں رہا۔

اسی تفسیر میں یہ بات بھی صراحت اور وضاحت کے ساتھ بیان کر دی گئی کہ خود حضرت
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادیوں کا عقد کفار سے کیا۔ کیونکہ ابھی یہ حکم منسوخ ہوا
تھا۔ تاکہ اس پر کسی قسم کا اعتراض کیا جاسکے۔

اب کئی شیعی کو بعینہ اسی طرح کہ جس طرح وہ اہل سنت و جماعت کے حق میں بدلیں
دلانے ہوا۔ اپنے اکابر علامہ کاشانی سیاشی اور ابو یعقوب کلینی وغیرہ کے حق میں کہنا چاہئے۔
کیونکہ جو نظریہ اور مسلک اہل سنت کا ہے۔ وہی ان کی کتابوں سے ثابت ہے۔ خلاصہ یہ کہ
اہل سنت و جماعت یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادیوں کا نکاح کفار
سے کیا۔ ان میں کوئی انکار کی بات نہیں کیونکہ یہ سب کچھ آپ نے وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ
حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا اللہ کے نزول سے قبل کیا۔ جب کہ کفار کو ششہ ناظر دینا پہلی شریعتوں
سے جائز چلا آ رہا تھا۔ لہذا حضرت زینہ ام کلثوم اور زینب رضی اللہ عنہن کا نکاح عقیقہ
اور ابو العاص سے کرنے پر آپ کی ذات مقدسہ کو کوئی طعن نہیں ہو سکتا۔ جو نعمتی شیعی کو نظر
آیا۔ وہ اس کی اپنی اعتراضات ہے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان میں نبی کی مذموم گستاخی

قول مقبول۔

وَدَعَاكَ كَذِبًا تَنْتَرِجُ عِثْمَانَ وَفِيَّةَ كَانَ فِي الْبَاهِلِيَّةِ

ترجمہ۔ دولہائی نے ذکر کیا کہ عثمان کی شادی رقیہ سے عثمان کے زمانہ کفر میں ہوئی۔

نوٹ ۱۔

اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ زمانہ جاہلیت سے مراد زمانہ کفر ہے۔ اور جناب عثمان نے اپنے اسلام لانے سے پہلے رقیہ سے شادی کی تھی۔ پہلی تو عجب کی بات یہ ہے کہ رقیہ اور ام کلثوم کا نکاح ان کے بالغ ہونے سے پہلے قید اور قیدہ ان دونوں کا فرار سے ہوا۔ اور ان دونوں نے اسلام دشمنی کی وجہ سے ان ترکوں کو طلاق دے دی۔ پس جب ان ترکوں کو غیر مسلم غلاموں نے طلاق دے دی۔ تو پھر ہمارے نبی کو کیا مجبور ہی تھی کہ نابالغ لڑکیاں پھر ایک ایسے شخص کو دے سہے۔ کہ وہ بھی ابھی غیر مسلم ہے۔

وقول مقبول فی اثبات وحدۃ جنت الرسول مصنفہ غلام حسین نجفی شیعہ

(ص ۱۹۳)

جواب گستاخی :-

نجفی شیعہ کے پاس میں ہم پہلے مرفق کیسے ہیں۔ کہ یہ حضرت اس قدر متعصب اور متعاند ہیں۔ مگر انہیں اپنے مفسد کی خاطر گدھے کو باپ بنانا پڑے۔ تو بھی دریں مذکر سے گھوڑا تو ان کا باپ ہے ہی ذکر الد و لابی الخ" افتخار اس نے جس کتاب سے نقل کئے۔ وہاں بھی ذندہ نامی تاکر ہے ایسا ہی بھی ہے۔ ذخائر العقبیٰ نامی کتاب سے نعل عبادت کی گئی۔ ہم اس کو مکمل ذکر کرتے ہیں۔

وَدَكَ الدَّوْلَةَ وَكَرَفَ الْكَرْمَ وَبَعَثَ عُمَرَ وَتَمِيمَةَ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

وَدَكَ عُمَرَ مَا يَدْرِي مَا كَانَ كَرَفَ وَبَعَثَ ابْنَاهَا بَعْدَ

(ذخائر ص ۱۹۳)

استدلال۔ ۹۔

ترجمہ:۔ دولابی نے ذکر کیا کہ حضرت عثمان کی سسیدہ رقیہ سے شادی درجائیت میں ہوئی۔ اور دولابی کے علاوہ دوسرے تمام تر حضرات نے جو ذکر کیا۔ اس سے یہ دلیل ملتی ہے کہ یہ شادی حضرت عثمان کے اسلام آنے کے بعد ہوئی۔

حضرت فاروق! آپ نے اصل کتاب ذخائر مغنی کی مکمل عبارت کو دیکھا، کہ صاحب ذخائر العقول نے صرف یہی نہیں لکھا، کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حضرت رقیہ سے شادی اسلام لانے سے قبل درجائیت میں ہوئی اور اس پر سب کا اتفاق ہے بلکہ یہ لکھا، کہ یہ قول صرف دولابی کہے۔ اس کے برخلاف جمہور کا مسلک یہ ہے، کہ حضرت عثمان غنی کی شادی اسلام لانے کے بعد ہوئی۔ لیکن کچھ شیخی نے اپنے جہش باطنی کے طلبہ کے لیے جس قدر عبارت کو تائید کی پایا۔ ذکر کر دی۔ اور پھر اس سے اپنا مقصد و مطلب ثابت کر کے دکھایا۔ یہ بددیانتی اور بدخاشی کی ایک بہت بڑی مثال ہے۔ جس سے حق پر عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے۔ اور ہم نے اس کا بھانڈہ چوراستہ میں پھوڑ دیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

صاحبزادوں سے شادی اسلام لانے کے بعد ہوئی

مجھے اس بات میں حیرانی ہے کہ کچھ شیخی کو اگر کہیں سے کوئی ضعیف سے ضعیف تر قول ایسا مل جائے جس کو کچھ شیخان کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی گستاخی کے ضمن میں ذکر کیا جاسکے۔ تو وہ اس کو بڑی خدمت کے ساتھ پیش کرتا ہے اس کے برعکس اگر مضبوط اور قوی دلائل بھی ہوں۔ پھر خاموش کر اہل تشیع کی کتب میں درج ہوں۔ تو ان کو قبول کرنے کی قطعاً ہمت نہیں کرتا۔ یوں لگتا ہے کہ اس کا مقصد پھر بصرہ

صیبر کرام کی گستاخی اور نقائص کی تلاش ہی سہی اس مقصد کے لیے اگر اس کو اپنے بڑوں پر یہ بھی چھری چلائی پڑے۔ تو دریغ نہیں کرتا۔ آخر زنجیر زن اعدائے کوارزن ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کو ہلا کر صاف نہ کی۔ ان کو کہاں پھوٹے گا۔

کتاب شیعہ میں نجی کے اکابر نے بالکل واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی کے معاملہ میں اس بارے کا انکار کرنا کوئی زریعہ نہیں ہے۔ کہ ان کی زوجیت میں آنے والی بیویاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیاں نہ تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انہیں حقیقی صاحبزادیاں مانا جائے۔ یا ان کی سے پاک بچیاں۔ عثمان غنی کے ساتھ عقد مانسنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی اعتراض نہیں آتا کیونکہ بوقت عقد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہماری طرح ظاہری شریعت کے پابند تھے۔ لہذا آپ نے حضرت عثمان کے مسلمان ہونے کی بنا پر یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیوں کو ان سے عقد فرمایا۔ اس مصوبہ کی کتب شیعہ سے عبارت و مواضع ملاحظہ ہو۔

الاول لعائیمہ ۱۔

وَهَذَا الْاِخْتِلَافُ لَا اَمْرَ لَهُ لِأَنَّ عُمَاسَانَ فِي زَمَنِ
النَّبِيِّ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ قَدْ كَانَ يَتَعَنَّى أَظْهَرَ
الْإِسْلَامَ وَأَبْطَلَ الْإِتِّفَاقَ وَهُوَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ مُتَكَلِّفًا يَطْلُوَاهُمُ لَا وَامِيرًا
كَعَالِمَانِ عَمُومًا

الاول لعائیمہ مصنفہ تحت اللہ الجہد الثری۔ ج ۱

ص ۱۰۰ نور مرقی مطبوعہ تبریز طبع ۱۳۰۵

ترجمہ :- اس اختلاف کا حقیقی یہ اختلاف کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حقیقی بیٹیاں تھیں یا مریبہ کہ جن کا تقدہ حضرت عثمان سے ہوا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ اقبال میں ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اسلام کا اظہار کیا تھا۔ اور نفاق کو پوشیدہ رکھا۔ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اسلام کے ظاہری احکامات کی اسی طرح منکف تھی۔ جس طرح ہم اس کے منکف ہیں۔

نوٹ ۱۔

صاحب انوار نعنائے نبیؐ اپنی اسی کتاب کے مقدمہ میں مسند پر یہ لکھا ہے کہ اس کتاب میں جو کچھ لکھا جائے گا۔ وہ اندر معصومین کا فرمان ہوگا۔ نہ کسی دوسری کتاب سے نقل کر دیں گے۔ نہ بات ایسی ہوگی۔ جو ہم شیعوں کے نزدیک صحیح ہوگی۔

انوار نعنائے نبیؐ کی مذکورہ عربی عبارت سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنی بیٹیوں کی شادی تب کے ہی عجب وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ کیونکہ ہماری طرح خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریعت کے پابند تھے۔ تو اس تحریر سے بخوبی کے دونوں من گھڑت اصول ثابت ہو گئے۔

۱۔ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا فعل اعلان نبوت سے قبل نہیں کرتے۔ جو

بعد میں ممنوع قرار پائے۔“ یہ اصل قولِ ثوثؓ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری

شریعت کے اسی طرح پابند تھے۔ جس طرح ہم عوام پابند ہوتے ہیں۔ پس

بخوبی شیعہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بلا دلیل مستثنیٰ قرار دینا خود

اپنی گھڑی ہوئی شریعت ہے۔ ورنہ ائمہ اہل بیت کا مسلک دیکھ لیجئے۔

وہی ہے جو اہل سنت کا ہے۔

نوٹ۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سے زائد بیٹیاں ہونے سے انکار پر چونکہ شیعہ "عبدالاسلام" غلام حسین نجفی نے بہت سے دلائل پیش کئے ہیں ان میں سے دلیل اولہ چونکہ خود نجفی شیعہ کے ہاں بہت وزنی اور آفاقی ترمذیہ دلیل تھی۔ جس کی وجہ سے اُسے "دلیل اول" ہونے کا شرف بخشا گیا۔ اس لیے مرید مانتا ہوں کہ اس کا با تفصیل جواب تحریر کیا جائے اور وہ بھی اہل تشیع کی ہی کتب مستبرہ کے حوالہ جات سے ہو۔ اس کا ایک جواب ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ یہ دوسرا جواب پیش خدمت ہے۔ جو بطور محکم ہوگا۔

شیعوں کے باہین بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اختلاف پر علامہ مامقانی شیعہ کا محکمہ

جواب دوم۔

جواب تحریر کرنے سے قبل میں چاہتا ہوں کہ دلیل اولہ بطور مختصار ذکر کر دوں۔ تاکہ اس کا مفہوم و معنی ذہن میں پھر سے تازہ ہو جائے اور جواب سمجھنے میں فدا آسانی ہو جائے۔ نجفی شیعہ کی دلیل اول کا خلاصہ یہ ہے۔

قرآن کریم میں ہمارا خدا باری تعالیٰ ہے۔ وَلَا تَنسَوْنَ كَيْدَ الْمُؤْمِنِينَ سُبْحَانَ سَاحَتِي يَوْمَ الدِّينِ سَلَامًا! شرک مردوں سے ایمان دار عورت کا ہرگز نکاح نہ کرو۔ یہاں تک کہ "شرک ایمان سے آئے" دھرم نکاح کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے، اسی آیت کریمہ میں امام سلطان ہون کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ وہ کسی ایمان دار عورت کو شرک یا کافر کے نکاح میں دے۔ تو یہی حکم بطریقہ اولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ بھی ہے۔ اور اگر آپ کی صاحبزادی ایک سے زائد تسلیم کر لی جاتی ہیں تو جن کو صاحبزادیاں

ثبوت کیا جا رہا ہے، ان کا نکاح مشرکین سے ہوا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ قرنی کی بیٹی
ہو، اور اس کا کافر و مشرک، ہر نکاح ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

دلیل کو پیش نظر رکھ کر یہ ثابت ہوا کہ نبی کی اسی دھوکہ دہی اور جمل سازی کو خود ان کے
مسک کی ایک ساری کتاب سے واضح کروں۔ جن کتاب پر اہل تشیع کی روایات و احادیث کی
صحوت اور عدم صحوت کا دار و مدار ہے، یعنی اگر آپ نے مسک شیعہ کی تائید کی کسی حدیث
کے معیار و مقام کو معلوم کرنا ہو تو یہ کتاب حروف آخر ہے۔ اس کتاب کی واضح عبارت کو بھی
اگر نبی شعی نے نہ دے، تو سمجھ لیجئے کہ اس نے اپنی عاویث و پرزہ اور سکری و بیانی سے اس
کتاب کے مصنف کو تو ذلیل کر ہی دیا، لیکن درحقیقت مسک شیعہ کی ہی بیخ کنی کر دی۔
آخر ”حجۃ الاسلام“ سے یہ تو قبح نہ ہو، تو اور کون جرات کرے گا۔

وہ کتاب جس کا ہر طور پر ذکر ہوا، علامہ اتقانی کی تصنیف ہے۔ اور ”فتح المقلات“
اس کا نام ہے، اس کتاب کے مصنف نے مسئلہ نبات رسول پر بیٹھے اعتراضات کئے گئے
ان تمام کا جامعہ ابن عربین جواب ذکر کیا ہے، جس سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضور علیہ السلام
کی ماہ جزایاں چار ہونا صرف اہل سنت کا ہی عقیدہ نہیں، بلکہ شیعہ بھی اور خاص و عام کا اس
پر اجماع ہے، کتاب کی عبارت ملاحظہ کرو۔

فتح المقلات

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَأَهْلًا خَلِدِيَّةً وَهِيَ أَحْكَمُ بَدَأَتِهِ
عَلَى الْأَشْهُرِ وَالْأَظْهَرِ وَلَيْدَتْ وَلِرَسُولِ اللَّهِ
رَحِمًا تَكُونُ سَنَةً وَمَاتَتْ سَنَةً شَانٍ فِي
حَيَاتِهِ رَسُولِ اللَّهِ رَحِمًا وَتَوَلَّى رَحِمًا فِي حَيَاتِهِمَا

وَهُوَ مَعَهُمْ وَمُحَرَّرُونَ فَلَمَّا خَرَجَ سُرَى
 عَنْهُ وَقَالَ كُنْتُ مُكْرِمًا رَيْثَبَ وَضَعْتُهَا قَائِلَةً
 اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يُعْرِقَ عَنْهَا ضَيْقَ الْفَقِيرِ وَغُمُصَهُ
 فَفَعَلَ وَهَوَّنَ عَلَيْهَا وَتَوَكَّلْتُ فِي جَدَلٍ لَيْسَ
 قَوْلُ رَسُولِ اللَّهِ (ص) مَعَاشِرَ النَّاسِ إِلَّا
 أَخِيرَكُمْ بِتَحْيِيهِ النَّاسِ كَحَالٍ وَحَالَةٍ
 قَالُوا بَنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ (ص) قَالِ الْحَسَنُ وَ
 الْحُسَيْنُ خَالَهُمَا الْقَاسِمُ وَخَالَتُهُمَا رَيْثَبُ
 يَسْتُ رَسُولُ اللَّهِ (ص) سَمِعَ لِسَانَهُ قَدْ اسْتَفْهَنْتُ
 أَخْبَارَ الْغُرَبَاءِ بِأَنَّهُ تَزَوَّجَهَا أَبُو الْعَاصِ بْنِ
 رَبِيعَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ وَرَوَى أَنَّ
 الْإِسْلَامَ قَدْ فَتَرَقَى بَيْنَ رَيْثَبَ وَبَيْنَ
 أَبِي الْعَاصِ حِينَ اسْتَلَمَتْ إِلَّا أَنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ (ص) كَانَ لَا يَشْدُرُ عَلَى
 أَنْ يُخْرِقَ بَيْنَهُمَا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ (ص)
 مَعَهُمْ يَأْتِيهِمْ لَا يُعِيلُهُ وَلَا يُعَيِّرُهُمْ
 فَلَمَّا تَمَشَّكَ فِي الْقَتْرِ يُقِ حَرْقَ
 بَيْنَهُمَا إِلَى أَنْ اسْتَمَرَ أَبُو الْعَاصِ قَرَرًا هَا
 إِلَيْهِ مِنْكَ جَ تَدْوِينُ أَوْ بِالنَّكَاحِ الْأَوَّلِ
 وَالْمُسْتَبَدِّ أَبِي الْقَاسِمِ الْعَمَوِيِّ الْكُوفِيِّ
 فِي الْإِسْلَامِ فِي بَدْءِ الشَّذَّاعَةِ كَرَاهٍ

طویل اصرار فیہ علیٰ اَنَّ رَبَّیْنِیَ السَّیِّئَاتِ کَانَتْ
تَحْتِیْ اِلٰی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ وَرُقَیَّتَہُ السَّیِّئَۃُ
کَانَتْ تَحْتِیْ عِشْمَانَ کَیْسَتَا اِبْنَتَیْہِ (ص)
بَدَلِ رَبِیْبَتَاہُ وَلَمْ یَأْتِ اِلَّا بِمَا
رَزَعَہُ بُرْہَانًا حَاصِلَہُ عَدَمُ تَعَقُّلِ
کَوْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ (ص) قَبْلَ الْیَعْتَرِ عَلٰی
دِیْنِ الْجَہِلِیَّةِ بَدَلِ کَانَ فِی رَءِیِّ الْجَہِلِیَّةِ
عَلٰی دِیْنِ بَرِیْضِہِ اللّٰہِ مِنْ غَیْرِ دِیْنِ
الْجَہِلِیَّةِ وَحِیْمَتِہِ فِیْکُوْنُ مَحَالًا
اَنَّ یُنْزِلَ رَیْحَ اِبْنَتِہُ مِنْ کَلَامِہِ مِنْ غَیْرِ
مُضَرُّوْرَۃٍ دَعَتْ اِلٰی ذٰلِکَ وَهُوَ مُعَالِمٌ
لَّہُمْ فِی دِیْنِہُمْ عَارِفٌ بِعَکْرِہُمْ وَ
اِلْحَادِہُمْ لَمْ یَأْخُذْ فِی تَعَقُّلِ مَا
یَقْتَضِی الْوُجُوْدُ یُسْتَبِیْنُ لَا تُحِبُّ خَدِیْجَہُ
مِنْ اُمِّہَا اِسْمَہَا رُتَبٌ وَرُقَیَّتَہُ وَ
اَتَتْہُمَا اللَّتَانِ کَاَنْتَا تَحْتِیْ اِلٰی الْعَاصِ
وَ عِشْمَانَ وَہَذَا لَمْ یَكْلَامِہِمْ تَرَکْنَا
نَحْنُ یَحْدِیْہِمْ وَہُوَ اِنْ اَلْعَبَ نَفْسَہُ
اِلَّا اَنَّهُ لَمْ یَأْتِ بِمَا یُعْنِی عَنِ
تَحْقِیْقِ التَّطْهِیْرِ وَ الشُّبُوْطِ وَ اَنَّهُ
کَذِبٌ اَلْعَسْکَرِیُّوْنَ اَمَّ اَوَّلًا فَلَیْسَ

يَشْبِكُهُ الْإِجْتِهَادُ فِي قِبَالِ الشُّصُوصِ
 مِنَ الْقَوَائِقِ تَرْتِ الشَّيْقِ (ص)
 وَتَعْنُ آمِشَتَيْنَا عَكْبِلَهُمُ السَّلَامُ وَ
 آمَا شَانِيَا فِدَاكَ وَ إِنْ كُنَّا كُنَّا كُنَّا
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) لَمْ يَكُنْ فِي
 دَمَانِ الْجَاهِلِيَّةِ عَلَى وَبْنِ الْجَاهِلِيَّةِ
 بَلْ عَلَى وَبْنِ يَزِيدِ تَصِيُّهُ اللَّهُ تَعَالَى وَ لَكِنْ
 رَسُولَ اللَّهِ (ص) نَيْسَ مَقَرِّعًا بَدَلُ كُلِّ
 حُكْمٍ كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ كَانَ يَنْتَرِمُ
 بِهِ تَمَامَ الْإِسْرَامِ وَلَمْ يَكُنْ
 يَحْكُمُ مِنْ قَبْلِ نَفْسِهِ حُكْمًا
 وَالْأَحْكَامُ كَانَتْ يَنْزِلُ تَذَرِيحًا
 وَ عِنْدَ تَرْوِيحِهِ زَيْتَبَ وَ دُرْقِيَّةَ
 لَمْ يَكُنِ الْكِفَالَةُ فِي الْإِيمَانِ
 شَرْطًا مَقَرِّعًا فَتَرْوَجِ يَشْتِيهِ مِنْ
 التَّجْلِيهِ تَرْوِيحًا صَحِيحًا شَرْطًا
 فِي ذَلِكَ التَّرْمَانِ شَرْطًا أَتَوْا
 اللَّهُ تَعَالَى قَوْلَهُ وَ لَا تَنْتَحِكُمَا
 التَّمَشْرِكَيْنِ حَتَّى يُؤْمِنُوا قَرَقَ
 مَبِينِ آيِ الْعَاصِرِ وَ بَيْنَ زَيْتَبَ وَ
 تَوْكَاتِ الْكِفَالَةُ فِي الْإِسْلَامِ

شَرْطًا قَبْلَ ذَلِكَ لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ
 مُبَیِّنَاتٍ الْآيَةَ فَمَا ذَكَرَهُ لَا
 وَجْهَ لَهُ وَأَمَّا نَائِمًا فَلَيْتَهُ لَا يَشْبُهَهُ
 فِي كَوْنٍ زَيْنَبَ وَرُقَيْيَةَ اللَّتَيْنِ تَعَتَّ
 أَيْ الْعَاصِ وَعَدَّ حَانَ مُسْلِمَتَيْنِ كَمَا
 لَا يَشْبُهَهُ فِي كَوْنٍ تَزْوِيحِهِمَا مِنْ
 تَسْوِيلِ اللَّهِ (ص) وَبِأَذْنِهِ وَإِجَارَتِهِ
 فَكَلَّا يَغْيُرُكَ الْحَالُ بَيْنَ آتٍ تَكُونُ
 إِبْتِغَاءً أَوْ رِيبَةً أَوْ ابْتِغَاءً أُخْتِ
 تَحْدِيثُهُ مِنْ أُمِّهَا أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ
 لِإِشْرَاحِ الْجَمِيعِ فِيهَا جَعَلَهُ
 عِلَّةَ الْإِنْكَارِ فَهَذَا كَرَّرَهُ سَاقِطٌ
 بِلَا يَشْبُهَهُ

(تفہیم القرآن) تصنیف: عبداللہ الامتاعی
 اقصیٰ جلد سوم صفحہ ۱۰۱ باب الخلاء والبراء
 والذی اطمین من فصل النساء و مطبوعہ
 تہران طبع جدید

ترجمہ

حضور علیؑ علیہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینبؑ (رضی اللہ عنہا)
 حضرت خدیجہؑ کے بطن سے قمیہ مدائن کی ولادت کے وقت حضور علیؑ
 و علیؑ کی عمر شریف تین برس کی تھی اور وہ اٹھ بھری میں حضور علیؑ و علیؑ

کی علامتِ زندگی میں انتقال فرما لیں حضورِ خداون کی قبر میں اُس سے سب اس وقت ہم راہ
 ہر پریشان تھے۔ جب اہل شریعت لائے، تو آپ خوش و خرم نظر آ رہے تھے
 فرمایا میں اپنی بیٹی زینب کی کمزوری اور اس کے برزخی حالات کے سوچ و پیچ رہ
 میں تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کی قبر کی سنگی اور سنگی کی بابت سوال کیا، کہ
 اس میں کئی فرما دی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرما کر اس پر آسانی
 کر دی۔ حضرت زینب کی بزرگی اور عظمت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا یہی ارشاد کافی ہے۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا۔ لوگو! کیا میں تمہیں ایک ایسی
 شخصیت نہ بتاؤں، جو خالی اور خالہ کے اعتبار سے تم سب میں سے بہتر ہے
 لوگوں نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ! فرمایا وہ حسن و حسین ہیں کہ جن کا میں
 تمام اور خالہ زینب میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں۔

پھر معروفِ قرنی (رضیہ اللہ عنہ) کی طرف سے اخبارِ متغیض کے ذریعہ ثابت
 ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا کی اہلِ اعراس بن رہیں سے شادی ہوئی۔ جو عقاید
 سے متعلق تھا۔ اور یہ بھی روایت آئی ہے کہ جب زینب شرفِ اسلام ہوئیں۔
 تو ان دونوں کے مابین قرنی ہو گئی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے درمیان
 قرنی کو عملی جامہ پہنانے میں معذور تھے۔ کیونکہ آپ مکہ مکرمہ میں منکوی کی زندگی
 بسر فرما رہے تھے۔ اور حلال و حرام کا اختیار نہ رکھتے تھے۔ پھر
 جب آپ اس امر پر قادر ہو گئے۔ تو آپ نے ان دونوں کے درمیان عملاً تفریق
 کر دی۔ کچھ عرصہ بعد اہلِ اعراس مشرفِ اسلام ہوئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 نکاحِ مدبرہ و نکاحِ اولیٰ کے ساتھ حضرت زینب کو ان کی زوجیت میں

دے دیا۔

سیدہ اہلِ اعراس ملوی کوئی نے اپنی تعقیف نہ لاسکتی نہ فی جراحہ اللہ شہ۔

میں مولیٰ کا دم ذکر کر کے اسی پر غور کیا ہے کہ یہ منصب اور تہذیب جو کہ باقرتیب ابوالقاسم
اور عثمان غنی کے نکاح میں تھیں۔ یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں
تھیں۔ بلکہ آپ کے گھرانے کی سرفروں پرورش شدہ تھیں۔ ابوالقاسم نے اپنے اس
اعزاز پر اپنے زحم کے مطابق ایک برہان پیش کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کا بہشت سے قبل دین جاہلیت پر مبنی غیر منقولی بات ہے
بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ بہشت سے قبل ایسے دین کے مطابق زندگی
بسر کر رہے تھے۔ جو اللہ کے ہاں پسندیدہ تھا۔ لیکن وہ دین جاہلیت تھا
اس حقیقت کے پیش نظر یہ کہنا ناممکن ہے کہ آپ نے اپنی بیٹی (زینب)
کی شادی ایک کافر (ابوالقاسم) سے بغیر کسی مجبوری کے نہ کی تھی۔ حالانکہ وہ
(ابوالقاسم) آپ کے دین کا مخالفت تھا۔ اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس
کے کمزور قریب اور بے دینی سے ایسا طرح آگاہ تھے۔ اس کے بعد ابوالقاسم
علوی نے یہ نہایت کرنا چاہا کہ رقیہ اور زینب حضرت خدیجہ کی
اور تراویہی سے عقین ان دونوں کو کہیں کاہن زینب اور تہذیب تھا۔ اور بھی
وہ دو فرکیاں ہیں۔ جن میں پہلی کی شادی ابوالقاسم اور دوسری کی عثمان غنی
سے ہوئی۔ یہ تھا خلاصہ ابوالقاسم کی مولیٰ عمارت کا کہ جسے ہم نے طراوت کے
باعث نقل کیا۔ اس مولیٰ عمارت میں اگرچہ ابوالقاسم کے اپنے آپ کو خواہ
مخاؤ پریشانی میں ڈال کر مشقت پھیل کر کہیں کہیں پرے منوں میں کوئی ایسی فرمایا
دینے میں یہ تا کام رہا جو نظر و ثبوت کے اعتبار سے تکلف کے طور پر ذکر
نہ کی گئی ہو۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس کی ساری عمارت گھڑی کے جال کی
طرح (نہایت کمزور) ہے۔

اولیہ کہ اس نے کام کی مشابہت اجنبی سے ہے۔ اور وہ بھی ایسا

اجتہاد جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نقل کردہ قرآن و سنت کی انھوں کے مقابلہ میں ہے۔ اور ہمارے ائمہ معتزلت کی روزانہ منصوصہ کے مقابلہ میں ہے۔
 دوم یہ کہ ہم اگر چہ تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دور جاہلیت میں دین جاہلیت پر کاربند نہ تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین پرست تھے۔ لیکن اسی دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم شریعت کے بانی کی حیثیت سے نہ تھے۔ بلکہ جو حکم آپ پر اترتا۔ آپ اسی کو اپنے اہل و عیال کو اہم کرنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ اپنی طرف سے کوئی حکم گھڑنا آپ کے لئے ناممکن ہے۔ اور احکام آپ سے آتے اور آپ سے تھے۔ جب آپ نے زینب اور عاتکہ کی شادی کی۔ تو اسی دور میں یہاں جوہی کے درمیان اسلام کی شرط اور روئے شرح صحیحی لہذا آپ کا دونوں بیٹوں کی شادی غیر مسلموں سے کرنا نکاح صحیح تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "یا مسلمانو! مشرک مردوں سے ایمان قبول کے بغیر اپنی ایماندار عورتوں کی شادی مست کرو" (آلہ الاحزاب) اور زینب کے درمیان جدائی ہو گئی۔ دیکھو کہ اب اسلام نکاح میں بطور شرط مقرر ہو گیا اور اگر اسی آیت کو رد کے لئے کہہ دے تو یہ بھی یہ اسلام کا شرط ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ پھر اسی کو نازل نہ فرماتا۔ لہذا یہ احکام طوی نے جو ذکر کیا اس کی کوئی وجہ نہیں تھی۔

تیسری بات یہ کہ حضرت زینب اور حضرت عاتکہ کا مسلمان ہوتے ہوئے ایوانہاں اور عثمان غنی کے نکاح میں ہونا جس طرح بلاشبہ ہے۔ اسی طرح یہ بھی بات بلاشبہ ہے کہ ان دونوں کی شادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہوئی تھی۔ لہذا اگر یہ دونوں بیٹیاں آپ کی حقیقی بیٹیاں ہوں یا پالتو ہوں یا حضرت صدیق کے مال ہوں۔ ہاں ہاں۔ ہیں کی بیٹیاں ہوں یا کوئی اور

ہوں، تو بھی وہ وہی ہر صورت میں موجود ہے۔ جس کو بے کراہی انعامِ طوی نے ان دونوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں ماننے سے انکار کیا ہے۔ وہی یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دین حق پر جو تھے ہوئے یے ورنہوں کے ساتھ نکاح کیسے کر سکتے ہیں؟ لہذا جو کچھ اُن نے ذکر کیا۔ وہ یقیناً ساقط ہے۔

- ۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیوں میں سے سب سے بڑی صاحبزادی جنا بہ زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ جو حضرت عبدالعزیز الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس سے تھیں۔
- ۲۔ حسین کریمؑ کے بہت سے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کی خالہ کی طرح کسی دوسرے کی خالہ نہیں۔ اور آپ کی خالہ کا اسم گرامی زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
- ۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بڑی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی دورِ بانیہ میں ابوالماس بن ربیعہ سے ہوئی تھی۔ جو ان کے مشرف باسلام ہونے تک قائم رہی۔
- ۴۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے پر دونوں بیای بیوی میں تغیراتی ہو گئی۔ بعد ازاں ابوالماس کے سلطان ہونے پر پھر زینبیت کا رشتہ از سر نو یا پہلا ہی حال ہو گیا۔
- ۵۔ ابوالماس طوی نے حضرت زینب اور زینبہ رضی اللہ عنہا کو جس برابر اپنی ارمی سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ دونوں آپ کی حقیقی صاحبزادیاں ہیں۔ بلکہ آپ کے گھر پر وراثت پانے والی یا حضرت عبدالعزیزؑ کی ماں جانی بہن کی بیٹیاں تھیں۔ اور

انکار کی علت یہ بیان کی کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تسلیم کریں۔ تو
ابوہامس کافر کے ساتھ ایک مسلمان محمدؐ کا نکاح از روئے قرآنی آیت درست
نہیں۔ اس لئے اختلافِ دین علت ہے کہ یہ دونوں حضور کی حقیقی صاحبزادیاں نہیں تھیں
اُس بُرہان پر صاحبِ تحقیق انتقال نے صحیح طبع کے اعتراضات کر کے اسے دیکھ کر زور کر دیا۔
ایک یہ کہ بُرہانِ نمود میں شیعہ دُستی جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی یہی راوی حضرت
ائمہ سے تقویٰ میں۔ اسی کے مقابل میں اجتہاد ہے ہذا مروی ہے۔

دوسرا یہ کہ قبلی بھشت حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس دین پر زندگی بسر فرما رہے تھے۔
اس میں غیر مسلم کے نکاح میں مسلمان بھرت کو دینے پر پابندی نہ تھی۔ یعنی فریقین کا اسلام
میں ایک دوسرے کا ٹکڑا ہونا شرط نہ تھا۔ اسی لیے یہ نکاح اُن کے دور کے حالات کے
چشمِ نظر درست اور صحیح تھا۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط کے
اتارنے کے بعد تفریق کا حکم دیدیا۔

تیسری کہ اگر علت و قرار دی جائے کہ وہی نکاح میں اشکاتِ دین ہے اور حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے ایسے کام کی توفیق نہیں کی جاسکتی۔ تو پھر یہ علت تو ہر حال موجود ہے
کیونکہ یہ نکاح آپ کی رضامندی اور اجازت سے ہوا تھا۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی رضامندی اور اجازت پر بھرت بھی نہیں پڑتا ضرور پڑتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جس
علت کی بنا پر اہلِ اتمامِ دین دونوں کو حضور کی حقیقی صاحبزادیاں ماننے سے انکار
کر رہا ہے۔ وہی علت صاحبزادیاں بھی ہوں۔ تہی بھی موجود ہے۔

الحکمہ ظہرہ۔

”میتع اتل۔“ کے حوالے سے سلوم ہوا کہ بعض ضعیفی کا استدلال اور اہلِ اتمامِ طوری کی
جنہ مہرانی ایک ہی درجہ کی دو شاخیں ہیں۔ تو جس طرح اہلِ اتمام کو ملاکہ ماقتانی تھے

خامد اور کاذب اور اس کے دلائل کو تائید عکسوت سے کہیں نہ کیا وہ کچا اور ناقص ثابت کیے گا ای طرح
نہجی شیعہ کی دین کا بھی یہ حشر ہو گا۔ بس نام کا قری ہے۔ ابراہیم کہ جگہ نہجی شیعہ پر صلی اللہ
پھر جو احترامات علامہ اعظمی نے ابراہیم پر کئے بیحد وہی نہجی شیعہ پر وارد ہوئے ہیں یہی
اعادہ شیعہ نبوی اور امامیہ ائمہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

جوان دونوں کی مرکزی دلیل ہے یہ آیت

کہ یہ حضرت زینب علیہا السلام کے درمیان نکاح ہو جانے کے بعد نازل ہوئے۔ جب
نازل ہوئے تو آپ نے ان دونوں کے مابین تفریق کر دی۔ اگر پہلے نکاح ہوا ہی نہ تھا
تو پھر تفریق کا کیا مطلب؟ الٰہی تشییس سے ایک سوال ہے کہ اگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا
کا اس آیت کریمہ کے نزول سے قبل کسی کافر سے نکاح ناجائز تھا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے ان کا نکاح کر دیا۔ تو یہ نکاح ناجائز ہی رہے گا اور ناجائز کرنے والے خود
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں رضی اللہ عنہ۔ بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا نکاح جو حضرت
زینب سے ہوا۔ بعثت سے قبل کی مدت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اہلیہ محترمہ
کی غلویت تمہارے نزدیک کسی غلویت ہوگی۔ اور اگر کدورت تھا۔ تو یہی بتا رہا ہے۔
تو مسلم ہوا۔ کہ جس دلیل کے ذریعہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیاں ہونے سے انکار کی علت بتایا جا رہا ہے۔ وہ
عدلت و دراصل نیابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خود حضور کی انتہا درجہ کی توہین ہے علامہ
اعظمی باوجود اس کے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کیت پرورد و دشمنوں میں سے
ہے اس نے بھی اسی دلیل کو مرکزی کی تار جب تا نہیں اور کمزور قرار دیا۔ اور حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادوں کے حق میں بولا۔

جواب کوم بطریق اجماع۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی چار صاحبزادیاں جو سونے پر

فرز نقیض (شیعہ سنی) کا اجماع ہے

علامہ اسحاقی اور علامہ باقر مجلسی نے اپنی اپنی تصنیفات میں اس بات کو مراعات کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں چار تھیں، اور اکابر فریقین کا اجماع ہے کہ دونوں کی کتب کے حوالہ جات سے ملاحظہ فرمائیے۔

نتیجہ المقال۔

إِنَّ كُتُبَ الْخَيْرِ ثَمَنِينَ مَشْرِحُونَ بِهَا تَهْلُ
وَلِيدَتُ لِلشَّيْخِ (ص) أَرْبَعُ بَنَاتٍ
زَيْنَبُ وَ أَمَّا كُتُبُهُمْ وَ كُتُبُ جَنَّةِ
وَرَقِيَّةُ وَ عَدَّةُ أَوْلَادِ النَّبِيِّ
الطَّيِّبِ وَ الطَّاهِرِ وَ كَانَ ثَمَنُ حَتَّى
أَمَّهُ حَكِيمَةُ وَ إِلَيْهِ يَأْتِيهِمْ وَ مَكَتُ
أَوْلَادُهُ السَّكُونُ وَ قَبْرُ الْإِسْمِ
وَ أَنْكَرُ بَعْضُهُمْ وَ لَدَّةُ خَيْرِ نَعْمَةٍ مِنْهَا
لَهُ وَ أَمَّتْ بَنَاتُهُ فَدَرْكُ الْإِسْمِ وَ
جَاهِلُونَ مَعَهَا فَانْبَغَتْ وَ هِيَ يَـ

نتیجہ المقال سے ملاحظہ فرمائیے۔

من فصل النساء، بطورہ نمبر ان طبع جدید

ترجمہ:-

شہید سنی دونوں فرقہ کی کہیں اس بات کی تائید میں بھری پڑی ہیں۔ کہ
حضرت علیؑ علیہ السلام کی حقیقی بیٹیاں چار تھیں، جن کے نام یہ ہیں۔ زینب
ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہن۔ اور آپ کے تین صاحبزادے تھے
قاسم، یحییٰ، اور طاہر۔ اور آپ کی کنیت اپنے صاحبزادے قاسم کے
نام پر ابو القاسم تھی۔ آپ کے ہمد صاحبزادے اسلام سے قبل ہی انتقال
کر گئے۔ بعض نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے صرف
ایک بیٹے قاسم کے ہونے کا اقرار کیا۔ اور دوسروں کا انکار کیا۔ لیکن آپ کی
تمام صاحبزادیاں مشرف باسلام ہوئیں۔ آپ کے ساتھ ہجرت کرنے میں
شامل تھیں۔ آپ کے اتباع میں تھیں۔ اور آپ پر ایمان آئی تھیں۔

مرآۃ العقول

اجْتَمَعَ أَهْلُ الثَّقَلِ عَلَى أَتْلَافِ
وَلَدَتِ لَهُ أَرْبَعُ بَنَاتٍ حُكُمُهُنَّ
أَذْرَحْنَ الْإِسْلَامَ وَهَاجَرْنَ زَيْنَبُ
وَرُقِيَّةٌ وَأُمُّ حَكُّومٍ وَفَاطِمَةُ
وَاجْتَمَعُوا عَلَى أَتْلَافِ وَلَدَتِ لَهُ وَلَدًا
سَمَّاهُ الْقَاسِمَ وَكَانَ بِهِ يُكْنَى وَ
اخْتُلِفَ هَلْ وَلَدَتْ لَهُ ذَكَرًا
عَبْدًا فَتَنِيْدَ وَلَدَتْ ثَلَاثًا عَبْدَةَ اللَّهِ

وَالْخَلِيبِ وَالْقَظَائِرِ وَالْخَيْدَاتِ فِي
 ذَٰلِكَ كَثِيرٌ وَمَا أَتَىٰ سَمَ بِمَكْنَةٍ
 صَغِيرًا قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ وَرَقِيذٌ إِشَاهُ
 لَمْ يَعِشْ إِلَّا أَيَّامًا يَسِيرَةً وَلَمْ
 يَكُنْ لَهُ صَاحِبٌ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 مِنْ غَيْرِ خَدِيجَةٍ وَلَدًا غَيْرَ إِبْرَاهِيمَ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَدَتْهُ مَارِيَةُ
 الْقُبُطِيَّةُ وَلَدَتْهُ بِالْمَدِينَةِ وَبِهَا
 تُوُفِيَ وَهُوَ رَضِيْعٌ وَتُوُفِيَ جَمِيْعُ
 أَوْلَادِهِ فِي حَيَاتِهِ إِلَّا كَذَيْتَةَ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهَا فَلَدَتْهَا خُرَيْمَتُ بَعْدَ مَا يَسْتَلِ
 أَشْهُرَ.

برآۃ العقول تصنیف علامہ اقبال علی

جلد ۵۸ کتاب الحج باب

مولد انبی علی الشریعہ وآلہ وسلم

مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ

اہل نقل کا اسی بات پر اجماع ہے کہ حضور علی الشریعہ وسلم کی ختیسی چاہے ہونے ل
 تھیں۔ اور انہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت بھی کی۔ نام یہ ہیں زہیر
 رقیہ۔ ہم کلثوم اور زینبہ۔ اور اہل نقل کا اس پر بھی اجماع ہے کہ حضرت
 خدیجہ کے بطن آپ کا بیٹا قاسم پیدا ہوا۔ اور آپ نے اسی کے ساتھ

اپنی کیفیت رکھی تھی۔ اس میں اختلاف ہے کہ کیا حضرت نے مجھ سے تمام کے علاوہ کوئی بچہ جنا کیا گیا ہے۔ کہ میں اور بیٹے عبداللہ و طیب اور طاہر بھی ان کے ہاں پیدا ہوئے۔ اس پر بہت اختلاف ہے۔ جناب تمام کا کہہ میں انتقال ہوا۔ اور ابھی آپ چلنے کے کڑاں بھی نہ ہوئے تھے۔ بعض کا کہن ہے کہ چند دنوں کے بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد حضرت خدیج کے گھرانہ کسی اور جگہ سے نہ تھی۔ صرف جن بھائیوں نے جو مدینہ قبیلہ یعنی انہیں کے ہاں پیدا ہوئے۔ مدینہ منورہ میں ان کی ولادت اور یہی ان کا انتقال بھی ہوا۔ انکی وقت آپ دو دو چہیتے پیچھے تھے۔ آپ کی تمام اولاد ماسوا سے حضرت فاطمہ کے آپ کی زندگی میں ہی خدا کی پاری ہو گئی۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا آپ کے وصال کے چھ ماہ بعد ہی دنیا سے رخصت ہوئیں۔

لکھ فکر یہ۔

شیعہ مذہب کی کتب اسمائے رجال میں "تنقیح المقال" کا مقام نہایت بلند ہے۔ اور ہر حدیث کی محنت و عدم محنت اور راویوں کے حالات کے متعلق تمام اہل تشیع میں کھینچی گئی اس کتاب کا سہارا پڑھتے ہیں۔ اس کے مصنف علامہ ماسقانی کا محاکمہ دنیا بہ رسول کے متعلق آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اس کا ترجمہ حوالہ میں اس نے اسی مسئلہ کے متعلق یہاں لکھ دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیقی مسلمی چار صاحبزادیاں ہونے پر شیعہ کسی کا اختلاف نہیں۔ بلکہ اجماعی مسئلہ ہے۔ فرقہ کی کتب میں یہ مسئلہ وضاحت و صراحت کے ساتھ کئی مرتبہ مذکور ہے یہ چارویں صاحبزادہ اب مشرف اسلام بھی ہوئیں اور انہوں نے ہجرت بھی فرمائی۔

دوسرے عالم میں مسلک شیعہ کے متاخر المجتہدین ملا باقر مجلسی کا بھی یہی کہنا ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادیوں کی تعداد چار ہونے میں فریقین کے تمام حلقہ وک اتفاق اور اجماع ہے۔ اگرچہ ملا باقر مجلسی نے اپنے قول کو علامہ قرطبی کی طرف منسوب کر کے بیان کیا لیکن بیان کرنے کا انداز اور پھر اس پر کئی قسم کی بوجھ کر نا خود ملا باقر مجلسی کی رضا کی دلیل ہے مختصر یہ کہ اس امر پر شیعہ مسیحی دونوں فرقوں میں مکہ آپ کی صاحبزادیاں چار تھیں۔ اس اجماع و اتفاق نے مسئلہ زہر بخت کو یقینی بنا دیا۔ اب اگر فریقین میں سے کوئی اجماع کا انکار کرے۔ اور حضور علیہ السلام کی بیویوں کے تعلق یہ خیال رکھتا ہو کہ وہ آپ کی زہرہ تربیت تھیں۔ یا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بھانجیاں تھیں وغیرہ وغیرہ۔ تو یہ نال اجماع کا منکر ٹھہرے گا۔ لہذا اس کا قول یا اتفاق مردود اور نقابل قبول قرار پائے گا۔

جواب چھارم بطریق مکملہ :

دو مرکزی شیعہ مجتہدین شیخ مفید اور شیخ مرقی کا حضور کی چار بیوی
صاحبزادیاں تسلیم کرنے کے بعد حضرت عثمان غنی کے ساتھ
ان میں سے دو کی نشادی ہو سنے پر مکملہ
مکملہ شیخ مفید۔

شیخ مفید نے جب یہ ثابت کیا کہ حضور علیہ السلام نے بخت سے قبل اپنی صاحبزادیوں میں سے دو کا عقدان رواں سے کیا۔ جو کافراور بت پرست تھے۔ بخت کے بعد آپ نے ان میں انفریق کرادی۔ یہ شیخ مفید اس مسئلہ میں ایک قرآن کے ضمن میں تین جواہرات تحریر کرتا ہے۔ اعتراض یہ ہے۔ جب چاروں صاحبزادیاں آپ کی حقیقی بیوی تھیں تو بخت کے بعد ان میں سے دو کا عقد یکے بعد دیگرے عثمان

سے کیا گیا۔ مگر ان کے دشمنان اہل تشیع کے نزدیک دشمنانِ خداوندِ مسلمان نہیں تھے۔ بہشت سے قبل تو عہدِ ازکی وجہ ہو سکتی ہے۔ لیکن بہشت کے بعد ایسا کیوں کیا گیا؟
شیخ مفید کی بہادت بحار الانوار میں مذکور علی نے ذکر کی۔ ملاحظہ ہو۔

بحار الانوار۔

قَالَ الشَّيْخُ الشَّعْبِيُّ الشَّعْبِيُّ هَدَسَ
رُوحَهُ فِي مَسَائِلِ الشَّرِّ وَبَيَّنَّ فِي
جَوَابِ مَنْ سَأَلَ عَنْ تَرْجِيحِ الشَّيْخِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ رِبَّتَهُ رَيْبَتَهُ وَرُقِيَّتَهُ
مِنْ عَشَمَانٍ قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ بَعْدَ
إِيمَانِهِ بَعْضُ الْأَحْبَوْبَةِ عَنْ تَرْجِيحِ أَمِيرِ
الْمُؤْمِنِينَ بِنْتَهُ عَمْرٍ وَكَيْسَ ذَلِكَ
يَا عَجَبٌ مِنْ قَوْلِكَ لَوْ لَمْ " هُوَ لَا يَمْ
بَنَاتِهِ هُوَ أَظْهَرَ لَكُمْ " قَدْ عَامَهُ
رَأَى الْعَقْدَ عَلَيْهِمْ رِبَّتَاتِهِ وَهُمُ
حُكَّامٌ مَلَكٌ قَدْ آذَنَ اللَّهُ فِي
هَلَاكِهِمْ وَحَدَّثَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ رِبَّتَتِهِ قَبْلَ
الْبَعْتِ كَاخِرٍ مِنْ كُنَّا يَذْهَبُ الْأَصْنَامُ
بَعْدَهُمْ مَعَهُ مِنْ آخِرِ لَقَبٍ وَالْآخِرُ
أَبُو النَّصْرِ يُرَى تَرْجِيحَ هُنَا بَعْضُ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ خَرَقَ
 بَيْتَهُمْ وَبَيِّنَ رِاسَتِيهِ وَكَمَاتِ
 عُثْبَةَ عَلَى الْكُفْرِ وَاسْتَمَرَّ أَبُو النَّبِيسِ
 خَرَدَهَا عَلَيْهِ بِالنَّيْكَاحِ الْأَوَّلِ وَ
 لَمْ يَكُنْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فِي
 حَالِ مَوَ الْأَحْوَالِ كَأَخْرَافٍ وَلَا مَوَالِيهَا
 لِأَهْلِ الْكُفْرِ وَخَدَرَ قَوْجَ مَرِّ يَمْتَدُّ
 مِنْ دُونِهِ وَهُوَ مَكْرٌ لَهُ فِي اللَّهِ
 عَزَّ وَجَلَّ وَهُمَا الذَّانِ رَوَّجَهُمَا
 عُثْمَانُ بَعْدَ هَذَا عُثْبَةَ وَهَوَّاتِ
 إِلَى النَّاصِرِ وَاسْتَمَرَّ وَجَهَهُ لِنَبِيِّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَلَى ظَاهِرِ الْإِسْلَامِ
 مَعَهُ أَنَّهُ تَغَيَّرَ بَعْدَ ذَلِكَ وَلَمْ يَكُنْ
 عَلَى الشَّيْءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ تَبَمَّ
 فِيمَا يَحْدِثُ فِي الْفَرِيقَةِ هَذَا عَلَى
 قَوْلِ بَعْضِ أَصْحَابِنَا وَعَلَى قَوْلِ
 هَرِيقِ الْأَخَرِ أَنَّهُ رَوَّجَهُ عَلَى الظَّاهِرِ
 وَكَانَ بِأَيْدِيهِ مَسْئُورًا عَلَيْهِ وَتَمَكَّنَ
 أَنْ يَنْتَحِرَ اللَّهُ عَنْ شَيْءٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَآلِهِ بِذَلِكَ كَثِيرٍ مِنْ الْمَسْكُوفِينَ
 خَدَرَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ رَمَزَ أَهْلَ الدُّنْيَا

مَرَدُّهُ عَلَى الشَّيْءِ لَا تَقْتَضِيهِمْ نَحْسٌ
 كَعَدِّهِمْ) فَلَا يَنْكَرُونَ أَنْ يَكُونُوا فِي أَهْلِ
 مَرَكَّةَ كَذَلِكَ وَالتَّيْكَاحُ عَلَى الظَّاهِرِ دُونَ
 التَّبَاطُؤِ وَابْتِغَاءُ مَا يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ
 تَعَالَى قَدْ أَبَاحَهُ هُنَا كَمَا أَنَّ بَطْطَاهِرِ
 الْإِسْلَامَ وَرَأَى أَنَّ عَلَيْهِ مِنْ بَاطِنِهِ التَّقَدُّقُ
 وَحَصْنُهُ بِذَلِكَ وَرَخِصَ لَهُ فِيهِ كَمَا
 خَصَّهُ فِي أَنْ يَجْمَعَ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعِ
 حَرَائِرٍ فِي التَّيْكَاحِ وَأَبَاحَهُ أَنْ يَنْكِحَ
 بِغَيْرِ مَهْرٍ وَنَهَى بِحُظْرٍ عَلَيْهِ الْمَوَاصِلَةَ
 فِي الضَّيْبِ وَلَا الصَّنُوفَ بَعْدَ قِيَامِهِ مِنْ
 الشُّؤْمِ بِغَيْرِ وَضُوءٍ وَأَشْبَاهَ ذَلِكَ حَتَّى
 خَاضَ بِهِ وَحُظِرَ عَلَى بَعْضِهِ مِنْ عَامَّةِ
 النَّاسِ فَهَذِهِ أَحْوَابُهُ كَمَا نَحْنُ قَدْ وَجَّهْ
 لَنَبِيِّ صَلَّي اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَشْمَانُ وَكُلُّ
 وَاحِدٍ مِنْهَا كَافٍ بِمَنْفَعَتِهِ مُسْتَعْنٍ بِمَا سِوَاهُ
 وَاللَّهُ الْمَوْضِعُ لِلْعُقُوبَاتِ .

(بحار الانوار تصنیف علامہ ابوالحسن

جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۳ تا ۱۶۵)

علیہ السلام و معہ تبرکات

میں جہیں

ترجمہ۔

مسائل اور روایات شیخ مفید نے جنہاں سے سوالات کا جواب تحریر کیا جو ایک مسائل نے دریافت کئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں کی شادی حضرت عثمان سے کیوں لگائی؟ اس سے پہلے شیخ مفید نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کی شادی جو حضرت عمر سے ہوئی تھی۔ اس کے جوایات تحریر کئے ہیں۔

یہ کوئی حضرت لوط علیہ السلام کے قول سے بڑھ کر خوب خیر معاملہ نہیں حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا۔ ”میرے بیٹیاں ہیں تمہارا یہ بھنے زیادہ پاکیزہ ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے ان لوگوں کو اپنی بیٹیوں سے شادی کرنے کی دعوت دی۔ حالانکہ وہ کافر گمراہ تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ ہی فرمایا چکا تھا۔ یہ بھی امر واقع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلت سے قبل اپنی دو بیٹیوں کی شادی دو کافروں سے کی تھی۔ یہ دونوں ترقی کے پجاری تھے۔ ان میں سے ایک گام مقبویٰ ابی لبب تھا اور دوسرے کا نام ابو العاص بن زید تھا۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھوش ہوئے تو آپ نے اپنی صاحبزادیاں اور ان کے خاوندوں کے مابین جدائی گرا دی۔ عقیدہ تو کفر پر ہی مگر کیا اور اب ان مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس کے عقد میں دی ہوئی بیٹی کسی عقد کے ذریعہ واپس لوٹا دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی حال میں بھی حالت کفر پر نہ رہے۔ اور نہ ہی کافروں کے ساتھ آپ کا کبھی یا رانہ نہ لیا آپ نے ایسے شخص کو اپنی بیٹی زیادہ دی۔ جو آپ کے دین سے بیڑ نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں آپ کا دشمن تھا۔ آپ نے اپنی دو صاحبزادیوں کی شادی

حضرت عثمان سے کروں۔ جو پہلے عقیدہ اور الواہ میں کی نزوجیت میں نہیں
اور یہ دونوں ٹکریکے تھے۔

صنوبر علی اللہ علیہ السلام نے یہ شادی عثمان کے ظاہری اسلام کو دیکھ
کر کی۔ پھر شادی ہو جانے کے بعد عثمان نے ظاہری اسلام بھی چھوڑ دیا۔ ایسا
اس لیے جائز ہے کہ صنوبر علی اللہ علیہ السلام کی اسے معاملہ اور واقعات
کے مکلف نہ تھے۔ جو بعد میں رونما ہوئے والے ہوں۔ رہتی جو کچھ فی الحال
نظر آیا آپ اُنہی کے مکلف تھے۔ بعد اُن کی احوال عثمان عثمان تھا۔ لیکن
انجام کیا ہوتا ہے۔ آپ اس کے مکلف نہ تھے، ناکہ عثمان کے اسلام
ظاہری سے برگشتہ ہونے کی صورت میں آپ شروع سے ہی اُن کو
اپنی نرکی نہ دیتے، جو اب ہمارے بعض اصحاب کے قول کے
مطابق (دیکھا گیا) ہے۔

ایک اور قدرتی کے قول کے مطابق جواب یہ ہو گا۔ کہ آپ نے یہ
شادی ظاہری اسلام کی حالت کو دیکھ کر کی۔ اور عثمان کا باطن آپ سے مخفی تھا
اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے مناہجین کے تعلق کو آپ سے
چھپا کر رکھا ہو۔ دیکھئے خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے "مدینہ کے کچھ لوگ
نفاق قوم بہت بڑے ہوئے ہیں۔ انہیں تم نہیں جانتے۔ ہم بخوبی جانتے
ہیں" لہذا جب مدینہ میں اسے استقامی موجود تھے تو مکہ مکرمہ میں ان کا
وجود ناممکن نہ نہیں ہو گا۔ اور نکاح تو ہوتا ہے ظاہری حالت کو دیکھ
کر نہ کہ باطن کو سامنے رکھ کر۔

اور یہ بھی جواب دینا، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص
سے نکاح کرنے کی اجازت دیدی ہو۔ اور اگر وہ سے شرع مباح ہو۔

جو اسلام کو کھابری طور پر قبول کر رہا ہے، اگرچہ آپ کو اس کے اندر کے نفاق کا علم ہی ہو اور اللہ تعالیٰ اسے آپ کے بسے یہ مخصوص کر دیا ہو اور اسی میں رحمت و اجازت دے دی ہو، یہاں تک کہ آپ کے بسے مخصوص طور پر یہ علم تھا کہ آپ بعد از اذان من مورتوں سے زیادہ کے ساتھ بھی شادی کر سکتے ہیں۔ اور بغیر عہد کے آپ کو شادی کرنے کی اجازت تھی اور روزے لگانا نہ تھا آپ کے بسے منوع نہ تھا، اور سومانے کے بعد بغیر وضو کئے آپ کے بسے نماز پڑھا جائز تھا، ان یہی باتیں جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بسے تو مباح تھیں۔ لیکن دوسروں کے بسے حرام تھیں۔ (بہذا اپنی بیٹیوں کی شادی حضرت عثمان سے کرونا حالانکہ آپ ان کے نفاق سے بخوبی آگاہ تھے) (مسند احمد) مومن اور مرتد آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہر شخصت و اجازت دی تھی کسی دوسرے مومن کے بسے ایسا کرنا حرام ہے) قرآن میں جو آپ پر اسے اس سوال کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادوں کی شادی عثمان سے کیوں کی ان جوابات میں سے ہر ایک جواب بذاتہ مسائل کی تسلی کے بسے کافی ہے اور دوسرے کسی جواب کی ضرورت نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ جواب کی توفیق عطا فرمائے والا ہے۔

شیخ مفید کے کلام کی تلخیص۔

۱۔ حضرت زینب اور رقیہ رضی اللہ عنہما دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیاں ہیں۔

۲۔ بہشت سے قبل ان دونوں کا نکاح عقبہ اور ابوبکر سے ہوا۔ جو اسلام قبول کرنے پر متعلق ہو گیا۔

۳۔ پھر ان دونوں صاحبزادوں کا بھشت کے بعد ابو اسامہ اور عثمان سے نکاح ہوا۔ جو اہل تشیع کے نزدیک منافق تھے (معاذ اللہ) منافق کے ساتھ ایک مسلمہ عورت کی شادی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں کی: اسی کے تین جوابات ہیں۔

اول۔ یہ دونوں ابو اسامہ، عثمان، بظاہر مسلمان تھے مگر اس سے ان کے ظاہر کو دیکھ کر شادی کی گئی۔ مگر بعد میں یہ دونوں اسلام سے پھر نکلے۔

دوم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا اندرونی نفاق فحشی تھا۔ اس سے ظاہری مسلمان سمجھ کر ان سے نکاح کر دینا قابل اعتراض نہیں۔

سوم۔ ظاہری اسلام اور باطنی نفاق کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا۔ پھر آپ نے نکاح کر دیا تو ایسا کرتا آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔ جو دوسروں کے لیے ہرگز جائز نہیں۔ جیسا کہ چار سے زائد شواہد اس حق جہر کے بغیر نکاح اور علی الاطلاق دامن دینے رکھتا وغیرہ۔

لحجہ فکر یہ۔

تاریخین کہیں! شیخ مفید کے اندازہ تحریر سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیقی صاحبزادیاں چار تھیں کیونکہ ان میں سے دو رقیہ اور زینب الی شادی بھشت سے قبل دو کافروں (ابو اسامہ، عقبہ) سے ہوئی۔ اسی شادی کی صحت کو ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ اور بھشت کے بعد یہ دونوں ابو اسامہ اور عثمان کے نکاح میں آئیں۔ اسی نکاح کے درست اور جائز ہونے کے تین جوابات ذکر کئے۔ یہ جوابات ذکر کرنا دراصل اس بنیادی اعتراض سے اٹھنے والے سوالات کا دفاع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تحقیقی صاحبزادوں کی ایسے لوگوں سے شادی کیسے کر سکتے ہیں اگر شیخ مفید کی تحقیق یہ ہوتی۔ کہ یہ طریقہ ان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیقی صاحبزادوں

نہیں۔ تو چہرے کا داغ اور دو ٹوک جواب دے جوتا وہ کھو۔ ان کے نکاح کرنے سے حضور کی ذات مورد الزام نہیں رہی سکتی۔ کیونکہ یہ آپ کی حقیقی بیٹیاں ہی نہیں ہیں۔

شیخ مفید کو اگر اضطراب اور پریشانی تھی تو یہ کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اعتراض نہ کرے۔ لیکن غشی شیخ کو پریشانی یہ لاحق ہوئی کہ یہ دونوں لڑکیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیاں نہ ہونے یا ہیں۔ شیخ مفید کو حضرت عثمان سے دشمنی تھی لیکن اس کے باوجود حضرت رقیہ اور ام کلثوم کا حضور کی حقیقی بیٹیاں ہونے سے انکار نہیں کیا لیکن غشی کو تو حضرت عثمان کے علاوہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی ہے۔ آپ کی حقیقی صاحبزادیوں کا آپ سے نفی کر کے اپنی دشمنی کا اظہار کرنے پر آمادہ ہے۔ کیا اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض نہ ہوں گے؟

مقام حیرت ہے کہ مقتدین شیعہ میں سے کسی کو یہ جرات نہ پڑی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا انکار کرے۔ لیکن ان کے برعکس غشی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم، ائمہ اہلبیت اور اپنے مقتدین کی مخالفت کا بیڑا اٹھایا۔ آخر کیوں؟

مکالمہ شیخ طوسی و سید مرتضیٰ

اہل تشیع کے یہ دو نامور مجتہد ہیں۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ اہل بیت کے مقابلہ میں اہل تشیع ان کے قوال کو ترجیح دے دیتے ہیں مثلاً تمام ائمہ اہل بیت نے دہقرآن تحریر، قرآن کریم کی "تخریث" کو تسلیم کیا۔ مگر ان دونوں نے اس سے انکار کیا۔ اب ہر وقت مناظرہ اہل تشیع یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہم تخریث قرائن کے متفقہ نہیں۔ اور اس کے ثبوت میں ان دونوں کی جہاد سے پیش کی جاتی ہیں۔ یہ سالہا سال سے شیخ مرتضیٰ نے "اشافی" اور شیخ طوسی نے اس کی شریعت تلخیص، اشافی، تحریر کریں۔ ان دونوں نے

اپنی اپنی تصنیف میں یہ تسلیم کیا ہے کہ حضرت علیؓ علیہ السلام کو دو بیٹیاں حضرت زینبؓ اور ام کلثومؓ آپؐ کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔ لیکن اس مقام پر ایک اعتراض نکالا وہ یہ کہ اس امر کی نص موجود ہے کہ حضرت علیؓ علیہ السلام ہر ایک کے دل کے خیالات جانتے تھے۔ اس علم کے ہوتے ہوئے پھر آپؐ نے اپنی ان دو حقیقی بیٹیوں کا عقدارتے آدمیوں سے کیوں کیا۔
جواب میں سلطان نہ تھے۔

اس اعتراض کے انہوں نے کئی ایک جواب دیئے۔ جس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ان دونوں کے نکاح کر دینے سے آپؐ کی ذات پر کوئی اعتراض نہیں آتا
اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

تلخیص الشافی۔

فَإِنَّ قَبِيلَ رَدَاكَ كَانَ يَحْتَدُّ النَّصْرَ كُفْرًا
عَمَدَكُمْ وَ الْكَافِرُ عَمَدَكُمْ لَا يَجُودُ
أَنْ يَسْتَقْدِمَهُ إِيْمَانًا وَلَا إِسْلَامًا
وَالشَّيْءُ حَتَّى اللَّهُ هَدِيَهُ عَالِمٌ بِكُلِّ
ذِيكَ فَكَيْفَ يَجُودُ أَمَنْ يَتَحَكَّمُ
إِبْتِغَاءً مَنْ يَعْرِفُ مِنْ بَاطِنِهِ خِلَافَ
الْإِبْرَاهِيمِ - قُلْنَا فَتَدْمَعْنِي فِيمَا قَدَّمَ
الْكَلَامُ عَلَى تَطْيِيرِ هَذَا الشَّعْنِ وَ
جُمْلَتُهُ أَنَّكَ لَيْسَ كَدُّ مَنْ قَالَ
يَا لِنَصْرِ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ يُكَبِّرُ وَافِعَهُ وَلَا كُلُّ

مَن كَفَرَ ذَا فِتْنَةٍ يَتَوَلَّى بِآلِ الْمَوَافِقَةِ
 وَ أَنَّ الْمَوَافِقَ بِالْكَفْرِ لَا يَجُوزُ
 أَنَّ يَتَقَدَّمَ مِنْهُ إِيْمَانٌ وَ مَن
 قَالَ يَا لَا مَرَيْنَ لَا يَمْنَعُ أَنْ يَجُوزَ
 كَوْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ بِحَالٍ ذَا فِتْنَةٍ فَتَقَدَّمَ عَلَيْهِ ذَلِكَ
 عَلَى مَا يَجُوزُ تَغْيِيرُهُمْ جُزْءًا
 يَتَوَلَّوْا كَمَا يَجُوزُ أَنْ يَتَوَلَّوْا وَلَمْ
 تَعْلَمُوا عَاقِبَتَهُمْ وَلَوْ شِئْتَ اللَّهُ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ كَانَ يَعْلَمُ الْمُتَفَصِّلَ وَالْعَاقِبَةَ
 وَ كُلَّ شَيْءٍ جَوَزْنَا إِلَّا يَعْلَمَهُ لَكَانَ
 مُمَكِّنًا أَنْ يَكُونَ مَرُوءِيَّةً كَانَ قَبْلَ
 هَذَا الْيَوْمِ وَلَوْ كَانَ تَقَدَّمَ لَهُ الْعِلْمُ
 لَمَّا رَوَّجَهُ وَ لَيْسَ مَعَنَا فِي الْعِلْمِ وَ ذَا
 نَحْنُ نَسَارِيحُ

(تعمیم انسانی تصنیف البرہنہ لوسی
 بشی بعد ۵۳۰ھ فصل فی جلال
 امام عثمان - بطورہ قم ایران -
 جامع جدید -

توجہ

اگر اعتراض کیا جائے کہ تم (اہل تشیع) کے نزدیک نص کا انکار کرنا کفر ہے۔ اور کافر کے بارے میں تبارک و تعالیٰ عقیدہ یہ ہے کہ کفر سے پہلے اس کے پاس ایمان و اسلام نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اور (تبارک و تعالیٰ) عقیدہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام باتوں سے باخبر تھے، یعنی یہ کہ عثمان غنی اور ابوالحسن بدلاہر مسلمان ہوئے ہیں۔ ہمارے میں (کاہن) تو پھر ان معتقدات کے ہوتے ہوئے یہ کہہ چکا جائز ہو سکتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جتنی بھی کشت و پی آویسے آدمی سے کریں۔ جس کے ہاتھ کو آپ جانتے ہیں۔ کہ اس میں ایمان نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

ہم اس کے اعتراض کے جواب میں کہتے ہیں۔ کہ اس سنی کے مطابق گذشتہ اور ذی میں کچھ گفتگو ہو چکی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا نص نہیں کا کمال اس شخص کو جو اس نص کا منکر ہے کافر نہیں سمجھتا۔ اور نہ ہی اس نص کے منکر کے بارے میں موافقات دہر حال میں کافر رہتا ہے۔ کا کمال ہے۔ کیونکہ جو شخص ہر حال میں کافر رہا ہو یا اس کا پہلے کسی حد میں ایمان دار ہونا ہرگز جائز نہیں ہو سکتا۔ (کیونکہ وہ بھی ایک حال اور زمانہ ہے۔ جس میں اس کا ایمان تھا۔ لکن کفر میں یہ کیا گیا کہ وہ ہر حال اور زمانہ میں کافر رہی ہو گا) اور جو شخص ان دونوں عقیدوں کا مستحق ہے۔ (یعنی منکر نص کافر ہے) منکر نص ہر حال میں کافر ہے) اس شخص کے نزدیک یہ بات کوئی ناجائز اور منع نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس منکر و مخالفت نص کے تفصیلی حالات سے واقف نہ ہوں۔ اور جیسا یہ مظلوم ہو گیا کہ وہ لوگ جو ان حضرات کی (عثمان غنی اور ابوالحسن) تکفیر

کرتے ہیں۔ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیاں بیاہ دیں۔ تو یہ بھی جائز ہے کہ ان حضرات نے کفر سے توبہ کر لی ہو، بیساکہ یہ بھی جائز ہے کہ مر جائیں اور ان کا انجام معلوم نہ ہو اور اگر یہ ثابت ہو جاتے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے تفصیلی حالات اور ان کے انجام کو بخوبی جانتے تھے۔ اور ہر اس امر سے آگاہ ہوں۔ جس کو ہم نے دلی سبیل نکلنا، یہ کہا کہ آپ اُن سے لازم تھے تو پھر بھی یہ اسکاں باقی رہتا ہے کہ آپ کا اپنی دونوں بیٹیوں کا ان سے نکاح کرنا اس تفصیلی علم سے قبل ہو۔ اس صورت میں اگر آپ کو تفصیلی علم پہلے سے ہوتا۔ تو ہرگز ہرگز نکاح نہ کرتے اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسا آئہ علم نہیں جس کے ذریعہ ہم معلوم کر سکیں کہ آپ کو علم کب ہوا۔ (یعنی عقد کرنے سے پہلے یا اس کے بعد)

تین جواب تین مسئلے۔

دو نقل شیعہ مجتہدین نے حضرت زہیب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا ابوالاباس اور عثمان غنی سے نکاح ہونے کے متکون کی دلیل کے تین جواب دیئے۔ دلیل یہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی امامت خلافت پر فاضل موجود ہے۔ اور جو شخص کافر ہے۔ وہ یا تو کافر ہے۔ یا دائمی کافر ہے۔ بعد جب عثمان غنی نے حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت و امامت کو تسلیم نہ کیا تو شخص کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ٹھہرے۔ اس سے کہی کافر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کا نکاح نہیں کر سکتے کیونکہ یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ایمان سے بخوبی آگاہ تھے۔

پہلا جواب۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت (بلا فصل) پر نص ہونا اس پر ہی اتفاق نہیں بلکہ جو شیعہ نص کے قائل ہیں وہ اس کے مندرجہ ذیل اثبات پر کفر کا فتویٰ لگانے میں متفق نہیں۔ جب (قبول شیعہ) حضرت علی المرتضیٰ کی امامت کی نص پر اجماع نہیں۔ پھر اس پر نص کے قائلین کا منکر نص پر بلا اتفاق کیا جاسکتا ہے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر یہ اعتراض کیا جائے کہ آپ نے کافر سے اپنی بیٹی کی شادی کر دی۔

دوسرا جواب :-

جو شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نص کا منکر کافر ہو جاتا ہے۔ ان کا اس بات پر اتفاق نہیں کہ یہ کافر یا کافر ہو۔ کہ کبھی بھی ایمان سے آراستہ نہ ہو اور خدا ہو سکے۔ اس لیے ممکن ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں (شیعہ، ابو العاصم) سے اپنی بیٹیوں کا عقد کیا تو اسی وقت یہ دونوں نص کے منکر نہ ہونے کے ساتھ ہی مسلمان بھی ہوں۔ یہی حالت میں ان سے عقد کرنے پر حضور کی ذات مقدسہ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

تیسرا جواب :-

جن شیعوں کا یہ مسلک ہے کہ نص کا منکر کافر اور ہر حال کافر ہے۔ تو اس کا جواب یوں دینے لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے باطن کا علم اور خود نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم کرنے سے تھے۔ یہ علم کب عطا ہوا؟ کیا ان کا پہلا یا ظم پہلے تھا؟ تو جب تک عطلے علم کی تاریخ کا علم نہ ہو اور پھر اس تاریخ کا انکشاف کی تاریخ سے قیام ہونا ثابت نہ ہو۔ تو پھر بھی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ بوقت نکاح آپ کو تفصیلی علم تھا ہی نہیں۔ بعد میں عطا ہوا۔

چہاٹا مسئلہ :-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بیٹیاں حقیقی تھیں۔ تبھی تو آپ کی نوات والا صفات

پراٹھنے والے اعتراضات کا جواب دینے کی رحمت اٹھانا پڑی۔
دوسرا مسئلہ۔

صنوبر علی الشہ علیہ وسلم کا علم غیب ہر وقت ثابت نہیں۔ یعنی ماکان اور مایکون آپ کے احاطہ علم میں نہیں، لیکن اہل تشیع اپنے ائمہ کے لیے ماکان و مایکون تسلیم کرتے ہیں۔ گویا بنیاد بنیاد سے ان کے جانشین اور اسی علم میں بڑے گئے۔

تیسرا مسئلہ۔

تفاوت و امتداد کا منصوص ہونا تمام شخصوں کا متفقہ عقیدہ نہیں ماسی لیے اس کا منکر بھی متفقہ طور پر کافر نہیں ہے۔ تقریباً اہل سنت اور اہل تشیع کے مابین مختلف فیر مسائل کی جڑ اور بنیاد یہ ہے کہ ہم و علیہ منصوص ہوتا ہے۔ یا نہیں اور اس کا منکر کافر ہوتا ہے یا نہیں۔

اگر ان دونوں مجتہدوں کی بات کو ان کے ہم لہو تسلیم کر لیں تو بہت سے مسائل میں اختلاف ختم ہو جاتا ہے اور اگر اصل کو کیا جائے۔ تو جہاں اور غرایب پیدا ہوں گی ان کے ساتھ مستند زیر بحث کے تعلق یہ کہنا پڑے گا کہ صنوبر علی الشہ علیہ وسلم نے ابو العباس اور عثمان کے کفر باہنی پر مطلق ہوتے ہوئے پھر اپنی تحقیقی صاحبزادوں کی دقت سے شادی کر دی۔ اور ایسا کہنا بہت بڑی گستاخی اور بے دینی ہو گا۔

ہذا درست ہی ثابت ہوا کہ صنوبر علی الشہ علیہ وسلم کی تمام صاحبزادیاں۔ ورتیبہ۔ ام کلثوم، زینب، فاطمہ، تحقیقی صلیی تھیں۔ اور آپ نے ان میں سے دو کی شادی جو ابو العباس اور عثمان نعتی سے کی۔ وہ از روئے قواعد شرعیہ صحیح اور درست تھی۔

چیلنج

اہل تشیع کے بزرگ علماء اور مجتہدین علامہ امامانی، شیخ مفید، سید مرتضیٰ اور شیخ طوسی کے حوالے کے اور مکالمے کے ذریعہ ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی بیٹیاں حقیقی تھیں۔ ان میں نہ یہ سبب یا حال اختہ خندہ بکرہ کی ساجزادیاں نہ تھیں نہ اہل ایسا عقیدہ رکھنے والے کے عقیدہ کو بکڑی کے بال کی طرح کڑوا بہا۔ نفس رسوں اور نفس امّہ کے خلاف کہہ ان بزرگ شیعہ علماء کے مقابلہ میں ایک گھسے پٹے "جنتہ" کا کیا جمل سکتی ہے۔ یہی اس موقع پر تمام موجودہ شیعہ علماء کو باہم اور بخفی شیعہ کو؛ خصوصاً یہ جیلج کرتا ہوں کہ حضرات اہل بیت سے کئی ایک امام کی طرف سے ایک ہی حدیث جو سند، مرقع معج یا شہور ہو اور اس میں مراجعت ہو کہ سیدہ زینب، ام کلثوم اور زکریا رضی اللہ عنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی ساجزادیاں نہیں تھیں۔ تو تمیں ہزار روپے نقد انعام دینا گا۔
 هَاتُوا جِهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ حَسَدِ حَقِيقِ

(فاعتبروا يا اولئح الابصار)

دوسری دلیل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صاحبزادیاں (رقیہ، ام کلثوم

زینب) آپ کی بیبہ (سے پاک) تھیں،

نبی شعی نے اس دلیل میں بھی وہی پھر در فضول طریقہ اختیار کیا۔ جو اس کی طبیعت میں دوست کر دیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ اصل دلیل تو بیدار طور میں مکمل ہو جاتی ہے۔ لیکن پانچ چھ مسلمات اس پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے طور پر جو تحریر کئے۔ ان میں زیادہ طور پر سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ذات پر نماز کیا گویا اگر کسان خداوند کی شکل میں اپنے طور کی بڑا اس نکال۔ کہہ ایسی بھی تھیں نکلیں۔ جس کا مدعا ہے کہ کوئی تعلق نہیں۔ بہر حال اس دلیل کا خلاصہ یہ ہے۔

نہ جہ عثمان رقیہ غنی کریم کی بیبہ تھی نہ تھیں۔ کیونکہ رقیہ بنت رسول کے پیدا ہونے کے وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پینیس برس تھی۔ لہذا نہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا عقد قبلہ کے ساتھ ہو سکتا تھا نہ یہ ہوا۔ تاریخہ یاقوتی جو رقیہ کی مقبرہ کے قریب ہے کہو کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نجات چالیس برس میں کیا۔ اس لیے اس وقت جناب رقیہ کی عمر پور برس کی تھی ہے۔

ہر مہینہ بھائی بھائی رہ سہاڑیں کہہ جائے نبی کریم کو کیا مجھ دی تھی کہ چھ سال کی کم سن نابالغ بچی ایک کافر کے نکاح میں دے دی۔ شانِ نبوت کی حفاظت اس طرح ہو سکتی ہے کہ رقیہ نامی لڑکی خدیجہ زوجہ نبی کی پالتو تھی۔ اس کی شادی شہہ کافر کے ساتھ ہوئی۔ اہل اسے ملاؤں کے بعد پھر اس کی شادی جنتلب ثمان کے ساتھ ہو گئی۔۔۔۔۔ کیونکہ کئی فیروز باپ کم سن بیٹی اپنے دشمن کو نہیں دیتا۔ پس ہمارے نبی کریم کی تو این ہے نبی کریم کو کفار کے مذہب کے مخالف تھے۔ اہل کفار جنتلب کے دشمن تھے۔ پس ہمارے نبی کو کیا مجھ دی تھی کہ کم سن لڑکیاں دشمنوں کو دیتے ہیں۔“
(قول مقبول فی اثبات وحدۃ ہمت الرسول ﷺ ص ۲۰۳)

جواب :-

نہی شعی کی اس دلیل کا جواب دینے کی ضرورت تو کئی نہیں۔ کیونکہ پہلی دلیل کے جواب میں اس قسم کی باتوں کی پوری وضاحت کر چکا ہوں۔ لیکن پھر بھی تاریخیں کلام کی تسلی کے لیے ہندو افلاطونش خدمت ہیں۔ نہی کی دلیل مذکور کی دو بنیادیں ہیں۔
۱۔ اتنی چھوٹی عمر (دو سال) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی صاحبزادی کی کافروں کے ساتھ شادی کرنے کی کیا ضرورت اور مجھ دی تھی؟
۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کفار کے مخالف تھے۔ اور ہر کتاب بھی آپ کے دشمن تھے۔ تو اس دشمنی اور مخالفت کے باوجود آپ نے اپنی بیٹی کی شادی کیسے کرنی مناسب بھی؟

دلیل کی یہ دونوں بنیادیں جمالت کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔ پہلی بات ہم پر ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ کس کتاب میں کس اصول کے تحت یہ لکھا ہوا ہے کہ چھ برس کی عمر کی بچی کی شادی کرنا اہل ہے۔ مگر نہی اور اس کے تمام گروہوں سے کس کوئی دلیل حوالہ ہو۔ تو پیش کریں۔ دینی سن گھڑت شریعت کو کہیں گندی روزی پر پھینکیں۔ تاکہ لڑکھن

انے اٹھا کر اسے کہیں دور ڈال آئیں۔ دوسری دنیا کے ہائے میں گوش گنہگار ہوں۔ کہ
 حبیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ کی شادی عتبر سے کی۔ تو ان
 دونوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی مخالفت نہ تھی۔ کافر مخالفت کیوں کرتے۔ کفار تو
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق و امین کہتے تھے۔ اور اعلان نبوت سے قبل انہیں آپ
 سے کسی قسم کی شکایت نہ تھی۔ آخر مخالفت کی کوئی وجہ بھی ہونی چاہیے۔ محض لکھنا
 کہ کافر آپ کی مخالفت کرتے تھے۔ بغیر دلیل اسے کون تسلیم کرے گا، بلکہ اس کے خلاف
 کے دلائل موجود ہیں۔ حبیب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ فرما ہوئے۔ تو
 آپ کی ولادت باسعادت کی خبر ابولہب نے سنی۔ تو خوش کن خیر دینے والی لونڈی
 ثویبہ کو اس کی خوشی میں اُڑا کر دیا۔ یہی ثویبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمانی مال بھی بنیں۔
 پس تاریخ یعقوبی کے متعدد ذکر ہے۔

تاریخ یعقوبی۔

وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا
 أَبَا لَهَبٍ فِيْ أَثَارِ يُصِيْحُ الْعَطَشِ
 الْعَطَشِ فَيَسْتَفِي فِيْ نُفُورِ الْكَاثِمِ فَقُلْتُ
 يَهْ هَذَا ۖ فَقَالَ يَعْشَقُنِيْ نَوِيْبَةٌ لَا تَهْمَا
 أَنْ يَحْتَشِبَكَ .

تاریخ یعقوبی جلد دوم ص ۱۰۷۱

مطبوعہ بیروت طبع جدید۔

ترجمہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیعت مبارکہ کے بعد فرمایا۔ میں نے
 ابولہب کو دھڑکی لگائی میں پیچھے ہونے دیکھا۔ وہ العطش العطش کی

صدائیں بلند کر رہا تھا۔ تو اس کو اس کے انگوٹھے میں سے کچھ پیسے کو دیا
جہان میں نے دریافت کیا۔ یہ کیونکر؟ ابوہب نے کہا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔
کہ میں نے آپ کی ولادت کی خوشی کے طور پر اپنی نوٹھی ٹوپیہ کو آزاد کر دیا تھا۔
اور بعد میں اسی نوٹھی نے آپ کو دعوہ پلایا۔ اس کی آزاد کی کی وجہ سے
مجھے پانی ملا ہے۔

تاریخیں کرام! صاحب تاریخ یعقوبی شیعی نے اپنی تاریخ میں وہ آیات کو تسلیم کر لیا ہے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کفاد کو اعلان نبوت سے قبل کوئی دشمنی نہ تھی۔ ورنہ آپ کا
بہت بڑا دشمن کبھی بھی آپ کی ولادت پر ٹوپیہ ناک نوٹھی کو آزاد نہ کرتا۔ جس کی بدولت وہ
جہنم میں بھی نفع حاصل کر رہا ہے۔
نوٹ:-

نہجی شیعی کو اصل تشیعیت نے "بڑا اسلام" کی نوم نگاہ و "بڑا شیعہ" بنا لیا ہے۔ خلا
بہتر جائز ہے کہ اس لحاظ سے ان کی کیا مراد ہے۔ اتنے بڑے کذاب اور منافق کو یہ
لقب کیونکر دیا گیا۔ ہاں ممکن ہے۔ کہ جب ان کے مذہب میں تقیہ کرنا ایک عظیم عبادت
ہے۔ جیسے بقول ان کے ائمہ حضرت بھی لڑنا ہے۔ تو اس فن میں مہارت نامہ رکھنے
والا ان کے نزدیک ایسے لقب سے ملقب ہوتا ہو۔ اس تقیہ یا حجت الاسلام نے علیہ السلام
یعقوبی کو سنہوں کی معتبر کتاب لکھا۔ جو بالکل کذب و افتراء ہے۔ کیونکہ انہی کے ایک
محقق احمد بن ناصر الملہ والحدین، شیخ عباس قمی نے صاحب تاریخ یعقوبی والحدین الی
یہسوب کا نامی شیعہ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

الکفی واللقاب:-

محمد بن ابی یحییٰ بن جعفر بن محمد بن ابی یحییٰ کاتب و نویسنده عباسی و شیعہ

ہامی اسے ۔ تاریخ دارو بنام تدریک یعقوبی وغیرہ ہذا در سال ۳۸۱ وفات نمود ۔
 (کتاب الکلی دالالغاب جلد ۱ ص ۳۵) مطبوعہ تہذیب طبع دہلی
 ترجمہ : محمد بن ابی یعقوب بن جعفر خاندان عباسیہ کا کاتب اور غمی تھا ۔ اور
 ہذہ نامی شیخ تھا ۔۔۔ اس کی تصنیفات میں سے ایک کا نام تاریخ یعقوبی
 ہے ۔ ۳۸۱ میں فوت ہوا ۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نعمی شعی کو حق پہنچائے اور ہجرات قبول کرنے کی
 توفیق عطا فرمائے ۔ اور تہذیب بازوں کو کذب و افتراء سے اسے باز رکھے ۔
 (فاستور یا ادلی الابصار)

تیسری دلیل ،

قول مقبول :-

قرآن پاک سے ثبوت گذر چکا ہے ۔ کہ خدا تعالیٰ کو کفر و شرک پسند نہیں ہے ۔ اسی
 لئے ان کو رشتہ دینہ سے اللہ نے روک رکھا ہے اور جو چیز خدا کو پسند نہیں ہے ۔ وہ ایک مام
 موسیٰ کو بھی پسند نہیں ہے تو خدا کا نبی تو چونکہ ہر گز سے پاک ہوتا ہے ۔ لہذا خدا کی ناپسند
 چیز کو وہ ہرگز اختیار نہ کرے گا ۔

حیث مذکور ہے چنانکہ جب آپ سے کوئی ایسا شخص رشتہ ملے ۔ پس کے دین
 کو آپ پسند کرتے ہوں ۔ تو اسی کو رشتہ سے دینا ۔ پس اگر کافر مسلمان سے رشتہ ملے
 تو چونکہ مسلمان کو کافر دین پسند نہیں ہے ۔ لہذا ایک مام مسلمان ہی کافر کو رشتہ دین
 کو اسے نہیں کرے گا ۔ چونکہ ہم سے نبی کفر رشتہ آئے تھے ۔ پس ممکن ہے ۔ کہ حضور پاک
 نے نبی کو کفر سے ۔ دین کو پسند کیا ہو اور اسے نبی کا رشتہ رشتہ دیا ہو ۔ خلاصہ کہ

زیادہ قیاد اور اہم کلمہ ہماری نبی کی حقیقی مڑکیاں ہوتیں تو ان کے نکاح کفار سے نہ ہوتے اور جب قیاس استثنائی میں استثناء نقیض نالی ہو۔ تو نتیجہ بھی نقیض مقدم ہوتا ہے چونکہ ان کے نکاح کفار سے ہوئے تھے۔ لہذا ہماری نبی کی حقیقی مڑکیاں نہ تھیں۔

اقول مقبول فی اثبات دھدة بنت الرسول صحت

جواب :-

نہجی شیعی کی براہیل بھی دراصل دلیل اول کا ہی ایک رنچ ہے۔ لہذا اس کے جواب کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ دلیل اول کا جواب ہی اس کا جواب ہے۔ آپ اس دلیل کو خود سے پڑھیں۔ تو وہی بات دہرائی جا رہی ہے۔ یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو شہرہ دینے سے منع فرمایا ہے۔ تو پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی بیٹیوں کو کفار کے عقد میں کیونکر دے سکتے ہیں۔

ہاں اس دلیل میں اپنی طبیعت کے اظہار کے لیے قیاس استثنائی۔ استثناء نقیض ثانی اور نقیض مقدم وغیرہ الفاظ سے قادی کو مرعوب کرنے کی کوشش کی۔ لیکن یہ بیچارے کو کیا خبر کہ ہجرت مدائن کے سال اول کے طبلاء جو بیس منطق اور اہلما خوچیٰ پڑھتے ہیں۔ وہ بھی جانتے ہیں کہ اس طبیعت کی حقیقت کیا ہے۔ ٹھیک ہے کہ قیاس استثنائی میں اگر استثناء نقیض نالی ہو تو نتیجہ مقدم کی نقیض ہوتا ہے۔ لیکن اس قیاس کو اپنی دلیل کے ساتھ منطق بھی کرو۔ تمہیں وہ ثابت کرنا لازم ہے کہ کفار کو ابتدائے اسلام میں ترکوں کے شہرہ دینا حرام تھا۔ اور یہ تم بھی بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ خود تمہارے انکارِ نعمت واضح الفاظ میں کہہ چکے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں کفار سے مسلمانوں کا رشتہ کرنا کرنا ناجائز تھا۔ اس کو "ولا تتحدوا المشرکین" آیت سے منسوخ کیا گیا۔

ربا یہ معاملہ کہ ان دلیل سے آخر نہجی شیعی ثابت کیا کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کا

مقصود ملی کیا ہے؟ تو وہ مقصد صرف یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا حضرت عثمان غنی سے عقد نہیں ہوا۔ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ ان کے مابین نکاح کا اس آیت مذکورہ دونوں اشکالات الہامی سے کیا تعلق ہے؟ کیونکہ اس میں طاعت نکاح مشرکین سے ہے۔ نہ کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے رشتہ کالین دین نہیں کر سکتا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادیوں کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عقد فرمایا۔ تو حضرت عثمان اس وقت مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ جس کا ثبوت انہی میں نے شیعوں کی ایک معتبر کتاب ”انوار نعائیرہ“ سے پیش کیا ہے اس کتاب کے مصنف ”نصرت اللہ جزائری شیبی“ نے بالکل صاف صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادیوں کی شادی حضرت عثمان سے اس لیے کی کہ وہ اس وقت مسلمان ہو چکے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ نصرت اللہ جزائری نے اس نسخی شیعہ کی منقول کی بھی تردید کی۔ دونوں کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی عام مسلمانوں کی طرح ظاہری شریعت کے مکلف تھے۔ لہذا نسخی کا یہاں نقیض بتائی سے مقدم کی نقیض نتیجہ نکالنا بھی باطل اور لغو ٹھہرا۔ لہذا اس پر یہ تصریح بھٹانا قطعاً غلط ہے پس چونکہ ان کے نکاح کفار سے ہوئے تھے۔ لہذا وہ ہمارے نبی کی لڑکیاں نہ تھیں۔ ہم یقین سے کہتے ہیں کہ جب اس قسم کے دعووں کی بنیاد ہی باطل ہے۔ تو اس پر جتنی عمارتیں قائم ہوں گی۔ وہ حقائق کی معمولی ہوا اور تحقیق کے ایک جھوٹے سے زمین پوس ہو جائیں گے۔ لہذا اس پر بے لطف یہ کہ ”انوار نعائیرہ“ نے بنی نسخی شیبی کے دلائل کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔

چوتھی دلیل

نسخی شیبی نے اپنی چوتھی دلیل میں یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی صرف اور صرف ایک ہی شخصیت یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

ساتھ ہی مختص ہے۔ کوئی اور شخص آپ کا دناؤ نہیں بن سکتا۔ ہم اس کی دلیل کو ہر دین نفس کڑیتے ہیں۔ آپ اسے پڑھ کر خود اعجاز دیکھا گئے۔ کراس دین کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے داماد اور رسول نہ ہونے سے کونسا تعلق ہے؟ ویس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

”نبی کریمؐ نے جناب امیر سے فرمایا تھا کہ آپ کو تین فضیلتیں ایسی دی گئی ہیں۔ جو کسی ایک کو نصیب نہیں ہونیں۔ اور نہ ہی مجھے آپ کو میرے جیسا سسرلا۔ اور مجھے ایسا شرف ملا۔ آپ کو میری بیٹی جیسی حدیقہ زوہرہ ملی۔ لیکن مجھے اس کی مثل حدیقہ زوہرہ نہ ملی۔ آپ کو حسن و حسین جیسے اپنی صلب سے ملے اور مجھ کو اپنی صلب سے ان کی مثل بیٹے ملے۔ لیکن آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں۔“

نوٹ :-

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ یہاں درجہ اولیٰ ہونا یہ فضیلت صرف حضرت علیؑ کی ہے۔ کیونکہ کہ کو تھلاہ اُحَدٌ ایسا جملہ ہے۔ جس میں اُحَدٌ نکرہ ہے اور یہاں نفی میں عموم کا فائدہ دے رہا ہے۔ چنانچہ نبیؐ نے ایسا کلام فرمایا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ میرے جیسا سسر کسی کا ہو یہ فضیلت صرف علی بن ابی طالبؑ میں ہے۔

خلاصہ :

اگر وہ تین ٹوکیاں حضور پاکؐ کی حیثیٰ ٹوکیاں ہوتیں۔ تو یہ فضیلت کہ میں سسر ہوں۔ اسے جناب امیرؑ کے ساتھ حضور پاکؐ غامض نہ کرتے۔ نبی کریمؐ کا مذکورہ فضیلت کو جناب امیرؑ نہیں علیؑ علیہ السلام کے ساتھ غامض کرنا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ وہ تین ٹوکیاں جناب امیرؑ کی حقیقی اولاد نہ تھی۔ اور عثمانؓ کا داماد رسولؐ ہونا سفید بھوٹ ہے۔

(قول مقبول فی اثبات وحدۃ ہست الرسول ص ۱۱)

جواب :-

اس دلیل میں نجی شیعہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلدادی کو صرف حضرت علی المرتضیٰ کے لیے مخصوص ہونا ثابت کیا ہے۔ حالانکہ اس حدیث میں کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے شخصیں کا مفہوم نکلا ہو۔ جن کتابوں میں مذکورہ روایت موجود ہے۔ ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ اسے علیؑ جو تین باتیں نہیں حاصل ہوئیں۔ کسی دوسرے کو نہیں ملیں بلکہ مجھے بھی نہیں ملیں۔ ایک یہ کہ میری حدیقت میری بیٹی تمہیں ملی۔ وہ مجھ سے کسی کو بھی ایسی نہ ملی۔ اس سے صاف ظاہر کہ حضرت طاوون بننت رضی اللہ عنہا کی شان یہی کسی دوسری عورت کو شان حاصل نہیں۔ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواج مطہرات میں ان جیسی کوئی ہے۔ اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹیوں میں کوئی شان میں ان کی ہم سر۔ اتنی بات سے کس کو شکا ہے کہ کوئی عورت بھی حضرت فاطمہ کی شان جیسی نہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب لیا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی اور بیٹی نہ تھی۔ تو یہ کسی غلط فہمی کا سبب ہی ہو سکتا ہے۔ الفاظ سے ایسا مفہوم ہرگز ثابت نہیں۔

یہی یہ بات کہ نفی نے کہا۔ ہمارے نبی نے ایسا کلام فرمایا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ میرے چچا کسی کا شہر ہو۔ یہ تعینات صرف علی بن ابی طالب کو ہے۔
عربی عبارت کا یہ مفہوم نکالنا سرسری سمجھنے کی مکاری اور غیاری ہے۔ اور انتہاء درجہ کی جعل سازی ہے۔

نجی شیعہ نے ”ریاض المفروقہ“ کی عبارت کا ترجمہ کیا۔ وہ ترجمہ ہرگز درست نہیں۔ کتاب کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ اَوْتِنِيَتْ صِيْهًا مِثْلِيْ وَ لَمْ اَقْتِ اَنْتَ مِثْلِيْ اَمْ لَمْ يَنْتَلِ اَمْ “ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے علیؑ! مجھ سا شہر (شہر) ملا اور ایسا شہر مجھے نہ ملا۔ اس کا آسان مطلب یہی ہے۔

کہ تمہارے شمس پر یا مجھے شمس نہ ملا۔ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے شمس و دو ذات ہیں۔ جو امام الانبیاء اللہ تعالیٰ کے محبوب و درجۂ المعالمین ہیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر یہاں کی جگہ کے باپ میں سے کوئی نبی نہ تھا۔ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حقیقت کا بیان فرمایا۔ گویا وہ تین ایسی خفایات ہیں جن کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ میں بھی وہ نہیں ہیں۔

لیکن ان الفاظ کا یہ مطلب و مفہوم کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے شمس تھے۔ یعنی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی تمہارا آپ کے والد تھے۔ کیونکہ آپ کی ایک ہی بیٹی تھی۔ اور آپ نے حضرت علی سے ہی اس کا عقد فرمایا؛ کہ ہاں تک درست ہے؛ پس اس غلط مفہوم کو لے کر کئی نے ہانا بٹا باندھا۔ جو اُسے ایک مضبوط گھریا قلم و کھائی دیا جبکہ میدان تحقیق میں اس کی حیثیت مکاری کے جال سے بھی کمزور و برباد قصہ نکلی۔ اس قسم کی دھوکہ بازیوں اور جعل سازوں سے اپنے دھماکے ہو سکتے ہیں۔ لیکن بظرافت و یکے والے قطعاً اس کو بڑا کھانہ کی حیثیت دینے کو تیار نہ ہو سکتے ہیں۔ اس دلیل پر ڈالے گئے پردوں کو اٹھا کر حقیقت کو بے نقاب کر دیا۔ تو روز روشن کی طرح مسلک اہل سنت ثابت ہو گیا۔ اور ادھام و ہراس کے بادل بھٹ جانے پر کسان تحقیق کے ستارے یوں چمکے۔ کہ ٹھکر و شبیہات کے دایلوں میں رہنے والے سسہ رہ گئے۔ اور اپنی کتب بیانی اور خود مانتہ روایات پر ماتم گھسٹنے پھسٹ گئے۔

پانچویں دلیل

قال مقبول کے مصنف نے اسی نے دلیل پنجم میں حضرت رقیہ الزہراءؑ کا نام کمزور مبنی اللہ عنہا کے متعلق جو یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی حقیقی ترکیاں نہیں تھیں۔ ہم اس کو من و عن ای کتاب سے نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

مَّا السَّيِّئُ مَكَلًا تَقْلُظَنَّ - قَدْ سَوَّيْتُ أَكْثَرَهَا مِثْرًا لِّتَجِئَ صَبَاحَ
الْمَتَّيْحَةِ عَلَى قَلْبِي خَوْفِيَّةً

ترجمہ: یتیم پر قہر نہ کرو، "مدایت میں آیا ہے۔ کہ یہ گیت اس بدقت نازل ہوئی تھی۔
جب نبی کریمؐ نے اولادِ خدیجہ کو گھبرائی دی اور بلند آواز سے بلایا۔

نوٹ ۱:

انسانوں میں یتیم وہ ہوتا ہے جس کا باپ مر جائے۔ حیوانوں میں یتیم وہ ہوتا ہے جس
کی ماں مر جائے۔ پرندوں میں یتیم وہ ہوتا ہے جس کے دونوں مرجائیں۔

نوٹ ۲:

یہ نسب و وقیہ اور امام کثریمؑ ہی مذکور مدایت میں مراد ہیں۔ حدیث ان کے علاوہ اور
اولادِ خدیجہ کی کوئی مراد نہیں ہو سکتی۔ اور مذکورہ لڑکیوں کو حضورؐ نے جب گھبرائی دی۔ تو یہ
آیت نازل ہوئی کہ یتیم پر قہر مت کریں۔ مگر یہ لڑکیاں حضورؐ کی صلیبی ہوتیں۔ تو اللہ تعالیٰ
ان کی حضورؐ کی زندگی میں یتیم نہ کہنا۔ کیونکہ یتیم وہ ہے جس کا باپ مر جائے۔ اور ان لڑکیوں
کے باپ مگر خود رسول اللہؐ تھے تو وہ تو زندہ تھے۔ پس یہ لڑکیاں یتیم کیسے بن گئیں۔

نوٹ ۳:

جو مذکورہ سے معلوم ہوا کہ یہ لڑکیاں مگر ہمارے نبیؐ کی حقیقی ترکیاں ہوتیں۔ تو
اللہ تعالیٰ ان کو حضورؐ پاک کی زندگی میں یتیم نہ فرماتا۔ اور نیز ان کے نکاح کافروں کے
ساتھ نہ ہوتے۔ کیونکہ باپ کی موجودگی میں بچے یتیم نہیں کہلاتے۔ نیز نبیوں کی بیٹیاں
نکاح کے نکاح میں آتیں۔

(قول مقبول فی اہانت وحدہ بندت الرسول ﷺ)

جواب :-

نجفی شیعہ نے اہل بیت کی تفسیر میں جو جملہ ذکر کیا۔ وہ تفسیر کبیر سے ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کی قیم اولاد کو بھروسہ کیا۔ تو اس پر مذکورہ اہل بیت کی نسبت نازل ہوئی (وَمَا أَجْتَنِبُھِمْ وَلَا فَعَلْتُھُمْ) تو مصنف ہا مصنف نے اس سے یہ ثابت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کی قیم اولاد کو بھروسہ کیا۔ وہ رقیہ، زینب اور ام کلثوم ہی تھیں۔ ۲۱۔

اس تحریر کے بعد ہم قول مقبول کے مصنف سے پوچھتے ہیں کہ تفسیر کبیر کی کوئی حدیث سے یہ توجہ دیا گیا۔ کہ سیدہ ام کلثوم زینب اور رقیہ رضی اللہ عنہن حضرت خدیجہ کی قیم بیٹیاں تھیں۔ بلکہ نجفی کو میری طرف سے کئی دعوت ہے کہ وہ ہمارے نہ کسی اپنی کتابوں سے ہی سند صحیح کے ساتھ کم از کم ایک ہی مرفوع حدیث پیش کرے۔ کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ان کے پہلے خاندان سے جو اولاد تھی۔ اس میں حضرت رقیہ، زینب اور ام کلثوم شامل ہیں۔ اگر ایک حوالہ بھی پیش کرے۔ تو منہ مانگا انعام پائے۔ یہ حقیقت ہے کہ نجفی کیا تمام ذریعہ و ذیل اور پوری امت شیعہ ثابت نہ کر سکے گی کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کے پہلے خاندان کی اولاد میں حضرت رقیہ، زینب اور ام کلثوم تھیں۔

نجفی کا یہ ثابت کرنا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قیم اولاد ان تین بیٹیوں پر مشتمل تھی۔ جو قیم تھیں۔ اس کا یہ دعویٰ لوں مجھے کہ پانی میں کسی نے گوند مار دیا ہو۔ یہ ثابت کئے ہیں کہ کتب شیعہ میں اس امر کی واضح نشانہ ہی ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلے خاندان سے اولاد یہ تین صاحبزادیاں نہ تھیں۔ وہ اور اولاد تھی۔ ملاحظہ ہو۔

کشف الغمہ :-

عَنْ قَتَادَةَ بْنِ رِجَاءٍ قَالَ كَانَتْ خَدِيجَةُ

قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ وَرَجَّ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عِنْدَ عَيْتِي بْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ
يُقَالُ وَلَدْتُ لِمَخَارِبَةٍ وَهِيَ أُمُّ مَعْقِدِ بْنِ صَبِيحٍ
الْمَعْرُوفِ بِمَارِثَةٍ خَلَّتْ عَلَيْهَا بَعْدَ عَيْتِي أَبِي هَالَةَ
هِنْدُ بْنُ ذُرَّارَةَ التَّيْمِيُّ هُوَ لَدَتْ لَهُ هِنْدُ بْنُ هِنْدٍ ثُمَّ
تَمَزَّجَتْ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۔ رکعت الحمد فی مغرۃ الامم جلد اول ص ۱۱۱/۱۱۲۔ فی فضائل خدیجہ مطبوعہ تبریز
طبع جدید

۲۔ مناقب آل ابی طالب جلد اول ص ۱۵۳۔ فصل فی اقربائہ مطبوعہ قم۔
طبع جدید

۳۔ بحار الانوار جلد ۱ ص ۱۱۱۔ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم۔ مطبوعہ تبریز
طبع جدید

۴۔ انوار النہایہ جلد اول ص ۱۱۱۔ نور معنوی مطبوعہ تبریز۔ طبع جدید
ترجمہ۔ تکرار بنی و عامہ سے روایت ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت و جدیت میں کہنے سے پہلے عقیق بن مائتہ نامی
شخص کے نکاح میں تھیں۔ اس سے اس کے اہل یکسوئی پیدا ہوئی۔ جو
محمد بن صفی الخزومی کی والدہ تھیں۔ پھر عقیق دزد و جہ خدیجہ کے وفات
پانے کے بعد ابوہالہ ہند بن زبارة کے عقد میں آئیں۔ جو بھی تھے۔ ان
کی جدیت میں حضرت خدیجہ کے ہاں ایک لڑکا۔ ص ۱۱۱۔ یہ سدا ہوا۔
پھر اس خاندان کے فوت ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت
خدیجہ کی شادی ہوئی۔

مذکورہ بیان ہمارے کتب شیعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے قبل دو آدمیوں سے عقد ہوا تھا جن میں سے ایک کا نام متیق اندر دوسرے کا نام حند تھا۔ ان میں سے لعل اللہ کرے سے ایک لڑکا ہو کر اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ لڑکی محمد بن موسیٰ کی والدہ بنی۔

بہارِ اہلِ انوار

حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَدَّثَ جِبْتَةً

رحمہ اللہ الانوار جلد ۱۹ ص ۵۸ تاریخ نبوی

صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: سفیان نے پہنچایا ہے کہ اس نے حند بن ابی ہاز سے حدیث بیان کی۔ حند بن ابی ہاز حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک بیٹے تھے۔ ان کی والدہ کا نام حضرت خدیجہ تھا۔

حضرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معتبر روایات کا خلاصہ فرماتے۔ مگر نجی شیعہ کے بقول حضرت زکیر ازینیب اہم کلام گوئی رضی اللہ عنہا کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلے غلامی سے جوڑیں۔ تو ان کا کام ازگم کی ایک کتاب میں تحت رقم ۱۰۰ صاحب رحمہ اللہ علامہ باقر علی نے حند بن ابی ہاز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ریسب کہا۔ یہ بھی وضاحت کر دی کہ ان کی والدہ کا نام حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھا۔ لہذا اس سے معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ریسب حند بن ابی ہاز تھا۔ اگر بیوقوف بیٹیاں بھی درجہ جوڑیں۔ تو ان کا ذکر بھی یہاں ہوتا۔

ان باتوں سے معلوم ہوا کہ نجی صاحب قول نامقبل نے جو سر توڑ کوشش کی کہ

حضرت زینہ عزیٰزہؓ اور ام کلثومؓ رضی اللہ عنہما حضرت علیؓ علیہ وسلم کی شقی صاحبزادیوں نہ تھیں۔ بلکہ بیہ تھیں اور ان کو برادر کھیل سے عثمان غنیؓ کی شادی ہوئی۔ لہذا حضرت عثمانؓ کی اس سے کوئی فیصلہ ثابت ہوئی۔ یہ سراسر اس کی محبت و مہر کی اور خود اپنے مذہب کی کتب معتبرہ سے نااہلی اور جہالت کا ثبوت ہے۔ گو نظر انصاف سے کام لیتا۔ اور اپنی معتبر کتب سے اس بات میں قسلی و تشفی چاہتا۔ تو یقیناً اپنے اکابر کی طرح یہی قول کرتا۔ کہ یہ تینوں درگاہوں حضرت علیؓ علیہ وسلم کی بیہ نہ تھیں۔ بلکہ حقیقی بیٹیاں تھیں۔ اور اس قسم کی نپاک جہالت نہ کرنا۔ جو اس نے قول نامقبول میں کی ہے۔

خلاصہ کلام ہر

پانچویں۔ لیل میں نجی شیمی نے جو ایت کریمہ رَأٰنَا اَلَيْسَ لَكُمْ حُكْمًا نَقْضُوْا، کے تحت تفسیر کریمہ سے یہ ثابت کرنے کی سعی لا حاصل کی۔ کہ حضرت زینہؓ اور ام کلثومؓ عظیم بیٹیاں تھیں۔ جی کجہی حضور نہ تھے۔ بلکہ نعمت ہو چکے تھے۔ تو اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ان کی بیٹیاں ہی تو نیست فرمائی۔ جیسے پیش کردہ حوالہ جات سے اس دلیل کی حقیقت آپ حضرات پر بخود روشن کی طرح ظاہر و باہر ہو گئی۔ ایک سرسری نظر اٹھانے والا بھی اس امر کو جان جاتا ہے۔ کہ یہ تینوں درگاہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔ لہذا حضرت عثمانؓ غنی رضی اللہ عنہ دو خوش قسمت صحابی ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت عطا فرمائی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی و نذران یکب اختران کی زوجیت میں یکے بعد دیگرے انہیں۔ کائنات حضرت عثمانؓ غنی رضی اللہ عنہ کو نہ دو انوران دیکتی ہے۔ یعنی دو نوروں والے۔ وہ دو نور کون تھے۔ یہی صاحبزادیوں تھیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔ انہی کی زوجیت کی نسبت سے حضرت عثمانؓ غنی رضی اللہ عنہ

”ذوالنورین“ کہلائے۔ رفاعہ و یاسا و یاسا

چھٹی دلیل

قول مقبول :-

اہل سنت کی مستبرک کتب تفسیر غرائب القرآن و غرائب المناسبات تفسیر ۱۹
 وَقَدْ بَيَّنَّكَ اللَّهُ فِي حُجُورِكَ مِنْ تَسَاءُلِ كُفَرِ الْإِنْفِ وَخَفَعَهُ بِهِنَّ
 بِهِنَّ ۱۰ آيَاتٍ ۱۱ قَوْلُهُ مِنْ تَسَاءُلِ كُفَرِ الْإِنْفِ وَخَفَعَهُ بِهِنَّ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ
 بِوَبَّائِيَّتِكُمْ كَمَا تَقُولُ بَيِّنَاتٌ كَقَوْلِ اللَّهِ مِنْ حَذِيظَةٍ

حاصل مراد یہ ہے کہ وہ عورتیں جن کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد کوئی
 شخص ہم بستری کر چکا ہو۔ تو ان عورتوں کی وہ نکاحیاں جو کسی پہلے سے
 ہوں۔ اس مرد پر حرام ہیں۔ ان سے وہ نکاح نہیں کر سکتا جیسی کہ
 کو عربی اصطلاح میں رہبرہ ریشمی پروردہا کہتے ہیں اور ان پروردہ
 لڑکیوں کی مثال صاحب تفسیر نے یہ دی ہے کہ جیسے رسول خدا
 کی لڑکیاں نہیں خریدی جاسکتی۔

نوٹ :- مذکورہ عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ رقیہ اور اہم کلوم حضور کی اپنی لڑکیاں
 نہ تھیں بلکہ پروردہ تھیں۔ کیونکہ اگر یہ حضور کی اپنی لڑکیاں ہوتیں تو وہ آیت مجزئہ
 تَحْذِيرُهُمْ أَنْ يَكُونَ لَهُمْ مَوْلَاةٌ مِمَّنْ دُونُكُمْ کے حکم میں آجکی نہیں۔ وہ بارہ لاکھ روپے
 کے حکم میں ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

(قول مقبول فی اثبات وحدۃ بنت الرسول ص ۲۱-۲۲ مطبوعہ مائتہ ثلاثہ لاہور)

جواب :-

یہ دلیل دراصل مولوی اسماعیل شین کی ذکر کردہ ہے۔ جسے رموف کے جس
 کردہ سماعوتے بنام "فتوحات شیعہ" میں نامہ میں نے ذکر کیا ہے۔ اس دلیل کا تفسیل

جواب یہ ہے کہ میں جو کہنے لگا ہوں وہ صرف وہ لوگوں کے حوالہ میں ہے جو قرآن ہے مولوی اسماعیل شمس نے تفسیر کبیر کے حوالہ سے بیسہ یہی الفاظ نقل کئے۔ اور تعجبی شمس نے اسے تفسیر غرائب القرآن کے حوالہ کا ذکر کیا ہے۔ الفاظ دونوں کے یہی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص قلوب راہ بر قرآن سے جھکے گا سہارا بھی بہت بڑا سہارا محسوس ہوتا ہے۔ ورنہ جھکے گا سہارا اور حقیقت کوئی سہارا نہیں۔ محض اپنے آپ کو قسمی دینے کی خاطر ایک فریب ہے۔ دھوکہ ہے۔ ان دونوں تہرے کے پیلوں کو کہیں سے پانی نہ مل سکے تو سہارا کو پانی کھو بیٹھے۔ لیکن جب پیاس بجھانے کے لئے مٹہ کھولا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ پانی کا نام و نشان کبھی نہیں پھر قدرتی طور پر گستاخانہ عقائد خواہش کی پہچان کئے لئے اللہ تعالیٰ قدرتی اسباب مہیا فرمادیتا ہے تاکہ انکی شناسائی ہو سکے۔

صاحب تفسیر غرائب القرآن اور علامہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہما کی مشابہت نا کبھی کی جا پر انھوں نے اپنا اثر سیدھا کرنا چاہا۔ مالا کھدین دونوں بزرگوں کا اس مثال سے یہ نسبت کرنا بے گزشتہ و نہ تھا اور نہ ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت رقیہ زینب اور ام کلثوم (مقبول نفسی و فیزی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریشہ پشیاں تھیں۔ جگہ مثال کے ذکر کرنے کا مستند ایک نحو کی ترکیب اور آیات میں مذکور الفاظ کا صحیح مطلب واضح کرنا تھا۔ کیونکہ ترکیب کے اختلاف سے معانی کا مختلف ہونا لازمی ہے۔ آئیے ذرا تھوڑی سی جھلک اس کی دیکھ لی جائے۔

قرآن مجید میں حرکات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے جبرہ ارشاد فرمایا: **يُحْيِي الْمَيِّتَ وَيَمُتُّ الْحَيَّ**۔ آجی: **يُحْيِي الْمَيِّتَ وَيَمُتُّ الْحَيَّ** یہ بارخود کس کے متعلق فرمایا جلتے اس کے متعلق کے بار سے جبرہ و خیالات تھے۔ ایک طبقہ کا خیال ہے کہ اس بارخود کو متعلق ہوتا ہے۔ **يُحْيِي الْمَيِّتَ وَيَمُتُّ الْحَيَّ**۔ وہ "وہا شے کھنے" دونوں سے ہے۔ اس تعلق کی بنا پر یہ وہ

کہ تم پر تہاڑی بیویوں کی ماہیں حرام قرار دی گئیں۔ بشرطیکہ تم نے اپنی بیویوں کو نکاح میں لانے کے بعد ان سے ہم بستری کر لی ہو۔ اور تم پر تہاڑی ربیبہ (سے پاکہ) کی بھی حرام کر دی گئی۔ بشرطیکہ اس کی ماں سے نکاح کے بعد تم ہم بستری کر چکے ہو۔ گویا ماں اور ربیبہ سے نکاح ایک ہی شرط کے ساتھ مشروع ہو کر عزت کا موجب ہے اور اگر وہ شرط نہ پائی جائے تو دونوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔

دوسرے طبقہ کا خیال ہے کہ اس بار مجھ کو کاتعلق صرف ”ربیبہ“ سے ہے۔ ”نسائیکھو“ کے ساتھ اس کا تعلق نہیں۔ جس سے مقصد یہ نکلیں کہ اگر صرف ربیبہ سے نکاح ناجائز اس صورت میں ہے۔ جب اس کی ماں یعنی اپنی بیوی سے نکاح کے بعد تم ہم بستری کر چکے ہو۔ لیکن ماں کے لیے صورت اس شرط کے بغیر بھی ہے یعنی ماں کی بچی سے بطور نکاح ہم بستری ہوئی ہو۔ یا صرف نکاح ہی مستند ہو۔ دونوں صورتوں میں حرام ہے کہ ماں سے عقد کیا جائے۔

ان دونوں مفسرین کرام نے اس بحث کو ذکر کرتے ہوئے دونوں احتمالات میں سے جس امکان کو راجح قرار دیا اس کی تائید دلائل مویمان کی ایک دلیل یہ بیان فرمائی کہ اگر اس کا تعلق دونوں کے ساتھ کیا جائے تو اس سے لازم آئے گا کہ ایک مشترک حفظ کو ایک وقت دو مستقل مسنون میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور ایسا کرنا قواعد کے خلاف ہے۔ دوسری دلیل یہ پیش فرمائی کہ جب میں ”نسائیکھو“ کو ”انکھت نسائیکھو“ سے متعلق کیا جائے تو اس صورت میں حرف ”نسی“ یا نیبہ بنتا ہے۔ اور اگر ”نسائیکھو“ سے تعلق برپا جائے تو پھر ”نکحت“۔ ابتدا کے غایت کے لئے ہو گا۔ گویا ”نکحت“ ایک ترتیب دو مختلف مسنون میں استعمال ہو رہا ہے۔ ایک حقیقی معنی اور دوسرا مجازی۔ لہذا قواعد کی رو سے حقیقت اور مجاز دونوں ایک وقت مقصور نہیں ہو سکتے۔ ان دونوں تصانیف کے وقت ”یخت“ کے ابتدائے غایت واسطے معنی کو مثال کے

ذریعہ واضح کہنے کے لئے وہ الفاظ ذکر کئے گئے جنہیں مخفی و غیرہ نے بطور دلیل سے لیا۔ یعنی ”من“ ابتدا سے غایت کی مثال پر ہے۔ ”کما تقول ہنات“ الرسول من خدیجہ۔ ”اس وضاحتی مثال کے ذکر کرنے کے بعد صاحب غرائب القرآن نے تشریح کرتے ہوئے کہا۔

تفسیر غرائب القرآن :-

لَا تَنْ مَعَ لَوَا لِي التَّبَيَّانِ وَمَعْنَاهَا مَعَ التَّائِبَةِ
أَيْسِدَا لِي التَّائِبَةِ وَلَا مَعْنَاهَا لِي التَّائِبَةِ
الْمُشْتَرِكِ فِي مَعْنَاهُمَا مَعًا
عَلَيْهِ جَمَاعَتِي

(تفسیر غرائب القرآن جلد خاص ص ۱۸)
ترجمہ اسے کہ چلی صورت میں (تجربہ اس بار بار ذکر کتابت ناکم سے متعلق کیا
بلکہ ”من“ ”بیا“ ”تجربہ“ ہے اور دوسری صورت میں یہی حرف
ابتداء سے غایت کیلئے ہو گا اور جوابی یہ ہو گی کہ ایک مشترک لفظ کو ایک
وقت دو مختلف معنی پر استعمال کرنا ہمارے لگا۔ اسی بار نہیں ہو گا۔

لیکن مخفی فیسی نے اپنی درینہ عادت کے مطابق مذکورہ تفاسیر سے عبارت نقل کرتے
وقت بددیانتی کا مظاہرہ کیا اور پوری عبارت نقل نہ کی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر مشکل
عبارت نقل کر دی گئی تو میری سادگیت خرابیت کوئی مانے گا۔ اور میری علمیت کی داغ
دے گا۔ جس جتنا مقصد تھا وہ الفاظ نقل کر دیتے اور اس سے یہ ثابت کر دکھاتا
کہ ان دونوں مفسرین اہل سنت کے نزدیک بھی یہ لوگیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
مقتضیٰ عاجزا دیاں نہیں بلکہ ریہہ غیبی۔ بھی مثال دے کر ان کو ”میر“ نہ ثابت کیا۔

برائیں عقل و دانش بایک گریست ۔

ساتویں دلیل

قول مقبول :-

نبی شعیب نے اس دلیل میں تفسیر درمشرعہ ص ۵۹ سورۃ اہرمد کی عربی عبارت کا ترجمہ پیش کیا ہے ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کرمیت سے اس کو پہنچانے کی کوشش کر اور سمستی نہ کر ۔ میرے ہر کوشش اور اس کی اطاعت کر ۔ اسے کنز الہی نبول کے بیٹے میں نے تجھے بنیر باپ کے پیدا کیا ۔ اور میں نے تجھے اور تیری ماں مریم کو مالمین کے لئے اپنی قدرت کی نشانی بنایا ۔

پس یہی ہی عبارت کر ۔ اور مجاہد ہی بصرہ کہ ۔ اور کتاب کو مضبوطی سے پکڑ ۔ جناب عیسیٰ نے مرض کی کس کتاب کو ٹکڑ ٹکڑ کیا اور اس کی اپنی امت کے لئے تفسیر کر ۔ اور انھیں حمر پہنچا دے ۔ کہ تحقیق میں ہی سمجھ رہی ہوں ۔ حتیٰ الہیم ہوں ۔ ہر چیز کا خالق ہوں ۔ اور ہمیشہ رہنے والا ہوں ۔ جسے وال نہیں ۔ (اپنی امت سے کہہ دیجئے) ایمان لائیں اللہ اور اس کے رسول پر ۔ وہ اصل حریفی اگلی ہے ۔ جو آخری زمانہ میں آئے گا ۔ اس کی تصدیق کرو اور چرہ پر کر ۔ وہ اونٹ نرہ ، ڈنڈے اور تاج والا ہے کٹاوا آٹھ والا ہے ۔ مٹے ہوئے ابروؤں والا ہے ۔ چادر والا ہے ۔ اس کی نسل خدیجہ خاتون سے ہوگی جو برکت والی ہے ۔ ۱۔ سے عیسیٰ خدیجہ کے لئے جنت میں گھر ہے ۔ ۱۔ ایسے عزیزوں سے بنا ہوا جن میں صلہ نہیں ہوگا ۔ اور اس میں سورنے کی علامت ہوگی ۔ اس گھر میں تکلیف اور نوحہ وٹ نہیں ہوگی ۔ اس خدیجہ کی ایک ہی بیٹی ہے جس کا نام فاطمہ ہے ۔ اور اس فاطمہ کے در بیٹے ہونگے ۔ ایک حسن اور دوسرا حسین اور وہ دونوں شبیہ ہونگے ۔ (قول بقول فی انبات وعدۃ ہشت الرسول ص ۲۱۳-۲۱۴)۔

جواب :-

نہی شنی نے تفسیر و تشوید سے جو تا طویل یا مقباس نقل کیا۔ اس میں سے اس کے مطلب کی عبارت صرف یہ ہے کہ ”نہی شنی کی ایک بیٹی ہے جو خاطر نامی ہوگی اور اس فاطمہ سے دیکھنے میں وہیں ہر گز نہ“

کارمین کیم ا میں در مشورہ کی اصل عربی عبارت اور اس کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ جس سے آپ پر یہ بات بخوبی واضح ہو جائیگی کہ نہی شنی نے اس کا ترجمہ کرتے ہوئے کسی قدر دھوکا دہی سے کام لیا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

لَهَا بِنْتُ يَتِيمَةٍ فَطِيلَمَةُ وَ لَهَا ابْنَاتٌ
كَيْسُ كَشْرُوكَ فَإِنَّ يَتِيمِي الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ

ترجمہ۔ اس نہی شنی کی ایک بیٹی خاطر نامی ہوگی جس کے دیکھنے میں وہیں
کے ہم دانے ہوں گے اور یہ دونوں شہید ہوں گے۔

عربی عبارت اور ترجمہ ملاحظہ کرنے کے بعد آپ پر یہی کہ کس قدر سادہ و سیریح نہی شنی نے کیا۔ نہی شنی کی صرف ایک بیٹی ہوگی۔ ”ع“ صرف ”کامین کیم“ سے لگایا ہے۔ اس کی وضاحت عربی زبان میں گہری خاک کا بیٹی ”فطیلما“ سے ”کیم“ کے ہم نغمہ کی وجہ سے تخصیص ہوئی (جو قیاساً نہی شنی کے ذہن میں ہوگی) ترجمہ پر چلتے ہیں۔ یہی فقہ ”امام ابو حنیفہ“ میں ہی منہم ذکر کیا گیا ہے۔ ہر چہ ان میں تخصیص کا تاثر ہو گا کہ مسند یوں بنتے گا کہ اس فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صرف دیکھنے میں وہیں ہوں گے۔ یعنی جس طرح تخصیص کرتے ہوئے حضرت خدیجہ کی صرف ایک بیٹی ہوئی اور نہی کوئی نہیں سی طرح حضرت فاطمہ کے بھی صرف دو بچے تھے۔ ان کے علاوہ آپ کی گنی اولاد تھی۔ کیا یہ حقیقت ہے؟ بعد ماضی نہی شنی کی طرح اہل بیت کے ساتھ بغض و عناد بڑھ کر یہ ثابت ہو جائیگا۔ مگر اگر ہر شخص جانتا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد

بہی دو صاحبزادے سنہ ستے بجو اہم کھٹوم اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا دونوں بھی الہی کی۔۔
 صاحبزادیاں تھیں۔ کتب شیعہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ سیدہ عاتقہ جنت کے ہاں حسین
 کے عین کا ایک جانی دشمن بھی پیدا ہوا تھا۔ سیدہ رضی اللہ عنہا کے صرف دو بیٹوں کے ہوا
 باقی تمام اولاد کو بخلی نے نکل دیا۔ آخر کیوں پھر اسی لئے کہ چند ماہ قبل شیعہ اس کی اس
 تحریر کو پڑھ کر خوش ہو جائیں اور شائبہ دہی کہ ہمارے علاء اور وکیل نے دیکھو نہیں
 کی کتابوں سے ثابت کر دکھایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹی صرف ایک ہی تھی
 باقی۔ میرے تھیں۔ لیکن ظاہر ہوش و خرد واسے جانتے ہیں کہ اسی دلیل میں کتنی چٹنگی ہے اور
 اس کو کس طرح توڑ کر پیش کیا گیا۔

ایک اور غریب طلبہ امر ہے کہ حضور ﷺ نہایت عینی قائلہ "کے ہوتا ہے ایک منہم
 جو باہل ہے یہی نکلتا ہے کہ اس حدیث کی ایک بیٹی نامہ نامی ہوگی۔ اس میں عینی کی
 نسبت سیدہ خدیجہ کی طرف کی گئی یہ نہیں کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی سیدہ خدیجہ کے بیٹی سے صرف ایک لڑکی ہی پیدا ہوئی۔ تو اس منہم کو سامنے
 رکھ کر ان میں بیٹوں کا سر سے ذکر لازم آتا ہے۔ جن کے حقیقی بار پیدہ ہونے کی
 انہی سے بحث شروع کر رکھی ہے جب حدیث کی ایک ہی بیٹی ہوئی تو تین بیٹیاں
 کسی اور کی ہوگی۔ اب وہ کوئی حدیث ہے کہ حضرت رقیہ زینب اور ام کلثوم کو میں
 کی بیٹیاں قرار دیا ہے۔ کتب شیعہ میں معارض میں اور کتب اہل سنت میں کچھ سرائے
 نہیں تھا تو معلوم ہوا کہ یہاں انھیں اور حضرت ام کلثوم کی کا ذکر و حضور
 ہے اور اس کے دو صاحبزادوں کی فتادہ ہی مطلوب ہے۔ نہ کہ ہی کے علاوہ دوسروں
 کی نفی مقصد۔

آٹھویں دلیل

قول مقبول :-

۱۔ اہل سنت کی سیدہ کتاب تفسیر و بشرح ص ۲۹۴ پ ۱۰۷۱ القراءۃ آیت نمبر ۱۳۰۔

۲۔ اہل سنت کی مشہور کتاب سیرت جبریل علیہ السلام ذکر ترویج۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ
عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ
بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ شَجِيمٌ سَمِعَ ابْنُ
مَرْوَةَ وَبَيَّهَ عَنْ النَّبِيِّ قَتَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ فَقَالَ
عَلَيْهِ بَنُ أَبِي طَالِبٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا مَعْنَى
أَنفُسِكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِذَا أَنفُسُكُمْ
كَسَبَتْ صِرَافًا فَحَسَبًا لَيْسَ قَوْلًا أَبَاقِي وَمَنْ
لَدُنْ أَدَمَ سَقَاحٌ كُلُّهَا يَنْجَحُ

ترجمہ: ملائی کہتا ہے کہ حضور نے اس آیت کو تلاوت فرمایا کہ تمہیں تمہارے
پاس آیا ہے رسول "میں انفسکم" حضرت علی بن ابی طالب نے عرض
کی کہ یا رسول اللہ انفسکم کا کیا معنی ہے۔ تو حضور پاک نے فرمایا کہ میں تمہیں
تیارہ نہیں ہوں اللہ نے تمہیں کے اور داماد کے اور حسب کے۔ مجھ
میں اور میرے بھائی ابوہریرہ میں آدم سے لیکر جو تک سب نکلتے ہیں ابوہریرہ
میں کوئی غلط نکلتا نہیں ہے۔

خود طے نہ فرماؤ حدیث سے معلوم ہوا کہ جملہ سے نبی نے اس بات پر فخر کیا ہے کہ میرے
داماد چاہے گا اور نہیں ہے اور قرآن حب و محبت ہے کہ وہ میں لوگیاں جو کھاتے ہیں
انہی میں حضور پاک کی بیعت و کیں وہوں اگر ان کو تحقیق مان لیا جائے تو ان کے
نکاح تو کھانا کیسا تھو بھی کھائے ہیں اور کافر و کافروں نے پر تو ایک خط لکھی ہیں فخر نہیں کرتا۔
(قول مقبول صفحہ ۲۱۵-۲۱۶)

ہے اس دلیل کا خلاصہ صرف دو الفاظ ہیں۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی بن ابی طالب کو جانشین فرمانا۔ اَنَا الْفَقِيْهُ كُنْتُ نَسَبًا وَصِيْفًا یعنی میں تم سے نسب اور عالمی کی کے اعتبار سے نہایت عمدہ ہوں۔ تاہم ان کہہ لیجئے کہ جو دلائل مجھے نے ایسے کسی اور کو پیش کر کہاں؟ اس جگہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات پر فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ جو میرے دلائل میں ہیں جیسا تم میں سے کسی کا حامی نہیں لیکن نبی شعیب نے اس کا برہمنی کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کے علاوہ آپ کا کوئی حامی نہیں ہے یہ منہم کن احادیث کا ہے؟ تو اس کی وضاحت اور بات تو بہتر تھا۔

حضرت علی المرتضیٰ کریم اللہ وجہہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طحاوی کا شرف حاصل ہے۔ اور ان جیسا کسی دوسرے کو دلائل نہیں ملے۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ ہمیں اس کا اقرار ہے۔ سیدنا حضرت علی کریم اللہ وجہہ ہماری آنکھوں کے نور ہیں اور ان کے جوت سے فضائل و کمالات ہیں جن پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن غصات کی بات یہ ہے کہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حامی صرف علی رضی اللہ عنہ تھے، ہم اسی کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ خود شیعہ بھی اسے نہیں ملتے۔ آگے چل کر اس کا حامی ذکر کر دیں گا تو میں عرض حضرت علی المرتضیٰ دلائل و احوال ہیں۔ اسی طرح ہر اس کو بھی دلائل و احوال کا شرف حاصل ہے جن کا نام سنا شیعہ گوارا نہ کرے گا۔ حالانکہ کتب شیعہ میں مذکور ہے کہ حضرت سید و فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ میری فریادگی کے بعد یہی میرا جانشین ہے۔ امام زین العابدین نے حضرت رسولؐ سے فرمایا کہ میرا جانشین ہے۔

مستحب التواضع :-

حضرت فاطمہ الزہراءؑ بھارت میں پانچ سو سال قبل وفات فرمادی کہ ہزار
وفات میں امام و مہتر خواہم و اتھو کے فرما۔

در منتخب التواریخ ص ۳۱۳ باب اول فصل بیستم در ذکر احوال و اہوار آنحضرت معلوم

نہر ان طبع جدید۔

ترجمہ :- حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی

کہ اس کو مرنے کی بعد میری بجائے ”امام“ سے شادی کرنا۔

لہذا جس طرح حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے داماد

ہونے پر فخر فرمایا۔ اسی طرح آپ نے ابوالحسن کے داماد ہونے پر بھی فخر فرمایا۔ اور

خوشی کا اظہار فرمایا۔ اسی کو بھی شیعہ کتب نے ذکر کیا۔

نہی پاک سے اللہ علیہ وسلم شب ابی طالب میں جب حضور تھے۔ تو ابوالحسن

رات کے وقت اونٹوں پر گدھم لاد کر شب ابی طالب میں چار سائے تک بارگاہ رسالت

میں پیش کرتے رہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالحسن کے حق میں یوں

خوشی اور فخر کا اظہار فرمایا۔

بحار الانوار :-

وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ نَفَذَ

صَافِرًا آيَاتُ الْعَاصِ فَاحْمَدٌ فَاصْهَرَةٌ .

بحار الانوار جلد ۱۹ ص ۳۰۰ باب دخولہ

الشعب الخ مطبوعہ تبصرین طبع جدید

ترجمہ :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایستہ داماد ہونے کے واسطے ابوالحسن۔ پس

انکی دامادی کا رشتہ ہم سے ہے بہت زیادہ تمایل قریب ہے۔

الحاصل :-

تواریخ و ناظرین کو کلام احادیث فرمایا۔ آپ نے کوئی بھی شیعہ کے طریقہ استدلال کی

کتنی جان ہے۔ اسی چٹنی کا زور لگایا کہ حضرت رقیہ زینب اور ام کلثوم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ بیٹیاں ثابت کر سکے لیکن جس دلیل کا بھی اس نے سہارا دینا چاہا ہم نے اس دلیل کو اٹا اس کے خلاف جہالت دیکھا۔ نجفی نے کمال مکہ دی اور عیاری سے ثابت کرنا چاہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد صرف حضرت علی ہی تھے کیونکہ قبول اس کے آپ کی ایک ہی صاحبزادی تھی۔ لیکن احمی کی کتابوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خاتون جنت کے علاوہ اور صاحبزادیاں بھی تھیں۔ اور حضرت علی الزم نجفی کے بغیر آپ کے اور داماد بھی تھے۔ اور جس طرح آپ نے حضرت علی کے داماد ہونے پر فخر و انبساط فرمایا۔ اسی طرح ہر انسا کی دامادی کو بھی قابل فخر و شریف کہا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

نویں دلیل

نجفی شمس نے ”مواہجۃ حرمہ“ سے ایک اقتباس پیش کیا۔ اور اس سے بھی یہی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف اور صرف ایک صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اس کے علاوہ آپ کی کوئی اور بیٹی نہ تھی ”جمہار حرمہ“ کا ترجمہ یوں کیا۔

قول مقبول۔

جب حضرت علی کو سادہ کا ایک فقرہ خط پہنچا تو جناب علی نے اپنے ایک غلام فرمایا کہ اس خط کا جواب کھو۔ پھر آنجناب نے یہ کھرایا کہ محمد مصطفیٰ اللہ کے نبی ہیں اور میرے بھائی ان کے ہیں اور محمد شہیدوں کا سردار میرا چچا ہے اور جعفر جو حج و شام

فرشتوں کے ساتھ جنت میں پرکار کرتا ہے۔ میراں جایا ہے۔ اور محمد مصطفیٰ کی بیٹی سے
 دل کا سکون اور میری زوجہ ہے۔ اس کا عین اور گرفتار ہے۔ عین اور گرفتار سے
 لا رہا ہے۔ اور محمد مصطفیٰ کے دونوں سے ان کی بیٹی سے میرے بیٹے ہیں۔ تم میں سے
 کون ہے جس کو شرف سے ایسا حق لا کر دیا کہ مجھے ملا ہے۔ جس تم تمام سے پہلے اسلام
 کی طرف سبقت کر گیا۔ اس وقت میں کچھ تھا۔ اور سن جو رخ کو نہیں پہنچا تھا۔
 (قول مقبول شد ۲۱۸-۲۱۹)

جواب ۱۔

جنہی کی مذکورہ دلیل کو پڑھ کر آدمی سر حاکم کر بیٹھ جاتا ہے۔ یا اللہ! اس عبارت سے
 کس طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیت بیٹی ایک ہی تھی۔ اور باقی تین
 رچہ تھیں۔ جہاں تک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے داماد محمد مصطفیٰ اور آپ کے بھائی
 ہونے کا معاملہ ہے۔ کون ہے جس سے منکر ہے؟ اسی طرح حضرت حمزہ کے سید
 الشہداء اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما کا حضرت علی کے دل کا سکون ہونا کون
 اس کو نہیں مانتا۔ یہ تمام باتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے واقعی باعث فخر ہیں لیکن
 کوئی جنہی عیسیٰ سے پرچھے۔ خداوند تعالیٰ کہ اس عبارت میں کون سا حد جملہ ہے کہ اس
 کے معنی یہ ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے سوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کا اور کوئی داماد نہیں ہے؟

اگر علی اور اس کے غیر خواہ یہ کہیں کہ اے محمدؐ کھڑے ہو۔

اتم میں سے وہ کون ہے کہ جو بزرگی و فخر کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ کھڑا ہو؟ کا جملہ اس بات
 پر دلالت کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی صاحبزادی تھی تو ان سے پرچھا گیا
 تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ ہامیں کس کو مخاطب کرتے ہوئے کہیں؟ جواب
 یہی ہوا کہ اس کے مخاطب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ یہ خط انہیں ہی

کھانا کھا گیا تھا۔ سیدنا حضرت امیر مہاجرین رضی اللہ عنہ اللہ ان کے ملقا و اسباب جو اس وقت ملک شام میں تھے۔ ان تمام میں کوئی بھی ایک فرد ایسا نہ تھا۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا دیکھ دیا اور دامادی مصطفیٰ کے اختیار سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان تمام سے افضل و اعلیٰ تھے۔ اس لئے خط میں حضرت علی نے جو کچھ لکھا۔ بالکل حق تھا۔

ان شخص کی یہ دلیل اس وقت شائد کام دے جاتی۔ جب اس کام کے مخاطب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اللہ ان کے رفقہ کار ہوتے۔ اور حضرت علی المرتضیٰ کریم اللہ وجہہ ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے۔ تم میں سے کون ایسا ہے۔ جسے میری طرح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف و اعزاز ملے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر ناز نہ ہو کہ اور عبد ناجی چاہیے کہ وہ سیدہ خاتون جنت کے خاندان میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ان کے عقد میں تھی۔ تو یہی امر سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے بھی باعث فخر ہے۔ بلکہ زیادہ باعث ناز۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہیں بکری کے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں ان کے عقد میں دیں۔ اسی وجہ سے عثمان رضی اللہ عنہ کی شان اعلیٰ کے باعث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ زمانہ رسالت میں ہی ”ذوالنورین“ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ اس امر کی تصدیق ایک غیبی مودعہ نے بھی کی۔ منتخب التواریخ کے مصنف محمد باقر فراسانی نے لکھا۔

منتخب التواریخ :-

ولما اختلفوا منكره ۲۱ كلشوم احم شرفش كمنه فوجدوا لبه اذ باب رقيه

بشان توديك شد و ملا عثمان را ”ذوالنورین“ منگی سے۔

(منتخب التواریخ ص ۲۱۱ فصل پنجم ذکر اولاد امجاد و حضرت مطہرہ ہر ان

طبع جدید

ترجمہ :- ہر حال قابل احترام بی بی "ام کلثوم" بن کا اہم گزلی آمد تھا حضرت قبہ
رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد سیدنا حضرت عثمان غنی کے عقد میں آئیں
اسی بنا پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے
ان کے عقد میں آئیں، انھیں "ذوالنورین" کہتے ہیں (یعنی ذوالنورینؑ)
تاریخین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام
ذوالنورین کیوں کہتے تھے۔ اس شیعوں میں اس کی وجہ یہ بیان کی کہ چونکہ ان
کی زوجیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں (رقیہ اور ام کلثوم) یکے
بعد دیگرے آئیں۔ یہی وہ دو صاحبزادیاں ہیں کہ جن کا بچہ کو قلع ہے کہ یہ اور ان کے
ملاوہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی دو صاحبزادیاں نہ تھیں
اگر بچہ کی اس بات میں کوئی صداقت ہوئی تو صحابہ کرام جو واقعات و حالات کا مشاہدہ
کرنے والے تھے۔ وہ یہ سب کچھ جانتے ہوئے کہ رقیہ اور ام کلثوم حضور صلی اللہ علیہ
کی حقیقی صاحبزادیاں نہیں۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو "ذوالنورین" کیوں کہتے۔
معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اس حقیقت سے بالکل آشنا تھے کہ حضرت عثمان کے عقد میں آیا وہی
وہ مستورات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیاں تھیں۔ یہی حقیقی صاحبزادیاں حضرت
فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہنیں تھیں۔ ان کے وجہ سے امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما
کے خالاتیں قرار پائیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کے خاتمہ ہونے پر ناز فرمایا۔
ابلی تنبیہ کی مستتر کتاب کا حوالہ ملاحظہ ہو۔

ذبح عظیم ۱۔

آنحضرت نے نام ماقریں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ ایسا انسان یہ حسین وہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ امتیازی شان ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
 ان کے مقدس آئینہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برکت مبارک حضرت علی کو بھی شریک
 فرما کر ان کی شان بیلک کر دی ہے۔
 ان دونوں باتوں کے ثبوت کے طور پر بخنی شعی نے "الاصول الہیہ" تفسیرِ شریف فقہ کبیر
 کی عربی عبارت کا ترجمہ پیش کیا ہے

قول مقبول :-

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب مرتضیٰ ہے۔ نبی کی بیٹی فاطمہ زہرا کے شوہر ہیں۔ نبی پاک کے
 بچا کے بیٹے ہیں۔ اور بعد ازاں کے عالم ہیں اور بڑے بڑے صحابہ شہکات ہیں حضرت علی
 سے پہلے۔

نوٹ :- حضرت علی علیہ السلام کے نہ نساں ہیں جن کی گواہی دشمن بھی دیتے ہیں۔
 اور فضیلت برقی بھی دیتی ہے جس کی گواہی دشمن دیتے ہیں۔ جناب امیر کی فضیلت یہ ہے کہ
 دلائل صریح ہیں۔ اس کی گواہی اپنے اور پورے لئے ملتی اور مخالف سب دیتے ہیں اور جانتا
 مشن کی کسی فضیلت کی گواہی کسی مخالف نے نہیں دی۔

(قول مقبول ص ۱۲۵-۱۲۶)

جواب :- نبی کا درجہ انہی نے چڑھا۔ میں یہ کہ "درج ذیل دلیل کی روشنی میں شان
 کا دلائل صریح ہونا سنیہ مجرب ہے" اور اسی دلیل کے ثبوت کے طور پر جس دلیل کو اس
 کی زبان قول نامقبول ہے ابھی ہم نے ذکر کیا ہے اس کا مترجم دشمن کے ثابت کرنے
 میں کبھی شک قوت ہے اس میں کہنا سادہ جلد ہے کہ جس کی روشنی میں یہ ثابت کیا جا
 سکے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی علیہ السلام کی دامادی کا شرف حاصل ہے
 تھا۔ دلیل کے اندر جو حق نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے انساں اور مناقب ذکر

کہئے۔ اس سے کون سا اُس تیرا کہہ کیونکہ ان فضائل و مناقب کے متعلق ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ان کمالات سے نوازا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مخصوص فضائل و کمالات کے ہم کب تکسر ہیں لیکن اس اقرار کے ساتھ ہم یہ بھی کہتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی و دو ہندویں رضی اللہ عنہ کے مخصوص فضائل بھی ہیں۔ جن میں کوئی دوسرا ان کے ہم پلہ اور برابر نہیں۔ ان مخصوص فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے عقد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ساجز اولیں یکے بعد دیگرے آئیں۔ یہ امر ان کسی دوسرے کو نہ مل سکا اور نہ تا قیامت اس کے حصول کا امکان باقی ہے۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک کلام نبیائے اکرام اور رسولانِ عظام کے امتیازی میں سے کسی امتیازی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔

اس کے علاوہ بیعت و رضوان کے مبارک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تمام موجود صحابہ کرام سے بیعت لی تو اس وقت ہر صحابی نے اپنا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر رکھ کر بیعت کی۔ لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شخصیت ایسی تھی کہ جب کسی طرف سے بیعت کے لئے حضور علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ قرار دینے کے ان کی طرف سے بیعت لی۔ یہ بھی ان مخصوص فضائل میں سے ایک ہے جو کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہ ہوا۔

(دریچے: تاریخ التواریخ حیات رسول خدا ص ۱۰۰)

جنگِ تبوک کی تیاری کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جس قدر مالی تعاون کیا کسی صحابی نے اتنی مقدار میں تعاون نہیں کیا۔ خود خیمہ لگایا۔ اس بات کو مانتے ہیں کہ اس عظیم مالی خدمت و تعاون کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں فرمایا: لَا تَصْرُفُوا شَعَائِرَ رَسُولِيَّ مَعَكُمْ بَعْدَ هَذَا۔ (تاریخ روضۃ الصفا جلد ۲، صفحہ ۱۰۰) مع اللہ تاریخ التواریخ حیات رسول خدا ص ۱۰۰ میں آج کے

کی ایک عربی کتاب سموالحی عمر بنہ تہا ترجمہ یوں لکھا۔

قول مقبول :-

حضرت عمر کہتے تھے کہ حضرت علی کو تین خصلتیں ایسی عطا ہوئیں۔ مجھے ان میں سے اگر ایک بھی حاصل ہو جاتی تو مجھے رُسخِ انوشوں سے زیادہ محبوب تھی۔ پہچان لیا کہ وہ کون سی خصلتیں؟ حضرت عمر نے کہا پہلی خصلت ان کی یہ ہے کہ ان کی شادی رسول اللہ کی بیٹی سے ہوئی۔ دوسری خصلت یہ ہے کہ وہ مسجد میں اس طرح آجاسکتے تھے جو میرے لئے جائز نہ تھا اور تیسری خصلت یہ کہ خیمہ کے دن انہیں پرچم اسلام ملے۔
(قول مقبول ص ۲۲۷-۲۲۸)

یہ حوالہ عمر بنہ کے ترجمہ سے نقلی نے یہ ثابت کیا کہ حضرت عمر اہل ان علم رضی اللہ عنہا کی اس بات کا شک تھا کہ کاش میں بھی یہ شرف حاصل ہوتا۔ جو حضرت علی انقرضی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر نیک اختر کو زوجیت میں لہنے سے حاصل ہوا۔ تو اس پر اعتراض کیا گیا، اہل ان علم اس حسرت کے اظہار میں ان دونوں حضرات نے آخر کونسی غلطی کی جو غلطی کے لئے قابلِ نفرت بن گئی۔ اگر صرف حسرت کرنا قابلِ اعتراض ہے تو پھر کونسی ہی بات ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہہ لے عجب کیونکہ آپ نے بھی ایک موقع پر حسرت کا اظہار فرمایا۔ جسے کتب شیعہ میں ذکر بھی کیا گیا۔ ملاحظہ ہو۔

انوارِ نعمانیہ :-

أَمَّا الشَّلَاتُ الَّتِي أُعْطِيَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَارِكُهُ فِيهَا
فِيَاثَةً أُعْطِيَ شُبَّاعَةً وَلَمْ أُعْطَ مِثْلَهُ

وَأُعْطِيَ فَاطِمَةُ الرَّحْمَاءُ زَوْجَةً وَلَهُ
أُحْكِمُ مِلَّتَهَا وَأُعْطِيَ وَلَدَتُهُ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَلَهُ
أَمَّا يَسْتَلِمَا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ۔

(انوار نقاشی جلد اول ص ۱۰۲ نور نبوی مطبوعہ تہران طبع جدید)۔

ترجمہ:- میں وہ خویاں بر حضرت علی المرتضیٰ کو عطا کی گئیں۔ میں بھی ان میں اس کا
شریک نہیں۔ انھیں شہادت اتنی دی گئی کہ مجھے دینی نہ دی گئی۔ انھیں
بطور نبوی فاطمہ الزہراء علیہا السلام۔ مجھے ان جیسی زوجہ نہ عطا ہوئی۔ انھیں
دو درجے حسن و حسین دیے گئے۔ مجھے ایسے نہ ملے۔

ناظرین کرام! آپ نے دلیل پڑھی۔ دعوئی دیکھا کہیں اس دلیل میں کوئی ایسی
سٹر آپ کو نظر آئی ہو کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت
ایک ہی تھی۔ یعنی فاطمہ بنت جنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور باقی تین بیٹیاں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں۔ نجفی کا دعوئی تو یہ تھا کہ میں دلائل سے ثابت کر چکا
کہ جناب رقیہ الزہراء اور کلثوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیاں نہیں ہیں
اسکا دعوئی کے ثبوت کے لئے اس دلیل کو کہیں دوسرے نام و نشان نہیں بہر حال
آپ خود معلوم ہو گیا کہ اس نام نہاد و حجتہ الاسلامؑ کو بے نیکی باتوں میں یہ دعوئی نکال
ہے۔ شاید اسی قسم کی موضوع سے کوسوں دود باتوں کے صلہ میں اس کو یہ لقب ملا ہو
اور ایسی ہی سن گھڑت باتوں کی وجہ سے یہ ”دکھیلی“ ہو گیا ہو۔

بار صوبی دلیل

نجفی نے اس بار صوبی دلیل کو بھی عنوان باندھا۔ نبی کریمؐ نے اپنے داماد حضرت
علیؑ کی تعریف فرمائی؟ پھر اس عنوان کے تحت ابن سنت و جامعہ کی کتاب التائب

عزیزیؑ سے کی عبارت نقل کی۔

قول مقبول اور

رَوَيْتَهُ رَسُولًا ابْنَتَهُ فَاطِمَةَ ۚ كَانَ لَهَا رَوْقُ جَنَّةٍ
نَسِيْبًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ

ترجمہ: نبی کریمؐ نے حضرت علیؑ کو اپنی بیٹی فاطمہؑ کا رشتہ دیا۔ اور بیٹی سے کہا میں نے تیری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو دنیا اور آخرت میں لوگوں کا سرِ دل ہے۔
(قول مقبول ص ۲۳)

مخواب: مذکورہ دلائل کی طرح اس دلیل میں نفسِ روضہ سے بلند کمالِ تعلق نہیں۔ اس دلیل ضعیف کے دوران میں کئی غلطی نے اپنی حیرتِ عامت کے مطابق بہت سی داہری جلی نکھیں اور تبرہ بازی پر اُتر آیا۔ آپؐ کو اس دلیل کو بار بار پڑھیں اور دیکھیں کہ اس میں کتنی وہ عبارت ہے جس کا مطلب یہ ہو کہ سیدہ فاطمہؑ جنتِ رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضورؐ علیہ السلام کی حقیقی بیٹی نہیں تھیں۔

”مناقبِ عزیزیؑ“ کے حالات جو صاحبِ قولؒ نے تحریر کیا کہ حضورؐ علیہ السلام نے حضرت فاطمہؑ کو برابر سے فرمایا۔ یہ فتنے تیری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو دنیا و آخرت میں لوگوں کا سرِ دل ہے۔ تو اس بات سے کبھی کو کیا فائدہ۔ اس امر کا اگر کوئی منکر ہوتا تو اس کے سامنے یہ تفصیل بیان کرنا مزید بھی پڑتا۔ ہم محمدؐ اللہ اس خلیفہ کے فائز ہیں اور حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کے اس وصف کا کوئی دشمنی نہ کرے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس کا آخر روضہ سے کیا تعلق ہے۔

ان ایک بات ضرور قابلِ توجہ ہے۔ کہ کتنی کی مذکورہ عبارت کے متعلق کتبِ شیعہ میں مذکور ہے کہ سیدہ فاطمہؑ کو ہر رشتہ اللہ عنہا نے ایک مرتبہ آہ و بکا کی اور حضورؐ

اللہ جل و علاً سے عرض کیا۔ اے جانِ ادا! آپ نے میرا عقد ایک ایسے آدمی سے کیا۔ جو فقیر ہے تو اس آہ و بکا اور فقر کے عقد کے جواب میں اللہ علیہ السلام نے دفترِ نیک آخر کو فرمایا۔

سبحان اللہ انوار پر

إِذْ فَخَلَّتْ فَأَطْمَسَتْ وَهِيَ تَبْكِي فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهَا وَقَالَ مَا
 بِكِ يَا بِنْتِي أَفَأَتَيْتُكِ يَا خُورَيْتِي قَالَتْ هَرَدْتُ
 عَلَى مَكَدٍ مِنْ نِسَاءِ قُرَيْشٍ وَهُنَّ مُتَعَبِّبَاتٌ فَلَمَّا
 نَظَرْنَ إِلَيَّ وَقَعْنَ فِيَّ وَفِي ابْنِ عَمِّي قَتْلًا وَمَا سَمِعَتْ
 مِنْهُنَّ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ ذَلِكَ عَدُوٌّ عَلَى مُحَمَّدٍ لَيْتَ
 يُزَوِّجَ ابْنَتَهُ مِنْ رَجُلٍ غَيْرِي قُرَيْشِي وَأَقْبَلَهُمْ
 مَا لَا تَعْلَمُ لَهَا وَاللَّهِ يَا بِنْتِي مَا رَوْعُكَ وَلَكِنَّ
 اللَّهَ رَوْعُكَ مِنْ عَوْنِي -

(بجاء انوار جلد ۳ ص ۱۵۰) ترجمہ سید علی اکبر علیہ السلام کا طوطا زہرا مطبوعہ نئی دہلی طبع جدید

ترجمہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ایک انصاف پسند و سادہ و سہل قصہ جو
 علیؑ اور علیہ وسلم نے اپنا تہ مبارک من کے سر پر رکھ کر پوچھا۔ دے
 لیا گیا وہ ہے، اللہ تجھے خوش و خوش رکھے۔ جناب فاطمہ نے کہا: قریش
 عداوت کی ایک جماعت کے پاس سے یہ اگر گزرا تو مجھے دیکھ کر میرے
 اندر میرے خائف (پھرے بھائی) کے متعلق کچھ کہنے لگیں، آپ نے
 پر جھلک نہ من سے کیا تھا۔ بڑی افسوس نے کہا کہ حضور علیؑ علیہ وسلم
 نے اپنی بیٹی کو کھانچ ایک غریب فقیر قریش سے کر دیا ہے۔ اور اس کے

پاس ملے روایت کچھ بھی نہیں، آپ نے یہ کتنے کر لیا۔ یعنی اتیری خدای
اس سے میں نے نہیں جگہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔

تجلی نے یہ حال جو ذکر کیا۔ قرآن سے یہ ثابت ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حق
بیٹھا ایک ہی ہے جیت اللہ کی بات ہے۔ لیکن بظاہر فضیلت بیان کرنے کے دنگ
میں جس طریقہ سے یہ فضیلت بیان کی گئی۔ دیکھا جائے کہ اس میں حضرت عیسا علیہ السلام
اللہ جل جلالہ کی امانت ہے ہم تو دعا کا کر سکتے ہیں۔ اللہ ان شیعوں کو راہ راست کی
ہدایت عطا فرما۔

تبرہ حویں دیل

اس دیل کا صاحب قبل نامقبول نے حویں دیل کی بناء حجاب ناظر پھر کی
نجات بارگاہ رسالت میں اس حویں کے جو صحیح امتیازی کے باب ابواب و صحت کی
حجارت کا ترجمہ بیان کیا۔

قول مقبول ہر

روای کہ ہے کہ نبی پاک کعبہ کے سامنے میں نماز پڑھتے تھے اور پھر میں گئی
جگہ کچھ اونٹ خرگئے گئے تھے۔ ابراہیم اور کچھ اور لوگوں نے کچھ آدمی بیچے اور ان سے
کچھ گندگی اور ناپاکت مٹوائی اور اس گندگی کو حضور پر ڈال دیا پس حجاب ناظر آئیں۔
اور اس گندگی کو حضور پاک سے بنایا حضور پاک نے بدعا فرمائی کہ خدا یا قریش کو اپنی گندگی
سے بے غصہ نہ ہو میں حقہ اور خیر۔ نیز ان چند لوگوں کے نام لے۔ روای کہ ہے کہ نبی
نے ان تمام لوگوں کو نہیں حضور نے بدعا دی تھی۔ دیکھا کہ ان کے غرو سے دور کے کوئی
میں پڑھے تھے۔ (قول مقبول ۲۲۳-۲۲۴)

نہی نے اس دلیل سے یہ ثابت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈال گئی غلاطت یا زخروں کی ادھر جی دگر کرنے والی حضرت طاہرۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔ مگر میں کے مومن سرحد بد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی اور حقیقی بیٹی ہوتی۔ تو وہ بھی آپ کی اسی طرح ہونے لاتی۔ اور آپ کے ہم اقدس سے غلاطت دور کرتی۔ لہذا صرف حضرت طاہرۃ الزہراء کے اس فعل سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حقیقی بیٹی تھیں۔

جواب :- آپ حضرات آغاز و فراموش کہ حضرت طاہرۃ جنت کی ہمدردی اور غلاطت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم اقدس سے دور کرنا کیا اس سے وہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ یہ بھی قطعی نئے ثابت کرنا پڑا۔ یہ قرین ہی ہوا کہ کوئی شخص کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم اقدس سے غلاطت حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی لکھ کر سکتے تھے۔ لیکن نہیں کی۔ تو کیا اس وجہ سے یہ کہنا درست ہو گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہمدردی سے کوئی رشتہ نہ تھا۔ درود و منورہ ہمدردی کرتے کیا و عروہ کیا اور کیسی دلیل پڑی؟ وہ رے وہ ”حجۃ ہوسم“ کی جتنی اور حقائق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کو ان بیت النبی سے نکالنے کے لئے یہ چاہتے تھے علی کو کیا کیا پاپڑ پینے پڑے۔ لیکن بدنامی اور رو سیاہی کے سوا کچھ نہ رہا۔

پہلے حویں دلیل

جنی شہی نے اس دلیل سے پہلے کہا: ”غلاب طاہرۃ الزہراء کی جنگ نہدی نبی کریم سے ہمدردیاں و منورہ باندا ہے اور پھر صحیح البخاری کے باب الہما سے یہ ایک حدیث کا ترجمہ لکھ دیا۔

قول مقبول :-

”وادی کہتا ہے کہ جنگ نہدی نبی کریم کا چہرہ زخمی ہو گیا اور ایک دانت ٹوٹ گیا۔

اور حضور کے سر پر خود ڈھک گئے۔ جناب ناظمِ بزمِ رسول اور حضور کے زخم کو دھوتی اور حضرت علیؓ ڈھال میں پانی بھر کر (اس کے زخم پر) ڈھوتے تھے۔ جب ابلیس نے دیکھا کہ کنوئیں میں رک رک کر پانی کا ایک ٹکڑا بہا یا جب وہ لکھ جو گئی تو اس کو زخم پر لگایا پس خون ٹپک گیا۔

(قولِ مغیرہ ص ۱۳۷)

بعض شیعہ تھے اس حال سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے ہی فرزندِ اُمّہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دھویا۔ مالا کہ اس فرودہ میں حضرت عائشہؓ بھی حاضر تھیں۔ لیکن خاتونِ جنت کے سر پر ہی اور زخم کے دھونے کے وقت حضرت عائشہؓ غیر حاضر تھیں۔ ان کی غیر حاضری سے یہ ثابت ہوا کہ اس طرح اسی فرودہ میں ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما جاگ کھڑے ہوئے تھے۔ عائشہؓ مدینہ بھی تھیں۔ پاکر جاگ نکلی تھیں (معاذ اللہ) اگر حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا اگر بعد دی برقی۔ تو وہ ایسا ہرگز نہ کرتیں۔ اسی طرح اگر ائمہ کثوم زورِ عثمان رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبت جی برتیں تو وہ یقیناً حضرت خاتونِ جنت کے ساتھ مریم بیٹی کہنے میں سحرکت کرتیں۔ لہذا مسلم ہوا کہ ائمہ کثوم وغیرہ حضور کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں۔

جواب: حیرانی کی بات ہے کہ بعضی نے یہ کہہ دیا تھا کہ کہاں سے حاصل کیا کہ ایک شخص کی اولاد میں سے اگر کوئی ایک فرودہ کسی مجبوری کے وقت اس کے کام آتا ہے۔ اور دوسرے غیر حاضر ہوں۔ تو غیر حاضر تمام کے تمام اولاد کی ذریعہ۔ بلکہ انہی قوم پرانی۔ کہاں ہے یہ ضابطہ؟ کسی کتاب میں اس کا ذکر ہے؟ آخر کوئی نہ کوئی تو ثبوت چاہیے۔

ایک باپ کی اولاد اپنے والدین کے مختلف کاموں میں لگتا رہتا ہے کسی کام

کے وقت کوئی حاضر ہوتا ہے دوسرا نہیں۔ اور کسی دوسرے سے موقوفہ پر کوئی اور اس کام کو سرانجام دیتا ہے۔ ایسا ہونا عام مشاہدہ ہے۔ تو اگر اس قاعدہ اور ضابطہ کو جتنی نظر رکھا جائے۔ جو مافی الشیعی کی اختصار سے تو کچھ کسی شخص کی کوئی بھی جہتیں اولاد باقی نہ رہے۔ آخر کسی مذہبی ہر ایک غیر حاضر ہو جاتی جانتا ہے۔ ان اگر بوقت موجودہ تک یہ بچہ بڑھ کر اپنے والدین کی خدمت کرے تو وہ لائق تھیں ہوتا ہے۔ اور دوسرے کو بھی ہمہ طرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ اس نے نکاح وقت اپنے والدین کی خدمت میں کشتی برائی۔

الحاصل یہ۔

اگر تخیلی و غیرہ کو مستند علیٰ اللہ علیہ وسلم کی شان اور آپ کی ساجہ و دیروں کی شان میں گستاخی ہی کرنی تھی تو اسے یہ ثابت کرنا چاہیے تھا کہ جو چیزیں وغیرہ کفار کے کہنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس پر گندگی پھینکی گئی، تو رام کھنڈ، رقیہ اور زینب نے باوجود وہاں موجود ہونے کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خدمت نہ کی۔ اور کسی قسم کی بدزدی کا اظہار نہ کیا۔ ان غرض اُمد میں موجود ہوتے ہوئے ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تڑپوں کی مرجم پی وغیرہ نہ کی، لیکن اتنی بات بھی ثابت نہ کرنا اور پھر یہ کہنا کہ یہ چیزیں کھائیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں۔ آخر اس میں کیا ربط ہے اور اپنے دعویٰ کے ساتھ ان دلائل کا کیا تعلق ہے؟

[illegible]

خاتمہ فصل

دو فتوحات شیعہ، شیعہوں کی وہ کتب ہیں جن میں مولوی محمد اسماعیل شہید کے مناظروں کی مدنیہ اور نقل کی گئی ہے۔ ان میں ایک مناظرہ کی کاروائی بیان کرتا ہے جسے لکھا ہے کہ مولوی محمد اسماعیل شہید کو جنابت رسول کے موضوع پر جب مولوی دوست محمد قریشی کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ تو مولوی محمد اسماعیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منہوں بیٹیوں کو اہل سنت کی تین کتب سے وسیعہ ثابت کر دیا اور مولوی دوست محمد قریشی کو کفار مشرک کر دیا۔ اسی طرح اسی فتوحات شیعہ کے ص ۹۸ پر جنابت رسول کے موضوع پر ایک مناظرہ کے بارے میں (جو مولوی احمد علی مرزائی کے ساتھ ہوا) لکھا ہے کہ اس میں بھی اچھی تین کتابوں کے حوالہ جات پیش کئے گئے۔ مزید یہ بھی کہ تفسیر فرشتا پوری میں آیت ”وَبَيِّنْهُمْ آيَاتِي“ کے تحت حوات مذکور ہے کہ ”حَبَابَاتٍ دَسُوْلِي“ اقصیٰ ”حَبَابَاتٍ دَسُوْلِي“، یعنی میری بیٹیاں ایسی ہوتی ہیں جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں حضرت عبد المجید علیہ السلام جنہا سے تھیں۔ ”فتوحات شیعہ“ کی عبارت یہ ہے۔

فتوحات فیضیہ - ۱

مبلغ اعظم دسوی محمد اسماعیل خلیل نے ان روکری کار بیرون کتب اہل سنت مفتی
سیرت الہیہ شام جلد چہارم صفحہ ۲۹ تفسیر پیشا پوری جلد پنجم صفحہ تفسیر کبیرہ جلد ہفتم صفحہ ۴۲۶
و غیرہ سے پیش کر کے مروجی و درست محمد کے جذباتی بیانیوں کو ختم کر دیا۔ مبلغ اعظم نے فرمایا
مولانا آپ ان طائفے اہل سنت پر کیا فتویٰ لکھتے ہیں جنہوں نے کہا کہ یہ بیشیاں - حققت
خدیجہ کے پہلے شوہروں سے تھیں اور آپ کی تربیت میں ان کیسے یعنی نبی علیہ السلام کی راہ پر
بیشیاں تھیں، اس لیے اگر آپ نے رقیہ اور ام کلثوم کا خاتمہ مفتی سے عقد کیا ہے تو اس

نہاں ذی نہیں اس کے تعلق دہونا سے نہ پیدا ہوئے۔ ہر ایک اپنے تعلق کی بنیاد پر نہیں۔

و فتویٰ ہے کہ اگر کسی نے اپنے تعلق کی بنیاد پر

نہی کہتا ہے کہ وہ اپنے تعلق کی بنیاد پر

ہر ایک تعلق کی بنیاد پر تعلق کا تصور ہے۔ اگر کسی نے اپنے تعلق کی بنیاد پر

کہ جب وہی مرد ایک سید کا تعلق دے رہا تھا۔ اور وہی تعلق نہ تھا۔ اور یہ

اپنے تعلق کی بنیاد پر نہیں۔

جواب ہے:-

اگر وہی تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر

تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر

تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر

تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر

تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر

تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر

تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر

تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر

تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر

تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر

تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر

تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر تعلق کی بنیاد پر

جو الفاظ پیش کئے کہ وہ حکمتناک و مسئولہ امتیاز میں خدیجہؓ، یہ ایک مٹی اور گہری بحث ہے جو نام نہاد و مبلغ اعظم کی سمجھ و شعور کی آسنے والی نہیں ہے۔ مجھوں میں تاج کو درگاہ کو خوش کر لینا ایک الگ بات ہے اور غلام حق کے سامنے بات کرنا چیز دیگر۔

مذکورہ حوالہ بات قارئین کو اس کے سامنے رکھیں گے، اسی کا مفصل مفہوم و مطلب بیان کریں گے اور بتائیں گے کہ ان حوالوں کا بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ چونکہ بحث وضاحت طلب اور کسی قدر طویل بھی ہے۔ اسی لیے پہلے ہم آپ کو سیرت ابن ہشام کی عبارت دیکھتے ہیں۔ آپ پر واضح ہو جائے گا کہ رسولی اسماعیل صاحب سند میں عبارت میں کس قدر زاوہ اور دھوکہ دہی سے کم آیا ہے۔ سیرت ابن ہشام کی بنیاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عبارت ملاحظہ ہو۔

وَقَالَ الرَّسِيُّ وَلَدْتُ لِعَيْنِي جَارِيَةً اسْمُهَا
هِنْدٌ وَوَلَدَتْ لِهِنْدٍ ابْنًا هَالَةً ابْنًا
اسْمُهُ هِنْدٌ ابْنًا مَاتَ بِالْقَاعُونَ طَاعُونَ
الْبَصْرَةِ وَكَانَ قَدْ مَاتَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ مَعَهُ
مِنْ سَبْعِينَ أَلْفًا فَشَقَّ النَّاسُ بِجَمَلِيزِهِ
عَنْ جَنَازَتِهِ فَلَمْ يُزَمِّدْ مَنْ يَحْمِلُهَا
فَسَاحَتْ نَادِيَةً قِيَّتْ بَيْنَ هِنْدَءِ وَرَبِيبٍ
تَسْرِي اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَمْ تَبْقَ جَنَازَةٌ إِلَّا تَرَكَّتْ وَ
انْحَمِلَتْ جَنَازَتُهُ عَلَى أَظْرَانِ

الْأَصَابِعِ إِعْظَامًا لِرَبِّهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى
 اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَهُ اللهُ وَلَا يَمُوتُ وَ
 يَحْيَا مُخَلَّدًا مِنْ أَيْدِي هَالِكَةِ الْبَنَانِ عَيْدُهُ هَذَا
 إِسْمُهُ أَحَدُهُمَا الظَّاهِرُ وَآيَتُهُ الْأَجْمَرُ هَالِكُهُ...
 ذِكْرُهُ أَنَّ خُدَّيْحَةَ وَلَدَتْ لِلنَّبِيِّ
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَدَهُ كُلَّهُ إِذْ رَأَوْهُ يَمِينُ
 قِيَامَتِهِ مِنْ مَارِسَةٍ

اسمہ الضویۃ لابن هشام
 جلد اول صفحہ ۱۲۷ فصل فی ترویجہ
 علیہ السلام خدیجۃ رضی اللہ
 عنہا مطبوعہ مکتبۃ دار ترقیہ ص ۱۰۱

ترجمہ:-

زہرہؓ نے کہا کہ حضرت خدیجہؓ کو نبیؐ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے نبیؐ
 کے پہلے خاوند قریب سے ایک لڑکا پیدا ہوئی۔ جس کا نام ہند تھا اور
 آپؐ کے بطن شریف سے آپؐ کے دوسرے خاوند ہند ابوبار سے
 ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام بھی ہند تھا۔ جو یسویٰ کہ یاری سے جو
 میں فوت ہو گیا۔ اس دن تیرہ افراد فوت ہوئے۔ لڑکا اس نے جنازہ
 میں مدافعت ہو گئے کوئی ایسا نہ تھا جو اس کو زندہ کر لے۔ اس
 وقت حضرت خدیجہؓ رضی اللہ عنہا کی بیٹی علیؓ کی دوشہ بارہ تھیں جو نے
 نبیؐ کے جنازہ میں حصہ لیا۔ ۵ بیت۔ ۵۔ ۵۔ ۵۔ ۵۔ ۵۔ ۵۔ ۵۔ ۵۔ ۵۔ ۵۔
 ص ۱۰۱ مطبوعہ مکتبۃ دار ترقیہ ص ۱۰۱

ہند کے جنات سے کواٹھا دیا۔ مولیٰ اللہ علیہ السلام کے دربار میں کیسی تعظیم کرتے ہوئے تھے اسی کو مولیٰ نے ذکر کیا اور حضرت خدیجہؓ نے فرمایا:
 ابوہریرہؓ کی کام کے بارہ دو بیٹے پیدا ہوئے، ایک کچھ بڑا اور
 دوسرا چھوٹا، وہ ایک گیت کہ حضورؐ سے ملو تو اس کو تمام دے دو
 حضرت خدیجہؓ نے ان کو خندانہ لہجہ سے پکارا، مولیٰ نے حضرت ابراہیمؓ
 رضی اللہ عنہ کے گھر کو دیا اور حضرت ابراہیمؓ نے خدیجہؓ کے گھر سے
 پیدا ہوئے۔

ناظرین کو چاہیے کہ سیرت ابن ہشامؒ کہ مولیٰ عربی حدیث میں کہ
 اور وہ تجربہ دیکھ لیا، اسی میں حضرت ذریغہؓ، حضرت ارقمؓ اور حضرت ام کلثومؓ رضی اللہ
 عنہا کا نام ہے جو جویش میں چاہتے تھے ان کے رعب ہونے کا کہ جو۔ حالانکہ وہ یہی
 ہندو ہی ہوں گے ایک سیٹھے کا نام ہندو ہی تھا جس کے قوت ہونے پر سید خیرؓ کی
 رضی اللہ عنہا نے فرمایا: **وَأَمَّا هَذِهِ فَتُحْتَدِّقُ فِيهِ** اور جو کہ یہ سیدہؓ **وَأَمَّا هَذِهِ فَتُحْتَدِّقُ فِيهِ**
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مگر اہل ہند کا کہنا ہے کہ مولیٰ اللہ علیہ السلام کے دربار میں
 مال کا مالک رہی اللہ عنہ نے ہند میں ہند کو فرمایا ہے یہاں سے حضورؐ سے ملو تو
 کی صاحبزادیوں کا رعب یہ بھی کیسے ثابت ہو گیا؟

اگر حوالہ دینا چاہتے ہیں تو یہاں کہ مولیٰ نے حضرت ابراہیمؓ رضی اللہ عنہ کے
 حضور اکرمؐ کی خدمت میں تمام دے دو حضرت خدیجہؓ نے اللہ عنہا کے لہجہ شریف
 سے ہوئی۔ مولیٰ کا سامعین صاحب کو چاہیے تھا کہ حضرت علیؓ علیہ السلام کی
 صاحبزادیوں کا رعب یہ ثابت کرتے۔ وہ سیرت ابن ہشامؒ کے مولیٰ حدیث
 سے مروت ہند میں ہندوئی اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مولیٰ کے برعکس
 یہی سے نام شیعہ کا کتب متبرو سے حضرت ذریغہؓ، حضرت ارقمؓ اور

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور کے لشکر و عمر کی خدمت میں رہا، جو تائب ہو گیا ہے۔

وہ ایک ایسی بات کہ اس کا ہم نہاد و محبہ ہو گا۔ یہ بات اور بڑی خوشی ہے۔ پہنچاؤں نے
اسی حضور کو کے اندر قریب سے کہا یہ ہے؟ اور ان کی دوسری بات ہے کہ جو جو شخص
کہا کہ وہ کیا ہے؟ ان پر خود فریبی کے تو اس حقیقت کو پامی لگے کہ اگر وہ رسول
و نہ کو ان کے محبت تھی۔ پہلے تو ان کی ایک شے تھی کہ وہ رسولی نہ ہو۔ ان کے
ساتھ شہادت کا ہوا تو کہ ساتھ حضور، ان کے محبت کے ساتھ شخص ہو
کہ یہ اللہ کی خبر ہے۔ کا اعتقاد، یہ وہاں حضور خدا کی راہی سے صرف
یاد دہانوں کا ان سے بات سب سے انکو یہ شہر فرقہ کی خصوصیات تھی۔
خاستہ و آیا اولیٰ۔ الامور

تفسیر کبیر اور تفسیر تیشا پوری سے مولوی اسماعیل صاحب

کے حوالہ جات کی حقیقت۔

اہم نے فرمایا کہ یہ ایک حق ملی بحث ہے۔ مولوی صاحب صاحب کے
ہی کہ وہ ایک تیسرے صاحب نے فرمایا۔ یہ مولوی صاحب صاحب کو کہہ رہی تھی
اور اگر کچھ بھی کہہ سناؤ وہ مجھے خود قریب سے کہہ رہا ہے۔ یہ تو اس حقیقت
انکا دیکھنے کے لئے ہے۔ یہ تفسیر کبیر اور تیشا پوری کے دونوں حوالوں کو کہہ سکتی
داخل ہو جائے گا۔ مولوی صاحب صاحب نے فرمایا کہ یہ حوالہ جات
موجود ہیں۔

تفسیر کبیر :-

لَآ اَنْ عَلٰی هٰذَا التَّفْوِيْرُ يَصِيْرُ نَظْمٌ اِلٰیْهِ هٰكَذَا
 وَ اَمَّا هَاتُ نِسَابُكُمْ اَلَّا تَقُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَيَكُوْنُ
 الْمُرَادُ بِكَلِمَةٍ " مِنْ " هَهُنَا التَّعْمِيْنُ وَ تَقُوْا
 يَقُوْلُوْا وَ رَبَّآ نِيْبُكُمْ اَلَّا تَقُوْا فِيْ حُجُوْرِكُمْ
 مِنْ نِسَابُكُمْ اَلَّا تَقُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَيَكُوْنُ
 الْمُرَادُ بِكَلِمَةٍ " مِنْ " هَهُنَا اِتِّسَادُ آءِ
 الْغَايَةِ كَمَا يَقُوْلُ يَسَامَتْ الرَّسُوْلُ مِنْ حُدُوْبِهِ
 فَيَلِيْزُ مَا اسْتَعْمَالَ اَلْقَفْظِ الْمُفْتَرَكِ فِيْ حِكَا
 مَفْهُومِيْهِ وَ اِنَّهُ غَيْرُ جَائِزٍ ۔

تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۷۷ مطبوعہ

البيعة المصرية سن طباعت

(۱۳۵۷ھ)

ترجمہ :- اس تفسیر پر آیت کی عبارت یوں ہو گی : دَخَلْتُمْ نِسَابُكُمْ
 اَلَّا تَقُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ یعنی حرام میں تم پر تہاری ان بیویوں کی نہیں
 جن سے تم نے بھائی کی ہے (پس اس تفسیر پر کلمہ در میں ،، تمیز کیے
 ہمارے پھر کہے ۔ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ اَلَّا تَقُوْا فِيْ حُجُوْرِكُمْ تَسْلِمُ
 اَلَّا تَقُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ (یعنی تہاری پر در وہ ہو گی جن جو تہاری گرو میں
 ہیں وہ حرام میں جو تہاری ان بیویوں سے کیا جن سے تم نے دخول
 کیا تو اس تفسیر پر کلمہ در میں ،، ابتدا کے قایت کیے ہوا ۔

جیسے کہ ابتدا اس نے غایت کے لیے ہے اس عبارت میں کلمہ تہی کا بھی یہی
 جلال میں دو نباتات الرسول میں خدیجہؓ، (یعنی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی بیٹیاں حضرت خدیجہؓ جو اکبر علی رضی اللہ عنہا سے ایک۔) پس لازم آئے
 گا استعمال کرنا نقطہ (یعنی) کا جو وہ ظہور میں (یعنی در ابتدا کے غایت) میں شریک
 ہے اور یہ ناجائز ہے۔

تفسیر نیشاپوری :-

أَمَّا اسْتِزَاحُ الدُّخُولِ بِأَيِّهَا فَلِقَوْلِهِ مِنْ
 يَسَائِكُمْ اللَّائِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ
 بِرَبِّ آبَائِكُمْ كَمَا تَقُولُ بِنَاتِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ وَأَيْضًا
 عَوْدُ الشَّرْطِ إِلَى التَّجْمُلَةِ الْأُولَى وَخَدِيسَا
 بَاطِلٌ بِالِاجْتِمَاعِ وَكَذَا عَوْدُهُ إِلَيْهِمَا مِمَّا
 يَكُونُ مَعْلُومًا مِنْ مَعَ الْأُولَى أَلَسْبَاكُ وَمَعْنَاهَا
 مَعَ الثَّانِيَةِ إِنْ شَاءَ آدَمُ الثَّانِيَةِ وَإِسْتِغْنَاءُ
 اللَّفْظِ الْمُفْتَرَكِ فِي مَعْلُومَةٍ
 خَيْرٌ جَائِزٌ.

(تفسیر نیشاپوری جلد دوم ص ۱۰۰)

بیرت میں جدید

ترجمہ: میرا کہوں کے حرام ہونے کے لیے ان کی ماؤں سے دخول کی شرط
 لگا، اللہ تعالیٰ کما کی قول کی وجہ سے ہے۔ میں نے یسائیکم

اس آیت میں عام صحابیہ کو اور خواتین اور عظیم جہیں کا مسلک یہ ہے کہ جن محدثوں کے ساتھ نکاح کیا جائے ان کے ساتھ جماع کیا جائے۔ ان محدثوں کی انہی نسوان کہنے والے پر حرام ہو جاتی ہیں۔ لیکن پروردگار کی ان تہمید پر ہوتی ہیں جبکہ ان کی ملازمتوں کے ساتھ وراثت کی بجا حد حق صوبہ کریم روز یہ فہرستیں ہیں کہ بیویوں کی انہی اور ان کی پروردگار کی ان وقت حرام ہوتی ہیں جبکہ بیویوں کے ساتھ جماع کیا ہو۔ عورت نکاح سے حرام نہیں ہوتی۔

غور و غلام یہ ہے کہ عام صحابیہ یا کثرت در صحت نسائیکم اللہ فی رخصۃ حسنہ یعنی، اگر عورت دو یا بیش کثرت کے لیے قید اور شرط بتا دے تو یہ صحیح ہے۔ فقہات نسائیکم۔ کو ایک اور شکل میں لکھتے ہیں۔ لیکن بعض صحابہ کرام اور صحت نسائیکم اللہ فی رخصۃ حسنہ، کو ایسے دربان کثرت اللہ فی رخصۃ حسنہ کے لیے قید اور شرط لگاتے ہیں ایسے ہی در صحاح نسائیکم۔ کے لیے بھی قید اور شرط لگاتے ہیں۔ امام وازی صاحب تفسیر کبیر اور امام نظام الدین صاحب تفسیر شفا علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عام صحابیہ کی طرف سے دلائل نقل کرتے ہوئے بعض صحابہ کی یہ نظر اور جہاں سے روئے رہے ہیں کہ اگر دو صحت نسائیکم اللہ فی رخصۃ حسنہ کے لیے قید اور شرط بتا دے تو یہ صحیح ہے۔ قرآن مذکورہ کی تفسیر میں ہر جگہ لکھی گئی ہے کہ آپ نے دونوں تفسیروں کی دلیل سے استفادہ فرمایا۔

غیر امام ترمذی، امام وازی اور علامہ نظام الدین نے اپنی تفسیر پروری کے ثابت کیا ہے کہ اگر کسی قید مذکورہ دونوں بیویوں کے لیے قید اور شرط بتایا جائے تو لازم آئے گا کہ ایک شرک فہم و جہل و شک و محنتوں میں ایک وقت استعمال ہو جو کہ ناجائز ہے حقیقت یہ ہے کہ امام وازی اور علامہ ترمذی پروری، جہاں شد و ثبات، شریعتی صلی، نہ عید و حد

مِنْ خَلْقٍ نَّبِیَّةٌ ۖ کے الفاظ اس جگہ اس لیے لائے گئے ہیں کہ ثابت ہو جائے کہ ان نبیوں میں
 اللّٰہِ فِی مَجْہُورٍ کَکَہ قِیْنِ لَیْسَ یُکْکَرُ ۖ میں حرفِ رد میں ۱۱۱ ابتدا کے تحت لکھا ہے
 ہے اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا رد مہجوب ہونا کسی طرح ثابت نہیں ہوتا۔
 اسی لیے ہم نے پہلے عرض کیا تھا کہ مبلغ صاحب ان عبارات کا مفہوم نہیں سمجھ سکے اور اگر
 مفہوم نہ سمجھ سکے کہ کچھ روایات التّٰسْوِلِ مِنْ خَلْقٍ نَّبِیَّةٌ کے الفاظ سے حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادیوں کا رد میرا نہ ثابت کیا ہے تو یہ کہ وہ فریب اور جھوٹ کی
 بہتری شال ہے۔ ایسے لوگوں سے دین و دانش کی توقع بحث ہے۔
 نوٹ ۱۔

مولوی محمد اسماعیل نے تفسیر نیشاپوری کی عبارت سے استدلال کرتے ہوئے
 لکھا ہے۔

۱۔ در چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں آیت ۱۱۱ وَہَا یَبْکُکَرُ اللّٰہِ فِی ۱۱۱ کے تحت صاف
 لکھا ہے کہ وَہَا یَبْکُکَرُ اللّٰہِ فِی ۱۱۱ خَلْقٍ نَّبِیَّةٌ ۖ اور کہ یہ ایسی بیٹیاں ہوتی
 ہیں جیسے رسول اللہ کی صاحبزادیاں جناب خدا کے سے ۱۱۱

(فتوحات شیعہ ص ۱۹۸)

دیکھ لیا آپ حضرات نے کہ مولوی اسماعیل صاحب نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی بیٹیوں کو رد مہجوب ثابت کرنے کے لیے اس عبارت میں ۱۱۱ وَہَا یَبْکُکَرُ اللّٰہِ فِی ۱۱۱
 کے الفاظ پر حرفِ رد کا اضافہ کیا ہے جو تفسیر کے لیے ہوتا ہے کہ زیادہ کر کے یوں لکھا
 ہے۔ ۱۱۱ وَہَا یَبْکُکَرُ اللّٰہِ فِی ۱۱۱ تاکہ ثابت ہو کہ رد مہجوب کیوں ایسی ہوتی ہیں جیسی
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں۔ مولوی اسماعیل نے بدترین خیانت کا ارتکاب
 کرتے ہوئے حرفِ رد ۱۱۱ اپنی گرو سے لگایا تاکہ اپنا کوسیدھا کر سکیں۔ یہی جوں
 لکھنے کا فحش ہنسیا تاکہ ۱۱۱

ہم اہل الصلوات حضرات کو دعوتِ غرور دیتے ہیں کہ تفسیرِ کبیر اور تفسیرِ پیشا پوری
ایسی کتابیں نہیں ہیں جس سے دنیا کے علمنا واقف ہو یہ کتابیں ہزاروں کی تعداد میں چھپ
کر منظرِ عام پر آچکی ہیں اور دنیا کی تقریباً ہر مری لاہری پری میں موجود ہیں مولوی اسماعیل صاحب
تو اپنی ڈنکی بجاتے بجاتے اگلی دنیا کو مددگار سے مولوی اسماعیل کی تمام قدرت کو ہمارا
پرچین ہے کہ اگر کوئی مجتہد مذکورہ تفاسیر سے لفظ دربنات، پر معرفتِ شمسِ ہدی، دکھا
دے تو ہم پچاس ہزار روپیہ نقد انعام پیش کریں گے۔ مگر ہمارا دعوئے ہے کہ کوئی شیخ
ذاکر، مری یا مجتہد ایسا لفظ ہرگز نہیں دیکھا سکے گا۔

بناتِ رسول کے دبیبہ ہونے کا دعویٰ معتبر آؤ

مذہبِ شیعہ کی نظر میں

(۱) انوارِ نعمانیہ :-

اِنْ تَلَمَّتْ اَصْحَابُهَا فِي اَنْ رُّقِيَّةَ وَ اُمِّ كَلْبُومَ هُوَ
مُتَارِيْبِيَّتَاهُ مَلِكُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمَّ ابْنَتَاهُ وَ اَمَّا
عَنْدَنَا لَا مَعَا وَ تِلَاثُ حُثْمَانٍ فِي اَمَانٍ مَسْئُولِ اللّٰهِ
مَلِكُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اَلَيْهِ كَانَ مُظْهِرًا لِذِي سَلَامٍ وَ كَانَ
النَّبِيُّ مَلِكُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اَلَيْهِ مَرِيْدٌ تَلَمِيْظٌ هُوَ يَهْدِيهِمْ
وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اِلَّا سَلَامٌ اِلَيْهَا فَكَانَ يَلَا طِفْطُهُمْ بِاَنْوَاعِ
الذَّلَالِيَّتِ مِنْ اَلْمَسْأَلَةِ وَ الْعُنَا كَعَابٍ وَ غَيْرِهَا ۔

انوارِ نعمانیہ جلد اول صفحہ ۳۳ خودی مراد شیعہ

صلی اللہ علیہ وسلم محبوبہ تبریز میں چھپ رہا

تو میری یہ باتیں سن کر وہ صاحب دیشور کی تعریف سے بے پروا ہو کر اپنے گھر میں
 حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر میری روایت کی تصدیق فرمائی۔ میں نے ان سے کہا کہ میں
 وہ شخصیت کی تعریف سے کوئی فرق نہیں کرتا۔ کیونکہ حضور ہی شرف
 حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کی یہ سلام کا اظہار کرنے کا باعث ہے۔
 حضور پر صلوات اللہ علیہ ان کی اہمیت خوب چاہتے تھے۔ وہ دونوں ہی
 اس واسطے ہی کہنا چاہتے تھے کہ یہ آپ کی تعریف و ثنا کے ذریعے تعریف و
 تکریم فرماتے ہیں کہ وہ اہمیت فرماتے تھے۔

۱۲۱) حیاتِ مطہریہ :-

مجھے یہ خدمت شرف و عزا، افتخار و تکریم کا حق ہے کہ میں حضور کی خدمت میں
 بعد از شہر و ملک کی شرف و عظمت کے ساتھ حضور کے دربار میں شرف و عظمت
 اپنے ذریعے سے کہ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے شرف و عظمت کے
 بارگاہ میں تشریف لائے اور ان کی خدمت میں اپنے شرف و عظمت کے بارگاہ میں
 وحی و تعریف کے واسطے سے حاضر ہو کر اپنے شرف و عظمت کے بارگاہ میں
 اپنے شرف و عظمت کے واسطے سے حاضر ہو کر اپنے شرف و عظمت کے بارگاہ میں
 حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے شرف و عظمت کے بارگاہ میں
 تکریم و شرف و عزا کے واسطے سے حاضر ہو کر اپنے شرف و عظمت کے بارگاہ میں
 ام کو شرف و عزا کے واسطے سے حاضر ہو کر اپنے شرف و عظمت کے بارگاہ میں
 کے شرف و عزا کے واسطے سے حاضر ہو کر اپنے شرف و عظمت کے بارگاہ میں
 تکریم و شرف و عزا کے واسطے سے حاضر ہو کر اپنے شرف و عظمت کے بارگاہ میں
 جس نے یہ خدمت شرف و عزا کے واسطے سے حاضر ہو کر اپنے شرف و عظمت کے بارگاہ میں
 تکریم و شرف و عزا کے واسطے سے حاضر ہو کر اپنے شرف و عظمت کے بارگاہ میں

الحاصل:

یہ کچھ مذاق کی فصل تھیں۔ اگرچہ ان سے بعض چیزیں یاد آئیں، مگر یہ سب کچھ
 یاد آئے۔ مگر یہ سب کچھ یاد آئے۔ مگر یہ سب کچھ یاد آئے۔ مگر یہ سب کچھ یاد آئے۔
 مگر یہ سب کچھ یاد آئے۔ مگر یہ سب کچھ یاد آئے۔ مگر یہ سب کچھ یاد آئے۔
 مگر یہ سب کچھ یاد آئے۔ مگر یہ سب کچھ یاد آئے۔ مگر یہ سب کچھ یاد آئے۔

وہ علیہ السلام لا الہ الا وہ

بیان

از

پیر طریقت راہ بر شریعت واقف اسرار حقیقت قبلہ سیدی و
 سندی حضرت قبلہ پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب سجادہ نشین
 آستانہ عالیہ حضرت کیسیا نوالہ شریعت؛ ضلع گوجرانولہ



اگر شیخ فرقہ کی کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ الہیہ سبب رسول صلی اللہ
 علیہ وسلم کے مہبط نہیں بلکہ دشمن ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے کلمہ گوئی
 بات منسوب کی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا مجھے گول دیا کرو گا میں سے گناہ موات ہوتے
 ہیں۔

چنانچہ ان کی مشہور کتاب بھی ابلاغ میں ہے کہ حضرت علی نے فرمایا۔

أَمَّا الشَّيْءُ حَسْبُوْنِي فَإِنَّهُ نِيٌّ زَكَاةٌ وَلَكُمُ رِيْبَانَةٌ

یعنی تمہیں اجازت کہ مجھے گالی دیا کرو کیونکہ میرے لیے زکات اور

تمہارے لیے اورغ سے نجات ہے۔

پیر ملا شیخ فرقہ حسب علی آپس دشمن علی ہے۔ اگر علی رضی اللہ عنہ سے کچی محبت رکھنے

والا گروہ ہے تو وہ اہل سنت کا ہے جن کی کتب میں یہ حدیث موجود ہے کہ انکار الی و علی مبادی
علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔

پیشور ذرکت ہے کہ مشرقی راہ ابو بکر صدیق کی بیعت نہ کرنا چاہتے تھے تو لوگوں نے ان کے
گھے میں رسی ڈال لی پہنچ کر اُنے اس حرکت سے ابو بکر صدیق کی بیعت کروائی چنانچہ ان کی
کتبوں میں ہے۔

جلاء العیون:

پس کا فرماں ایسا تھا کہ درگاہ امیر المومنین اذان قند و لبوسے مسید کشیدہ ہو۔
اسلام کے لیے دیکھئے۔

(۱) - جلال امیرین جلد اول ص ۲۱۹

(۲) - حلا حیدری ص ۱۲۸۲

(۳) - رجال کشی ص ۱۱ و غیرہ

توجہ:

یعنی لوگوں سے نصرت میر المومنین کے گھے میں رسی ڈال لی اور پہنچ کر مسجد میں
کے مسے۔

میں مسید ہوں اور کوئی نصرت نہ نہیں اپنے خاندانی بھائیوں کو قرآن پر داشت
نہیں کر سکتے۔ تو کیسے ممکن ہے کہ شیور ذرکت علی کو بولا کہے تو بڑے جلا سے اور ان کے
گھے میں رسی ڈال کر پانا ہوں میں نے اسے اور سید اسے برداشت کرنا نہیں دیا یہ نہیں
شیور ذرکت سے نصرت ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ کہ سید بن ابی ہاشم ہے کہ
نہ وہ راہ راہ ان تہذیب ہے۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العزیز

جو کہ شیعوں کا یہ پتا بھی جھوٹ ہے کہ حضرت علیؑ بیعت نہیں کرنا چاہتے تھے اور یہ کہ انہوں نے اپنی جان کے گھر سے بڑی سی بیعت کی تھی کیونکہ ان کی بیعت کی تاریخ تو یہ بتائی جاتی ہے۔

فَعْتِمَتْ حَسَنٌ ذُلْفَ نِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَ نَابِغَتَهُ وَ تَلَقَّتْ
فِيْ تَلْحُكِ الْاَحْدَاثِ قَتُوْلِيْ اَبُوْ بَكْرٍ تَلْكُ الْاَعْوَرُ
وَسَدَدٌ وَ هِيسُ وَ قَارِبُ فَصَحْصَحَتْ مِنْهَا مَحْجَا
وَ اطْعَمَتْ هَيْمَ اطْمَاعِ اَنَّهُ فَيْنَهُ
جَاهِدًا۔

(تاریخ التواریخ حالات حضرت علیؑ)

جلد ۲ ص ۱۲۲

ترجمہ:

میں خود ہی کہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس گیا اور ان کی بیعت کر لی اسی کے بعد ہی
نے تمام صحابہ و محدثین میں اس کی مدح کی۔

سیدنا حضرت علیؑ بہشتیہ ولایت، مہرِ صحابہ و ائمہ، رب کرم و شہرہ اکرم کے
صحابہ جزا سے سیدنا حضرت امام علیؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، آپ اور آپ کے بھائی و بھتیجوں کے
اور چند خاندانوں نے میدانِ کربلا میں زید کی بیعت قبول نہ کی اور شہادت قبول کر دی۔
یہ کسی طرح ممکن ہے کہ شیر خدا کے صاحبزادے نے تو بیعت نہ کی اور شیر خدا نے بیعت
قبول کر لی۔! یہ بہشتیہ ولایت پر محض ایک الزام ہے۔ خدا کا خوف کرو اور مدح کی لو۔
یہ محض باقرؑی شاہ سجادہ نشین تاسا زیدؑ حضرت علیؑ اور شریفؑ سے نہیں گزرتا۔
بروز جمعۃ المبارک ۲۹ شعبان ۱۴۰۳ھ

شانِ صحابہؓ روضہ شیعہ پر تین عظیم الشان "بے مثال تحقیقی شاہکار کتب"

محققِ بلامِ شیخ الحدیث علامہ
روضۃ اللہ علیہ
مجتہدِ علی نقشبندی

تالیفات

- ☆ روضہ شیعہ پر اتنی جامع، مفصل اور محققانہ تحریر قبل ازیں وجود میں نہیں آئی۔
- ☆ ان کتب کے بعد اس موضوع پر کسی دوسری کتاب کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔
- ☆ تمام کتب میں استدلال صرف اور صرف قرآن حکیم اور کتبِ شیعہ سے کیا گیا ہے۔
- ☆ بنظر انصاف مطالعہ کرنے والا ہر شیعہ اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کیلئے مجبور ہو جائے گا۔
- ☆ تینوں کتب متفقین و مناظرین کیلئے اصول خزانہ اور گستاخانِ صحابہ کیلئے تازیانہِ عبرت ہے۔

فقہ جعفریہ
جلد ۳

جغہ جعفریہ
جلد ۵

میزان الکتب

عقائد جعفریہ
جلد ۳

مکتبہ نوریہ حسینیہ جامعہ رسولیہ شیرازیہ
بلال کنیرہ لاہور پاکستان فون 7227228